فسانۂ آزاد

تاریخ تصنیف

جلد اوّل

اِس اُردو ناول سے ناظرین کو مہذب ظرافت کے پیرایہ مین عُمدہ
عُمدہ اَخلاقی نتیجے حاصل ہوتے ہین

حسب الایمائے منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مرحوم بانی مبانی مطبع ہذا
ت رتن ناتھ صاحب در کشمیری لکھنوی نے تصنیف فرمایا یہ فسانہ
ن ابتدائے دسمبر ۱۸۷۸ء لغایت دسمبر ۱۸۷۹ء شائع ہوتا رہا
اُسکے بعد سے ابتک بسبب ہر دلعزیزی بحیثیت کتابی چار جلدونمین باٹھ مرتبہ طبع و شائع ہوچکا
اب حسب الحکم منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع
باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ بار ہشتم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء

فہرست مضامین فسانۂ آزاد جلد اوّل



دیباچہ راز نکتہ سازانست این
تعویذ دل سخن طرازانست این

فہرست خیال جان گدازانست این
طومار جنون عشقبازانست این

سحر کاذب کے وقت مرغ بے ہنگام نے گربۂ مسکین کی آہٹ جو پائی تو گھبرا کر کڑکڑوں کوں کی بانگ لگائی اور ہمارے حبیب لبیب دقیقہ رس صبح نفس جو سر شام سے لمبی تانے میٹھی نیند سو رہے تھے یہ آواز خوش آیند سنتے ہی کلبلا کر اُٹھ بیٹھے۔ اُودھر آنکھ کھلی ادھر باچھین کھلگئین دیکھتے کیا ہین کہ ابر نوبہار نسیم مشکبار نے تمام شہر کو نمونۂ گلزار ارم بنا دیا ہی۔ یہ شاعر آدمی حسن پرست وارفتہ مزاج رنگین طبع آزاد منش۔ تاب کہان کہ مکان کے قفس مین قید رہین بوے گل کی طرح نکل کھڑے ہوے۔ روشنی طبع کے صدقے ایک ایک قدم پر ایک ایک مصرع ریختہ موزون ہوجاتا تھا۔ ہان داد کون دے خود ہی گردن ہلاتے جاتے تھے اور احسنت و مرحبا وغیرہ کلمات زبان پر لاتے تھے اور خود ہی جھک جھک کر سلام کرتے تھے۔ الغرض ہمارے دھن کے پکے حبیب مجذوبون کی قطع بنائے چلے جاتے تھے کہ دو مختلف الاوضاع حضرات نظر سے گذرے ایک صاحب وضع دنیا سے نرالے پتلون خاکی جاکٹ کالی۔ کوٹ نیلا دیس کوٹ ڈھیلا۔ گھنی ڈاڑھی خرگوش کی جھاڑی ہاٹ بوٹ پہنے کھٹ پٹ کرتے ڈبل چال چلے جاتے ہین۔ دوسرے بزرگوار زیبا اندام نازک خرام گلفام کیچل پیٹ کا دھانی رنگا ہوا کُرتہ اُوپر روپیے گز والی مہین شربتی کا پتن کمر توئی کا چُست انگرکھا گلبدن کا چوڑیدار گھٹنا پہنے۔ بیسواؤن کی طرح پٹیان جمائے عطر عروس لگائے ٹکے دار ماشہ بھر کی ننھی سی ٹوپی الپین سے اٹکائے ہاتھون مین منہدی پور پور چھلے آنکھون مین سرمے کی تحریر چھوٹے پنجے کا زرد مخملی چڑھوان جوتا زیب پا کیے ہوے ایک عجیب لوچ سے کمر لچکاتے پھونک پھونک کر قدم دھرتے چلے آتے تھے اُنھون نے انکو اور انھون نے اِنکو خوب غور سے گھورا اور ہمارے حبیب لبیب نے دونون پر ایک ایک نظر غلط انداز ڈالی۔ چتونون سے تاڑ گئے کہ دونون دُھن کے پکے ہین اِتنے مین حضرت نازکبدن نے مُسکراتے ہوے آواز دی اب دل لگی دیکھئے کہ کس لُطف کی نوک جھونک ہوتی ہے نازکبدن۔ میان جانے والے۔ او میان جانے والے۔ اجی ذری ادھر تو دیکھو یا الٰہی ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین میرا کلیجہ بلیون اُچھلتا ہے بھری برسات کے دن اجی کہین پھسل نہ پڑین تو قہقہہ اُٹھے یار لوگون کو دل لگی ہاتھ آئے۔ ان چپاتے کی کھوپڑی پر جائے حضرت ذری سنبھلے ہوے۔

مُنڈا ہو تو مرد سے نچاؤ۔ ان باتوں سے باز آؤ۔
چھمّی جان۔ جی تو آپ کے پروفسر لاک کے پاس چلا جاؤں آپکے
پیر مغان کی بیعت لاؤں۔ آدمی سے مخنث بنجاؤں اپنے کو آپکی
طرح گدا می بناؤں آپ کسی گلی کوچے مین نکلین تو واللہ اس وضع
پر کتّے ٹنگڑی ہی لین اپنی وضع تو دیکھیے۔ ہمین پر شیر ہین۔
خود را فضیحت دیگران را نصیحت۔
آزاد۔ اب یہ فرمائیے کہ اسوقت آپ کہان کے ارادے سے نکلی ہین
چھمّی جان۔ کل شب کو تین بجے تک ایک رنگیلے دوست کے
یہان محفل رقص و سرود مین شریک تھا واللہ وہ پیاری پیاری صورتین
دیکھنے مین آئین کہ واہ جی واہ کس کافر کا اُٹھنے کو جی چاہتا ہو جلسہ
برخاست ہوا تو بس کلیجے کو دونون ہاتھون سے تھام کر ہم بھی دل
سرد اُٹھ کھڑے ہوے لیکن دل زلف مہوشان ہی مین پھنسا تھا رات بھر
کانون مین چھما چھم کی آواز آیا کی پریون کی پیاری پیاری صورت
آنکھون مین پھرا کی ایک ایک جو وہان تھی دنیا سے نرالی فتنۂ زمانہ آفت
ڈھانے والی جسے دیکھو نور کا عالم جیسے آفتاب جیسے ماہتاب مگر وہ
چاند سا مکھڑا نہ بھولے گا نہ بھولیگا۔ ہاے مرتے دم تک نہ بھولیگا زاہد
صد سالہ بھی دیکھے تو اُس بت بے پیر کی پرستش کرے۔ اب اسوقت
جھٹ پٹ پھر جاتے ہین ذرا آنکھین سینک آئین بھیروین آڑ رہی ہوگی
رسیلی نینون والیون نے پھندا مارا۔
آزاد۔ کل فرصت ہو تو ہم سے ملیے گا۔
چھمّی جان۔ کل تو ملنا معلوم کل تک تو نیند کا خمار رہے گا۔
آزاد۔ اچھا جانے دیجیے پرسون سہی۔
چھمّی جان۔ پرسون اے پرسون تو نغفور چین بھی یاد فرمائین تو بندہ
نہ جانے کا پرسون نوابصاحب کے ہان بٹیرون کی پالی ہے مہینون سے
بٹیر تیار کیے ہین دو دو تیجے تو کسا لین ادھر یا ادھر دیکھیے تو میری لوری

کیسی بڑھ بڑھ کر لات دیتی ہے کہ اچھے اچھے بٹیر ایک ہی نفرین
توک دم بھاگین۔
آزاد۔ خیر صاحب پرسون نہ سہی دوشنبہ کے دن ملیے۔
چھمّی جان۔ دوشنبہ کو تڑکے سے بانس کی کنکیّان لڑینگی ابھی
بنارس سے بانا منگا یا ہے واللہ ماہی جال کی کنکیان ایسی سدھی
ہین کہ ہر دم قابو مین مو ڑلو۔ غوطہ دو کھینچو۔ جو چاہو سو کرو جیسے اصیل
گھوڑا ابھی کھینچ مین تو ولایتی اپنے فن کا جالینوس ہی ؟
آزاد۔ اچھی خیر۔ چلیے سہ شنبہ یون گیا۔ چہار شنبہ کو فرصت ہی۔
چھمی جان۔ واہ وا واہ چہار شنبہ کو تو بڑے تڑکے سے بھٹیاریون
کی لڑائی ہوگی دیکھیے تو کیسی کیسی پریزاد بھٹیاریان کس بانکی دلسے
ہاتھ چمکا کر انگلیان مٹکا کر لڑتی ہین اور کیسی بے نقط سناتی ہین کہ تو بہ بھلی
آزاد۔ پنجشنبہ کو تو ضرور ملنا ہوگا تم کو واسطہ خدا کا۔
چھمی جان۔ حضرت آپ تو بڑے مرچڑے ہین۔ ملون تو سب کچھ
جب فرصت بھی ہو یہان مرنے تک کی تو فرصت نہین۔ اگلی نوچندی
جمعرات ہی خدا جانے کس کس کے وعدے وفا ہونگے۔ برسون سے
منتین مانی ہین آپکو دنیا و مافیہا کی خبر تو ہی ہی نہین آپکو تو بس ایک
پروفسر صاحب اور دو سرے لکچر سے سروکار ہی باقی اللہ اللہ خیر صلاح
آزاد۔ بس قبلہ ملنا ملانا معلوم۔ فرصت عنقا ملاقات معدوم آج مرغ
لڑائیے گا کل پتنگ جھپکائیے گا۔ پرسون بٹیرونکی پالی مین جائیے گا
کہین محفل رقص و سرود آراستہ ہوگی کہین بزم طرب پیراستہ ہوگی
آپ رونق افروز نہون تو رنگ کیونکر جمے۔ ارباب نشاط کا فروغ
آپ کے دم سے جلسے کا لطف آپ کے فیض قدم سے میلا ٹھیلا تو
کوئی آپ سے کاہے کو چھوٹتا ہوگا پھر بھلا ملنے کی کون صورت ہے

ہمین لکچر سے اور تمکو تھرکنے سے کہان فرصت
چلو بس ہو چکا ملنا نہ یان فرصت نہ وان فرصت

جانے والا - (ٹھہر کر) ارشاد آپ اپنا مطلب فرمائیے میرے پھسلنے کی فکر نہ کیجئے۔

نازک بدن - گر پڑے گا تو مجھ سے ضرور پوچھ لیجیے گا -

جانے والا - بہت خوب - ضرور پوچھونگا - بلکہ آپ کو ساتھ لیکر گروں تو سہی نیچے آپ ہوں اوپر بندہ - انشاءاللہ -

نازک بدن - آپ نے یہ کیسی نیم ٹر قطع بنائی ہی - کہیں گڈ امیر کی پھبتی آپ ہی پر تو لوگ نہیں کہتے ہیں -

جانے والا - آپ کو یہ زنانوں کی وضع کیسی بھائی ہی - چھمی جان آپ ہی تو نہیں مشہور ہیں -

چھمی جان - (وہی نازک بدن) خدا کی قسم آپ کے کالے کپڑوں سے میں سمجھا کہ بنڈیلا کسم کے کھیت سے نکل پڑا میاں آزاد جو سُنا کرتے تھے وہ آپ ہی تو نہیں ہیں -

جانے والا - قسم حضرت عباسؑ کی میں آپکو دیکھکر یہ سمجھا کہ کوئی زنانہ مٹکتا جاتا ہے یا پنجکش ساقن مردانہ بھیس میں آئی ہے -

چھمی جان - واللہ آپکی دھج ہی نرالی ہی یہ ڈبل کوٹ اور ایکڑ توڑ بوٹ ماشاءاللہ تم ماشاءاللہ -

آزاد - اللہ رے تیرے دست حنائی - اُف ری تیری دلربائی یہ لگاوٹ یہ سجاوٹ یہ لوچ - یہ نازک کمری - یہ دیدہ کی صفائی - یہ شوخ نظری - خدا اس چشم سرگین کو عین الکمال کے اثر سے بچائے اور ہم کو مردوا بنائے -

چھمی جان - اسوقت آپ ایسے بدحواس کہاں بگٹٹ بھاگے جاتے ستم پیچ کیسے گا آپ کو ہماری جان کی قسم - ہمارا ہی لہو پیے جو لگی لپٹی بات کہے -

آزاد - آج پروفیسر ملاک صاحب زبان پاک سنسکرت کی اشرفیت پر لکچر دینے والے ہیں یہ بزرگوار بڑے مقدس اور عالم یگانہ یکتائے زمانہ مشہور دیار و امصار ہیں انکی زیارت مغتنمات سے ہی -

چھمی جان - لاحول ولا قوۃ بھی قسم خدا کی کتنے بھونڈے ہو کتنا خراب مذاق ہی - پروفیسر صاحب کے مشہور ہونے کی ایک ہی کہی ہم اتنے بڑے ہوے - آج تک نام بھی سُنا ہو تو قسم لیجیے کیا دلی خان سے زیادہ مشہور ہیں نام زبان پر آتے ہی لطف صحبت آنکھوں میں پھر گیا اور تو نہیں جانتا بھی جو کہیں تمہارے گھونگریالے بال - ایک دفعہ بھی اُسکی زبان سے سُن لو تو عمر بھر نہ بھولو - واللہ کیا ٹیپ دار آواز ہی بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بین بجا رہا ہی - مگر تم ایسے کوڑھ مغزوں کو گلے بازی اور نازک آوازی سے کیا واسطہ تم تو پروفیسر صاحب کے پھیر میں ہو تڑکا ہوا اور چلے لکچر سننے ایسے مذاق پر تین حرف -

آزاد - بندہ پرور مجھے جو کچھ صلواتیں سُنانا ہو سُنا دیجیے - اُتو بنا لیجیے مگر برائے خدا ایسے طیب النفس فخر بنی نوع انسان بلیغ نکتہ دان بزرگوار کے حق میں تو کلمات خرافات زبان سے نہ نکالیے - آج وہ تمام یورپ میں محقق اکمل فاضل اجل سمجھے جاتے ہیں اور ہزاروں آدمی اُس عالم متبحر کی تحقیق انیق سے فیض پاتے ہیں - ؎

گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی ست
دست مشاطہ چہ با حسن خداداد کند

چھمی جان - کیوں حضرت یہ شعر کس دُھن میں ہی واللہ گانے کے لائق ہے -

آزاد - آپ پر خدا کی سنوار - اور آپکی دھن پر شیطان کی پھٹکار ای توبہ شعر کی تعریف کرنا درکنار کہنے لگے کہ یہ کس دھن میں ہے - دُھن کسی ڈھاڑی بچے سے پوچھیے میں دُھن وُھن نہیں جانتا وزن تقطیع بحر البتہ پوچھیے تو تشفی کر دوں - آپ تو میں دیکھتا ہوں دامیں ڈوبے ہوے ہیں بندہ نواز اس نلج رنگ نے آپکی یہ گت بنائی کہ بھچھی اور ڈاڑھی کترائی مہندی لگائی - عورتوں کی وضع بھائی

بہار مین غنچہ دہان گل اندام گلفام سگل رنگ - گلبدن عجب مجھتے سے
جھمک جھمک کے چھپ چھپ کر جھب دکھاتے تھے - نور کا عالم
دن عید رات شب برات اندر کا اکھاڑا گرد پرستان مات اگر ہرے
بھرے درخت کے سایہ مین کوئی سرو قد چھپ رہا تو شجر کو نہال کر دیا
کلیون نے کسی غنچہ دہن کو دیکھا اور کھلگیئن - نرگس شہلا کی نظر بازی
سوسن کی زبان درازی - بلبل کی خوش آوازی - الغرض باغ
نزہت انگین اور حسینان زہرہ جبین اور اُس کے فریدون فر
جم جاہ مکین پر گلزار ارم حوران بہشت اور ملائکہ نوری کا دھوکا
ہوتا تھا - اب بھی غنیمت ہے کہ مہینے دوسرے مہینے کسی رنگین
طبع کے طفیل مین کسی آتشین رو سے آنکھین سینک لیتے ہین ۵

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہے گلاب کا

آزاد - واللہ کتنے تو چین مین تھے صبح کو جام - شام کو دلا رام
طبلے کی تھاپ بائین کی گمک پازیب کی چھم چھم - برق وشون کے
شعلۂ آواز کی چمک پاؤن کی تھپک عطر کی مہک رخسار تابانکی
جھلک مگر ع عمر سب مفت مین کھو یا کیے نادان رہے - میان
آزاد نے یہ مصرعہ پیچیدہ اس بے ساختہ پن سے عین موقع پر
ادا کیا کہ ہمارے حبیب لبیب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور ایسا زناٹے کا
قہقہہ لگا یا کہ چھمی جان کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - اب چتنے
کہ ایک ثالث بالخیر بھی چپکے چپکے ساری داستان سُن رہے تھے
حبیب لبیب - (چھمی جان) یا حضرت مجرا عرض ہے اس
خوش بیانی اور پرگوئی کے قربان - ماشاء اللہ کس آن سے
اور کس شان سے آپ نے پرانی صحبتون کا مرقع کھینچا ہے ہم
فصیح و زبان دان تو بہت دیکھ ڈالے ہین مگر آپ سب سے نرالے
ہین واللہ اپنے وقت کے سلمان ساوجی ہو ۵

مرغان خوش آہنگ اندر باغ سخن لیکن
نالیدن این بلبل شور دگرے دارد

آپ کی جادو بیانی تو اسدم اپنا کام کر گئی مگر حضرت سچ کہیے گا
ان صحبتون سے ملا کیا - سرخرو ہوے یا روسیاہ - فارغ البال ہوے
یا تباہ - یہان تو نتیجے پر نظر ہے -
چھمی جان - قبلہ یہ تو بڑا کڑا سوال ہے یکے نقصان مایہ و دیگر
شماتت ہمسایہ سچ تو یون ہے کہ عمر بھر اس ناچ رنگ ہی کے پھندے
مین پھنسے رہے دن رات طبلہ - سارنگی - بایان - ڈھول -
ستار بین - یاد الٰہی بالائے طاق - تحصیل علم چھپر پر - تہذیب کی دم
مین نمدا - جامۂ انسانیت سے خارج - آدمیت چھو نہین گئی خاصے
پیر بخارا کے چھٹے ہوے شہدے بن بیٹھے لیکن اب تو آبیکا از سر گذشت
چہ یک نیزہ و چہ یک دست کا نقشہ ہے - آپ جو اس بھروسے
ہون کہ ہمین تہذیب سکھائین تو بیخبر صلاح ہے - کہین بوڑھے
طوطے بھی قرآن پڑھا کرتے ہین -
آزاد - اجی حضرت یہ کیا بدپرہیزیان ہین - ابھی تو آپ ہمپر آوازے
کس رہے تھے - سیکڑون ہی پھبتیان کہ ڈالین یا اب اپنے اوپر
آپ ہی لاحول پڑھنے لگے صد شکر کہ حضور اپنی بدوضعی بداطواری
کے تو مقر ہوے کہڑے ہو جیے تو کہون کہ آپ اس میٹھی ضع پر لعنت
بھیجیے اور چھیل چھیلا ترش ترشا کر وضعدار بنجایئے - یہ لوچ یہ لچک
کچھ نسوان ہی کو خوب زیب دیتی ہے - اور یہ دست حنائی - یہ نازک
کمری یہ مسی کی دھڑی پان کی تحریر دولھن ہی کے لئے موزون ہین
ذرا تو اس ڈاڑھی موچھ کا خیال رکھو - نام خدا اب مردوے بنو -
چھمی جان - بس چلئے ہٹیے یہ بھرتے کسی ایسے ویسے کو دیجیے
یہان بڑے بڑون کی آنکھین دیکھی ہین - آپ کے جھانسے مین
کوئی اندیلا آئے تو آئے یہ چکما نہ چلنے کا -

الوداع یار زندہ و صحبت باقی جئیں گے تو مل رہیں گے۔

چھمی جان۔ اے تو خداوند آپ روٹھے کیون جاتے ہین بے سبب بیخطا۔ یہ جور و جفا ۵

تعلیم جفا کرد و وفا ہیچ نیاموخت
زین درس غلط بحث بر استاد تو دارم

آزاد۔ اے حضرت واسطے خدا کے۔ اب مجھے آزاد ہی کہیے۔ باتین آپ کرتے ہین دہشت مجھے ہوتی ہی۔ آپ کے ان اشغال پر تین حرف ل ع ن۔ آپ کا اور ہمارا میل جیسے گنگا اور مدار کا ساتھ بندے کو کتب بینی کا شوق آپ کو تال دُھن کا ذوق مین شعر کی تقطیع کرتا ہون۔ آپ اور دُھن پر سر دھنتے ہین جائیے جائیے ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کھائیے۔ دیکھیے بھیروین کا لطف جاتا ہی گیا وقت پھر ہاتھ نہین آتا ہی

چھمی جان۔ بھئی قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی کہ اب ناچ دیکھنے کو آنکھین ترستی ہین وہ چمک دمک اب کہان۔ وہ دھوم نہ وہ سامان وہ ولولہ نہ وہ ارمان۔ دل ہی بجھ گیا مگر پرانی صحبتین دیکھی ہین۔ جہان طبلے کی تھاپ بائین کی گمک سنی وہین جا دھمکے اور میان جو لطف ہمنے دیکھے ہین ہفت اقلیم کے بادشاہ کسی خاقان کجکلاہ خسرو گیتی پناہ کو خواب مین بھی نصیب نہوے ہونگے۔ یہ قیصر باغ رو کش باغ نعیم نمونۂ فردوس برین تھا۔ جدھر دیکھو سبزان گلابی پوش۔ جدھر جاؤ رندان ساغر نوش۔ کہین پریون کا ہجوم کہین ماہرویون کی دھوم۔ کوئی رشک شاہدان چگل۔ کوئی کالبدر فی النجوم۔ وہ تیکھی چتون وہ دلربائی وہ شوخی وہ رنگین ادائی عشاق خستہ جان زار و نالان ہجر مین دم توڑتے جاتے ہین۔ چاہے عاشقون کی جان جائے مگر وہ نظر اُٹھا کر دیکھین تو معشوق ہین کیا۔ اُف رے غرور اُف ری ادا۔ ۵

غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

بڑے بڑے زاہد صد سالہ تسبیح و تہلیل بھول گئے۔ اچھے اچھے متشرع اُنکے مصحف رُخ کا کلمہ پڑھنے لگے۔ ایک بانکی ادا نے برسون کی ریاضت خاک مین ملا دی۔ ۵

بنیچہ زد عشقش لباس پارسائی پارہ شد
طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد

ہی ہی اب یہان رہ کیا گیا گلی کوچون مین کتے لوٹتے ہین سو جب سے دو گنڈے کتا ملنے لگا اب وہ بھی نظر نہین آتے۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ساقون کے مزاج نہین ملتے تھے۔ بانکے ترچھے رئیس زادے ایک ایک دم کی دو دو اشرفیان کھنا کھن اور چھن چھن پھینکدیتے تھے یا اب ایک زمانہ ہے کہ شہر بھر مین اس سرے سے اُس سرے تک شمع لیکر ڈھونڈھیے تو شمر و عنبر بن مو۔ عربدہ جو محبوب آئینہ زانو کا پتا نہین میدان خالی۔ نہ جندر نہ مندر نہ پارہ والی۔ کل محمد علی کی دُکان سے دو سیر اخمیر ابنوا کر فرنگی محل سے نئی سڑک کی طرف جو نکلا تو نگر پر ایک ہاتھی بندھا دیکھا سونڈ سے گھاس اچھال رہا تھا پوچھا کیون میان یہ کسکا ہاتھی ہی ایک خوش قطع خوش وضع جوان بول اُٹھا کہ حضرت یہ بی حیدر جان کا ہاتھی ہی قسم خدا کی جھوٹ بولنا اور سور کا کھانا برابر ہے واللہ ایسا مسرور ہوا کہ آنکھین پُرنم ہوگئین سر جھک گیا دل بھر آیا اعدد سے عروج۔ ۵

خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے
نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہی

شکر ہی خداوند اکہ لکھنؤ مین اب بھی ارباب ہمہ موجود ہین۔ اور ہین نہین تو دُنیا کیونکر قائم ہے واللہ جو کسی سے ملنے کو جی بھی چاہتا ہو وہ لوگ ہی نہین وہ صحبتین ہی نہین وہ چہل پہل نہین سو اللہ قیصر باغ کی بہار اور مہوشان پری پیکر کا نکھار اسوقت آنکھون مین پھر گیا جسطرف نکل جاؤ سر خاشخ گل لالہ کھلا ہی اور اُس گال لالہ کی

ایک حرف کی پانچ پانچ اشرفیان لین یعنی نابینائے مادرزاد
کی آنکھون مین نور بخشے قاف از قاف تا قاف کوس لمن الملک
بجائے۔ بانکے شیر کا پنجہ توڑ ڈالین۔ ہاتھی کو ڈبیٹن تو چنگھاڑ کر
منزلون بھاگے۔ ہیراج رستم سیستانی تھا تو شیدی المشہور بفقوخان
منازل پہلوانی۔ اسفندیار روئین تن کو چٹکیون مین لڑا دین
اُستاد محمد علی خان پھکیت جھر پرا بدن۔ لیکن گتکہ ہاتھ مین آنے
کی دیر تھی پرے کے پرے دم مین صاف کر دیے کڑوک کر طمانچے
کا تلا ہاتھ لگایا تو حریف کا منھ پھر گیا اکھاڑے مین گتکہ لیکر کھڑے
ہوئے تو معلوم ہوا بجلی چمک گئی۔ ایکدفعہ للکار دیا کہ روک تھو کہٹی
دیکھ سنبھل خبردار ہوشیار یہ آئی وہ آئی (تڑ) وہ پڑ گئی بارک اللہ
کی آواز فلک ہفتم پر ہو پہنچنے لگی۔ بلا کی صفائی غضب کی صفائی
ستم کی صفائی۔ قیامت کی صفائی تھی جو منھ چڑھا منھ کی کھائی
سامنے گیا اور شامت آئی سے

بس اُسکا گھٹا تھا جو دیرانہ بڑھا تھا
منھ کی وہی کھاتا تھا جو منھ اُسکے چڑھا تھا

کامران وہ ایجاد کی کہ ارکیسہ اور کوچین تک اُسے فرما لنشین آنے لگین
حبیب (آزاد سے) واہ قبلہ کیون نہو چشم بد دور کس لطافت سے
آپ نے لکھنؤ کے علمائے اجل فضلائے اکمل صناعان کامل
فن اور پہلوانان روئین تن کے کمال کا حال بیان کیا حق یون ہی کہ
لکھنؤ کا علم و فضل لکھنؤ کے محاورات رنگین فقرات دلنشین خوش بیانی
طرز غزل خوانی المشہور فی المشارق و المغارب ہی لیکن چھمی جان کو
علوم سے سروکار نہ فنون سے مطلب یہ تو تال سم سر کے پھیر مین
پڑے ہین۔ افسوس۔
چھمی جان۔ حضرات اسوقت بھیرو ین سننے جاتا تھا اور جاگے
بھاگ پیارا نجر نظر، آیا سننے کا شوق چرّایا تھا لیکن آپنے
پادریون کی طرح وعظ کہکر کایا پلٹ کر دی سے

اثر لبھانے کا پیارے تمھے بیان مین ہے
کسی کی آنکھ مین جادو تری زبان مین ہے

اب جو ہمین راہ پر لاتے ہو تو اتنا مان جاؤ کہ ذرا قدم بڑھائے ہوے
ہمارے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے پاٹے نالے تک چلے چلو
دیکھون تو پرستان سے کیونکر بھاگ آتے ہو انھین بتون کا سجدہ نہ
کرو تو کچھ جرمانہ دون اور صاف تو یون ہی کہ بلا امتحان - ع

قائل نہین ہی بندہ کسی شیخ و شاب کا

اُس اندر کے اکھاڑے سے کورے نکل آؤ تو ٹاٹک کی راہ
نکلجاؤن اور تمھاری ہی بیعت لاؤن۔
آزاد۔ (گھڑی جیب سے نکال کر) آئین۔ آٹھ پر اکیس[۲۱] منٹ آئے
اس خوش گپی نے آج ستم ڈھایا لکچر سننے مین نہ آیا مفت کی بک بک
جھک جھک۔ لاحول ولاقوۃ۔ واللہ لکچر لائق شنید تھا لعنت
بکار شیطان۔
چھمی جان۔ اللہ جانتا ہے اسوقت کلیجے پر سانپ لوٹ رہے
ہین نہ جانے تڑکے تڑکے کس منحوس کا منھ دیکھا ہے کہ بھیرو ین کے
مزے ہاتھ سے گئے۔
حبیب لبیب۔ یہ ضعیف الاعتقادی! بھلا کسی کے منھ دیکھنے
سے کیا ہوتا ہے۔ آپ بھی نرے جونچ ہی رہے۔ اتنی دیر تک سمجھایا
سر مغزن کی مگر واہ رے کتے کی دُم۔ بارہ برس بعد بھی ٹیڑھی ہی
ہی نکلی جو کہین چھ مہینے ہماری جوتیان سیدھی کرو تو اونٹ سے
آدمی بنجاؤ۔
چھمی جان۔ واہ بس چلیے چلیے۔ یہ زبانی داخلہ بہت سنا ہے
ایسے ہی بڑے صوفی صافی ہو تو ذرا ساتھ چلے چلو نہ بغلین کیون
جھانکتے ہو۔ جب جانین کہ نلوہ کورے نکل آؤ۔

حبیب لبیب۔ کیون قبلہ و کعبہ خدام حضور کو ہمارے غدّار شہر لکھنؤ مین ڈوم ڈھاڑیون ہی کی صحبت پسند آئی یا کسی اور کی بھی بضع بھائی۔ لکھنؤ مین تو ہر فن کا باکمال موجود ہے وہ کونسا ہنر ہی جو یہان مفقود ہی۔ ۵

کوئی ایسا شہر دنیا مین نہین | غیرت دیر کہن ہے لکھنؤ
پھیلے ہین اسکے در نظم اسقدر | چشم عالم مین عدن ہے لکھنؤ

چھمی جان۔ ہم تو ہمیشہ ایسی ہی ٹکڑی مین رہے۔ روز و شب یہی چرچے یہی چھچے۔ یہی قہقہے گھر پھونک تماشا دیکھا لنگوٹی مین پھاگ کھیلا۔ خوب گلچھرے اڑائے۔ فرنگی محل کیطرف سے بھی نکلے تو کمرون ہی کو تاکتے ہوے۔ کوئی جلسہ خالی نہ گیا میان شوری کے ٹپے۔ قدر پیا کی ٹھمریان گھسیٹ خان کی ٹیپ دار آواز بہادر علی کی گٹکری صادق علیخان کی لیداری۔ بیار خان کا خیال چھوڑکر جائین کہان اب تو یہی دین و ایمان ہی سارنگی مجرے کی آواز سنین تو جھپ سے گھس پڑین موذن اذان دیا کرے سنتا کون ہی۔ بہت گذر گئی تھوڑی باقی ہے۔

آزاد۔ اس فرنگی محل کا نام آفتاب جہانتاب کی طرح ساری خدائی مین روشن ہی اور علماے فرنگی محل کی مصنفات مسلمات المشہور کالشمس فی نصف النہار ہین۔ کربلا ے معلی مدینہ منورہ مشہد مقدس بیت اللہ تک کے قدردان اور نکتہ دان ان بزرگان خورشید ضمیر بیضا تحریر کے کلام ندرت التیام پر احسنت کہتے ہین مہینون کی راہ طے کرکے شائقین علم و ہنر کسب کمال و تحصیل علوم کے لئے یہان آتے اور چار دانگ ہند کے علما فیض پاتے ہین پر وہ فرنگی محل ہی مگر۔ ۶۔

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

جناب غفران مآب مفتی سعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ مفتی میر عباس صاحب مدظلہ العالی حضرت ملا حسن ید طولےٰ مولوی محمد فضل اللہ صاحب او ر فردوس آرامگاہ مجتہد العصر سید محمد صاحب مبرور برد اللہ مضجعہ کو افتخار لکھنؤ بلکہ فخر ہندوستان کہنا عین صواب ہی۔ اب شعرا کو دیکھئے۔ شاعر معجز بیان آتش زبان خواجہ حیدر علی آتش۔ مرجع سخنوران نزدیک و دور شیخ ناسخ مغفور اپنے فن مین یکتاے روزگار ہو گئے ہین۔ مرثیہ گوئی تو اہل لکھنؤ کا حصہ ہے خداے سخن میر انیس صاحب کو خدا بخشے واللہ فصاحت اور روزمرہ پر تو ابتداے آفرینش سے کوئی اس درجہ حاوی نہوا ہوگا قس علی ہذا۔ امام کعبۂ بلاغت دبیر عطارد تحریر میرزا دبیر صاحب طلاقت تراہ اپنے طرز دلکش کے موجد تھے جنکے ایک ایک بند سے شان قصائد نمودار ہے نسیم اور صبا نے آتش کو بھڑکا دیا۔ ۶

این سخن باید بآب زر نوشت

گویا تو گویا بلبل چمن معنی پروری تھا۔ رند کا رندانہ کلام قابل صاد ہی خواجہ وزیر کو شہنشاہ قلمرو خوش بیانی کہنا عین سداد ہے میرزا رجب علی بیگ سرور مبرور کی تربت کو خدا عنبرین کرے واللہ وہ نثر دلپذیر و بے نظیر لکھی کہ قلم توڑ دیے۔ ایک ایک سطر گنجینۂ معانی ایک ایک فقرہ کان نکتہ رانی ہے حکیم نواب مرزا صاحب موجد طرز نوی تھے۔ منشی ظہیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ واقف نکات دربحی ہلکو تھے۔ الغرض اب بھی ایک ایک طفل مکتب مجسطی خوان ہی بلکہ رشک لقمان ہی۔ یہان کے صناعان چابکدست کبھی جھنڈے گرشتے ہین کمہار تو ایسے دنیا کے پردے پر نہونگے۔ مٹی کی مورتین ایسی بنائین کہ مصورون کی کرکری ہوگئی بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ مورت گویا بولا چاہتی ہے جس عجائب گھر مین جائیے گا لکھنؤ کے کمہارونکی کاریگری ضرور پائیے گا۔ خوشنویسون نے کاتب قدرت کا نوشتہ مٹا دیا نقاط مثل نجوم درخشان و دوائر آفتاب سے زیادہ فروزان۔ ایک

بر زمینی کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

سوہنی کی دُھن مین اس غزل نے وہ لطف دکھایا اور ایسا رنگ جمایا کہ ہمارے حبیب لبیب تک اہو ہو ہو کہ اُٹھتے تھے اس کے بعد ایک شاہد زاہد فریب نے ایک حقانی غزل گائی جسکا مقطع یہ ہے ؎

چو خود کردند سر خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

اس مقطع پر جلسہ مین کہرام مچ گیا اول تو غزل حقانی دوسرے اُس رنگین ادا کا طرز غزل خوانی۔ تیسرے اُسکی اُٹھتی جوانی چوتھے اُسکی نازک آوازی اور شیرین بیانی۔ حاضرین جلسہ اس درجہ سرغوش بادۂ وحدانیت ہوے کہ جلسۂ رقص و سرود پر عرس کا دھوکا ہوتا تھا حق حق کی آواز ہرطرف گونج رہی تھی اور اسی حالت وجد مین ہر فرد بشر کی زبان پر یہ شعر تھا۔ ؎

چو خود کردند سر خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

اب سب کو شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ اس کے بعد کسی خوش گلو کا رنگ نہ جمے گا ہرطرف سے حقانی غزلون کی فرمائیش ہو شوق کی افزائیش ہو دُھرپد کا خیال نہ ٹپے کی فکر۔ بھیرین کی دُھن نہ بکے گانے کا ذکر۔ فارسی ہی کی غزلین دلکش اور فاخرہ گائی جاتی ہین معرفت مین ڈوبی ہوئین۔ ؎

قلق از سوزش پروانہ داری　　ز سوز عاشقان پروانہ داری
دلم قربان این مژگان و ابرو　　عجب تیر و کمان ترکانہ داری

اب دل لگی دیکھیے کہ پیر فرتوت اور نوجوانان نوعمر اور کمسن لڑکے سب کے سب بیدھڑک اُس مشتری خصائل زہرہ شمائل کو گھور رہے ہین کوئی اُس جادو نگاہ سے آنکھین لڑاتا ہی۔ کوئی اس شوخ و شنگ کے طرۂ شبرنگ و لیلۃ المعراج گیسو کی سیر کرتا کوئی سر دُھنتا ہی کوئی آہ سرد کھینچتا ہے کسی کے دلمین تیر عشق کی خلش کسی کو بیٹھے بٹھائے مفت کی دوادوش دو چار بیباک مدعیان تہذیب نے طوائفون کو بلا کر بڑے شوق سے قریب بٹھایا نوک۔ جھونک۔ ہنسی۔ مذاق۔ چہل دل لگی۔ دھول دھپا ہونے لگا حافظ جی بھی داروغۂ ارباب نشاط بنے ہوے مزے سے چوکھی لڑ رہے ہین ارد گرد گلرخان سیمتن کا غنچہ ہے۔ نوجوان بھی تعلیم نظری سے استفادہ حاصل کرتے ہین اب منہ چبنیون اور بڈھون اور نوجوانون کا مکالمہ سنئیے۔

پیر فرتوت۔ آجکل کے لڑکون کو بھی ہوا لگی ہی۔

نوعمر۔ اجی قبلہ اب تو ہوا ہی ایسی چلی ہی کہ جوان تو جوان بڈھون تک کو ترچھ بھبس لگا ہی سو برس کا سن تابوت پر لدنے کے دن مگر جوانی ہی کا دم بھرتے ہین ؎

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

پیر فرتوت۔ میان صاحبزادے ابھی تو زمانے بھر کے نیا لیے ہین ہین کوئی چنگ پر کیا چڑھائے گی اور رنگ پر کیا لائے گی مگر تم ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائیش۔ ایسا نہو اُنکے پھیر مین آجاؤ پھر دین و دنیا دونون کو رو بیٹھو۔

نوجوان۔ واہ قبلہ۔ آپکے فیضان صحبت سے ہم بھی پختہ مغز ہو گئے ہین ایسے کچے نہین کہ پھر کسی کا داؤ پیچ چلے۔

پیر فرتوت۔ توڑ پھوڑ کچے پکے کے بھروسے نہ رہیے گا ان بتون کا بڑے بڑے زہاد نے سجدہ کیا ہے تم کس کھیت کی مولی ہو۔

آزاد۔ (حبیب لبیب سے) یا حضرت آئیے دل کڑا کر کے چلیے تو چلین دام زلف مین مرغ دل نہ پھنسے گا۔ مرغ زیرک کہین صیاد کے پھندے مین آیا کرتے ہین کیا مجال خدا نے چاہا تو وہان بھی دامن بے لوث رہے۔ یہان تو ایسی صحبتون سے طبیعت ہی نفور ہے۔

حبیب لبیب۔ بسم اللہ چلیے دیکھین تو کوئی بت بے پیر تیغ نگہ کے زور سے کیونکر ہمین مجبور کرے کہ بیعت لائین۔ مہذب اور علم دوست سے رند عالم سوز بنجائین۔ برسون کے خیالات ایک ادائے دلربا کیونکر مٹا دے گی۔ ہم اور کسی کے تھر کنے پر فدا ہو جائین توبہ یہ خیال ہر رنگ محال ہی یا کسی دلدار سے دل اٹکائین استغفر اللہ پہلے کوئی ایسا محبوب تو ہمین دکھایئے جسے ہم پیار کرین ہمارا معشوق مردم دانا۔ یا صنم لطیف و رعنا۔ چوٹی اور موباف پر کوئی اور سر دھنتے ہین۔ اگر تمنا ہے تو یہ ہی کہ مین ہون اور کنج تنہائی کتاب سامنے اور بغل مین خرقۂ پارسائی یہان شوق شراب شیراز نہ عشق بتان طناز۔

الغرض حبیب لبیب اور میان آزاد دونون چھمی جان کے ساتھ ساتھ پاٹے نالے پر کسی حافظ جی کے بیت اللطف مین کھٹ سے جا پہونچے۔ کوئی چالیس پچاس قدم کے فاصلے سے لہرا لہرا کر گانے کی آواز آنے لگی۔ چھمی جان جھوم جھوم کر عجب نازو انداز سے قدم اٹھاتے تھے بارے حافظ جی کے مکان عالیشان مین داخل ہوے۔

حافظ جی کا مکان مینو سواد اور شکر لبان حور نژاد

این چہ بزم ست کہ لب بر لب جام ست اینجا
بادہ خورشید و قدح ماہ تمام ست اینجا

حافظ جی کا مکان بھی خوش سواد و دلکش بہشت شداد تھا۔ اور نور بخش چشم نابینا ہے مادر زاد در و دیوار پر نور برستا تھا تو صحن و بام سے سرور موفور۔ اب بزم طرب کا حال نہ پوچھیے جدھر دیکھو تو شوخی جدھر دیکھو عیش ایک ایک کمسن ثور امعرکۂ عشق کا مقدمۃ الجیش ادھر سفید پوشون کی قطار۔ اُدھر سبزان سبز بخت کے جوبن کی بہار ادھر نظارہ بازی اُدھر شوخی و طنازی ادھر رندان عالم سوز ادھر نور عالم افروز۔ ادھر شوق وصال۔ ادھر غرور حسن و جمال ادھر آنکھین اشکبار۔ ادھر بناوٹ سجاوٹ۔ نکھار۔ ادھر چشم خونچکان۔ ادھر لب لعل شکر خا پر سرخی پان ادھر عشق جنون خیز اُدھر زلف عنبر بیز۔ ادھر صدائے بریز بریز۔ اُدھر خندۂ شکر آمیز ادھر خونابۂ دل در ایاغ۔ ادھر ساق بلورین جگر خون کن گوہر شب چراغ ادھر جنون کی گرمجوشی۔ ادھر چشم فسون پرداز کو تعلیم ناز فروشی۔ ادھر شمع دیون کی لو دل سے لگی تھی۔ ادھر چہل پہل دل لگی تھی ادھر عشاق خستہ جان کا نیاز۔ اُدھر حسن پر آشوب کا استغنا و ناز تین چار بتان شکر لب و سیم غبغب ملکر مبارکباد گاتی ہین گم کردگان بادیۂ عشق کو راہ پر لاتی ہین ؎

شکر لب مطربان نغمہ پرداز   برنگ تہنیت خوش کردہ آواز
مغنی چنگ عشرت ساز کردہ   نواے خرمی آغاز کردہ
رباب از تار غم جان را امان دہ   برآوردہ کمانچہ نغمۂ زہ

یہی معلوم ہوتا تھا کہ راگ اور راگنی ہاتھ باندھے کھڑی ہین جسے دیکھو گردن ہلاتا ہے سازندہ حاضرین جلسہ کو وجد مین لاتا ہی پازیب کی چھما چھم دل کو پامال کرتی ہے کوئی انا البرق کہتی ہوئی چمک جاتی ہے کوئی اونچے سُرون مین تان لگاتی ہے کوئی سینہ صافی پر دست حنائی رکھکر گہری گہری ندیا بتاتی ہے۔ کوئی چشم مخمور کے اشارے سے نینان رسیلے کی چھب دکھاتی ہو۔ دھما چوکڑی مچی ہوئی ہی چھمی جان نے ایک نا طورۂ نظر فریب سے فرمائش کی کہ میدان خوش بیانی کے یکہ تاز لسان الغیب حافظ شیراز کی اس غزل کو گاؤ ؎

شاہنشہ بے نبرد عشق ست ... سلطان غزا بہ گرد عشق ست
ہر کو بہ غم کند عماری ... بر مرکب خون کند سواری

ابتو میان آزاد چکر مین آئے مگر چھمی جان تجربہ کار اور مزاجدان عشاق نازرہتے چتونون سے تاڑ گئے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگاہ نے گھائل کر دیا پھر کیا تھا بولے نیا رنگ لائی گلہری کہئے لکچر سننے چلئے گا۔ ص

ابتدائے عشق مین روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

آزاد۔ ابتو یہی دُھن ہی کہ سینے کو چمن بنائین۔ لالہ روکے داغ حسرت مین گل کھائین۔ ہائے وہ خال عنبرین وہ گیسوے مشکین۔ وہ لعل نگارین وہ چشم شرگین۔ وہ سنگار۔ وہ نکھار ہی ہی مین تو جیتے جی مرمٹا یا روکوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ وصال نصیب ہو باغ ہو جام ہو مین ہون اور وہ حبیب ہو۔

چھمی جان۔ ابھی نام خدا عنفوان شباب ہی پختہ مغز جنون نہین میدان عشق کی پہلی ہی منزل ہی عشق کلوار کوئی سرمیدان روک توبے بڑے جیوٹ کے آدمیون کا جی چھوٹ جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی

ع۔ عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیئے۔

آزاد۔ ع
دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

حبیب لبیب۔ خدا ہر بھلے مانس کو بری صحبت سے بچائے یہ تمھین سوجھی کیا کہ اس جلسے مین آئے۔ ص

باید نشین و باش بیگانہ او ... دردام افتی اگر خوری دانہ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید ... بنگر کہ چگونہ جست از خانہ او

مگر یہ عشق سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی۔ بندہ تو قائل نہین ہان تو دل مین ٹھن گئی کہ انھین سودا ہو گیا کسی طبیب حاذق کو بلاؤ ذرا انکی نبض تو دیکھے۔

آزاد۔ ع۔ ہمکو سودا ابھی ہوا تو مرزا یا نہ ہوا ع سودا ہو یا جنون سحر ہو یا فسون ابتو جان پر بنگئی ہے۔ کلیجے پر چوٹ کھائی ہی طبیب بیچارہ نبض کیا دیکھے گا۔ ع۔

ہماری نبض ہمارے مزاجدان جانین
اور آپ طبیب کو بلا کر دل کا ارمان نکال لین لیکن۔ ص

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج ... کہہ ای طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

چھمی جان۔ اس فن کا قانون شناس تو بو علی سینا بھی نہ تھا طبیب تو کیا کھا کر مریض عشق کو چنگا کریگا۔ ہان مجنون کی تربت پر پھولون کی چادر چڑھاؤ تو شاید غنچۂ مقصود شگفتہ ہو جائے۔ ورنہ مسیحا کی مسیحائی بھی کارگر نہ ہوگی۔ ص

آگاہ نہ تپ درون را ... نشتر چہ زنی رگ جنون را
معشوقۂ نازنین طلب کن ... عناب لبش بہ کار تب کن

ابتو بے کشود کار اطمینان دل معلوم۔ سہل چھٹکارا یہ ہی کہ عاشق و معشوق دونون کا وصل ہو۔ ورنہ حسن و عشق کا جھگڑا پاک ہو چکا

آزاد۔ تیر ایسا کاری لگا کہ بلبلا اٹھا۔ اب ہم ہین اور گرداب بلا دل ہے اور موج خیز خون۔ دیکھین بحر عشق کے تھپیڑے کدھر بہا لیجاتے ہین اور دل کے داغ کیا سبز باغ دکھاتے ہین۔ ص

دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

مگر بیڑا پار ہوتا نظر نہین آتا۔ چاہ زنخدان مین دل ڈالو اتو ڈال ہی اب شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ کہ ایک نئے بگڑے جہان جاؤ یہی چرچا میان آزاد کے لنگوٹیے یارون نے لاکھ فکر کی کہ انکو راہ راست پر لائین مگر عشق صادق سے ایک کی پیش نہ گئی قصر مراد تک کمند تدبیر نہ پہونچی میان آزاد کی حالت

نوجوان — ان بتون کو ہم فقیرون سے بھلا کیا کام ہی
یہ تو طالب زر کے ہین اور یان خدا کا نام ہی

مہ جبین — ان بڑے میان سے کوئی اتنا تو پوچھو کہ بال بال گل کے برف سا سفید ہو گیا مگر ابتک سیاہ کاری نچھوڑی — یہ سمجھاتے کس منھ سے ہین — انکی سنتا کون ہی — ذرا شیخ جی بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بنایا کیجیے — شاہ چھڑے والی گلی روز میں ہین چکر ہوتے ہین ای تم تھکتے بھی نہین —

حافظ جی — شیخ جی جہان بیٹھتے ہین جھگڑا ضرور خرید تے ہین
غم نداری بز بخر کیسے آپ ہین کون آئے وہان سے بڑے ناصح بنکے —

پیر فرتوت — ؎ نہ قاضیم نہ مشائخ نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

اچھابی صاحب — اپنا کلام سنائیے مگر شرط یہ ہی کہ جب ہم تعریف کرین تو سلام کیجیے —

مہ جبین — آپ ہین تو اسی لائق کہ دور ہی سے جھک کر سلام کرے اور سلام کے تو آپ بیشک مستحق ہین مگر بھلا ہین تو ٹوکیے گا ضرور —

نوعمر — قبلہ و کعبہ گستاخی معاف — آپ پر اسوقت اچھا فقرہ چست ہوا انھون نے آپ کو اپنا اُستاد جی بنایا — مگر واللہ آپ سمجھے خاک نہین —

مہ جبین — یہ بال انھون نے سفید کیے ہین یا شاید نزلہ نے انکو جوانی ہی مین قبلہ پیری و صد عیب کر دیا ہو بے تکی اڑانا خوب جانتے ہین جواب نہین سوجھتا — منھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک —

ادھر تو یہ گفتگو ہوتی تھی اُدھر دوسری ٹکڑی مین فحش اور پھکڑ کا چھرا چلتا تھا — تیسرے غول بیابانی مین دھول دھپا ہوتا تھا کم سن اطفال اور جوانان مطلق العنان و رنگین خیال ویران نو دسال چُہل کی تعلیم پاتے تھے اتنے مین دو پہر کی توپ دغی — دھننا نا — جلسہ برخاست — نایچ رنگ بند — چہل بہل موقوف — طبلیون نے بوریا بندھنا اُٹھایا — حضار جلسہ نے بقچہ سنبھالا — مہوشان زہرہ جبین و نازنین بصد ناز و کرشمہ ڈولیون مین جلوہ گر ہوئین جلسے سناٹا ہو گیا — ؎

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
داماں باغبان و کف گل فروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ
یہ خلدگاہ ہے تو وہ فردوس گوش ہے
یا دو پہر کو جا کے جو دیکھا تو بزم مین
نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہگئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

مہ پارۂ عابد فریب کی ستم کوشی اور جنون کی گرمجوشی

خیر مقدم اے جنون نیک فال
اے تو ام شیر نیستان خیال
اے تو برق خرمن بیم و امید
قفل وسواس ہوس را کلید
اے بہار عاشقی را رنگ و بو
از تو ہر فرہاد و مجنون کام جو
شہر دانش تنگ بر جولان تو
ہین وشت بیخودی میدان تو

جلسے کا قل چراغ رقص و سرود کا گل ہونا تھا کہ ایک نیا گل کھلا میان آزاد نے جامۂ شیفتگی تہ کر رکھا اور عشق خانہ خراب کے ہاتھ بک گئے اب ہر دم آہ و زاری ہی — بیتابی و بیقراری ہی دیدہ مطروح سینہ مجروح — آہ سرد دل پر درد عقل دنگ سینہ پر سنگ پاے خرد لنگ عشق مہوشان شوخ و شنگ جنون کی امنگ ایک دفعہ ہی یہ اشعار حسرت بار زبان پر لائے ؎

کہ صبح صادق کیا معنی ابھی سحر کاذب بھی نہین شمعدان نے پٹی شمعا کی کہ دال مین کچھ کالا ہے - نہایت ہی بد دماغ ہوے غصے کے تھرمامیٹر کا پارہ ایک سو پندرہ درجے پر پہونچا زبان حال و قال سے یہی صدا نکلتی تھی ؎

تو شبینہ می نمائی بہر کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

جھلا کر شمشیر خوش غلاف ہاتھوں مین لیے باہر نکل آئے چہرہ مارے غصہ کے سُرخ جیسے بیر بہوٹی - باواز بلند سر بریدن لازم ست کہتے جاتے تھے آنکھون سے خون ٹپک رہا تھا ایک شاعر موزون طبع نے بھانپ لیا کہ کیا اسرار ہے حاضر جوابی کے صدقے - فی البدیہہ اور برجستہ یہ شعر زبان پر لایا - ؎

سر بریدن لازم ست این مرغ بے ہنگام را
آن پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را

واللہ آگے کے شعراے رنگین خیال و شیرین مقال غیب کی باتین بھی جانتے تھے -

آزاد - لاحول ولا بھی کتنی بھونڈی بات کہی شعر تو غضب کا ہی مگر ع - عالم الغیب کیست غیر از حق ۔ شعرا عروض عرصنائع بدائع جانین غیب دانی سے اُنھین کیا سروکار - ایشیا کی ضعیف الاعتقادی پر خدا کی سنوار - بندۂ درگاہ آج تک غیب دانی کے قائل ہی نہین ہوے -

اوج - بارے شکر ہی کہ آپ نے برسون کے بعد آدمیت کی بات تو کی پڑھے جن ہو تھارا شیشے مین آنا مزنا کا ہے وار وہ اپنی حرکات پر لعنت نہین بھیجتے کہ گرداب عشق مین غوطے کھا رہے ہو - ایشیا کے خیالات پر خیر ہین اپنی خبر ہی نہین -

میان آزاد تھوڑی دیر کے لیے آدمی بن گئے تھے مگر خبطی گئی

ور میان مین آیا اور ہوش اُڑ گئے جنون سر پر چڑھ بیٹھا اُس سرو جویبار رعنائی ہمہ گلبن گلزار دلربائی کا بوٹا سا قد آنکھون مین پھر گیا مطرب کی ناخن بازی اور اُس خوش گلو کی نازک آوازی یاد آگئی اب غم ہجران یار ہی یا آہ آتشبار سینہ بریان او ردیدۂ گریان حیران و پریشان - سراسیمہ سرگردان حسب حال اشعار حسرت بار نوک زبان ہین - ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

در قفس بسیار ناشادیم ما | از فراموشان صیادیم ما

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھونمین مبدل ہی
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہی
بہار آئی ہے ہنگام جنون ہی کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہو مین دیوانہ در زندان مقفل ہی

ہاتھ مشتاق گریبان ہی جنون کا جوش ہی
پیرہن تن پر مرے گرمی کا بالاپوش ہی

یارون نے دیکھا کہ پھر سیلاب جنون کا جوش ہی - پھر رخصت عقل و ہوش ہی ناچار بلیغ نے ایک اور ذکر چھیڑا -

بلیغ - حضرت اپنا تو یہ مقولہ ہی کہ ع معشوق جیسے تو پر نیزاد کیجیے ہم ظاہری حسن و جمال کے شیفتہ - نہ خط و خال کے فریفتہ - رُوے خوش کے ساتھ خوے خوش بھی ہو تو ہم ہزار جان سے اُس گل کے بلبل ہو جائین ورنہ - ؎

نشاید ہوس باختن باگلے | کہ ہر بامدادش بود بلبلے

ایسا عشق باعث خواری ہی - نقل ہی کہ ایک شیخ ملکوتی صفات اشرف المخلوقات کی طبیعت لہرائی کہ سیر دریا کرین خراماں خراماں چلے جاتے تھے راہ مین ایک نوعروس پری پیکر برہنہ سر

اس درجہ ردی ہوگئی کہ دن کو آہ وزاری۔ شب کو اختر شماری کھانا پینا چھوڑا۔ عیش وآرام سے منھ موڑا۔ یخ دمن سے ناتا جوڑا شیشۂ دل پر سنگ فراق کی ایسی ٹھیس لگی کہ چکنا چور ہوگیا حبیب اللبیب نے چھمی جان کو اپنے طور پر سمجھایا کہ واسطے خدا کے ان کے سامنے ایسی باتیں نہ کرو کہ سمند جنون پر تازیانے کا کام کرے عشق کی مذمت اور جنون کی ہجو کرنی چاہیے نہ کہ تعریف چھمی جان کو اتنا اشارہ کافی تھا۔

آزاد۔ وہ لبون کی سرخی۔ دانتون پر پان کی تحریر۔ وہ رخسار تابان وہ مستانہ چال نہ بھولونگا۔ نہ بھولونگا اُس گلابی دوپٹے نے گل رخسار کے جوبن کو اور بھی دو بالا کر دیا۔

چھمّی جان۔ ہم تو لکھنؤ کے رنگریزون کی خیر مناتے ہین واللہ ٹکے کے شہاب مین دوپٹہ ایسا رنگ دین کہ انسان گھنٹون اُسی کو گھورا کرے۔ کیسی ہی بدقطع کریہ منظر کیون نہو دھانی ڈلائی اوڑھی اور دلھن معلوم ہونے لگی لیکن۔ ؎

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد
چون باز کنے مادر مادر باشد

حبیب اللبیب۔ یہ جنہیر ہمارے رنگیلے جوان کا دل آیا ہی کچھ ایسی آفت کا پرکالہ نہین ایسی تو گلی کوچون مین ماری ماری پھرتی ہین ٹکے کو کوئی نہین پوچھتا مگر انکا عشق بھی عجب طرح کا ہی سچ ہی جیسی روح ویسے فرشتے ہین تو ہنسی آتی ہی کہ میان کا دل بھی آیا تو کس پر فریفتہ ہوئے تو اسپر شکل چڑیلون کی ناز پریون کا۔

چھمّی جان۔ قسم حسینؑ کی ایسی ایسی زہرہ جبین رشک لیلی غیرت شیرین نظر سے گذری ہین کہ صل دجل مگر دل ایک کو نہ دیا۔

آخر کار احباب کی یہ صلاح ہوئی کہ کسی باغ نزہت افزا فرحت بخش پُرفضا مین میان آزاد رہین شاید وحشت دل دور اور جوش جنون کا فور ہوجائے۔

سبزان چمن کا جوبن اور گرمی ہنگامۂ عشق عقل دشمن ؎

ہنوز این اول عشق ست جانان گریہ کمتر کن
کہ این طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد

میان آزاد کی وحشت دل دور اور شیشۂ جنون کے چکنا چور کرنے کے لیے جب ایک نزہت افزا اور پُرفضا باغ آراستہ ہوا احباب صافی مزاج و بذلہ سنج مرنجان مرنج نے بھی اُنکی دلجوئی کے لئے وہان ہی بستر جمایا صلاح ہوئی کہ ہر روز دنیاے دون کی بے ثباتی اور عشق خانہ خراب کے مضار ذاتی ہی کی گفتگو ہو تا کہ آزاد کا دل ان باتون سے پھر جائے اور پھر کسی شعلہ رخ کے رخ آتشین سے لو نہ لگائے۔ شاید اس پند و موعظت سے اُس ڈھرے کو چھوڑ کر راہ راست پر آوے اور گمراہی سے نجات کلّی پائے۔ سوچے کہ کبھی کبھی اور تذکرے بھی ہوا کرین ورنہ اگر حسن و عشق ہی کی مذمت کی تو مباد اکھٹک جائے احباب خدا ترس و دقیقہ رس خورشید ضمیر و صبح نفس نے طرح طرح کی دلچسپ روایتین کہنا شروع کین۔

اوج۔ ہندوستان جنت نشان کے ایک شہر نزہت آگین و مینو آئین مین ایک خسرو کجکلاہ گیتی پناہ نے اپنی بیگم سے کہہ چند سے آفتاب و چندے ماہتاب تھی سوتے وقت کہا کہ ہمین صبح صادق کے پہلے ہی جگا دینا اتفاق سے اس شب کو مرغ نے آدھی ہی رات سے گردون کون کی بانگ لگائی وہ سیہ چشم جادو نگاہ خواب ناز سے بیدار ہوگئی اور حسب وعدہ بادشاہ جمجاہ کو جگا دیا بادشاہ نے دیکھا کہ

مہ فرما گیا اور طبیب کے علاوہ اور چند آدمیون کو بھی ساتھ لایا خواجہ نے پوچھا کہ یہ جماعت کیسی ہے - ہم نے حکم دیا تھا کہ طبیب کو بلا لاؤ تم اتنے آدمیون کو کیون ساتھ لے آئے غلام نے بصد ادب عرض کی کہ خداوند حضور تو بھول بھول جاتے ہین ابھی تو کل ہی تاکید اکید کی تھی کہ اگر ایک کام کا ارشاد کرون تو کئی کام بعجلت تمام سر انجام ہو سکے لانا لامر فوق الادب سمجھے آج دم کے دم مین مین نے اتنے کام کیے قدر دانی شرط ہے حکیم جی کو حسب الحکم حضور بلا لایا کہ تشخیص مرض کر کے معالجہ کرین اور اُدھر ہی سے لپکا ہوا گیا مطرب خوش الحان کو ساتھ لایا کہ اگر خداوند عروس صحت سے ہم آغوش ہون تو قوال کی خوش آوازی اور ناخن بازی سے بزم طرب آراستہ ہو غسال کو بھی لیتا آیا کہ زندگی کا کیا بھروسا اگر پیک اجل حضور کو خلد علیین کی سیر دکھائے تو غسال چھٹ پٹ غسل دیدے اُدھر سے ایک شاعر جادو بیان اور طلیق اللسان کو ہمراہ لیا کہ مرثیہ موزون کرے اب باقی کون رہا - گورکن - وہ بھی بات کی بات مین آن موجود ہوگا مطمئن رہیے اب انصاف میرے آقاے نامدار کے ہاتھ ہے - غلام نے انعام ہی کا کام کیا ہے - آیندہ اختیار بدست مختار -

شرف - حضرت ایک لطیفہ بندے کو بھی یاد آ گیا ایک تذکرہ مین نظر سے گذرا کہ ایک رند مے آشام نے وقت نزع اپنے احباب کو وصیت کی کہ یارو ہمپر اتنا احسان کرو کہ کہین سے باوا آدم کے وقت کا پُرانا دھرانا سڑا گلا کفن لا رکھو - جب ہم دم توڑین تو اسی کفن کہنہ مین لپیٹ کر ہمین گور مین دفنا دینا لوگ متحیر ہوے کہ یہ عجب انوکھی بات ہے پوچھا اس سے فائدہ حضرت نے آہ سرد بھر کر بصد حزن و ملال زیر لب کہا کہ بھئی ہم تمام عمر برے سے برے بد معاش اور لُچے و عیاش رہے یاد الٰہی سے طبیعت نفور تھی منہیات و معصیات سے بالکل اجتناب کیا خوب شراب اُڑھائی خود بھی پی اوروں کو بھی پلائی دن رات بتون ہی کے کوچے مین پڑے رہے نماز کے قریب نہ پھٹکے - جو فعل کیا خلاف شرع جو کام ہوا منافی تہذیب - ؎

وہ ایسا کون سا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین ان پہ ہماری بھی نشانی ہے

اب ہم سوچتے ہین کہ بار خدایا ہمارا سر انجام کیا ہوگا - ہین تو ہم اسی قابل کہ نار جہنم مین جلاے جائین - مگر ایک تدبیر سوجھ گئی پُرانے کفن مین ہماری نعش ہوگی - منکر نکیر آئین گے کفن کہنہ دیکھ کر سمجھین گے کہ مُردہ دیرینہ ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائین گے ہم اسی حیلہ سے نجات پائین گے - ؎

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

حبیب اللبیب - ایسے بھونڈے عشق خانہ خراب کا یہی انجام ہے -

بحرِ عشق کی طُغیانی اور قلزم جنون کی روانی

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

اس گلزار رشک نوبہار اور لالہ زار سراپا بہار اور نسیم مشک بیز و عنبر بار نے میان آزاد کی آتش عشق کو اور بھی بھڑکا دیا جنون کی مذمت نے کشتی دل کے ساتھ باد مخالف کا کام کیا آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی سبزان چمن کا جوبن دیکھ کر سبزۂ گلگون کا خیال آیا حنا نے خون رُلایا کبھی سنبل کو دیکھ کر اس پریشان کاکل کی زلف چلیپا یاد آئی

لب بام کھڑی تھی شیخ نے کہا ای سرمایۂ ناز سر کو جھکا سے اُس جادو جمال نے جواب دیا کہ آنکھین بند کرے شیخ نے کہا کہ مین عاشق ہون کہین عشاق زار آنکھین بند کرتے ہین - اُس غیرت ماہ نے عین مستی مین کہا کہ مین مستانہ ہون - مجھے سر جھکنے سے کیا کام اور معًا یہ شعر بلحن باربدی پڑھا - سہ

این موی نیست برسر من بلکہ خار عشق	در پای من خلیدہ واز سر برآمدہ

شیخ مبارک نہاد سنتے ہی جان بحق تسلیم ہوے - انا للہ وانا الیہ راجعون عاشقی خالہ جی کا گھر نہین ہی عشقبازی سربازی ہی مگر کوئی معشوق تو ہو مردوا نا کا معشوق مسلک نیک ہی -

نسیم واللہ لب جو بہار یہ گلزار پر بہار ایسا لطف دکھاتا ہی کہ غنچۂ دل نسیم طرب کے اہتزاز سے کھلا جاتا ہی - ایام شاہی مین ایکمرتبہ بری کیفیت ہوئی تھی اعیان دولت مین سے ایک رکن رکین سلطنت کی دختر فرخندہ اختر کی شادی اس دھوم دھام سے ہوئی کہ پیر فلک نے باوصف پیرانہ سالی اس دھوم کی شادی دیکھی نہ سُنی عین گومتی کے کنارے جشن جمشیدی بڑے کروفر سے منعقد ہوا وہ دھوم وہ ہجوم کہ چہل وچل - نور چراغان سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ رات رشک لیلۃ القدر ہی غیرت لیلۃ البدر ہی - جدھر جاؤ نور موفور برس رہا ہی - لب دریا اُس پار خیمون کی قطار - این روے دریا نوعروسان چمن کا نکھار بجرون پہ شاہدان جادو جمال ومشتری خصال مصروف رقص وسرود ہین - مطرب کا ہاتھ ساز پر - رنگین مزاجون کا کان آواز پر کہین زمزمہ جانفزا - کہین نغمۂ طرب انتما - پھولون کی بھینی بھینی مہک سبزے کی لہک - مرغان خوش الحان کی نواسنجی - گل وبلبل کی شکر رنجی - میلے کی سی رونق تازہ اور سرور بے اندازہ - دریا خوب چڑھا ہوا ہو بیٹھا اچھی بیا ...

جناب آنکھیں بدل رہے ہیں اور رنگین بھرے جھوٹ بکتے ہیں - ایکون تماشائی - غرضکہ بڑے دھوم دھڑکے سے اُس مہ جبین سے شادی ہوئی کئی دن برابر دھا چوکڑی رہی مگر آنکھ کھلی تو سب خواب اور نقش برآب تھا - رہے نام اللہ کا آزاد - وہ نرگس غمزہ زن وہ زلف پر شکن - وہ شوخ پُرفن وہ گل ساہدن - سہ

قد وقامت آفت کا ٹکڑا امتام
قیامت کرے جبکو جھک کر سلام

ہاے - ع - جسے دلدار سمجھا تھا وہ دلبر نکلا + پند ونصیحت مرہم زخم جگر ہوگیا - سہ

منع کرتا ہی مجھے یار کے گھر جانے کو	ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

انور - اسوقت ایک لطیفہ یاد آیا - سناؤن تو ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ جاپئن - لوٹن کبوتر کی طرح لوٹنے لگو -

نقل ہی کہ ایک صاحب نے اپنے غلام کو کہ صاحب طبع لطیف و بذلہ سنج تھا حکم دیا جاکر بازار مین تاک لگائے اگر انگور ہاتھ آئے تو فوراً خرید لائے غلام نے ایک دلبر میوہ فروش ستمگار دشمن کی دکان سے کئی خوشے خرید سے اور سیر گشت کرتے ہوے خراماں خراماں آقا کے پاس لے گیا - وہ نہایت ہی بددماغ ہوکے فرمایا کہ ذرا سا کام اور یہ تاخیر اتنی دیر مین تو مین لندن ہو آتا ایسا کاہل دیکھا نہ سُنا خبردار آج سے اگر ایک کام کو بھیجون تو ساتھ ہی چار کام انجام دے لانا - غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ پیرو مرشد اس مرتبہ معاف فرمائین انشاء اللہ آیندہ ارشاد واجب الانقیاد کی لفظ بلفظ تعمیل ہوگی - دوسرے دن خواجہ کسی زبان دراز وگستاخ کنیزک عشوہ پرداز پر ایسے گرما گئے کہ تپ چڑھ آئی غلام کو حکم دیا کہ کسی طبیب کو بلاؤ

لیین بودھا نہ فرزند - حیرت تھی کہ یا العجب یہ کیسے شہر خموشان میں
گذر ہوا جہان ہر کوئی دیوار ہے باورے کتے کی طرح ادھر سے ادھر
بوکھلائے پھرتے تھے بارے ایک دفعہ ہی آواز آئی کہ پوبارہ
شش و اللہ خوب ہی داؤن اُٹھا) اب انکی جان مین جان
آئی کہ ہمجنس کی آواز تو خدا نے سنائی جس رخ سے کان مین
یہ آواز آئی تھی اُدھر ہی چلے - پھر آواز آئی کہ وہ فرد بیٹھ لی
(دوسری آواز) واللہ ہاتھ چوم لے کیا موقع پر کچے پھینکے ہین
(تیسری) خدا کی مار ایسے پانسے پر - جب دیکھو بدی کر جاتا ہے جیتے
سہ کی بازی گئی - اب شش کی ہارے - اتنے مین ایک دروازہ
کھلا اور پانچ سات سفید پوش بھڑ بھڑا کر نکل پڑے وہ شور
وہ غل کہ کان پڑے آواز نہین سُنائی دیتی کوئی کسی کی سنتا ہی
نہین - اپنی اپنی سب گاتے ہین - کوئی پورب گیا کوئی پچھم -
ایک بزرگوار نے میان آزاد کو دیکھا تو تعجب ہوا کہ یہ اجنبی
اسوقت یہان کیا کر رہا ہے -

بزرگوار - کون ! آپ کون صاحب ہین -

آزاد - ہم کوئی ہین آپ اپنی کہیے -

بزرگوار - اجی حضرت آپ تیکھے کیون ہوے جاتے ہین مین سیدھی
بات کرتا ہون آپ ٹیڑھے ہوتے ہین ابھی ار قنداز برقنداز دیکھے
تو کوتوالی کا چبوترہ ہی دکھائے -

آزاد - برقنداز کی ایک ہی کہی - برقندازون سے تم ایسے
قمار بازون کو خوف ہے یا ہمکو - یہان تھانہ دار کا خوف نہ
جمعدار کا ڈر - ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک	
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ	

بزرگوار - (دل ہی دل مین) اچھے بیڈھب آدمی سے مڈبھیڑ
ہوئی ہاری ماننا ہی نہ جیتی - اپنی ہی سی کہے جاتا ہے آنا دے
یا حضرت اک ذرا سی بات کو آپ نے کتنا طول دیا قسم لیجیے جو
مین نے آپ کو برا بھلا کہا ہو صرف اتنا پوچھا کہ حضور کہان تشریف
لیے جاتے ہین - اسی بس اتنی سی بات پر آپ بگڑ اُٹھے لگے
بے نقط سُنانے -

آزاد - خیر اگر بندے ہی کا قصور ہے تو معاف فرمائیے مگر
خدا کے لیے اتنا تو ضرور بتائیے کہ اس ٹکڑی مین کون کون ذات
شریف جمع تھے اتنا ہمپر احسان کیجیے -

بزرگوار - ذات شریف ! سبحان اللہ - ! خوب پہچانا - اے قبلہ
یہ سب شریف زادے تھے - اہل قلم - عالی خاندان - عالی دودمان
لائق فائق - بذلہ سنج - خوش فکر - تربیت یافتہ - دن بھر اپنے
کام مین رہتے ہین - شام سے آدھی رات تک یہان جمتے ہین
چوسر - شطرنج - گنجفہ - چہل - مذاق - لپاڈکی - یہی عیش زندگی
ہے - ؎

بہار عمر ملاقات دوستداران ست	
چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا	

آزاد - کیون حضرت بھلا کوئی اور شغل بھی رہتا ہے - یا جما ہی
آڑا کرتا ہے -

بزرگوار - اور کیا چانڈو پیتین سیری اُڑاتے ہین - افیون گھولین
تاڑی منگائین - دس پانچ ہمسن بیٹھے خوش گپی ہونے لگی -
یاران چوری نہ پیران دغا بازی -

آزاد - اجی خدا کی مار ایسے اشغال بیہودہ پر ہم حال ہی مین خوب
غور سے تجویز کر چکے ہین کہ کری - کہار - تمار پنچ قوم دن بھر
لہو پسینا ایک کر کے شام کو خوش خوش گھر آتے ہین اور
اپنے اپنے مذاق کے موافق طرح طرح کے اشغال مین

کبھی چشم مست کی یاد مین نرگس شہلا سے آنکھ لڑائی سرو کو دیکھا تو اپنے سرو بلند اقبال کا بوٹا سا قد آنکھون مین پھر گیا شمشاد کو غرور سے اکڑ گیا گل رعنا کی دید سے گل رخسار کا خیال بندھا۔ بلبل شیدا کا نالہ زار تیر کی طرح جگر کے پار ہوا۔ الغرض اضطراب و بیقراری نالہ و شیون و آہ و زاری دن دونی رات چوگنی ترقی پاتی تھی۔ ؎

بے گلعذار جا کے گلستان مین کیا کیا
ہان یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا

عین حالت انتشار و ہجوم افکار مین یہ سوجھی کہ اب رستیان توڑ کر نکل بھاگو اور بیابان کی راہ لو۔ ؎

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر جا بیٹھیے صحرا کے دامن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آیا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

فرط اضطراب سے آنا دشوار تھا۔ دل مثل برق بیقرار تھا۔ آخرکار باغ کی دیوار پھاند کر یہ جادہ جا۔ راہ مین سوچتے جاتے ہین کہ اگر وہ گل اندام ملے تو پھولے نہ سماؤن باغ باغ ہو جاؤن جو ملتا ہے اُس سے کوے یار دل آزار کا پتا پوچھتے ہین وہ ہوا بتاتا ہی قہقہہ اُڑاتا ہی اور بھانپ جاتا ہی کہ جنون کی امنگ اور عشق کی ترنگ ہی۔ بادۂ محبت کے نشہ مین چور مست و مخمور کبھی خندان کبھی گریان آنکھین اشکبار۔ لب پر عاشقانہ اشعار۔ ؎

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

جدھر سیلاب جنون بہا لے گیا اُدھر چلے۔ جب رات بھیگی تو ایک مقام پر کیا دیکھتے ہین کہ پچاس ساٹھ کہار اُٹھتے بیٹھتے جمع ہین ایک کہار مردنگ بجاتا ہے چار پانچ جوڑی جھوکی جھانجھ بجانے مین مصروف ہین دس بارہ گردن ہلا ہلا کر جھومتے ہین اور گیت گاتے ہین سامعین کو وجد مین لاتے ہین۔

ہک۔ ہک۔ ہک۔ ہک آ ای سبحان اللہ کیا کہنا ہی یہ رنڈی نرالا چند کہار ڈولیون کے اندر بدمست پڑے ہین کچھ ادھر کچھ اُدھر پڑے ہین جو رکھ رہے ہین۔ کوئی لال لال وردی دکھاتا ہی کوئی پگڑی کی مچھلی پر اتراتا ہی۔ ہنڈے مین دارو بھری ہی کٹورا چل رہا ہی طاق پر چراغ جل رہا ہے۔ آپس مین دھول دھپا ہو رہا ہی۔ راجہ بھا اڈے کے چودھری بلاتشبیہ فغفور چین بنے بیٹھے ہین۔ ہنگامہ حشر برپا ہی۔ آگے بڑھے تو دیکھا کہ کندن سنار نے گھریا مین سہاگا ڈالا سونا گلایا اور کسی سیٹھ کے لیے طلائی چھپکا تیار کیا۔ وہان سے چلے تو ایک دکان پر دیکھتے کیا ہین کہ چق والا دوزانو بیٹھا کہانی کہہ رہا ہی۔ اور چق والی ایک پھٹی چٹائی پر لیٹی ہوئی ہون ہون کرتی جاتی ہے اور ارد گرد دو ایک مرد تین چار عورتین بڑے لطف کے ساتھ کہانی سن رہی ہین۔ جسمین ایک بات سچ تو ۹۹ لغو اور بیس قدم آگے بڑھے ہونگے کہ ایک وسیع میدان مین کوریون کا ہجوم دیکھ کر ٹھٹک رہے نرکل کی جھونپڑیان بچھی ہین کوری اور کورنین چوطرفہ جمع ہین ایک کوری نوجہ کشتی گیر نیلا لہنگا پہنے لال لال پگڑیا اور بڑھے عورت کی قطع بنائے گیت گاتا ہی دل ہمارا تیری نجر ہی تو تو پیارا ہی بھر ہے۔ اڑوسی پڑوسی تالیان بجاتے ہین قہقہے لگاتے ہین مرچنگ بج رہا ہے۔ ہر سمت عیش و عشرت کے سامان ہین یہ اپنی دھن مین ناک کی سیدھ پر چلے جاتے تھے آنکھ جھپکنے کی مہم نہ ہوئی تھی کہ ایک نئے محلے مین پہنچے۔ چوطرفہ سناٹا۔ ہو کا عالم۔ جانور نہ آدم کتے تک دبکے پڑے ہین۔ کوئی منکتا نہین۔ دروازے افیمیون کی آنکھ کی طرح بند

سیمتن - جواب ندارد - تیکھی چتون سے بھرپور نظر ڈالی مگر قہر کی بھری ہوئی -

آزاد - سنی سے سوم بھلا جو ترنت دیدے جواب - بیوی پانی پلاؤ یا اچھا سا جواب دو - یہ قصبہ تو اپنے حق مین دشت کربلا ہو گیا ایک بوند پانی کو ترس ترس گئے - ابتو آب خنجر کی چاہ ہے ایک دفعہ دزدیدہ نگاہ سے پھر دیکھ لو تو پانی بھی نہ مانگون -

سیمتن - (لب تک نہ ہلے - سکوت مگر ایک ناز معشوقانہ سے ظرف سیمین بھرکر پانی لے چلی) -

آزاد - بھئی اچھا گاؤن ہی - جو بات ہی انوکھی جو ریت ہی نرالی ایک آبخورہ پانی نہ ملا واہ ری قسمت - لوگ تو پس بھادون کی جلتی بلتی دھوپ مین پو سالے بٹھاتے ہین - کیوڑا پڑا ہوا آب سرد پلاتے ہین یہان کٹوروں کی جھنکار نہ (سبیل ہی نذر حسین) کی پکار

میان آزاد کو حیرت تھی کہ یہ کمسن نازنین یہ مشک افشان بال اور مستانہ چال یہان ویرانے مین اسکا کیا کام سایے کی طرح ساتھ ہو لیے وہ کنکھیون سے دیکھتی جاتی تھی مگر منھ نہین لگاتی تھی - بائے سڑک سے داہنے ہاتھ پر ایک خوشنما پھاٹک کے قریب وہ گلفام سیم اندام ٹھہر گئی ظرف سیمین کو دوسرے ہاتھ مین لیا اور پیڑ کے سایہ مین بیٹھکر سستانے لگی -

آزاد - ہم بھی ہمراہ رکاب ہین - ہم تاڑ گئے کہ نزاکت کے مارے یہ ہلکا پھلکا برتن ہی پہاڑ ہو گیا - اشارے کی دیر ہے - ذرا لب ہلاؤ تو ہاتھ بٹالون - قسم لو جو ایک قطرہ بھی پیون - گو پیاس کی شدت سے کلیجہ منھ کو آتا ہی - دم نکلا جاتا ہے اور جا ہون تو چھین لون لیکن تمھارا دل دکھانا منظور نہین - سمین چاہے جان پر بن آئے افسوس یہ چہرہ نورانی اور یہ نامہربانی - !

اُس نازنین طاؤس زیب دعا بدفریب نے پھر اُسی تن کو بڑی کوشش سے اُٹھایا اور پھاٹک کے اندر ہو رہی میان آزاد نے ایک درد انگیز آواز سے حسب حال ایک شعر پڑھا اور جھکے چپکے خود بھی پھاٹک مین دبے پاؤن اُس گلعذار کے پیچھے پیچھے گئے وہ رعنا شمائل ایک جھلکے ہوئے چھوٹے سے بنگلے مین جا بیٹھی میان آزاد ایک روش مین دبک رہے گو شیطان ورغلاتا تھا کہ چلکر زلف چلیپا کی بلائین لین مگر ڈر تھا کہ کہین یہ کالی ناگنی ڈس نہ جائے اور تہذیب بھی مانع تھی جی بھر بھر آتا تھا مگر قدم آگے نہین بڑھتا تھا - ؎

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی تھی چل ہر وقت سمجھاتی تھی ہان

اب اُس فرح بخش و دلکشا مقام مذرت التیام کا ذکر سُنیے چوطرفہ کھائی کھدی ہوئی آٹھ آٹھ گز گہری سرپت اردگرد لوئی ہوئی ایسی گھنی کہ چڑیا تک کا گذر نہو سکے اور وہ تیز کہ تلوار گرد - بڑا عالیشان محراب دار پھاٹک لگا ہوا ہی وہ جو ہر دار شیشم کی لکڑی کہ بایدو شاید کیاریان روز سیچی جاتی تھین - روشون پر سرخی کٹی تھی اشجار پُربہار گویا آسمان سے باتین کرتے ہین کہین انار کی قطار - کہین لکھوٹ کی بہار - ادھر انبہ لذیذ و شیرین اُدھر امرود حلوائے بیدود - چکوترون اور دھتابیون سے ٹہنیان جھکی پڑتی تھین - نارنگی - اور میٹھے شاخون پر لدے تھے - پھولون کی بو باس - کہین گل مہندی کہین گل عباس نوالڑی پھولی ہوئی چوطرفہ عالم نور ہے - ہر سمت لطف ہو فرو کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا - اودی اودی گھٹا - کلیون کی چٹک جوہی کی بھینی مہک - کلغے کی دہک کینل کی ہو مک وسط باغ مین ایک تین فٹ کا اونچا پکا مربع چبوترہ بنا ہی اور ایک کونے مین چھوٹا سا خوشنما بنگلہ ہے - اغل بغل دو ایک صاف ستھری

مصروف رہتے ہین - کوئی دخل کہئی ہڑک بجاتا ہو - کوئی ذوق کا ٹھکانا مزے سے بیٹھا ہوا کھائی کہکر اپنے عزیزون کو خوش کرتا ہے لیکن واہ رے اہل قلم - واہ رے شریف زادو جب دیکھو گنجفہ ہو رہا ہے ایک دو تین لا بوجھ کو چھین روسے چار رجا کے برات عاشقان برشاخ آہو - سات آٹھ نو - نو برابر پوشیت دکھا دو - وہ تاج - ا - کیون سچ کہنا کس تماش کی بوجھ نکالتے ہین آفتاب آیا ہی سوچ کنڈھ مین - اب کی اللہ نے چاہا تو دو دستہ ہو نادری چڑھے تو پھر دل لگی دیکھیے - ہفتون مہینون برسون پتون ہی کی اُلٹ پھیر رہی - جب دیکھو ورق گردانی جیتے تو بشاشت ورنہ پشیمانی - واہ ری نادانی پیسون دور ہو گئے مگر طبیعت سیر نہوئی - چوسر کی طرف جھک پڑے تو تڑکا کر دیا - بازی پر بازی سہ اور پنج اور شش شش کے داؤن لگا رہے ہین - آپس مین گتھم گتھا گلچپ - مار دھاڑ لڑائی تکرار - رنگ بدرنگ کے پھیر مین عمر گنوائی پاسے پھینکتے پھینکتے ہاتھون مین گھٹے پڑ گئے لاحول ولا قوۃ - لکھنا پڑھنا چھوڑا - احباب سے ملنا ترک کیا - خط کتابت سے ہاتھ دھویا - جو پیدا کیا وہ سب کھویا مطالعہ کتب کا شوق - نہ اخبار بینی کا ذوق - صبح چوسر - شام چوسر - ادھر چوسر - اُدھر چوسر - الٰہی خیر - اور لطف یہ کہ بیکار رنے کو موجود کہ ہم شریف ہین تربیت یافتگی کا دم بھرتے ہین ہیچمدانی کی نسبت اور افعال ایسے قبیحہ و ذمیمہ - اُنسے تو کوری کہار ہی اچھے کہ اپنے پیشے اور اپنی تھوڑی سی عقل کے موافق دلبستگی کی تو صورت نکال لیتے ہین - مانا کہ اُنکے اشغال بھی تعریف کے لائق نہین ریشائیل مردون کا پھریا اوڑھ کر تھرکنا نفرت انگیز فعل ہے مگر وہ منطقی فلسفی تو ہین نہین - تربیت یافتہ علم سے آشنا آپ تو دو دن کی لیتے ہین اور باینہمہ لن ترانی دہی ڈھاک کے تین پات اوقات فرصت ہو تو کیا ہے کیتھا نہ جائیے جلسۂ تہذیب جائیے کتب مفید مطالعہ کیجیے - یا تصانیف لطیف کی فکر معقول فرمائیے تو ہم سمجھین کہ تربیت یافتہ ہین - یہ نہین کہ چواریون کی طرح تہذیب کی خواری کرین - یکلو اور کھیل ملا اور کھیل سرا اور سا اٹھارہ اور پانچ دو کے سوا اور کچھ نہ سیکھے اور ہر شب کو بد بدا گنجفے یا چوسر مین سر مغزن کی -

رنگے سیار

میان آزاد - زلف پریشان کی یاد مین رات بھر خواب پریشان دیکھا کیے - تڑکے خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو پھر سینیچر پائون پر سوار ہو گیا دوپہر تک بے آب و دانہ ہر دم خیال وصل جانانہ - دوپہر ڈھلے ایک قصبہ مین پہونچے پیپل کے پیڑ کے سایہ مین بستر جمایا - سبزۂ بیگانہ کو اپنا مسکن بنایا - پیپل کے دھانی دھانی پتون کی رنگت پر جو نظر پڑی تو بزلن رنگین ادا کا حسن برشتہ یاد آیا - کلیجے پر سانپ لوٹنے لگے تھکے ماندے چلے آتے تھے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے ذرا دل کو ڈھارس ہوئی پائون پھیلا کر لمبی تانی تو دنیا و مافیہا کی خبر نہین - جب خوب نیند بھر سو چکے تو ایک مرد آدمی نے جگا دیا الا اللہ کہکر اُٹھ بیٹھے وحشت کسی قدر دور ہو گئی تھی مگر پیاس کے مارے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے - سامنے اندارے پر ایک گلبدن سیمتن عورت عجب نزاکت سے پانی بھر رہی تھی حضرت بھی پہونچے -

آزاد - کیون نیک بخت ہمین اک ذرا سا پانی نہین پلاتین بھرنا دو بھر ہو تو لاؤ ہم بھر دین - تم بھی پیو ہم بھی پئین - احسان ہوگا -

بس جوگت مین دعا دو ہمین مطلب حاصل ہوجائیگا - سمجھتن نے الائچی لی اور اُسی دم چلی گئی - میان آزاد چپکے چپکے سب سن رہے تھے اب انھین خوب ہی معلوم ہوگیا کہ شاہ جی رنگے سیار ہین - آفتابے کا پانی تو انھون نے پی لیا تھا اور شاہ صاحب نے معًا یہ جی کہ آنکھ بند کرتے ہی یہان آئے اور پانی پیکر پھر کسی ترکیب سے چلدیے - یہ سُنکر آزاد خوب کھلکھلا کر ہنس پڑے - شاہ جی کی باتون سے ان کے دل پر نقش ہوگیا کہ بڑے ہی ذات شریف ہین - اتنا بڑا جھوٹا دیکھا نہ سُنا - ایسے پڑے ولی اللہ ہوگئے کہ اُنکی دعا سے ایک رانی پانچوین مہینے بچہ جن پڑی اس کذب پر خدا کی سنوار - جھوٹ بھی تو کتنا اور علم اشراق مین بھی حضور کو بڑا دخل ہی - چشم بددور حق تو یون ہی کہ جھوٹون کے سردار ہین مگر بیٹے بڑھاپے - تہ بند باندہ کر شاہ جی بن گئے لگے بیچنے کوئی بیٹا مانگتا ہے - کوئی تعویذ کا خواستگار ہے کوئی کہتا ہے کہ میرا مقدمہ جتوا دو تو حق خدمت بجا لاؤن - کوئی کہتا ہے کہ فلان عہدہ دلوا دیجیے تو مٹھائی کھلاؤن - اتفاق وقت سے مطلب بر آیا تو شاہ صاحب کی چاندی ہے - ورنہ مجال کس کی کہ شکایت کا لفظ زبان تک لائے ڈر ہی کہ کہین زبان نہ سڑ جائے اللہ ری دھاک - بہت سے دشمن عقل ان بنے ہوے فقیرون کے دام تزویر مین پھنس جاتے ہین - بعض بعض تو معاذ اللہ انھین دوسرا خدا سمجھتے ہین خدا ایسے خیالات مزخرف سے بچائے میان آزاد اس درویش معمر کی گفتگو سے سمجھ گئے تھے کہ پڑھے لکھے خاک بھی نہین ہین ورنہ (بہ سبب) اور (نا محروم) نہ کہتے - بھلا ان پڑھ مکتبی کا ناتراش بھی کہین مسلک خداشناسی کے سالک ہوسکتے ہین - اور غیب کی بات تو جناب باری عز اسمہ کے سوا اور کوئی جانتا ہی نہین - یہ شاہ جی چار سے کیا کہ بتائین گے - یہ سب باتین ہین ضعیف الاعتقاد آدمی ایسے جہلا مکارون کے پھیرون مین آئین تو آئین - ہم بھلا کب پھنسنے والے ہین - ای توبہ یہان طفلی ہی سے فقیرون کے قائل نہوے اور ان شاہ جی نے تو کذب کے پل باندھ دیے - وہ بیچاری عورت ناقص العقل دنیا کے حالات سے واقف نہین جسکا جی چاہا بہکا دیا ہم ایسون کو شاہ جی چکما دین تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن -

میان آزاد کی کارستانی اور شاہ جی کی پریشانی

ہم سے کھلجاؤ بوقت مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑین گے رکھ کر عذر مستی ایک دن

میان آزاد ایسے بنے ہوے سدھا در رنگے سیار فقیرون کی ترنگ سے واقف تھے معًا تاڑ گئے کہ شاہ صاحب ایک ہی مرشد بڑے ہی رنگباز ہین خرقۂ سالوس در بر - اور عمامہ زرد بر سر لوگون کو پھانس پھونس کر منڈیا چڑھاتے ہین اور بیوقوفون کو اور بھی اُلّو بناتے ہین - ان پڑھ گنوار چنگ پر چڑھ جاتے ہین سوچے کہ شاہ جی کی قرار واقعی مرمت کردینی چاہیے اتنے مین شاہ صاحب نے ایک صاف شفاف چبوترے پر لُنگی بچھائی اور اُسپر دو زانو ہوکر مناجات پڑھنے لگے - مگر پڑھے لکھے تو تھے ہی نہین صرف حافظے پر دارومدار تھا - شین قاف تک درست نہین شاعری کا خوب دل کھولکر خون کیا اور اناپ شناپ بکنے لگے - ہ

خدایا جہان بادشاہی تراست | تما خو بآمدائی تراست
ہمان آفریدی بالا و پست | توئی آفرین نند ملاو کشت
توئی کاسمان آزمین ساختی | زمین را زمان و زمین ساختی
نیائی ز ما جز بجز کردنی | دگر خفتنی بار آپیے خوردنی
دکانست بازو خندگی | خداوند ما انز تو بندگی

کوٹھڑیان رہیہ تو سب کچھ ہی مگر مکین کا پتہ نہین اس سیمتن کی
چال ڈھال اور طرز نشست سے اجنبیت برستی تھی - حیرت
تھی کہ اس باغ لطافت بار کے مکین سلیقہ شعار کہان
چھپ رہے - ع

باغ ہے پر عجب ہے یہ روداد
نہ کہین آدمی نہ آدم زاد

گل ہین سب اپنی اپنی جوبن پر	بوے گل ہی صبا کے توسن پر
ہی عجب لطف پر شگوفہ و گل	کہین شبو کھلی کہین سنبل

انھون نے دیکھا کہ وہ بت طناز سرمایہ ناز ظرف سیمین زمین پر
ٹیک کر ایک نواڑی کی نازک پلنگڑی پر سو رہی - اب تو انکو خوب ہی
موقع ملا اٹھے اور میوہ تر جس قدر جی چاہا خوب چھک کر کھائے
اور اُس ظرف سیمین کو منھ سے لگایا تو ایک ایک قطرہ پی گئے
اتنے مین پانون کی آہٹ سنائی دی - میان آزاد جھٹ انگور کی
ٹٹی مین چھپ رہے مگر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ دیکھین ہی کون -
دیکھا تو پھاٹک کی جانب سے کوئی آہستہ آہستہ آرہا ہی قریب آیا
تو انھون نے بغور نظر ڈالی - ایک کشیدہ قامت جسیم وشحیم ڈنڈیل
چٹ لنگوٹ باندھے اکڑتا اینڈتا اُس بنگلہ کیطرف جاتا ہی سمجھے
کہ کوئی پہلوان کشتی گیر اپنے اکھاڑے سے واپس آتا ہی قریب
آیا تو یہ گمان دور ہو گیا - معلوم ہوا کہ کوئی شاہ جی ہین وہ
چٹ لنگوٹ جس سے پہلوان کا دھوکا ہوا تھا - تہ بند نکلا -
شاہ صاحب سیدھے بنگلے مین داخل ہوے سیمتن کو پلنگڑی
پر سوتا پایا ایک دفعہ ہی پلنگ پر ہاتھ مار کر چلا اٹھے (اٹھو کم
معبود) وہ زن رعنا شائل گھبرا کر اٹھ بیٹھی - اُٹھتے ہی قدم لیے
شاہ جی نے فرط شفقت سے اُسکی جبین نورانی اور رنگین
پیشانی پر بوسہ دیا اور ایک تپائی پر بیٹھ کر یون تقریر

کرنے لگے -

شاہ جی - بیٹی - آج تمکو ہمارے سبب سے بہت راہ دیکھنی پڑی
ایک گانون مین یہان سے دس کوس پر راجہ رہتا ہی مگر اسی برس
کا ہو گیا اللہ نے اُسے لڑکا دیا نہ لڑکی - ایک دن مجھے بلوایا
مین کہین کو جاتا آتا تو ہون نہین - وہ رانی کو لیکر آپ آیا تو پیرون
پر گر پڑا - مین نے رانی کے سر پر ایک گلاب کا پھول بن کہکہ
دے مارا پانچون ہی مہینے اللہ نے لڑکا دیا راجہ میرے
پاس دوڑا آتا تھا کہ مین راہ مین ملا - دیکھتے ہی مجھے ہاتھی پر
بٹھا لیا - کہتا ہے روپیہ لو جاگیر لو - گانون لو - ہاتھی گھوڑے
لو - مگر مین کب مانتا ہون - اس وقت پیچھا چھوٹا تم
پانی لائی ہو گی تو مین پھونک دونگا - جسمین تم نامحروم
نہ رہو -

سیمتن - مین آپکی لونڈی ہون ہی کیا کم ہی کہ آپکی زیارت نصیب
ہوئی پانی وہ رکھا ہی آپ پھونک ڈالدین تو مین رخصت ہون
یہ کہکر سیمتن اُٹھی دیکھا تو ظرف موجود مگر پانی ندارد این
یہ پانی کیا ہوا - زمین کھا گئی آسمان کھا گیا - ابھی پانی کھا
دیکھتے ہی دیکھتے اُڑ گیا - ہی ہی شاہ صاحب آپ کے پاس
مین جھوٹی بنی - میری بڑی کرکری ہوئی زمین پھٹ جائے
تو مین دھنس جاؤن - ای غضب خدا کا ایک بوند تک نہین
اُنڈ جاتا ہے لبالب بھرا ہوا تھا -

شاہ جی - تباہی دون - اچھا - اب سمجھین نہو - مجھے اشراق
سے معلوم ہو گیا کہ تم آتی ہو - جب تم سو رہین - تو مین نے
آنکھ بند کی اور یہان ہو بیچ گیا پانی پیا پھر آنکھ بند کی اور رنڈا
کے پاس ہو رہا پھونک ڈالنے کی ساعت بھی وقت تھی مل جاتی
تو پھر ایک مہینے پر بات جاتی - اب تم پٹالائی اور کل آدھی رات کو

چوری چکاری ناواقفیت کے سبب سے تھے مین نے چھوڑ دیا
لیکن اب آپ نے یہ نیا ہتکھنڈا سیکھا کہ اُس زنِ جادو جمال
زہرہ تمثال کو پھانسا اور اُس سے کچھ اینٹھا چاہتے تھے وہ اُس
زمانے مین میری منکوحہ اور مطبوعہ بیوی تھی۔ اب یہ ہتھکنڈے
چھوڑ دو کر دریا سے منھ موڑ دو ورنہ تم ہو اور ہم۔ ابھی ابھی بھیک
بناؤنگا اور ناچ نچاؤنگا۔ مغز اسی مین ہے کہ اپنا کل حال پوست
کندہ راست براست بے کم و کاست کہہ چلو نہین خود ہی جھگتو گے
میرا کچھ نہ جائیگا شاہ جی نے شراب کی ترنگ مین مارے
ڈر کے اپنی بیتی صاف صاف کہہ سنائی جسکو ہم اپنی زبان مین
ادا کرتے ہین ذرا کان دھر کر سنیے۔

شاہ جی - چودہ برس کے سن سے مجھے چوری کی لت پڑی
وہ مشاقی بہم پہونچائی کہ آنکھ چوکی اور گٹھری اُڑائی۔ غافل ہوا
اور لُٹیا لُڑھکائی۔ پہلے کچھ دن تو لُٹیا چور رہے۔ مگر یہ تو کرتی
بدیا ہی چند ہی روز مین چوروں کے ولی ہنگر ہو گئے سیند لگانا
کوئی ہم سے سیکھے۔ کمند پر چڑھنا کوئی ہم سے سیکھے۔ چھت کی
کڑیوں مین یوں چپٹ رہوں جیسے چھپکلی۔ اُچک پھاند مین
بندر میرے مقابلہ مین گرد ہین۔ دبے پاؤن کوسوں نکل جاؤن
ممکن کیا کسی کو آہٹ معلوم ہو۔ شہر بھر کے بدمعاش۔ اوباش
لُچے لفنگے شہدے۔ گرگے۔ ہماری ٹکڑی مین شامل ہوے
بڑے بڑے مہاجن ساہوکار جھک جھک کر سلام کرنے لگے جس نے
ہیکڑی کی پی۔ اُسکو نیچا دکھا دیا جو بڑھا ہوا اُسکو سیدھا بنایا
خوب چوریاں کرنے لگے۔ آج اُسکا مال مارا کل اُسکی چھت
کاٹی۔ پرسوں کسی نواب کے گھر مین سیند دی۔ رفتہ رفتہ
ڈاکے مارنے لگے۔ سڑکوں پر لوٹ مار شروع کر دی تھانگ
مین دنیا بھر کے بھگڑے جمع ہین۔ ایک طرف [illegible]
چانڈو اُڑا رہے ہین دوسری طرف چرس کے دم لگا رہے
ہین تکا بجا بھنگ گھٹ رہی سب کا شغل ہے تانین اُڑ رہی ہین
شراب کی بوتلین چنی ہوئی ہین۔ گنڈیریوں کے انبار لگے ہین
مکھیان بھن بھن کرتی ہین۔ سب کو یہی فکر ہے کہ کسی کا مال تاکین
کوئی زردار کورا نہ بچ نکلے داغی ضرور ہو ایک دن شامت
اعمال سے ایک نواب صاحب ذی مقدرت کے یہان چوری
کرنے کا شوق چرّایا۔ اُن کے خدمتگار کو ملایا۔ اُسکو
کچھ چٹایا۔ ایک بجے کے وقت گھر سے نکلے۔ اسی محلے مین ایک
مہینے قبل مکان کرایہ پر لیا۔ اُسی مکان مین بیٹھے نواب کا ایوان
عالیشان کوئی پچاس ہی قدم کے فاصلے پر ہوگا تین آدمی دس
قدم پر اور پانچ بیس قدم پر کھڑے ہوے۔ ہم اور خدمتگار
اور ایک چور ساتھ چلے کہ گھر مین دھنس پڑین۔ قریب گئے تو ڈیوڑھی
پر چوکیدار نے پکارا۔ کون۔ سن سے جان نکل گئی۔ عمر بھر مین
یہی خطا ہوئی کہ چوکیدار کو پہلے سے نہ ملا لیا۔ اب کیا کرین۔
مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔ قہر درویش بر
جان درویش۔ پھر چوکیدار نے للکارا کون آتا ہے ہم نے
کہا ہم ہین بھئی (چوکیدار) ہم کی ایک ہی کہی ہم کا کچھ نام بھی ہے
آخر کار ہم نے چوکیدار کو اُسی دم کچھ چٹا کر سیند دی گھر مین گھسے
تو دیکھتے کیا ہین کہ نواب صاحب پلنگ پر سوتے ہین
اور اُنکی بیگم دوسرے پلنگ پر خواب ناز مین ہین۔ مگر
شمع روشن ہے اپنے ساتھی سے اشارہ کیا کہ شمع کو گل کر دے
اتفاق وقت سے وہ ایسا گھبرایا کہ بڑے زور سے پھونک
ماری۔ مین نے کہا خدا ہی خیر کرے ایسا نہو کہ نواب
جاگ اُٹھین۔ تو لینے کے دینے پڑین۔ آگے بڑھ کے مین نے
بتی کو تیل مین بھسکا دیا۔ جلیے چراغ گل پگڑی غائب

شاہ جی بیٹھے سوز و گداز سے لہرا لہرا کر حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ
والغفران کے کلام معجز نظام کا ورد اپنی گردن پر سے رہے تھے
کہ میان آزاد سے نہ رہا گیا ایک ضرب ہی بول اُٹھے کہ یاد دشت تیرا ہی
آسمان ہی! ابتو شاہ جی چکر مین آئے۔ یہ آواز کس نے کسا۔ یہ حریف
کون پیدا ہوے۔ یہ پھبتی کس نے کہی۔ ادھر اُدھر دیدے پھاڑ
پھاڑ کر دیکھا۔ مگر آدم نہ آدم زاد۔ انسان نہ انسان کا سایہ۔ یا الٰہی یہ
کون بولا۔ یا خدا یکس نے ٹوکا سمجھے کہ یہ آسمانی ڈھیلا ہے۔ خدا
کھڑی کو بچائے ڈرپوک ضعیف الاعتقاد تو تھے ہی ڈرے کہ کوئی
بلاے ناگہانی یا آفت آسمانی ہی۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے بدن تھرتھرانے
لگا ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ کشف و کمال سب بھول گئے حواس
بلا اجازت سپاٹو پر ہو رہے۔ ہوش قلا بازی کھانے لگے دفع بلا
کی آیتین پڑھنا شروع کین۔ آخر مین باواز بلند چلا اُٹھے کہ
(یا مظہر العجائب) ادھر یہ بول اُٹھے (لنگی مع شاہ جی غائب) اب
شاہ جی کی گھبراہٹ کا حال نہ پوچھئے کچھ چہرے پر مردنی چھا گئی کہ
کاٹو تو لہو نہیں بدن مین ٭ دم بخود۔ میان آزاد نے بھانپ لیا کہ
شاہ صاحب پر رعب چھا گیا۔ جھٹ نکل کر پتون کو خوب پاؤن
سے کھڑکھڑایا شاہ جی کانپ اُٹھے کہ یہ پریون کا لشکر کا لشکر
آن کھڑا ہوا اب گئے ہی گذرے آزاد نے لحن داؤدی خاص
اہل عجم کے لہجہ مین ایک غزل پڑھی۔ گو شاہ جی الف سے
نام بے لکھی نہیں جانتے تھے مگر رات خوب ہی بھیگی تھی اور چاندنی
نکھری تھی۔ ہواے سرد پھولون کی بوباس کو منتشر کر رہی تھی۔
آزاد نے ایسی سُریلی آواز سے اُس حقانی غزل کو گایا کہ کندۂ
ناتراش تک کو وجد آیا۔ شاہ جی مست ہو گئے۔ سمجھے کہ کوئی
درویش باکمال آنکلے۔ ابتو جان مین جان آئی۔ میان آزاد
کے قدم پہ اُنھون نے پیچو ٹھوکی۔ شاہ جی اُس وقت
دو آتشہ شراب آتے سبب سے تھے۔ نشہ کی ترنگ مین خیال
بندھ گیا کہ کوئی آسمان سے اُترا ہے۔

آزاد۔ کیستی وازکجائی و بامنت چکار ست۔ سکوت تا کے
ما اسمک انت شیخ اوسید۔

بلغنا المراد ونال العناد لک الحمد والشکر یا ربنا۔ اب جو بس
باقی ہوش شاہ جی کے رہے سہے حواس اور بھی غائب ہو گئے
زبان سمجھ مین نہ آئی سمجھے کہ بیشک فرشتہ آسمان ہے۔ ہماری
روح قبض کرنے کو نازل ہوا ہے وا نتون فرماتے کیا ہین کہ
مین علم سے نامحروم ہونگا سمجھتا نہیں ہونگا کہ آپ اسوقت
کیا حکم دیتے ہین ہم نے بہت گناہ کیے اب ماف (معاف)
فرماؤ کچھ دن اور جینے دو توبہ کرون یہ ٹھگ بدیا چھوڑ دون
مین سمجھ گیا تھا کہ آپ فرشتے ہو روح قبض کرنے آئے ہو۔

آزاد۔ یہ پیرانہ سالی اور یہ بد اعمالی۔ یہ سن و سال اور یہ
چال ڈھال یاد رکھ کہ قعر جہنم مین پڑےگا اور نار دوزخ مین
جلایا جائےگا سن فرشتہ آسمانی نہ ملک روحانی۔ مین حکیم طیناس
کی روح پاک عالم ہون حکیم ہون خدا ترس ہون رحیم ہون ملکوتی
صفات ہون صاحب طلسمات ونیرنجات ہون۔ شجاعت مین
رستم سیستانی حکمت مین ارسطوے ثانی۔ مصوری مین رشک
بہزاد و مانی۔ سکندر نامہ مین نظامی نے یہ شعر میری ہی شان
مین کہا ہے۔ ؎

بلیناس فرزانہ را پیش خواند
بنزدیک جام جہان بین نشاند

میری تعریف و توصیف مین بڑے بڑے شعراے بلند پایہ و
سخنوران گرانمایہ رطب اللسان ہین میرا مزار اسی جگہ ہے تو بلیناس
تیرا جسد تو ہوا و جان تو ناپاک رہتا ہو اور شرابین لنڈھاتا ہے

گینڈا بھی بھبکی بتائی کہ آئے حواس غائب ہو گئے۔ شراب کے نشہ نے
سمند دہشت پر ایک اور کوڑا جمایا مگر وزیر کا سارا حال موبمو
کہ سنایا۔ واللہ اچھا سہل نسخہ ہاتھ آیا۔ شاہ صاحب کی قلعی
کھل گئی۔ سچ ہے ہر زغونے را موسےٰ۔ گانون بھر چڑھا یا تھا
خوب دام تزویر پھیلایا تھا۔ اب پھنسنے بچا۔ میان آزاد نے
جب دیکھا کہ مارے بوکھلاہٹ کے انکی جان پر بن آئی ہے تو
تشفی دی اور یون سمجھایا۔ سنو شاہ جی سمک سے سما اور ثری سے
ثریا تک اپنا راج ہے لیکن ہماری بیعت لاؤ ہمین اپنا پیر بناؤ
تو چھوڑ دین اسوقت تو مزے سے پانون پھیلا کر سو رہو کل تڑکے
گجر دم گانون بھر مین غلغلہ ڈال دو کہ ہمارے پیر مقدس نے
قدم رنجہ فرمایا ہے۔ مگر ہمارا سن دو سو گیارہ برس کا بتانا اور
سب سے کہہ آنا کہ ابھی نام خدا سبزہ آغاز ہے اور جوان طناز ہے
معلوم ہوتے ہین۔ شاہ جی کی باچھین کھل گئین کہ چلو کسی طرح
جان تو بچے۔ نور کے تڑکے تمام گانون مین اس سرے سے اُس
سرے تک پکار آئے۔ کہ ہمارے پیر مقدس آئے ہین جسے دیکھنا ہے
دیکھ لے۔ شاہ جی کی تو وہان دھاک بندھی ہی تھی جب لوگون
نے سُنا کہ انکے بھی ولی ٹھنگر آئے ہین تو شوق چرایا کہ زیارت
کو چلین دو دن اور دو رات میان آزاد نے کسی کو رخ تابان
نہ دکھایا۔ تیسرے دن فقیرانہ لباس پہن کر ہرے ہرے پیڑون
کے ٹھنڈے ٹھنڈے سایے مین آن بیٹھے میان آزاد گلفام
و نازک اندام حسین و جمیل تو تھے ہی شنجرفی تہمد اور پیرہن
نے آتش حسن کو اور بھی بھڑکا دیا دیکھتے کیا ہین کہ پو پھٹتے ہی زن و مرد
غریب و امیر برنا و پیر زیارت کو آ رہے ہین ٹھٹ کے ٹھٹ
جمع۔ ہندو اور مسلمان کی عورات جوان کو دیکھ کر ان کی آنکھون
سے خون ٹپکنے لگا۔ جوان کم سن جادو جمال زہرہ تمثال۔
شوخ و طناز۔ خوش انداز سراپا ناز زیور سے مزین لباس
گران بہا سے مشین چھما چھم کرتی چلی آتی ہین دس دس کوس سے
فینسون پر سوار بصد شوق زیارت کو آئی ہین نگین طرحدار
مہریان ساتھ بانکی ادا سے فینس کے کونے پر ہاتھ۔ کوئی بچہ
بھٹے سے ڈولی پر کوئی پیادہ پا غنچہ کھلا ہوا ہے۔ میان آزاد نے
دل ہی دل مین اُنکے ورثا کو خوب صلواتین سنائین کہ فقیر اور
باکمال کا نام سنتے ہی کیا جھٹ سے بھیجدیا۔ خدا کی مار۔ ان کو
اتنی عقل بھی نہین ہے کہ ذرا دل مین سوچین کہ ہم بھیجتے کہان ہین
الہی توبہ۔ الہی توبہ۔ میان آزاد نے نہایت جوش و خروش اور
فصاحت و بلاغت کے ساتھ اشعار اور آیات پڑھنا شروع کین
اور خوب ہی بنے ٹھنے۔ واللہ کیا پھبن تھی یا دھسان خلقت ہے جس نے
گیرے رنگ سے وہی خدا رسیدہ بن بیٹھا۔ دنیا بھر کے مکری
فقیر کے لباس مین مال مارتے ہین۔ اور اکثر تربیت یافتہ تعا
مسن تک انکے باکمال ہونے پر کٹنگا اور قرآن اُٹھاتے ہین
کوئی ذی عقل سمجھائے تو اُلٹی آنیتن گلے پڑین سو

خیانت سے مکائد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

صحبت رندان مے آشام و مہوشان نازک اندام

گھٹا کالی کالی دھنک لال لال
کنھیا کے ابرو پہ جیسے گلال

گھٹا اور بجلی مین ہے آج چوٹ
ہوا بی ڈوپٹے مین بجلی کی گوٹ

گلستان عالم مین چھائی گھٹا
وہ آئی وہ آئی وہ آئی گھٹا

سیہ ابر مغرب سے ایسا اُٹھا
مین سمجھا کہ کعبہ کا پردہ اُٹھا

آزاد خانہ برباد مستانہ وار جھومتے چلے جاتے تھے کہ ایک
کمرے سے آواز آئی (اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو

بیگم صاحب کے سرہانے دیوار کا صندوق رکھا تھا - مگر آرہ ہمین
ہم تو ماما کی زبانی پتا پہچان چکے تھے مگر کا سیدھا کھٹکا ہوا
فوراً صندوق اٹھا اور دوسرے ساتھی کو دیا کہ باہر پہنچائے وہ
کچھ ایسا گھبرایا کہ مارے بوکھلاہٹ کے کانپنے لگا اور ایک فرشی
ا رار اکر دھم - دھماکے کی آواز سنتے ہی نواب چونک پڑے
شیر بچہ سرہانے سے اٹھا پلنگ سے اٹھ تیر سے بلی بند لکر
پھکیتی کے ہاتھ دکھانے لگے ہم نے ایک چالاکی کا ہاتھ دیا
اور جھٹ کمرے سے نکل دیوار پر چڑھ پچھواڑے کود اور
چور چور پکارتا ہوا نا کے باہر وہ دونون سر بچھے تو سکھیے تھے
دھر لئے گئے - مگر واہ رے نواب واللہ جری آدمی ہی - دونون
کو گھیر لیا وہ تو جیلخانہ گئے - بندہ خلوہ بچا - اب ہم نے یہ پیشہ چھوڑا
اور سفاکی پر کمر باندھی - ایک مہینہ مین کئی خون کئے - پہلے
ایک سوداگر کو گھر مین گھسکر چارپائی پر ڈھیر کر دیا - اور جمع جتھا
ہمارے باپ کی ہوگئی - پھر ریل پر ایک مالدار جوہری کا گلا
گھونٹ ڈالا اور جواہرات صاف اڑا لیے تیسری دفعہ دو بنجارے
سرا مین اترے تھے ہمین خبر ملی کہ انکے پاس سونے کی
اینٹین ہین انکو سرا ہی مین انشا غفیل کرنا چاہا بھٹیارن نے
ہمین دیکھ لیا - غل مچا پکڑے گئے چالان ہوا مجسٹریٹ صاحب نے
قیدخانہ دکھایا - وہان آٹھ دن رہے تھے کہ نوین دن آزادی
یاد آئی - رات کو موقع پا کر کال کوٹھری کا دروازہ توڑا ایک
کبھی بردار کا سر اینٹ سے پھوڑا پہرے کے کانسٹبل کو
اسی بندوق سے شہید کیا - صاف نکل بھاگے - اب ہم سوچے
کہ کوئی نیا پیشہ اختیار کرین - اس گانون مین آئے تو عجب
ہتھکنڈے سے درویش باکمال بن بیٹھے - فقیرون کا بھیس
بدل کر ایک پیڑ کے نیچے بستر جما یا بیٹھ گئے ایک دن

گانون کے ٹھاکر کا لڑکا بیمار ہوا - یہان جیسے بیٹھے تھے کسی نے
کہدیا کہ ایک ولی اللہ پیڑ کے نیچے بیٹھے یاد خدا کیا کرتے
ہین چہرے سے نور برستا ہے کسی سے لیتے ہین نہ دیتے ہین
ٹھاکر نے سنتے ہی اپنے بھائی کو بھیجا ہم ساتھ گئے - چہرہ
بشاش کہ آج بالا ہمارے ہاتھ رہا تو عمر بھر چین سے گذرے گی
ہمارا پہنچنا تھا کہ سب اٹھ کھڑے ہوئے - ہم کسی سے
بولے نہ چالے (قدم درویشان رد بلا) یہ آواز بلند کہکر لڑکے
کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ بڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے دیکھا
کہ لڑکے کا برا حال ہے بچنا محال ہے ٹھاکر قدمون پر گر پڑا
ہم نے پیٹھ ٹھونکی اور لمبے لمبے ڈگ بڑھاتے چل دیے -
اس دن حسن اتفاق سے ایک یوروپین ڈاکٹر دورہ کرتے
ہوے اس گانون مین آئے - اور انکے معالجہ سے مریض
چنگا ہو گیا اب لطف دیکھیے کہ ڈاکٹر کا تو کوئی نام بھی نہین
لیتا سب ہماری تعریف کرتے ہین - کوئی پہنچا ہوا کہتا ہے کوئی
خدا رسیدہ کہتا ہے ٹھاکر نے ہمین ایک ہاتھی اور ہزار روپیہ
دیا - وہ ہم نے قبول نہ کیا سبحان اللہ پھر تو ہوا بندھ گئی اب
چو طرفہ ہم ہی ہم ہین کوئی بیمار ہو تو ہم پوچھے جائین - کوئی مرے
تو ہم بلائے جائین - میاں بیوی کی شکر رنجی مین ہم قاضی بنتے
ہین - باپ بیٹے کا جھگڑا ہم فیصل کرتے ہین - صبح سے
شام تک ڈالیون پر ڈالیان اور نعمتون پر نعمتین ہمارے
سامنے چنی رہتی ہین عورتیں مرد غریب و امیر برنا و پیر
سب زیارت کو آتے ہین - ہمارے آزاد منش بیباک و شوخ
پاکیزہ مشرب خلق کو ہر خندہ اور معزز ممدوح میان
آزاد نے یہ کیفیت سنا تو فرزانہ کی روح بن بیٹھے - سمجھ
گیا کہ یہ شخص کیا ... ہین - اچھا رب ملا - خدا ہی کرے

ایک ۔ آب و گل ہیں نہیں عالم میں
سبحان اللہ چہ بلگرامے

از خطۂ پاک بلگرام است
کوثر مے و آفتاب جامی

لیکن حضرات بادہ گسار اور عشاق زار کا وہان کال ہی ۔ مگر علما فضلا شعرا کملا کی ٹکسال ہی اور اودھ مین لکھنؤ کے بعد پھر بلگرام ہی کا نمبر ہی ۔

دوسرے ۔ بندہ رئیس پنجاب ہی جو تمام عالم مین انتخاب ہی ۔

چہ پنجاب انتخاب ہفت کشور
فضا سے نشئہ مستی ہوا یش
غبارش آب و رنگ چہرۂ گل
بہر جا سبزہ از خاکش دمیدہ
نجا کش سایۂ پر ہاے بلبل
بہر شہرش بتان گرم بازار

قسم خوردہ بہ خاکش آب کوثر
رمینے کا سما نہا خاک پاکش
گیاہش دلربا ے زلف سنبل
رخ خوبان بہ پیشش خط کشیدہ
جواب یک چمن خندیدن گل
بے سودا دل عاشق خریدار

تیسرے ۔ خاکسار کا مسکن و مولد خطۂ مینو سواد کشمیر جنت نظیر ہی ۔ جو باغ نعیم سے بھی زیادہ دلچسپ و دلپذیر ہی ۔ مرغزار نزہت بہار سبزہ طراوت افزا ۔ واللہ عجب گلزمین ہی باقدر دلکش ہشت برین ہے ۔ ؎

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر درآید
از بسکہ کند جذب رطوبت خطر نمیست
این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل
بنگر کہ ز فیضش چہ شود گوہر یکتا

گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
گر کاسۂ چینی ز ہوا پر حجر آید
آن شرح ندارد کہ بگفتار درآید
جائیکہ خزف گر رود آنجا گہر آید

چوتھے ؎ گلشن رضوان بھی جسکا خوشہ چین ہے
وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے

سبحان اللہ کیا طبقۂ مردم خیز ہے ۔ زبان اور لطف بیان نکتہ دانی اور غزل خوانی اہل لکھنؤ ہی کا حصہ ہے جو شاعر ہے خدا سخن ہے جو شاعر ہے کامل فن ہے

پانچوین ؎ گفتگوے عاشقان در کار رب
جوشش عشق ست نی ترک ادب

ہمار اشعار و دثار صوفیان صافی طینت عالی گوہر و راست کردار کا سا ہی عقیدت و طریقت وجود وحدت پر ہی یعنی ہم وحدت وجود کے قائل ہین ۔ روزے سے غرض نہ نماز سے سروکار ۔ جو نقطۂ وحدت سے ملجائے اُسکی نجات ہی ۔ ہم اُس واحد حقیقی کے افراد ہین جسکی وحدت سے اس عالم افراد مین یہ کثرت ہی ۔ سنو ۔ یقین مانو وحدت عین کثرت اور کثرت عین وحدت ہی ۔ عالم مشاہدہ مین ایک مثال اُسکی دیتا ہون جس سے اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ مقولہ نظری ہے بدیہی ہو جاے ۔ دیکھو ایک تخم خربزہ ہم نے بویا اُسنے اپنی طبیعت سے اپنے کو ایک پودے اور چند پتون مین ظاہر کیا ۔ پھر بڑھتے بڑھتے چند عرصے مین اُسنے اپنے تئین پھر اپنی اُسی ذات خربزہ مین ظاہر کیا اور اُسی تخم مین اب دیکھو ایک تخم واحد نے جسمین وحدت ہی وحدت تھی کسقدر کثرت مین اپنے کو جتایا پھر وہی بیج کا بیج ۔ چنانچہ ہمارے امام ہدایت اور پیشواے رشادت نکتہ رس علی الاطلاق حکیم الاشراق مولوی صوری و معنوی قدس سرہ الخفی و الجلی اپنی مثنوی مین اس مطلب کی طرف اشارہ بہ این اشعار فرماتے ہین ۔ ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند

وز جدائی ہا شکایت میکند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

نیستان سے وہی وحدت حقیقی کا بن مراد ہی جس سے کٹ کٹکر ہم بانسریان ترانہ سنج ہین ۔ ؎

شب از مطرب کہ دلخوش باد ویرا
چنان در جان من سوزش اثر کرد

شنیدم نالۂ دلسوز نے را
کہ بے رقت ندیدم ہیچ شے را

ہمین کچھ سالک و مجذوب سے مطلب نہین ہم اپنی لو اُسی سے

تھوڑی پھولہار سبزۂ نو دمید کی بہار ننھی ننھی بوندین - ابر مرغ خیز نسیم سحری مشک بیز - تڑکے کا وقت اس صدائے خوش آہنگ کے سنتے ہی میاں آزاد نے اُسی جگہ ایک کیاری مین بستر جمایا پھر آواز آئی (پیا پیا سے اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو واہ اُستاد تم تو اپنے وقت کے میان شوری نکلے - کیا تان سین کے قبر کے پیڑ مین ایک پتی بھی باقی نہ رکھی جڑ سے پھنگی تک سب چٹ کر گئے - ہان ذرا اونچے سرون مین چھڑے چھڑے (سیان پیا سے اتنی ارج موری مان) اتنے مین اُس کمرے سے قہقہے کی آواز آئی - اور دس پانچ آدمیون نے گردن نکال کر میان آزاد کو دیکھا کہ ایک تھالے مین دوزانو بیٹھے موجین لے رہے ہین -

ایک - حضرت یہ خانہ بے تکلف ہے بسم اللہ تشریف لایئے - میان آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے کمرے مین داخل -

السلام علیکم -

دوسرا - وعلیکم السلام -

تیسرا - وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

چوتھا - بندہ نواز - ادھر تشریف رکھیے آپ تو کانٹون مین گھسیٹے ہین خیر ع - صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست -

پانچوان - گستاخی معاف - آپ کس طریقت مین ہین

آزاد - از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار ندانم مسافرم

چھٹا - کبھی کبھی جام بھی دیکھا ہے -

آزاد - ای حضرت یہ نہ پوچھیے - صبح الرزق ہوا دو جام مروق ہوئے شراب شیراز ہو تو عمر دراز ہو -

گویند بہشت و حور و کوثر باشد
زانجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پُر کن قدح بادہ کہ معلومم نیست
نقدی ز ہزار نسیہ بہتر باشد

شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

مگر بندہ محروم ہے - اب اُس جلسۂ احباب اولوا الالباب بادہ خوار مے گسار بلا کوش ساغر نوش سرخوش و مدہوش جفاکیش و ریش کی چہل پہل کا حال عبرت آل بگوش ہوش سنئے - فراخ و وسیع میدان مین ایک ایوان سپہر نوا ہے - چوطرفہ سبزہ روئیدہ کی لہک اور گلہائے مشک بیز کی مہک - بقول عنایت اللہ خرد آگاہ نمک ریزی سبزان بہار و رامشگری مرغان چمن نالہ و مستانہ روے آب رود بار و قہقہہ تدروان خوش رفتار و پائے کوبی غزالان مینا سم و خنیاگری طاؤسان مرصع دم - غرض کہ عجب لطف بہار ہے - سرو در بار چمن کا جوبدار ہے بستی کے باہر کوئی ہر کے بیچ پر باغ ہے جسکے ہر چہار سمت جنگل اور راغ ہے - ایوان عالیشان کے بیچون بیچ ایک سجے سجائے کمرے مین بزم طرب آراستہ اور محفل سرود پیراستہ ہے - چاندنی وہ صاف بچھی ہے کہ چاندنی بھی شرمائے - اور سادھو کی گلابیاں چُنی ہوئی ہین صراحی گردن کشی کر رہی ہے - لعل آتشین خوان جواہر روح کے جام منتظر ہین کہ لب سے ملے - ہمارے یار طرحدار میاں آزاد نے کہا کہ حضرت ہم غریب الوطن آدمی ہین - ہمین شہر کا ہے جلسہ کی مختصر کیفیت سے آگاہ کیجیے مالک مکان بول اُٹھے کہ ہم سب اپنی اپنی تعریف آپ کہہ چلین گے - ذرا دور تو چلنے دیجیے یہ کہکر حضرت نے گردن شیشہ پکڑ کر جھکائی کہ ادھر شراب لعلِ لب معشوقہ آنکھ کے سامنے چلنے لگا - آپ جرنیل کی وہ سر چڑھا کر سب مست ہو گئے

پیتے جاتے ہیں - ع

حیف از تو کہ رونق کہ مقیم باغی	ز بلبل غافل و حریف زاغی
صحبت اگر با مُوثر ست اگر باتش	در آب روی تری در آتش داغی

یہ شراب خانہ خراب نے لاکھوں گھر بگاڑے - یہ ہزاروں تاجداروں کو گداے بینوا بنائے - مُنھ لگائی اور مُنھ کی کھائی - فلک رفعت تاجروں کو اسنے خاک مین ملایا - مہاجنوں کا دوالہ اسنے نکلوایا یاخدا مدد دے یاخدا مدد دے - ع

ز چوب تاک گو یا عود خود را ساخت این مطرب
کہ جوش مستانہ بیرون نغمہ ہا از سازمے آید

اُن یاران صادق ودوستان موافق یاران بادہ نوش وبذلہ سنجان عشرت کوش مین دن بھر تو وہ چہل پہل قہقہے اور چہچہے رہے سرشام سے ناچ رنگ کی دھما چوکڑی مچی - خانہ باغ مین جس کے درودیوار سے صحرائیت برستی تھی شامیانۂ عیش کا شانہ بعد حشمت شاہانہ نصب ہوا - یاران سرپل بیٹھے رنگ لیان مناتے ہین - گلرخان پری چہرہ شادیانے بجاتے ہین - طبلے پر تھاپ ہے - گت بج رہی ہے - حاضرین جلسہ زیروبم سے واقف چڑھاؤ اُتار کے سمجھنے والے خوش خوش رو خوش گلو - کوئی تان سین بنا بیٹھا ہے کوئی بیجو باولا گردن سب کی ہل رہی ہے اہاہا - اہوہوہو - واہ واواہ - اے سبحان اللہ ای صدقے قربان جاؤن کیا گلا ہے - یہ گلبانگ توصیف وغلغلۂ تعریف ہرسمت بلند ہے - ایک بت پندار شوخ وستمگار نے یہ غزل عجب لطف وانداز برنائی اور شان خود آرائی سے ادا کی - ع

خدا جانے یہ آرائش کرے گی قتل کس کس کو
ملاحظے ہوتا ہے شانہ آئنہ کو یاد کرتے ہین

اُس پر کتاؤ تھے - سب بیخود - بیہوش - بیقابو - بیدل - بے صبر سروپا کی خبر نہین ایک رند عالم سوز وآزادہ نغمہ سنجی کے دلدادہ نے چوتالے کی فرمائش کی - کہنے بھر کی دیر تھی سارنگی غضب ڈھانے لگی اور مجیرا بند یا لیگیور) کی آواز خوش آنے لگی اُدھر مطرب کی ناخن بازی اِدھر خوش الحانون کی نازک آوازی بیفکرون کی واہ واہ - الحذر - خدا کی پناہ - کسی سیہ چردہ شیرین حرکات نے خدیو مصر سخن واقف رموز ہر فن عراقی آن جہان کی یہ غزل گائی اور ہاتھون ہاتھ داد پائی - ع

صنمارہ قلندر سزدار بمن نمائی	کہ دراز ودور دیدم رہ ورسم پارسائی
بطواف کعبہ رفتم زحرم ندا برآمد	کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی
در دیر چون زدم من ز درون ندا برآمد	کہ بیا بیا عراقی تو ز خاصگان مائی

اسکا مطلب تو دو ہی چار سمجھے مگر ٹوپیان چوطرفہ اُچھلنے لگین صبح کاذب کے وقت جب پپیہا بولنے لگا - اور نسیم سحری مشک وعنبر سے بسی ہوئی بہشتی لپٹین لانے لگی تو کہرنے کی فرمائش ہوئی زلفین پریشان مست خوش الحان سب حاضرین جلسہ شادان وفرحان مگر حضرت آزاد آزردہ وگریان - لاحول گویان یہ اعتدالی اور بے عنوانی - بحر بیحیائی کی روانی وطغیانی دیکھکر اُنکا دل اس صحبت فسق وفجور سے بھر گیا - چہرہ مارے غصے کے لال بھبوکا بدن مین رعشہ - مزاج کبھی تولہ کبھی ماشہ - معلوم ہوتا ہے ایک آدھ کو پچھاڑ دیگے یا گھسن ہٹی بتائینگے - جھکت دیا ہی چاہتے ہین - آڑے ہاتھون لیا ہی چاہتے ہین - اتفاق سے اُس تخلیے کی صحبت مین ایک خواجہ صاحب کا بھی گذر ہوا تھا - اور وہ بیچارے نئے نچھی تھے میان آزاد کے بشرے سے تاڑ گئے کہ اس صحبت سے حضرت بہت کبیدہ خاطر ہین وہ بھی اُنکے متفق الراے تھے لہذا دونون مین سرگوشی ہوئی -

لگائے بیٹھے ہین - فقہ و حدیث سے غرض نہین - ف

جام جم رکھدے طاق کسریٰ پر | میرا پیالو شراب سے بھر دے

قال انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان قرآن مین آیا ہی مگر یہ ہم لوگون کے واسطے نہین ہو اچھا یہ صحیح ہی سہی - و اثمهما اکبر من نفعهما - لیکن ہمارے پیر مغان اور ہادی دوران دیکھو ہم جاتے ہین - ف

دوش از مسجد سوے میخانہ آمد پیر ما | چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما
ما مریدان روبسوے کعبہ چون آریم چون | روبسوی خانۂ خمار دارد پیر ما

باقی رہا عذاب و عقاب نعیم و جحیم یہ فقط شرعی ڈھکوسلا ہی - ع -

بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی ایک شرعی ڈھکوسلا ہی

چھٹے سے | کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

صوفی عالی مقام کو اینجانب کا سلام - حضرت آپ کی گفتگوے عاشقانہ اور کلام صوفیانہ سے طبیعت کو سرور حاصل ہوا - ایمان بھی دوزخ اور بہشت کو شرعی ڈھکوسلا ہی سمجھتے ہین - ف

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی

ہان روزہ رکھنا اچھا ہی کشف رطوبات ہوتا ہی - می لعل فام و آتش لباس ہمارے مشرب رندانہ مین بھی جائز ہی -

ساتوین سے | اگر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد
بے دو سہ پیمانہ کشی روح رمیدہ ندہم

واہ مولانا چوک گئے - مولوی معنوی کے شعر کے معنی اچھے حل کیے - ع -

بشنو از نے چون حکایت میکند

نے سے مطلب بھی سمجھے خاک نہین سا ابھی حضرت یہ چانڈو کی نے سے عبارت ہی چانڈو کی نے کی دلی تمنا ہی کہ لوگ ہر دم مجھے منھ سے لگائے رہین جب ہی کہا ہی کہ - ع -

در جدائی ہا شکایت می کند

آٹھوین سے | صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را
تا بنگری صفای می لعل فام را

راز درون پردہ ز رندان مست پرس | کین حال نیست صوفی عالی مقام را

یہ یاران سر پل کی بھبک ہی - یہان زہاد اور صوفیان صافی کا کیا کام - جام اور بادۂ گلفام کا ذکر چھڑے - یہ حقانی باتین مزا کر کرا کیے دیتی ہین - والد مرحوم بڑے بیوقوف تھے - جیر غثو کرکے ہمین مدرسے بھیجا - اسپلنگ بک بھی ہنوز ختم نہ کی تھی کہ ہم بھاگ کھڑے ہوے - سلیٹ کو کلوار کی بھٹی پر گرو رکھ خوب راسی اڑائی -

الغرض صبح سے چار بجے تک تر زبانی اور شعر خوانی بادۂ انگور و قصور کی چمیگوئیان رہین - لطیفے ہوا کیے - چار بجے کے بعد حضرت آزاد نے زبان کھولی تو یہ سب بند ہو گئے -

آزاد سے | دن رات گفتگو ہی شراب و کباب کی
کیا منھ لگون نے یار کی صحبت خراب کی

اس صحبت اور جلسے پر خدا کی مار - اور شراب خانے پر شیطان کی پھٹکار - لاحول ولا قوۃ - یار و اخلاق سیکھو - آدمی بنو آدمیت کا سبق لو منافع بند احبا و ابرار و مضار صحبت اشرار ازین تمیز کرد یہ نہین تڑکے سے بیٹھے تو بھور ہو گیا - شام تک سوا پیمانہ و میخانہ کے کوئی چرچا ہی نہین - ان بزرگوار کی صحبت کے صدقے کہ اپنے باپ کو بیوقوف بناتے ہین - سگ و اللہ نکھتہ سچ ہین - یہی تو انکی بیوقوفی ہے - الہی توبہ - الہی توبہ کیا اشغال فرخرف ہین - خدا پناہ مین رکھے اور صحبت

چھلکی تو چاہدہن شلنے چت ۔ پانچوین نے باآواز بلند کہا ۔ شعر

میخوارو آج خوب چلو میکدہ کو دوستو	اچھو وہ کمین فی لطیفہ بہت بڑے بڑے

ایک اور بادہ گسار نے دیکھا کہ وہ سب مرغا رہے ہیں ہم ہی چپ بیٹھے رہ جاتے ہین فرمایا ۔ شعر

فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب	بس ہو چکی نماز مصلا اٹھائیے

چلیے حضرت اللہ میان پر احسان کر چکے ۔ نماز پڑھی یا نہ پڑھی مگر پڑھنے کے مستعد تو تھے ۔ الاعمال بالنیات ۔ پھر خوف کاہے کا ہے اور بھی نماز جاتے ایک نہین پچاس بار قضا ہو جائے ۔ نماز خفتن پڑھ لین گے چلو چھٹی ہوئی میان آزاد کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا کہ یہ سواد الوجہ فی الدنیا حضرت قادر ذوالجلال سے بھی نہین چوکتے نماز مین بھی دل لگی عبادت مین مسخرہ پن ۔ خاصے ٹھٹے ہین ۔ شعر

ای فسق و فجور کار ہر روزۂ ما	وی پر ز حرام کاسہ و کوزۂ ما
می خندد روزگار و می گرید خلق	بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما

خواجہ ۔ یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یہ مرتد رحمت رب سے محروم ہین گے اپنے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین ۔ یہ دیکھیے واللہ ہے کہ توبہ ہی بھلی ۔

آزاد ۔ بندہ پرور گستاخی معاف ۔ یہ تکیہ کلام تو چھوڑیے آپ ایک جملہ بولتے ہین تو تین سے بیٹھو (یہ دیکھیے واللہ ہے) کوئی فقرہ (یہ دیکھیے واللہ ہے) سے خالی نہین ۔ یہ بُری عادت ہے ۔

خواجہ ۔ یہ دیکھیے نہین ۔ توبہ توبہ ۔ مگر یہ دیکھیے واللہ اے ایک ہی فقرہ نکلا ۔ مگر واللہ اس جوڑ توڑ کے قربان ۳۶۵ ۔ کی بہت ہوئی سال مین ۳۶۵ ۔ ہی دن ہوتے ہین ۔

میان آزاد اس صحبت رندان می آشام سے ایسے ناراض ہوکر بلا رخصت اٹھ کھڑے ہوئے ابھی حضرت سنیے تو سہی سنیے تو سہی ۔ واسطے [illegible] دیکھیے تو [illegible] کھانا [illegible] کسی ہین [illegible]

برات کی دھوم

ایک رئیس گردون مدار و امیر باوقار کی ایک دختر فرخندہ اختر تھی ۔ رئیس موصوف نے اسکو بہ ناز و نعم پالا ۔ جب لڑکی کچھ سیانی ہوئی تو اُسکی شادی کی فکر پیدا ہوئی ۔ بڑے بڑے نامبرآوردہ رؤسائے ذوی الاقتدار کے یہان سے پیغام آنے لگے ۔ دور دور تک اُسکے حسن و جمال کی شہرت ہوئی آخرکار ایک رئیس والاتبار و جم اقتدار کے ساتھ نسبت قرار پائی پھر کیا تھا طرفین سے تیاریان ہونے لگین ۔ اب شوق کی سدرجہ فراوانش ہے کبھی چلتا ہے سب جمع جتھا لٹا دین آنکھ بند کر کے خرچنے لگین ایک نے اسی ہزار روپیہ قرض لیے دوسرے نے تعلقے کے کوڑے کیے دونون لنگوٹی مین پھاگ کھیلنے لگے ۔ جوڑے بنے ۔ خدمتگارون ماماؤن صیلون نوکرون چاکرون نے بیش بہا جوڑے پھڑکائے ۔ خوب انعام خلعت پائے برات کے دن بڑے کر و فر سے برات سجی گئی دونون طرف خوب ٹھاٹھ تھے ۔ شعر

الماس کے وان تھے جھاڑ فانوس	یان جلوہ فروش تخت طاؤس
مہتاب سے چاندنی کا وان فرش	یان چرخی سے چرخ مین سر عرش
گلگون تھا کسی کا باد رفتار	گلرنگ کسی کا تھا ہوادار
ہاتھی تھے تو مستیون کی دھت تھی	گھوڑے تھے تو چابکی کی لت تھی
وہ ماہ کہ تھا سوار شبدیز	تھا پا برکاب شوق مہمیز

سب سے پہلے نشان کا ہاتھی شب رنگ مست صورت دیکھے انسان ڈر جائے اُسکے بعد بڑی دور تک جلوس کی بہار اور سانڈنیون کی قطار تھی عربی ترکی ۔ تازی ۔ ویلا کیپ ۔ انواع و اقسام کے رہوار باد رفتار خوشخرام و تیزگام ساز دار بنے سجائے بھرے کے جھمکے جھائے چاندی کا گہنا پہنے دلھن کی ایسی صورت بنائے چھم چھم کرتے چمکتے جاتے ہین آرائش کے تخت ہتھے صناعان چابکدست کے بنائے ہوئے لطف جلوس دوبالا کرتے تھے معلوم ہوتا تھا گلزار ارم کے پھول پھولے ہین سو بنایا تو نقل کو مثل کر دکھایا بلند چاندی بارزون کا تخت قابل دید تھا کوئی نقشے مین جوم

خواجہ - یا حضرت مجرا عرض ہے -

آزاد - سبحان اللہ - ع - اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی - یہ ریش سفید یکمشت و پانزدہ انگشت - اور یہ شستہ تقریر یہ جبہ و دستار اور یہ شعار کہنے لگے مجرا عرض ہے تسلیم آداب کورنش بندگی السلام علیکم بالاے طاق - ناچ رنگ کا ضلع حفظ ہے - واہ ری جگت بازی استغفر اللہ -

خواجہ - قبلہ یہ دیکھئے واللہ ہے کہ مین بھی گھبرا اٹھا - یہ بیچائی دیکھی نہین جاتی جو ہے مست - جو ہے رند خرابات - جو ہے پھکڑ یہ دیکھیے اللہ ہے کہ آپکے چہرے کی رنگت سے بھانپ لیا کہ اتنی محفل مین ایک یہ ہمدرد ہین - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یار لوگون نے ترلکا کر دیا مگر آنکھ تک نہ جھپکی - دیدے پھاڑ کر دیکھ رہے ہین -

آزاد - جی ہان اور ابھی کوئی نیک کام کرتے ہوتے تو چراغ جلے ہی سے پڑ رہتے - ایک جو منکتا - مگر اس تھرکنے اور چمک دمک کے قربان کہ چار پہر بیٹھے ہی بیٹھے کاٹ دیے - اٹھنا دو بہلنے تک کی قسم ہے - ستم ستم ہے - دمبدم حقہ چلم پر چلم بھری جاتی ہے - خمیرا دو سیر مشکبو دھوان دھار اڑ رہا ہے - گلوریون پر گلوریان چلی آتی ہین عطر کی شیشیان لنڈھائی جاتی ہین - سچ کہون حضرت پہلے تو آپ مجرا ایسا بجا لاے کہ مین سمجھا کہ آپ بھی اس چھٹی ہوئی محفل کے چھٹے ہوے ہین مگر آپ تو بندے کے ہمدرد نکلے -

خواجہ - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یہ جتنے حضرات نظر آتے ہین سب شرفا کے صاحبزادے ہین - نصف تو امرا کے لڑکے ہین دال روٹی سے خوش - باقی ماندہ مفلس تکا کفن کو پاس نہین مگر بانکپن پر جان دیتے ہین - گھر مین فاقہ ہے - رمضان شریف در پیش رہتے ہین ہر مہینے مرغیون کیطرح ارتے ہین - ٹوپی ہے تو جوتا غائب غلہ جو تا ہے تو ٹوپی ندارد - لیکن اکڑتے نکلتے ہین - پڑھنا لکھنا تلاش معاش سب کی دم مین رہتا - لنگوٹی مین پھاگ کبھی رنگ کبھی ڈنگ کبھی مین ہو یا او رجھانک - امرا زادون کو دیکھیے واللہ ہے کہ کیا قطع بنائی کیسی وضع بھائی جنکے پاس روٹی کھانے کو نہین وہ تحصیل علم سے باز رہین تو مضائقہ نہ ملا - دگر انسے کوئی اتنا تو پوچھے کہ کیون بھئی تم پر کون ایسی سختی پڑی تھی کہ کالج چھوڑ بیٹھے عربی پڑھی نہ انگریزی - موچی گری کروگے یا رنگریزی - جگت بولنے مین سب طاق ہین - ابھی کوئی ضلع بولیے دیکھیے واللہ ہے کہ سب کے سب طوطی کی طرح چہچہے زن ہوتے ہین یا نہین - ہان ذرا چھیڑیے تو آپ کو واللہ بس ایک فقرہ چست کر کے چپکے ہو رہیے وہ برسون تک بکے جائین گے -

آزاد - حضرت مجھے تو انکی صورت سے نفرت ہوگئی - بس چلے تو کھڑے کھڑے شہر بدر کرا دون ابھی حبس دوام بعبور دریاے شور کا حکم نافذ کرون یہ ننگ خاندان پیدا ہوے ہین - ۔ ع

زنان باردار اے مرد ہشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بہ نزدیک خردمند	کہ فرزندان ناہموار زایند

جلسہ برخاست تا بہ چاشت - وقت درد ہنگام کاشت - پاس مرایت نگاہداشت - یہ بے تکی صدا ایک کونے سے آئی طبلیون نے بقچہ سنبھالا - ڈھاریون نے بوریا بندھنا اٹھایا - عابد فریبون نے ناز و انداز سے قدم بڑھایا صبح کی نوبت بجنے لگی مرغ نے بانگ لگائی شوالے کا گھنٹا ٹھناٹھن بجنے لگا - مؤذن نے مسجد مین اللہ اکبر کہنا شروع کیا -

منشی سحر ہاتھ مین لے کر قلم زر	لکھنے لگا منصوبۂ معزولی لشکر
نے فرد شب کو کیا خارج دفتر	منصوب ہو اعمال وزارت پہ جگہ پر
مہتاب پہ جاری تھا قلم اور سحر کا	پروانہ چراغون کو ملا بر طرفی کا

شمع گل پگڑی غائب - رند جھٹ سے جا نماز بچھا نماز پڑھنے لگے ایک منچلے نے اپنے قریب کے یار عیار کو ڈھکیل دیا تو وہ کئی مین دوسرے نے ایک کی کھڑکی پر چپت جمائی تو [illegible]

لکھنؤ کا محرم الحرام

سینوں میں جگر پہ تیر غم چلتے ہیں — رخساروں پہ اشک شمع سان ڈھلتے ہیں
کیوں تعزیہ خانوں میں نہ رونق ہو زیادہ — دل بھی تو چراغوں کی طرح جلتے ہیں

میاں آزاد سیلانی آدمی سیر سپاٹے پر اودھار کھائے ہوئے دھر گشتی کی دھن جو سمائی تو ریل کے انجن کی طرح چل کھڑے ہوئے اور سوچ کہ چل کے محرم لکھنؤ کا دیکھ لیں۔ دیکھتے کیا ہیں کہ گھر گھر شیون و شین گھر گھر بکا میں گریہ وزاری۔ اشکباری جم غفیر مجمع کثیر۔ ایک جلسے تن بول اٹھے اور کیوں نہ ہو مجالس عزا کی دھوم دھام ہے۔ لکھنؤ کا محرم الحرام ہے۔ لکھنؤ کی سوزخوانی لکھنؤ کی خوش بیانی۔ لکھنؤ کی عزاداری لکھنؤ کی سوگواری از شام تا دم مشہور ہر مرز و بوم ہے تعزیہ خانوں میں دھوم امام باڑوں میں ہجوم ہے اور ان سب میں حسین آباد مبارک کا لبدر فی النجوم ہے ان کے ساتھ ان کے ایک دوست بھی ہو لیے تھے انکی بیقراری کا حال کچھ نہ پوچھیے وہ لکھنؤ سے واقف نہ تھے لوٹے جاتے ہیں کہ شہید کربلا کا واسطہ آل مصطفے کا صدقہ ہمیں لکھنؤ کا محرم دکھا دو۔ مگر کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے۔ ایک شخص نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا کہ میاں اب وہ لکھنؤ کہاں۔ وہ لوگ کہاں۔ وہ دن کہاں لکھنؤ کا محرم رنگیلے پیا جان عالم کے وقت میں دیکھتا تو ارنی گوے دم طور بھی غش کر جاتا بانکوں کی شمشیر دو پیکر جب یکہ و میان سے ہوا نکل باہر کسی نے ذرا تیکھی چتون کی اور انھوں نے کھٹ سے سر دہی کا تُلا ہوا ہاتھ چھوڑا بھنڈا کھلگیا۔ ایک ایک گھنٹوں میں بیس بیس مانہ جنگیوں کی خبر آتی تھی دکاندار جوتیاں چھوڑ چھوڑ کر سٹک جاتے تھے نہ دھکم دھکا وہ بھیڑ بھڑکا ہوتا تھا کہ واہ جی واہ انتظام کرنا خالہ جی کا گھر نہ تھا۔ اب کوئی چوں بھی نہیں کرتا۔ دنی ادنی آدمی ہزاروں شانا تھا۔ اب کوئی بھی منہ سے نہیں نکالتا اب نفس میں نہ دم ہے نہ شہر میں نہ دگر سے

افسوس جہان سے دوست کیا کیا نہ گئے — اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
تھا کون سا نخل جسنے دیکھی نہ خزان — وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

دبیر مبرور کی تربت کو خدا عنبرین کرے واللہ خدائے سخن تھا سرمبر سے

جب قفل دہن کھلا جواہر نکلے — گویا کہ زبان کلید گنجینہ ہے

ایک ہی رباعی پڑھی اور سامعین چار مرتبہ حیرت میں غرق ہو گئے کہ اللہ اللہ یہ فصاحت یہ بلاغت۔ سے

مداح امیر ابن امیر آتا ہے — دربار میں شاہوں کے فقیر آتا ہے
مشتاق سخن خلق چلی آتی ہے — لو مرثیہ پڑھنے کو دبیر آتا ہے

اور انیس مغفور کو خدا بخشے باللہ العظیم کلام کیا جواہرات کے ٹکڑے قند و نبات کے ریزے نور کے مرثیے ہیں۔ ع

جوہر شناس ہے تو انھیں موتیوں میں تول

فصحا سے خطۂ پاک ایران تک کہتے ہیں کہ کجا انیس کجا فردوسی کجا گنز مرصع کجا شال طوسی بزم میں وہ ڈھنگ رزم میں وہ رنگ کہ سے

مضمون انیس کا نہ چربا اترا — اترا بھی تو کچھ بگرد کے نقشا اترا
نقاش نے سو طرح کی خفت کھینچی — تصویر نہ کھنچ سکی تو چہرا اترا

لیکن ہاتھی لٹے گا بھی تو کہاں تک اب بھی اس شہر کی سی عزاداری ہفت اقلیم میں نہیں ہوتی۔ اب کہئے کہاں کی سدھیاں ہیں نجف اشرف۔ کربلا کاظمین۔ میر باقر کے امام باڑے۔ چوپٹیاں۔ جہاں چلو داخل حسنات ہو۔ واللہ بہشت کی بھی کیا سیدھی راہ ہے سے

دربار جناب مصطفے کو دیکھا — ان آنکھوں سے شان کبریا کو دیکھا
فردوس میں پہونچے جو نجف میں پہونچے — جنت دیکھی جو کربلا کو دیکھا

رنگ لیان مناتے پو قدمے چلے جاتے تھے راہ میں وہ بھیڑ وہ ریل پیل کہ عیسا فنا باللہ شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ ہوا جب بدخرابی بصرہ کہیں گنبد پائے تو ضیق النفس ہو جائے بانکے ترچھے تیکھے ثقات مقدس نیک غریب امیر بنا و بیر اٹھے چلے آتے ہیں۔ جدھر دیکھو نرالی سج دھج

رہا ہی کوئی ذکو چوم رہا ہی کوئی گرمٹ تھامے غمین ہی۔ کوئی کتارا ہوتا ہی بعینہ چاندنی خانہ کی تصویر کھینچدی خربزے کا پتلی کا تخت رئیس منزل دیکھنے سے دلکو سرور ہوتا تھا سوارونکا تخت سم ڈھاتا تھا سوار خاکی وردیان پہنے کچھ نکالے گھوڑے کی باگ اٹھائے دھاوا بولا ہی چاہتے ہین۔ قدم قدم پر آتش بازی چھوٹ رہی ہی انار آسمان کی خبر لاتے ہین پھلجھڑی کی تعریف مین اچھے اچھے آتش زبانون کی زبان لال ہی چرخی کا چرخ دیکھکر عقل چرخ تھی۔ کامل فن آتشبازون نے بڑی دلسوزی سے آتشبازی بنائی تھی انار سے تختۂ زمردین نظر آتا تھا۔ باجے والون کی جماعت ہل کی دھوم۔ تماشائیون کا ہجوم۔ گوروں کی لال لال وردیون سے گل لالہ کھلا تھا تلنگونکی کالی کالی کرتیون سے حاسدونکا منھ کالا تھا ایک سمت چوبدار عصائے نقرئی لئے پگڑیان جمائے گھوم رہے تھے دوسرے سمت خاص بردار رنگین جھنڈیان اٹھائے پھرتے تھے رئیس شریف عمائد لاتعد و غیر محدود تھے جملہ سامان لطف و مذاق موجود تھے۔ نوشہ حسین و مہ جبین خلعت بیش بہا زیب تن کیے بصد طنطنہ و دبدبہ گلگون خوش عنان پر سوار تھا گھوڑا ایسا شایستہ کو دودھ پیتا بچہ تک سوار ہوجائے۔ پاؤن کی منھدی نے دلھن بنادیا تھا۔ ~

اسپت کہ حنا زیب قبای تن اوست	کوہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
زی غلطم کہ آسمان دگرست	در رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

نوشہ کے گھوڑے کے بعد کئی ہاتھی تھے مکنا اور اک دنتا اور دم کٹا اور پا ٹھا۔ آپر دس دس بارہ بارہ چودہ چودہ برس کے لڑکے سوار بیٹھے ہاتھی پر ہین مگر نظر کرون پر ہی۔ دو دو چونچین لڑتے چلے آتے ہین الغرض خوب چکر کھاکر اور سوتون کو جگا کر برات دلھن کے مکان سے تھوڑی ہی دور پر تھی کہ آتشبازی سے ایک ہاتھی بھڑکا دوسرے نے اسکا ساتھ دیا۔ فیلبان لاکھ تدبیرین کرتا ہی۔ آنکس پر آنکس لگاتا ہی

گو وہ بری دھت میں ایک نہین سنتے تیسرا ہاتھی بھکا تو ایک غل مچ گئی۔ ایک بنشاخ والا پس گیا۔ وس جگہ کانین تہ و بالا ہوگئین گھبراہٹ اور بدحواسی سے پندرہ بیس آدمی زخمی ہوئے زمین آرائش لٹنے لگی ہلڑ ہوگیا۔ برقنداز ون کی ایک نہین چلتی آدھے تخت لٹ گئے چھوٹیان اتر گئین تین لڑکون کا زیور اچکون نے ہتھیالیا ایک کا کان کٹ گیا۔ جلوناک تو بچی۔ مبارک بارے خدا خدا کرکے دلھن کے مکان پر برات پہونچی۔ ~

در تک جو برات ادھر سے آئی	کی سب نے ادھر سے پیشوائی
باران گلاب و بارش گل	ہوکر بڑھے آگے با تجمل
قلیان پئے مشکبو دھوان دھار	بیڑے چکھے پان کے مزے دار
جب عقد کی انکی ساعت آئی	دو رشتون مین اک گرہ لگائی
زلفین ہوئین چہرے کی بلا بین	ٹونا وہ نگاہین سحر آگین

میان آزاد گھنٹون یہ کیفیت چپکے چپکے دیکھا کیے اور یہ سوچنے لگے کہ اسقدر زر کثیر بیوجہ بلا سبب مفت بیکار ضائع ہوا اور ہزارون روپیہ غارت کیے اگر یہی زر خطیر امور رفاہ عام اور فائدہ انام مین صرف ہوتا تو سبحان اللہ۔ افسوس صد افسوس کہ ہندی اس آرائش پر لٹو ہین۔ ہم نے کہین سنا ہی نہین کہ اس فضول دھوم دھام سے کسی ملک کو فائدہ پہونچا ہو۔ ~

ادبار کا ملک کا حشم و جاہ مین ہی	جاگو جاگو کہ خوف اس راہ مین ہی
جاگو جاگو یہ خواب غفلت کیسا	دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہی

یہ تھتے کی براتین یہ دھوم یہ رسوم مذموم دنیا بھر حسرت خیز ہین مگر اہل ہندان ہی کے ہاتھ بک گئے ہین۔ وہ اسی کو بڑا عروج سمجھتے ہین کہ تمام عمر کی آمدنی ایک برات کی نذر کردین۔ دو گھڑی کی واہ واہ اس کے بعد حال تباہ عیاذاً باللہ۔ شادی کو غم سے مبدل کرنا دانائی ہی لیکن حیف صد حیف کہ ان امور پہ نظر ہی نہین جاتی

رئیس زادے فخریہ مصاحبت کر رہے ہین۔ ایک بڑے مالدار جوہری صاحب مٹکتے ہوے آئے۔ دس روپیہ کی کارچوبی ٹوپی زیب سر فالسئی اطلس کا فوق البھڑک دگلہ زیب بر سنہری بیس ٹکی ہوئی یکرنگ جوڑا غلطے مرغ زرین بنے ہوے۔ خدمتگار کے کاندھے پر زرنگاری دوشالہ۔ یہ وضع یہ قطع۔ مگر بیٹھتے ہی لوٹ گئے بیٹھے تو ضریح کی طرف پشت کرکے۔ صاحب خانہ نے ایک عجیب ادا سے دربار سے جھڑک دیا۔ اہو واہ بڑے خوش تمیز ہو ضریح مبارک کی طرف پشت سیدھے بیٹھیے آدمیت کے ساتھ۔

جوہری - ماجلا (معاذ اللہ) بیوی مجھے بلٹھ نہین آتا -

میان آزاد نے چپکے سے دوست کے کان مین کہا لاحول ایسے میان یہ باینہمہ علم طام گھڑکے گئے اور ذرا جبین پر شکن نہ ہوے پیشانی پر شکن تک نہ آئی -

دوست - بھائی جان - گوہر جان لکھنؤ شان لکھنؤ آن بان لکھنؤ روح روان لکھنؤ ہے رگ رگ مین شوخی - ۵

قد وقامت آفت کا ٹکڑا امام
قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

ایسا خوش قسمت کوئی ہو تو سے کہ اس بت عربدہ جو کی گھڑکی سہے حاضرین ادب سے گردن جھکائے بیٹھے ہین جسے دیکھو دزدیدہ نگاہ سے محو نظارہ بازی ہے لیکن رعب حسن سے بات کرتے کلیجہ لرزتا ہے ۵

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

یہان سے درد کیطرح اوٹھے تو فرنگی محل مین حیدر جان کے یہان پہنچے ۵

نکلے خیمہ سے جو ہتھیار لگائے عباس
پڑھکے رہوار پہ میدان مین آئے عباس

اُس سوز کو ایسی نازک آوازی سے سارنگ کی مانجھ مین ادا کیا کہ سامعین لوٹن کبوتر ہوے جاتے تھے۔ رنگ اور راگنی تو ایکی لونڈیون کا نام ہے آہ ہو ہو کی صدا ہر در و دیوار سے بلند تھی - واللہ کیا بلا کا گلا پایا ہے - میان آزاد کی آنکھین کھلی جاتی تھین اور گردن تو گھڑی کا گھنٹا ہو گئی تھی -

اب پھڑک کر بی منجھو مشتری کے گھر سے پر پہونچے انکی لفاظی انکی جادو طرازی انکی خوش بیانی انکے طرز سوزخوانی کی دھوم ہے ارباب صافی مذاق کا وہ ہجوم ہے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین - ۵

خنجر جو بوسہ گاہ پیمبر پہ چلگیا

اسکو جھنجھوٹی کی دھن مین اس لطف سے پڑھا کہ سامعین سر دھننے لگے

دوست - کیون یار کیا لکھنؤ مین زیور پہننے کی قسم ہے -

آزاد - لاحول ولاقوۃ تم بالکل ہی گنوار ہو - ماتم مین زیور کا کیا ذکر گورے گورے کانون مین کالے کالے کرن پھول - ہاتھون مین سیاہ سیلی بس کافی ہو ۵

سیاہ سیلی بدست آن نگارے
بشاخ صندلی پیچیدہ مارے

لیکن یہ سادگی بھی عجیب لطف دکھاتی ہے چلیے ذرا مجالس عزا کا رنگ ڈھنگ بھی تو دیکھین - نواب باقر حسین خان بہادر اور داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم اور جناب سید العلماء مہر سپہر شرع و دینداری سید ابراہیم صاحب اور جناب آغا علی خان صاحب سابق ناظم کی مجلسون مین گئے - ماتم داران جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا اور زائرین مصائب خامس آل عبا کی اشکباری اور گریہ و زاری سے یقین کامل ہو گیا کہ ماتم داری لکھنؤ پر ختم ہے - عاشورا کی رات تو نچوڑ کا دن تھا - آزاد نے لکھنؤ کے محرم کا خوب لطف اُٹھایا -

الوداع ای اشکبار والوداع
عشرۂ ماہ عزا کا ختم ہے

آخری یہ شب ہے یار والوداع
سر کو پیٹو اور پکارو الوداع

جدھر جاتے ہین آواز گریہ و زاری جسے دیکھتے ہین مصروف اشکباری رات تو زیارت مین بسر ہوئی - ۵

پیدا شعاع مہر کی مقراض جب ہوئی
اور قطع زلف لیلی زہرہ لقب ہوئی

پنہان درازی پر طاؤس شب ہوئی
مجنون صفت قبائے سحر چاک جب ہوئی

مومن پاک مثل کعبہ سیاہ پوش۔ کوئی ماتم حسین میں برہنہ سر چلا جاتا ہے کوئی حلقہ پوشان بہشت کی طرح ہاتھ جوڑا پھرکا تا ہی۔ حسینان عنبرین مو اور مہ جبینان قوس ابرو کی مستانہ چال ماتمی پوشاک بکھرے ہوے بال۔ واہ وا وہ ناز۔ وہ نگاہ غلط انداز وہ چھپ چھپ کر کترا جانا کبھی بجانا کبھی مسکرانا بیفکرون کی سوسو جک پھیریان تماشائیون کی زور آزمائیان عاشق تنون کی گھاتین۔ رمز و کنایہ کی باتین و ہیں گنوارنین مہندی لگائے پھریا پھڑکائے گوند سے پٹیان جمائے حیرت سے باہم چہ میگوئیان کر رہی ہین۔ ســ

اری دیدی تنک مہکا بتا دے
حسین آباد تو پھر ہی بیکنٹھ

پرکند بلبین جو تکلت ہین یہ رمان
برت ہی یان دیا لکرن کے گھر مان

تیجیے آغا باقر کے امام باڑے مین کھٹ سے داخل۔ اوہو ہو خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہے۔ واہ میان باقر کیون نہو۔ نام کر گئے جگہ کا عالم ہی لیکن گلی تنگ تماشائیون کی عقل دنگ۔ ع۔ جائے تنگ ست و مردمان بسیار۔ مگر خلقت گھس بیٹھ کر دیکھ ہی آتی ہے ناک ٹوٹے یا سر پھوٹے آغا باقر کا امام باڑہ ضرور دیکھین گے وہان سے جو طرارہ بھرا تو پکھے پل پہونچے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک پیر فرتوت دقیانوس کے ہمعصر بیٹھے اگلے وقتون کے لوگون کو رو رہے ہین واللہ لکھنؤ کے کمہار بڑے نادرہ کار ہین ایسا بڈھا بنایا کہ معلوم ہوتا ہے پوپلے منہ سے اب بولا اور اب بولا وہی سن کے سے بال سفید بھوین۔ وہی چتون وہی پیشانی کی شکن وہی ہاتھون کی جھریان۔ وہی کمر خم وہی سینہ جھکا ہوا۔ واہ رے کاریگر۔ تو بھی اپنے فن میں یکتا ہی۔ اور تیرا ابھوا تو اللہ ہی اللہ۔ وہان سے جو چلے تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑہ مین آئے۔ یہان سو برج کھی پر وہ جوبن تھا کہ آفتاب اگر ایک نظر چھپ چھپا کر دہ دیکھ جاتا تو مارے غیرت کے بحر ظلمات مین غوطے کھاتا بے تکلف کرسیون پر جاڈ ٹے اہلکاران سلیقہ

نے الایچی چکنی ڈلی پیشکش کی دکان سے حسین آباد مبارک مین جو پہونچے سبحان اللہ سبحان اللہ یہ امام باڑہ ہی یا روضۂ رضوان الٰہی یہ مکان ہی یا باغ جنان۔ ہر در و دیوار سے محمد علی شاہ فردوس آرامگاہ کا نام روشن ہی۔ امام باڑہ سجا سجایا دلھن کا ایسا جوبن ہی۔ ہر جلوہ ضیائے موفور۔ تو منار نور علیٰ نور حیرت تھی کہ یہ کوہ نور ہی یا شعلۂ طور ہے۔ سرخ قندیل پر یاقوت احمر سیر اکھائے۔ چراغان کی قطار پر مہتاب پروانہ ہو جائے پھر نہر مصفا جو نظر آئی تو آنکھون نے عجب طراوت پائی۔ ســ

منور ہمچو چشم تیز بینان
رسیدہ عمق او تا گاو ماہی
پے کسب لطافت آب حیوان

مصفا چون دل خلوت گزینان
نمودہ ہمچو عینک در سیاہی
در و گشتہ چو گرد از تہ نشینان

بتون کی گلی چھوڑ کر کون جاوے
یہین سے ہی کعبہ کو سجدہ ہمارا

اب انکے دوست کو شوق چرایا کہ ارباب نشاط کے امام باڑون کی زیارت کرین پہلے تو میان آزاد جھجکے۔ ای حضرت خدا خدا کیجیے بندہ ایسی جگہ نہ جانے کا اپنی وضع کے خلاف ہی۔
دوست۔ بھئی واللہ کتنے روکھے پھیکے آدمی ہو۔ لے میان حیدری کی نازک آوازی مشتری کی جادو طرازی۔ گوہر کی چمک دمک آبادی کے رخ انور کی جھلک سے کانون کو سرور آنکھون کو نور نہ حاصل ہوا تو لکھنؤ کا محرم کیا خاک دیکھا اور پیر و مرشد خدا اور رسول خدا کا آگاہ ہے کہ انھین دس دن تو نزے سے جہان چاہیے جائیے رنگین کمرون پر دوگال ہنس بول آئیے بچے اور بوڑھے سب یہ سمجھتے ہین مضمون واحد ہی۔
آزاد۔ یہ کہیے تو خیر۔ چلیے بندہ بھی لو چل کر شہید ہو نہین داخل ہو جائیے پہلے گوہر کے یہان پہونچے اللہ اللہ دماغ عرش برین پر ہی۔ اچھے اچھے

وش وخرم دھڑ دھوپ میں ملاق جس سڑک پر جاتے ہیں
ور جس طرف بار پاتے ہیں۔ یہی تماشا۔ اس وقت حضرت آزاد
آن جوہر دار لڑکوں اور گل اندام لڑکیوں کو دل سے دعا دی
اور ہندوستان کے ادبار پر لاحول پڑھتے ہوئے گھر آئے۔

امیرزادوں کو فکر معاش اور نوکری کی تلاش

ساقیا مے ہلا کے جھلیا دے — سوندھی مٹی کی بھر کے کلھیا دے
ساقیا تجھ سے التجا یہ ہے — سچ کہیو تجھے تو مدعا یہ ہے
گھول کر اک ذری پلا فیون — تا کہ پھر نشے میں گٹھے مضمون
شغل اٹھایا بہت مسہری کا — اب تماشا دکھا کچہری کا

میان آزاد صبح منھ اندھیرے تارون کی چھاؤن مین بستر استراحت سے اٹھے معاً دل مین ٹھان لی چلو بھئی ادھر ادھر کے خوب سیر سپاٹے کئے اب ذری عدالت اور کچہری کی بھی دو گھڑی سیر کر آئین۔ پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک لق ودق باغ ہے اور ہالی چھاؤن مین میلا سا جمع ہے۔ کوئی حلوائی سے بیٹھی بیٹھی باتین کرتا ہے۔ کہین خوانچے والا بیٹھا ہے (گلابی حلوا سوہن) مارے [illegible] ایک سمت تانگے کھنچے جاتے ہین وہ تڑاقا کہ واہ واہ مین آ [illegible] یہ آوہ آ۔ آدمیون کا تانتا لگا ہوا ہے بیسیون منشی متصدی تپائیون پر بیٹھے عرضیان لکھ رہے ہین مستغیث ہین کہ ایک ایک کے پاس دس دس اجرت کیے بیٹھے قانون چھانٹ رہے ہین (ارے منسی جی یو کا انٹ سنٹ جگمٹیان سی کیا لکھ رہے ہو۔ ہم تو اپن مجبور بتاوت ہین آؤ تم اپنے ارتھائی چاول [illegible]گے چوراوت ہوئے مور منسی کچی تنک اس سوچ بچار کر لکھو تا کہ پھر یک ثانی کیا مقدمہ ڈھسلا جائے تو ہار [illegible] دہرت ہو دوہی کچا ادھرے لیو) یہ زبان سنتے ہی میان آزاد ہنس پڑے [illegible]

دور تک ابھوک چنے ہی چنے نظر آتے ہین۔ وکلا ادھر ادھر بیٹھے مقدمے چکار رہے ہین ہم ہین تو میرزا منش لیکن یکہ و تنہا ادھر ادھر دیکھا۔ یار نہ غمگسار۔ نہ کوئی ہان ہون سے شریک نہ کوئی پرسان حال اکیلا باؤلا مثل مشہور ہے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ایک دوست کھڑے گلوریان بنوا رہے تھے۔ جان مین جان آئی۔ مارے خوشی کے باچھین کھل گئین۔ فرط ابتہاج سے بول اٹھے کہ اے حضرت (ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین) اخاہ آپ ہین۔ آئیے۔ کہان بھول پڑے۔ جی یون ہی چلا آیا دوست نے کہا آئیے کچہری کے اندر چلیے دو قدم بڑھے تھے کہ چپراسی نے کڑک کر آواز لگائی (سیتا بیگ حاضر ہے) ایک افیمی کے پاؤن لڑکھڑائے۔ سیڑھیون سے لڑھکتے ہوئے دھم سے نیچے۔ یا علی ایک ٹھٹول نے کہا واہ قبلہ دیکھیے یہ شرط نہ تھی گرے تو مگر بندہ درگاہ سے پوچھ نہ لیا اٹھے تو یار لوگون نے گرد جھاڑ دی اتنے مین ایک اپرنٹس (امیدوار) اور آیا اور کرسی پر ڈٹ گیا

امیدوار۔ کہان سے آنا ہوا۔

دوست۔ جی اسی شہر مین رہتا ہون۔

امیدوار۔ کچہری مین کھڑے رہنے کا حکم نہین ہے۔ ہمارے کمرے مین سے آپ جائیے ورنہ چپراسی کو آواز دیتا ہون۔

دوست۔ بگڑیے نہین بس صرف یہ تو بتا دیجیے کہ آپ کا عہدہ کیا ہے۔

امیدوار۔ ہم امیدواری کرتے ہین تین مہینے سے یعنی یہان کام سیکھتے ہین۔ اب فرمائیے اڑتا آتا ہون۔ آٹھون گانٹھ کمیت [illegible] تڑ سے لکھ لون۔ نقشے چٹکیون مین بناؤن۔ کسی کام مین بند نہین پندرہ روپیہ کی اسامی ہمین صبح و شام ملا ہی چاہتی ہے گو پہلے تو دلی دھکانس جھیلنا مشکل معلوم ہوتا تھا اب تھرا اٹھ گیا۔

یعنی عاشورہ کے دن پو پھٹنے کے وقت تعزیہ نکلے - رانگے کا تعزیہ جو کا تعزیہ - موم کا تعزیہ - کھلون کا تعزیہ - روئی کا تعزیہ سیپ کے بیتون کا تعزیہ - انڈون کا تعزیہ - لوگرہ تعزیہ لاکھون تعزیے تالکٹورے کی کربلا مین دفنائے جاتے ہین - ارباب نشاط برہنہ سر برہنہ پا - سیاہ ماتمی پوشاک انکے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا لیکن

روما‌ل نہ اشکون سے بھگونے پائے | منھ آب گہر سے بھی دھونے پائے
کیا جلد ہوا ماہ محرم آخر | جی بھر کے حسین کو نہ رونے پائے

تندرستی ہزار نعمت ہی

لکھنو کے محرم کی چہل پہل - علم اٹھانے والون کا زور اور بل امام باڑون کی تیاریان صناعون کی گلکاریان نازک اداؤنکی بہار جوانی صادق علیخان کی سوزخوانی ارباب نشاط کی بناوٹ دکانونکی سجاوٹ تنبولیون کی سرخروئی دلبر میوہ فروش کی دلجوئی تعزیہ خوانون کی دھوم - تالکٹورے کی کربلائے معلی کا ہجوم حسین آباد مبارک کا نور - نجف اشرف کا لطف موفور - ماتمداران سید الشہدا کی گریہ وزاری مومنون کی اشکباری دیکھکر حضرت آزاد بادل شاد طاؤس مست کی طرح جھومتے چوک مین آنکلے دیکھتے کیا ہین کہ پندرہ بیس کم سن لڑکے جزدان لٹکائے سلیٹین دبائے پیچ جمائے پوقد سے آتے ہین - پندرہ پندرہ بیس بیس برس کا سن اٹھتی جوانی کے دن - کمر نہتر جگہ سے خم جیسے تیغ ریختہ دم - گالون پر بجے پل کے بڈھے کی طرح جھریان - آنکھین گڑھے مین دھنسی ہوئین منھ پر ہوائیان چلنا محال ہی - یا الٰہی یہ جھکا ہوا سینہ یہ شانے - یہ ڈنڈ اور تن کا نے اس نئی جوانی مین قبلہ پیری و صد عیب بن بیٹھے پیرانہ سالی مین تو شاید اٹھکر پانی پینا بھی وبال جان ہوجائے گا - مجبور کرے

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل | آتے ہو کدھر سے صورت سیل

میان صاحبزادو ہمین اسوقت واللہ حیرت ہے کہ عنفوان شباب اور کمزوری -

طالبعلم - یہ بیچارے طاقت توانائی اور کس بل کس گھر سے لائین زہر کھاتو ہے نہین کہ عطار کی دکان پر جائین - دعا نہین کسی شاہ جی سے رجوع لائین - انکی تو جان عذاب مین ہی دس برس کے سن مین تو بیوی چھم چھم کرتی ہوی گھر مین آئین چلیے انہی دلدادہ پڑھنا لکھنا چھپر پر رکھا نظارہ بازی کا سبق کوک زبان کیا جب دیکھیے چاہتی بیوی کے مصحف رخ پر نظر ہے نئی دھن ہے کچھ اور ہی ادھیڑ بن ہی - تیرھوین ہی برس ایک چھوکری کے باپ یا چھوکرے کے اباجان ہوگئے فکر معاش نے دامن پکڑا کھلائی دائی ماما چھوچھو کی فکر ہوئی یہ دبلے پتلے نہ ہون تو کون ہو انکو بھی جانے دیجیے ورزش سے طبیعت نفور ڈنڈ مگدر سے منزلون دور کشتی سے اجتناب غذا مقوی نہین طرز معاشرت بھونڈا -

میان آزاد اس تقریر پر تنویر سے باغ باغ ہوگئے جی مین سوچنے لگے کہ ہائے انکی جوانی کیسی برباد جاتی ہے - اس رنج مین کہین حضرت گنج ولکشا سکندر باغ کی طرف نکل گئے دیکھتے کیا ہین ایک فرح بخش نزہت انتما دلکش وخوشنما بنگلے مین دس دس پندرہ پندرہ برس کی انگریزون کی لڑکیان اور لڑکے صاف ستھری پوشاک زیب تن کئے ہوئے کھیل رہے ہین سب سیم بدن غنچہ دہن - ایک پیڑ کی ٹہنی پر جھولتا ہی دوسرا دیوار کو رہوار بنائے ہے جسپے شہسوار بنا ہے تیسرا تیغ سنبھالے دس بیس دو دو میل سے ربپ ربپ کرتے آتے ہین چار پانچ گیند کھیلنے پر تلے ہین - ایک مقام پر دیکھا کہ رسی کا سرا ایک لڑکے نے ادھر اور دوسرے نے ادھر سے لیا اور رسی کو زمین سے بلند کیا - اور ایک پیاری لڑکی بدن تول کر جست اس پار اچک گئی دوسری طرف سے ایک لڑکا جست کر گیا گز رسی سے اونچا ہوکر دوگیا لڑکی دوڑ کر لڑکا کے گرد کھیلتی سب جو ج ستھر

عشق پیچاں نے ایسا ہے کہ عقل الصلاق وغیرہ گلے کا ہار
ہوا ہے مگر دیکھتے ہیں ننھے ننھے سب سیدھے دھوتے پہر
بجا ہیں بیگم دمچا رنگ ہندین تربیت یافتہ ہی تربیت یافتہ نظر
آئیں گے -

	رُت آئی بسنت عجب بہار	

ساقیا برخیز در دہ جام را	خاک بر سر کن غم ایام را
بادہ در دہ چند ازین باد غرور	خاک بر سر نفس نا فرجام را
ساغر می برکفم نہ تا ز سر	برکشم این دلق ازرق فام را
گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان	ما نمی خواہیم ننگ و نام را

کیسا کباب کسکی شراب - کیسا مطرب کہان کا رباب - یہان
بادۂ فصاحت کے نشہ سے آنکھیں چور ہین چشم بد دور - اچھا تر
ساقی ہو یا نہ ہو - کیا غم ہے مطرب سے واسطہ - دل بہلانے
کے لئے میان آزاد کا ترانہ کیا کم ہے - اب سُنیئے کہ ادھر - ؎

منشی سحر ہاتھ مین لے کر قلم زر	لکھنے لگا منصوبے و معزولی نشکر
لے فرد سیہ شب کو کیا خارج دفتر	منصوب ہوا عامل روز اپنی جگہ پر

	مہتاب پہ جاری تھا قلم امر و نہی کا	
	پروانہ چراغون کو ملا برطرفی کا	

سویرے ہی سویرے ایک دوست نے آن کر میان آزاد کو اُٹھایا
بگڑے دل دوست - یا حضرت کچھ بسنت کی خبر ہے -
آزاد - کیا آنکھون مین سرسون پھولی ہے یا ساون مین پھوٹی تھین
اے ناداں یہان دل سرد چہرے زرد - جدھر جاؤ گرد برد ہے خدا اُمید
اچھی صفت عکس وطرح ہے کہ آپ بسنت بسنت پکارتے ہین ہوش کی لیجیے
بگڑے دل - ہمدل سرد ہو یا چہرہ زرد ہو لیکن آپکو بسنت کی خبر ہی نہین
دونون دوست چلے جاتے تھے کہ چند آدمی ملے جو باہم گفتگو
کر رہے تھے چلو ہنسیا کلوارن کی دکان پر اُسکے ساتھ دنگا ہے

بدر بھیجم بھیجم کر بسنت گانے فصل بہار ہے عیش و دن کا تہوار ہے
صبح کا سہانا وقت اور نسیم ہلکی جو عنبر بار بہشیر قافلہ بادہ ساتر ہے ؎

	آن تلخ وش کہ ساقی ام الخبائثش خواند	
	اشہی لنا و احلی من قبلۃ العذارا	

وہ سب رند ہنسیا کلوارن کی بھٹی پر جا ڈٹے ایک نے کہا - ؎

رعب مدت سے نظر آتی ہے کچھ پیاسی مجھے	ہنسیا تو رے سکورے مین تو اب کی مجھے

ہنسیا تو اس فن کے رندان بلا نوش گندم نما جو فروش کی قدر کیسے
واقف تھی - ایک سوندھی کوری کلھیا مین دو آتشہ شراب انڈیل دی
اُنھون نے خوب چسکی لگائی - اور کبھی یہ کبھی اُڑائی پیتے ہی لے اُڑی
بیٹھے تو اُٹھنا دوبھر - اُٹھے تو چلنا اجیرن چلے تو یہ لڑکھڑائے وہ
ڈگمگائے وہ لڑکھڑے یہ آئے - دھم - پانون بہکے تو راسی کی ٹھلیا
پر گرے اُسکی بساط کیا چکنا چور ہو گئی تو فرماتے کیا ہین - ؎

گہ سبو زنم بر سنگ گہ بیاہی خم شکنم	ہنسیا مرنج از من عالم جوانی ہاست

الغرض کپڑے شرابور ہو گئے - اور ہنسیا نے تاک کر جیبت گاہ پر
ایک تھپ اس زنائے سے جمائی اور وہ فرمائشی دھول لگائی
کہ تڑکی آواز سے بھٹی بھر گونجنے لگی مگر بھیا کی بلا دو مُسکرا کر
فرماتے ہین کہ - ؎

دھول دھیا ہنسیا کی تو اتنا لگ عادت تھی	ہاے کر بیٹھے تھے ہم ہی بیشتر سنگی بلکہ ان

وہان سے اور دو قدم چلے تو ایک پیر دوسرا گرا - ع - سیا بدست دگر
دست بدست دگرے + انکھڑیون مین لال لال ڈورے میان آزاد
اور اُنکے دوست بھی یہ کیفیت دیکھ کر چلے تو دیکھا کہ ہر شے زرد زرد ہے
اشجار زرد - در و دیوار زرد - رنگین کپڑے زرد - لباس زرد - کپڑے
زرد - شاہ مینا کی درگاہ مین دھوم ہے تماشائیون کا ہجوم ہے ارباب نشاط
کے جھرمٹ رنگیلے جوانون کی ریل پیل - صوفیون اور رندون کا
میل - اندر کے اکھاڑے کی پریون کا دنگل ہے جنگل مین منگل ہے

آزاد - کیون میان صاحبزادے تمہارے والد کیا کرتے ہین
اُمیدوار - نوکر - توبہ توبہ کیجیے وہ دس گانوون کے رئیس ہین
آزاد - کیا تمکو گھر سے نکال دیا یا عاق کر دیا - یا کچھ کمبخت چٹا ہو
اُمیدوار - ہم ہونہار لڑکے ہین اس سن مین نوکری کی فکر ہوئی -
آزاد - حضرت جسے کھانے کو روٹیان نہون وہ ستو باندھکر نوکری
کے پیچھے پڑے تو مضائقہ ندارد - تم خدا کے فضل سے خوش و
خرم مرفہ حال فارغ البال - زمیندار روپیہ والے ہو - تمکو یہ
کیا سوجھی کہ دس پانچ کی نوکری کے لئے ایڑیان رگڑتے ہو
اسی سے تو ہندوستان خراب ہی - ہاے اسی سے ہندوستان
خراب ہی - واہ رے ادبار جسے دیکھو نوکری پر ہزار جان سے عاشق
میان صاحبزادے کہا مانو اپنے گھر جاؤ اپنا کام دیکھو اس پھیر مین
نہ پڑو - عمامہ باندھا اور کچہری مین جوتیان چٹخاتے پھرتے ہین
محرری پر لوٹ - امانت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہین - اور
گھر مین سونے کی اینٹین بھری ہین - لاحول ولاقوۃ -

دوسرے اُمیدوار کی نسبت معلوم ہوا کہ ایک مہاجن لکھپتی
کا بیٹا کا اُمیدواری کرتا ہی - باپ کی کوٹھی چلتی ہی - لاکھون کا دار اپنا
بیٹا بارہ روپیہ کی نوکری کے لیے سو سو چکر لگاتا ہی - چوتھے درجہ
سے مدرسہ چھوڑا - اور اپرنٹس ہوے کام خاک نہین جانتے
ہین ڈاکٹ مین لکھتے انڈ سر - باہر جاتے ہین تو منصرم صاحب
سے پوچھکر مولوی صاحب اگر اجازت باشد - آب خوردہ بیایم
اسوقت جب سب دفتر والے اپنے اپنے گھر جانے لگے - تو حضرت
پوچھتے کیا ہین - کیون جی یہ سب چلے جاتے ہین اور ابھی چھٹی
کی گھنٹی تو بجی ہی نہین اسکول کی گھنٹی یاد آگئی -
میان آزاد دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ کمسن لڑکے سین
بھیگتی ہوئین - نوجوان امیرون کے لڑکے ابھی بھجرنا م خدا
پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کا سن - پڑھنے لکھنے کے دن
مدرسہ چھوڑا کالج سے منہ موڑا - امیدوارون کے گروہ مین
شامل اپرنٹسون کی ٹکڑی مین داخل - الغرض اعتکاف کا
علم و ہنر کو چنے کے کھیت مین پچھاڑا - ہائے ہائے ستم
محنت کرنا وبال ہو - درس و تدریس مین جی لگانا دشوار دو چار برس
جم کر پڑھنا محال - لاحول ولا - یہ سب ہندوستان کے ادبار
پر دال ہی - یورپ مین دیکھیے کہ ایک ایک پیرزال تک فتنہ پا
و بدیع الخیال ہے - افسوس اپنی تو یہ کیفیت کہ جہان کسی کمسن
مرفہ حال کو قبل تکمیل مدرسہ چھوڑتے دیکھا سینہ پاش پاش
ہو گیا - دل کراہنے لگا - اکثر لوگون سے پوچھا کہ بھئی صاحبزادے
مدرسہ کیون چھوڑ بیٹھے - تو جواب یہی پایا کہ اُقلیدس کی
شکل سے نفرت ہے - جبر و مقابلہ سیکھنا طبیعت پر جبر کرنا
تھا - تاریخ یاد کسے رہے یہان تو خدا جھوٹ نہ بلوائے
گھر کے بچون کا نام یاد نہین آتا - لہذا پڑھنے کی دُم مین
نمدا باندھا - ہم بھی سوچے کہ کہان کی جھنجھٹ بھئی الگ
بھی کرو چلتا دھندا کرو - اور لطیفہ سنیے مدرسہ چھوڑا اور نوکری
کی فکر ہوئی - عمامہ اور پٹکا باندھا اور کچہری مین غڑاپ سے موجود
اِس لپٹی دستار کے قربان اور اس وحشت کے صدقے
زمیندار کے لڑکے کی یہ خواہش ہوتی ہی کہ کھیتی کو یک قلم الغا
کرے اور کچہری مین گھس پیٹھ کر داخل ہو جائے - تاجر کے
صاحبزادے کو جی سے لگی ہے کہ کالج سے چپت ہون اور
کچہری کی کرسی پر جا ڈٹون - مقصدی محرر منشی اہل علم کے
صاحبزادون کی تو گھٹی ہی مین نوکری ہے علما فضلا عقلا کو ان معرفت
کا علم لغفران ذوی الاقدام کتنے کیسے جھک گئے کہ جھکانا پڑا
پیچھکر وہ لکیر کو جپتا لا اگر انجینیئر کا شوق اور ولایت ہو کر ملا دیا

عکس فگن ہے [illegible] جلوۂ بہار — [illegible] عطر لئے ہوئے بہار
زلف سنبل کو سمجھئے گوش گل کو جانیے — نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

بہار باغ کا عالم خط گلزار میں مسطور ہے صفحۂ قرطاس نور علی نور ہے۔ گلزار وہ بستان ہیں کہ جنت کے چمن۔ حور و غلمان ہیں یا نسترن و نسترن۔ فردوسی آئے تو گلچین ہو جائے۔ رضوان دیکھے تو سر ہلائے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی سنسناہٹ۔ باد بہاری کے جھونکے بسنا سبزے کی لہک گل جعفری کی مہک کلیوں کا چٹکنا پھولوں کا مہکنا۔ شاخ گل کی کج ادائی۔ سنبل کی آشفتگی۔ گلو کی رعنائی دزدیدہ نگاہوں سے نرگس شہلا کی نظارہ بازی زبان حال سوسن کی زبان درازی۔ شاخ گل کا مستانہ وار جھومنا۔ اشجار پر میوہ کا زمین کو بار بار چومنا سنبل کی سیہ مستی۔ نرگس کی جام پرستی نونہالان چمن کے ہاتھوں میں پھول کے جام جیسے رندان مے آشام منقار بلبل نغمہ خیز۔ نالے موسیقار ترانہ ریز۔ طوطی کی خوش بیانی عنادل کی غزلخوانی۔ کوئل کی کوکو۔ قمری کا نعرہ حق سرہ سبحان اللہ سبحان اللہ

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہیں اپنے اپنے جوبن پر

عنادل جوش مسرت میں بے پر کی اڑاتے ہیں۔ غنچہ گل سن سن کر زیر لب مسکراتے ہیں شبنم کے قطرے ہرے ہرے پتوں پر سطح نمودار ہیں جیسے کسی سبز تہ گلگون کے ہاتھ میں لآلی آبدار ہیں درخت پھولے پھلے۔ سرو سہی سانچے میں ڈھلے نسرین و نسترن کا حسن بے عیب و داغ۔ نرگس و گل چمنستان کے چشم و چراغ۔

وہ بہار آئی ہوئے نغمہ سرا مرغ چمن — غیرت باغ ارم آج ہے صحن گلشن
جوش ہے زمزمہ سنجی پہ ہیں مرغان چمن — کیا تعجب ہے جو گویا ہو زبان سوسن
گرم بہار سے ہے سیر [illegible] — [illegible] نہیں ہوتی ہے عنادل میں
نئے مضمون ادا کرتی ہے سبزے کی زبان — کھولتا نکتۂ سربستہ ہے غنچہ کا دہن

آب شبنم سے کہاں کا شگل میں [illegible] — جلترنگ آج بجانے کو ہے معشوق چمن
آبشار [illegible] کا سر آئینہ بجاتی ہے صبا — تال دیتا ہے کف برگ سے ہر نخل چمن
کوئی افسانۂ زلف دلنشیں سنتا ہے — خس و خاشاک سے کیا صاف ہے صحن گلشن
ایسی کثرت سے ہوئے ہو بارش باران بہار — زاہد خشک کا ممکن ہے تو تر دامن

پھولوں سے لبریز گلچینوں کی جھولی ہے۔ باغبان کی آنکھوں میں سرسوں پھولی ہے۔ حوض باغ آئینہ کی صورت صاف۔ پانی مثل بلور شفاف روشیں صاف و پاک۔ نہریاں بے خس و خاشاک رنگیلے جوان نشاۂ گلگشت میں مخمور۔ بادۂ مسرت سے چور لکھنؤ میں ہر گلی کوچہ زعفران زار ہے کیوں نہو آخر بسنت کی بہار ہے۔ یوں تو ہر سمت طبلے پر تھاپ سارنگی کی چھیڑ چھاڑ اور نغمہ سرائی کا انتظام ہے۔ مگر شاہ مینا صاحبؒ کی درگاہ سب میں انتخاب زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اللہ اکبر گرد مزار کیسی نوجوانوں کی وہ دھوم دھام ہے کہ جس طرف دیکھئے ازدہام عام ہے۔ غٹ کے غٹ جوق کے جوق چلے جاتے ہیں۔ غول کے غول امڈے آتے ہیں۔ وہ بھیڑ بھڑکا وہ دھکم دھکا وہ ریل پیل وہ شور و شر کہ الامان۔ الحذر۔ ایک دوسرے کو ریلتا ہے دوسرا تیسرے کو ڈھکیلتا ہے ڈولیوں پر ڈولیاں اور فنس پر فنس چلی آتی ہیں۔ مہ جبینان ماہرو تماشیوں کی بدولت گلچھرے اڑاتی ہیں۔ قدم بھر چلنا دشوار۔ سر پر خاک چہرے پر غبار مزار شریف کے گرد جا بجا گلرخان سنبل مو عجب ناز و انداز سے جلوہ گر جسے دیکھو طرحدار۔ ہلال ابرو رشک قمر۔ صندلی رنگ شوخ و شنگ پوشاک از سرتا پا دھانی دوپٹہ ہلکا زعفرانی۔ خوشبو خوش رو خوش خو۔ مرغولہ مو۔ آئینہ زانو۔ نازک اندام نازنین۔ حور لقا زہرہ جبین۔ شوخ و بیباک چست و چالاک۔ خوش الحان غزلخوان گوہر یاقوت لب میں گاتی ہے دل بہار گلعذار بہار کی تان اڑاتی ہے عجب ناز و انداز سے کھڑی ہاتھ سارنگی والے کے

بہار بسنت جوش زن ہے۔ زاہد خشک کا غنچہ دل ہی جی میں کھلا ہے۔ زرد پوشاک زیب تن ہے۔ زعفرانی دوپٹہ اور کیسری بانا پر عجب جوبن ہے۔ ع

ہے لطف حسینوں کی دو رنگی کا امانت
دو چار گلابی ہیں تو دو چار بسنتی

وہاں سے عطارہ بھر کے چوک پہونچے۔ واہ جی واہ۔ جوہریوں کی دکان پر ایسے خوشرنگ عقیق ہیں کہ پکھراج پری دیکھتی تو مارے غیرت کے ہیرا کھاتی۔ اور اندر کا اکھاڑا بھول جاتی۔ دلبر میوہ فروش زرد آلو۔ نارنگی زردک امرود چکوترہ مہتابی کی بہار دکھاتی ہے چمپئی ڈوپٹے پر اتراتی ہے۔ مالن گیندہ ہزارہ زرد گلاب کی بو باس سے دماغ کو طبلۂ عطار بناتی ہے اور صدا دے دے کر لبھاتی ہے کہ گیندے کی بہار ہے گلے کا ہار ہے۔ حلوائی کھوپرے کی زرد برفی۔ پستے کی زرد زرد برفی۔ نان ختائی۔ بیسن کے لڈو۔ نخودی کے لڈو۔ مونگ کے زرد لڈو۔ خوانچے والے پاپڑ۔ دال موٹھ۔ سیویں مونگ کی دال بیچتے پھرتے ہیں۔ ایک ایک کے دس دس لیتے ہیں۔ الغرض دونوں دل بہلاتے چلے جاتے تھے۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک گلی کے نکڑ پر لالہ بسنت رائے کا ایک خوشنما مکان ہے۔ اور اس مکان میں ایک دلربا دالان ہے اور اس دالان میں عجیب سمان ہے۔ بانکی ٹوپیاں جمائے بسنتی پگیا باندھے۔ زعفرانی لباس پہن کے رنگیلے جوان بیٹھے ہیں اور سامنے مہوشان پری پیکر رشک قمر زریں کمر نازک بدن سیمتن غنچہ دہن بسنتی چمپا۔ زعفرانو۔ نوبہار کی دھن میں بسنت گاتی ہیں اور کافی انعام کھاتی ہیں اشرفیاں پاتی ہیں زرد زرد قلیچے زرد چھت پوش زرد جھاڑ زرد کنول۔ زرد جھالر سے مکان سجا سجایا ہے بسنت نے در و دیوار تک کو زرد پوش بنایا ہے گلرخان گلفام کا زرد لباس اور

آسیر عطر فتنہ کی بو باس جسے دیکھو راحت اٹھاتا ہے ہم آغوش سنج و سمن آس نہ پاس کوئی نازک آفرینی سے تلون سے دو کی روح کو شرماتی ہے اور چمک دمک کر زبان ہلاتی ہے۔ ع

رت آئی بسنت عجب بہار	کھلے جرد پھول بر دوت کی ڈار
چٹکو کسم پھولے لاگی سرسون	پھبکت چلت گیہون کی بار
ہر کے دوارے مالی کا چھوہرا	گروا اڈا رت گیندون کے ہار
ٹیسو پھولے انبا بورائے	جھبا کے رو مکو کلین کی بہار
گروا اڈائے استاد کے دوارے	چلو سب سکھیں کر کر سنگار

کوئی برق وش انا ابرق کہتی ہوئی جھمک جاتی ہے اور میان امانت کی یہ غزل گاتی ہے۔ ع

ہے جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی	پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
کیا فصل بہاری نے شگوفے ہیں کھلائے	معشوق ہیں پھرتے سر بازار بسنتی
گیندا ہے کھلا باغ میں میدان میں سرسون	صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی
منہ زرد دوپٹے کے نہ آنچل سے چھپاؤ	ہو جائے نہ رنگ گل رخسار بسنتی
رت پھر گئی عالم میں چلی بلو بہار	میخانوں کو سجواتے ہیں میخوار بسنتی

گھر پر آئے تو میان آزاد نے ایک اخبار کے لیے مضمون دلکش لکھا۔

بسنت کی بہار

دمید برگ و نہال طرب بیا را آمد
بہ نو عروس چمن رقعۂ بہار آمد

اللہ اللہ کیا روح افزا بہار ہے جس طرف دیکھیے زعفران زار ہے صوفی صافی تک مرید مغبچۂ بادہ فروش ہے۔ ہر سمت ع

نبات الصبوح جہا یا بہار اسکار

کا خروش ہے بہار بسنت کا وہ جوش ہے کہ ساقی تک مدہوش ہے اور کیوں نہ ہو۔ ع

پھر ہم اٹھے بیٹھے تم سو رہو سفر دور دراز ہے سوتے جاگتے ٹھہرتے بھاگتے راہ کاٹین سفر کا اندھا کنواں انھیں اینٹون سے پاٹین اب ریل ایک اسٹیشن پر ٹھہری اور خوجی نے ایک خوانچے والے کو بلایا -

خوجی - مٹھیان کتنے سیر - برفی کا کیا بھاؤ - لڈو پیسے کے کتنے بولو جھٹ پٹ ورنہ ریل چلی جائے گی -

خوانچے والا - آپکو سودا تو نہین ہو گیا ہی - آپ مٹھائی خریدتے مین یا جھگڑا چکاتے ہین - الغرض تین چار آنے کی مٹھائی لی میان آزاد کو کھلائی - اور سقے سے پانی پلوایا - ریل پھر سن سے چل کھڑی ہوئی

خوجی - بھائی اب سو رہو ہم اسباب تاکتے ہین -

اُسکے بعد میان آزاد سے ایسی میٹھی میٹھی باتین کین کہ وہ بھی باغ باغ ہو گئے اور دوست صادق سمجھ کر لیٹ رہے لیٹے تو ایسے سوئے کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا - ع

بھاگے جہان وہان نہ بزن اور نکبٹ ملا || لٹ پٹ کے گھر کو آئے تو گھر کا ٹکٹ ملا

کئی دن کے تھکے ماندے تو تھے ہی سوئے تو گھوڑے بیچکر - سر و پا کی خبر نہین مُردون سے شرط کی تھی خوجی نے وہ لفاظی کی کہ آزاد اشتابچت ہو گئے وہ ایک کائیان دنیا بھر کا نیاریا اُنکو غافل پایا تو بوریا بدھنا اُٹھایا اور چلتے ہوئے اُنھون نے کروٹ تک نہ بدلی جاگے تو کب جب ع

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند || تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

بدحواسی کے عالم مین اُترے تو اسٹیشن کو سر پر اُٹھایا - اور وہ غل غپاڑا مچایا کہ زمین کو زلزلہ آگیا - در و دیوار تھرا گئے انسان حیوان کانپ اُٹھے دہائی ہے سرکار کی - لوٹ لیا اب کبھی ٹکٹ بابو کے پاس جاتے ہین کبھی کانسٹبل پر جھلاتے ہین کبھی اسٹیشن ماسٹر کے کمرے مین غل مچاتے ہین - اِدھر اُدھر تلاش کیا مگر خوجی کہان وہ یہان سے ۲۰ کوس پر تھے روپیٹ کر بیٹھ رہے بابو نے ٹکٹ لیا - اور اُنکو سیدھا راستہ بتایا چلے تو سینہ بریان با دیدۂ گریان یا الٰہی کدھر جاؤن - بارِ خدا جو رسینہ زور کو کہان پاؤن پاؤن تو کچا ہی کھاؤن - یہ پردیس کا واسطہ نیا شہر اپنا نہ پرایا - خویش نہ بیگانہ - ایک قدم تک چلنا دوبھر تھا - مگر قہر درویش بر جان درویش - ناچار ٹھوکرین کھاتے چلے جاتے تھے - ایک جو رستا ہے پر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے ایک جوان طناز دور کا پُشتکی گھوڑا پھیکتا چلا آتا ہی - اور سمند وغا پسند ایسا سرپٹ جاتا ہی کہ ہوا اُسکے غبار تک کو نہین پہونچتی - ایک کونے مین دبک رہے کہ ایسا نہو کہین جھپیٹ مین آ جائین - اور وہ پشتک کھائین کہ ہاتھ پاؤن ٹوٹے یا سر پھوٹے - اتنے مین سوار اُنکے کلے پر آن کھڑا ہوا - جھٹ گھوڑے کی باگ روکی - اور اُنکی طرف نظر بھر کر دیکھنا شروع کیا - یہ چکرائے کہ الٰہی خیر - یہ شخص تو بے طور گھور رہا ہی - خدا پناہ مین رکھے اب ہنٹر دیا ہی چاہتا ہے موے پہ سو دُرّے - اُس سوار کی قطع وضع پر جو اُنھون نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ آدمی شریف خوش پوش حسین وجیہ اور جری ہے اور گھوڑے پر تو ایسا جمتا ہی کہ سبحان اللہ -

جوان - کیون حضرت آپ کسی کو پہچانتے بھی ہین - اِس بھولے کے قربان - خدا کی شان - آپ اور ہم کو بھول جائین - یہ معاملہ کیا ہے -

آزاد - میان تمھین دھوکا ہوا ہوگا - مین صورت آشنا بھی نہین مین تو ایک غریب الوطن غمزدہ - دل شکستہ خستہ و خراب مسافر پردیسی ہون -

جوان - کیا! غمزدہ! تمھارے دشمن - دل شکستہ! خدا نکرے - خراب و خستہ! جو تمھاری طرف دیکھ نہ سکے -

کا ندھے پہ جھرے کر کو بوچ دیے ارُت آئی بسنت عجب بہار کی تان اُڑا رہی ہین اشاروں مین سارے نکتہ سربستہ بتا رہی ہین ہر ایک تان جانستان تان سین کی روح جسپر قربان۔ نور کے گلے نور کی آواز۔ بلا کا نازو قہر کا انداز۔ مطرب کی ناخن بازی پر دل لوٹ ہی۔ ارباب نشاط کے رقص اور ٹھوکر سے کلیجے پر چوٹ ہی رقص کا وہ سمان بندھا کہ عاشقون کا دل بھی گنگنانے لگا۔ ؎

آفت جان ہی ترا اے سرو گل اندام رقص | ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
جی اٹھے مردے ہزارون سُنکے گھنگرو کی صدا | واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

سارنگیان ہان مین ہان ملانے کو تیار۔ واہ بیوی ہس خوش الحانی کے نثار طبلہ نواز کمر بستہ خدمتگزار۔ گرداگرد تماش بینون کی قطار دوسری جانب قوال حقانی غزلین گاتے صوفیون کو وجد مین لاتے ہین کسی اہل دل کو حال آیا کوئی آنکھون مین آنسو بھر لایا ہو حق کا نعرہ بلند ہی۔ سرود و غنا کا لطف دوچند ہی۔ ایک سمت ساقیون کا گرم بازار۔ دوکانین دھوان دھار۔ چلم پہ چلم بھری جاتی ہی۔ دم پہ دم پڑتے ہین۔ ناتوان نوجوان نشہ کے زور مین عجیب لوچ سے اکڑتے ہین۔ بسنت نے بھی اچھا رنگ جمایا ہی چند طو بازون تک کو زعفرانی بنایا ہی لباس در کنار جسم تک زعفرانی ہین۔ بیمار دعا مانگنے آئے تو وہ بھی یرقانی ہین۔ بگھیون کی آمد و رفت سے وہ دھول وہ خاک وہ گرد وہ غبار ہی کہ دم لینا دشوار ہے۔ سانس باہر نکلتے جان چراتی ہی کیون نہو آخر ہولی خاک اڑاتی آتی ہے۔ الٰہی جس طرح بسنت آیا ہولی بھی آئے قلم جادو رقم جی کھولکر خاک اڑائے۔ ہمارے رنگیلے جوان حسینون کے سنگار وان میان آزاد اور انکے دوست بسنت کی بہار پریون کے نکھار۔ مہ جبینون کے سنگار میوؤن کے انبار بادہ نوشون کی تکرار۔ کہارون اور کلارونکی جھڑتی بیزار۔

نسیم مشک بیز و عنبر بار شمیم لطف مہوشان گلعذار زعفران بتون کی قطار۔ جلسۂ مسرت آثار۔ زرد زرد لباس عطر کی بو باس دکانون کی بناوٹ کمرون کی سجاوٹ۔ قوالون کی نازک آواز مطربون کی جادو طرازیان۔ خوش گیون کی لفاظیان عاشق تنون کی نظارہ بازیان دیکھ کر چل کھڑے ہوئے تو ایک نئی قطع نئی وضع کے بزرگوار سے مڈبھیڑ ہوئی بڑے عیار بڑے تجربہ کار۔ بڑے جہان دیدہ۔ بڑے سن رسیدہ برہم خرانٹ گرگ باران دیدہ۔

خرانٹ۔ آئیے آئیے یون آئیے۔ ای حضرت تکلف سے بندۂ درگاہ کو نفرت ہی۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی | نازت بکشم کہ نازنینی

خوب ملے واللہ شریف کی صورت پر عاشق ہون چین دماچین ختن و ختین۔ سمرقند اور خجند۔ تاتار اور سبزوار۔ لاسا اور کوکانار ہند اور سند۔ اصفہانیہ اور رمانیہ روم و شام۔ طوس و چلم کوہ قاف اور موسٹی بات۔ الغرض ساری خدائی کی۔ بندۂ درگاہ نے خاک چھانی ہے اور تو یا رجانی ہے سفر کا حال سن گھنگرو بولے چھین دل خراش سینہ پاش رود نیل کی روانی بھری برسات مین طغیانی۔

شاہونکی وہ جا ہی تاجدارونکی ہی | مسکن پس مرگ ذی وقارونکی ہی
وان ذہن رسا کا وصل لیست ہے | رفعت یہ مصر کے منارونکی ہی

یہ تقریر سنکر آزاد کے ہوش پیترا گئے سمجھے کہ کوئی پاگل ہی اچھے کا ساتھ ہوا۔ وحشت دل کا علاج ہاتھون ہاتھ ہوا۔ یا کوئی مقدس بزرگوار ہین۔ معمر و تجربہ کار ہین۔ مگر جنون کے ایسے آثار ہین اتنے مین خرانٹ نے پھر بڑ شروع کی۔

خرانٹ۔ سنو یار۔ عرض خاکسار۔ ہم مصر مین تم جا کر

بیچے کہ یارسے کہین یا چپکے سے چل دین کسی کو کانون کان خبر نہ ہونے پاے۔ پوریا بدھنا سمیٹ جنگل کی راہ لین کبھی وطن اور سفر ہی مین سر دھنین مگر دل نے سمجھایا کہ جائین ڈنکے کی چوٹ کہہ کر جائین۔ محلہ والون کو جتا کے ورنہ کہین اڑوسی پڑوسی کہین گے کہ اچھے لوٹیا چور تھے آئے تو اسطرح جیسے بونچال گئے تو اسطرح جیسے سگ زرد برادر شغال - آخر کار دل مین ٹھان لی کہ جائین گے اور پیچ کھیت جائین گے مگر یار سے مافی الضمیر نہ چھپائینگے -

آزاد - حضرت سلامت لے بس اب رخصت - ایک جگہ بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی پانون مشتاق دشت نوردی ہین بادۂ سفر خم کدۂ دل مین جوش زن ہے گلگون خیال جولانگاہ بادیہ پیمائی مین سبک پویہ ہے - عشرتکدہ مین دو چار دن خوب گلچھرے اڑا لئے پلاؤ اور زردے پر بڑھ بڑھ کر ہاتھ لگائے - مگر اب یہ صحبت کاٹے کھاتی ہے طبیعت اُچاٹ ہوتی جاتی ہے - یہان شوق شراب خواہش ساقی - یار زندہ صحبت باقی - ۵

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر ۔۔۔ پھر ملین گے اگر خدا لایا

یار - نیا رنگ لائی گلہری - کیا دماغ پر گرمی چڑھ گئی - یا جنون نے زور کیا اب کی فصل بہار خیر سے گذرے تو تربت مجنون پر پھولون کی چادر چڑھانا۔ اہل حشت کا کیا ٹھکانا - ہوش کی باتین کیجئے بہت وحشت کی نہ لیجئے - جانا اور آنا اور ملنا اور ملانا کیا پھر دیکھا ہوے البتہ ملتے ہین - ہم تم تو آمنے سامنے بیٹھے ہین

آزاد - ہم تو اس طرح جائین جیسے روح تن سے یا جوانی کا بل پیرون کے بدن سے - یا بوے گل چمن سے یا بردہ فروشی کی رسم یمن سے - ۵

درویش روان رہے تو بہتر ۔۔۔ آب دریا بہے تو بہتر
عقل اور جنون کا سامنا کیا ۔۔۔ مٹھی میں ہوا کا تھامنا کیا

تم کو شکر لبان عنبرین چہرہ ہمکو سفر اور جنگل کا بسیرا مبارک خدا حافظ

کب سبکدوش ہے قیدی زندان وطن ۔۔۔ بوے گل پھاندتی ہے باغ کی دیوارون کو

جب میان آزاد نے دیکھا کہ ان کے یار بھی دُھن کے پکے ہین تو بات ٹال دی اور قہقہہ لگا کر کہا (لے واہ حضرت آ گئے نہ جھانسے مین) ع

اب تو سودا نے ترے در پہ بٹھایا ازل سے

بیٹھے تو ایسے جیسے نقش قدم اُٹھنا فنا پر موقوف) الغرض تتو تھمبو کر کے اُنکو ٹالا - جب وہ خراٹے لینے لگے تو خدام با ادب سے

مانگا کاغذ دوات و خامہ ۔۔۔ جھٹ پٹ موزون کیا یہ نامہ

بگڑے دل کے خدمتگار کو میان آزاد نے یہ نامۂ منظوم دیا اور چل کھڑے ہوے - ۵

اُکتا گیا جی یہان سے بھائی ۔۔۔ پھر چلنے کی دل مین جھک سمائی
ایسی صدہا پڑی ہین اُفتاد ۔۔۔ روکے سے کہین رُکے ہین آزاد
گردش مین ہین اندنون جو اختر ۔۔۔ پانون پہ سوار ہے سنیچر
کیا تم سے کہون مین یار کیا ہون ۔۔۔ چلتا پرزا بنا ہوا ہون
چھپر پہ دھرا ہے عیش و آرام ۔۔۔ سیاحون کو ایک جا پہ کیا کام
بس ہے یہی لطف زندگانی ۔۔۔ دانہ ہو نیا نیا ہو پانی
چشمہ نہ بہے تو اُسمین بو آئے ۔۔۔ خنجر نہ چلے تو مورچہ کھائے
اجسام مین دل چلے تو بہتر ۔۔۔ گردش خون مین رہے تو بہتر
گردش سے زمین نے اوج پایا ۔۔۔ افزون ہوا مہر و مہ سے پایا
کھلتے ہین کہین وطن مین جوہر ۔۔۔ کیا قدر گہر صدف کے اندر
ہر چند کہ صورت سفر ہے ۔۔۔ ہر گلشن سبزہ زار سفر ہے
ہر رنگ کے گل کھلے ہوے ہین ۔۔۔ میوون سے شجر لدے ہوے ہین
جو پھول کہ خوشنما نظر آئے ۔۔۔ جھپر جھپر کے وہ جھولیوں مین لیجئے

یہ کہہ کر وہ جوان علناز سمند باد رفتار سے اُتر پڑا اور میان آزاد سے لپٹ گیا ۔ میان آزاد حیرت مین ؟ کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے جوان نے مسکرا کر کہا کہ یار تم ہمارے ہم مکتب ہو ۔ یاد ہے کالج مین ہم تم ایک ہی درجے مین پڑھتے تھے ۔ وہ کشتی پہ ہوا کھانے جاتا اور دریا کے مزے اڑانا ۔ وہ مداری خوانچے والا وہ اقلیدس کے وقت اُڑ بھاگنا ۔ منطق سے جی چُرانا ۔ سب بھول گئے تب تو میان آزاد خوب بغلگیر ہوے اور رو دیے ۔ یہ خوشی !۔

جوان ۔ تمھین یاد ہوگا کہ جب انٹرنس کا امتحان دینے کو تھا تو میرے پاس دس روپیہ کا ٹھکانا نہ تھا کہ فیس بھیجتا ۔ سرگردان و پریشان ادھر اُدھر تلاش زر مین بھٹکتا پھرتا تھا کہ راہ مین اسپتال کے پاس تالاب پر تم سے مڈبھیڑ ہوئی اور تم نے میرے حال زار پر رحم کر کے دس روپیہ کی فکر کر دی ۔ درجۂ اول مین بندہ پاس ہوا اور پھر تمھاری پرورش سے بی ۔ اے تک پڑھا اور ڈگری پائی اب مین یہان دو سو روپیہ ماہواری پاتا ہون اور تمھاری بدولت دندناتا ہون لیکن تمھاری صورت سے مایوسی اور وحشت برستی ہے اسکا کیا سبب ہے ۔

آزاد نے اپنا سارا دُکھڑا کہہ سُنایا اور کہا کہ بھئی تو بلی کس گاڑھے وقت پر آڑے آیا ۔

جوان ۔ تعجب ہے کہ ایسا تجربہ کار آدمی اور اتنا بھونڈا دھوکہ کھائے اور پھر ترون مین آجائے ۔ ارے میان مسافر کا اعتبار کیا ریل پر بڑی ہوشیاری لازم ہے ۔ مسافرت خالہ جی کا گھر نہین کیل کانٹے سے درست آٹھون گانٹھ کمیت ہونا چاہیئے ۔ اب کان پکڑو کہ پھر کسی مسافر کی دوستی کا اعتبار نہ کرینگے لاحول ولا قوۃ ۔ واللہ اسوقت تمھاری حالت دیکھکر ایسا رنج ہوا ہے کہ بیان سے باہر ۔ تم تو ساری خدائی کے نیارئیے تھے ۔ ایسا غچا کھا گئے ہیچ اگر مین راہ مین نہ ملتا تو خدا جانے تمھاری کیا حالت ہوتی چلو اللہ نے بڑی خیر کی ۔ کپڑے تک اُتار لے گیا ۔ اور آپ کو ہوش ہی نہین یہ بیخبری ۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص نے میان آزاد سے آکر پوچھا کیون قبلہ اولڈ ٹام کو خالی پیتے ہین یا سوڈا اور ملا کر اکثا مبروان مین تو ہم نے لمنیڈ ملایا ہو ۔ مگر اولڈ ٹام کا حال نہین معلوم) شراب کا حال سننا تھا کہ آزاد کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور بڑی دیر تک حضرت لکچر دیا کیے کہ خبردار شراب نہ پینا ورنہ دھوبن کان پکڑے گی کلوارن دھپین جڑیگی ۔ آبرو خاک مین ملجائیگی شراب خواری ستم ڈھائے گی ۔ الغرض وہ جوان اپنے محسن میان آزاد کو اپنے گھر لے گیا ۔ ؎

	نہ تو شیشہ ہی ملا اور نہ ساغر پایا ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا	

میان آزاد اور کہین دو دن جم کر ٹک جائین ۔ معاذ اللہ کیا مجال ایسے سیلانی اور کسی خاص مقام پر لبستر جمائین استغفر اللہ تعالیٰ انکے پائون مین تو پرکار کی گردش تھی ۔ چلتے پیر کی بیعت لائے تھے ۔ سیر ہو سپاٹا ہو ۔ سفر ہو رہا تا ہو تو چین آئے ورنہ پائون سوج کر کُپا ہو جائے ۔ بھئی واللہ کیا اُلٹی بات ہے ایک دن اپنے لنگوٹیے یار کے ساتھ رنگ رلیان منا رہے تھے اور خوشی کے شادیانے بجا رہے تھے کہ دفعۃً ان کے پائون پر سنیچر سوار ہوا پھر کیا تھا عقل کو رو بیٹھے اب تو شیطان نے دور سے اُنگلی دکھائی چل چلاؤ لگ رہا ہے ۔ تلوے کھُجانے لگے جوتے پر جوتا سوار ہو گیا سفر کا بھتنا سر پر چڑھ بیٹھا بادیہ پیمائی کی دُھن سمائی اللہ رے وحشت ۔ ؎

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائی ہے	مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلایا ہے

بجا ہے نہ چھوڑینگے کیا کرے کوئی تقاضا پائے دھر وہ پانچون
شعر کی شاعری پر عش عش آتش و میر کے رند دوسرے پہرون عش عش کرتے
تھے۔ ناسخ کی بلاغت۔ انیس کی فصاحت۔ ذوق کی تشبیہ
غالب کے کلام ادق و خیالات نفیس۔ مومن کی زبان سلیس امیر کے
اُستادانہ کلام کی بڑھ بڑھ کر تعریف کرتے تھے۔ اب فرمایئے فیصلہ کون
کرے بھٹیارن جھگڑا چکانے سے رہی۔ بھٹیار کا انس جھیلنا
پہلے شاعری علم دریا ہی۔ آخرکار فریقین کی رائے یہ قرار
پائی کہ شہر چلیے جو پڑھا لکھا آدمی پہلے ملے وہی حکم جو کہدے
آمنا وصدقنا منظور۔ سب نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلنے ہی کو تھے کہ
بھٹیارن نے اُنکو للکارا اور جھپٹ کر میان جواد کا دامن لیا
میان یہ ٹتّے کسی اور کو بتانا۔ ہم بھی اس شہر مین اتنے بڑے
ہوئے ہین ہون تو ابھی آپکی لڑکی کے برابر ہی سیکڑون ہی کنون
کا پانی پی ڈالا پہلے کوڑی کوڑی بائین ہاتھ سے رکھ جائیے
پھر اسباب اٹھایئے اور تشریف کھسکایئے۔

علامی۔ نیکبخت یہ شریف بھلے مانس ہین۔ دو پیسے کے واسطے
کہین شرفا ایمان بیچا کرتے ہین۔ چلو دامن چھوڑ دو ابھی
دم کے دم مین آئے۔

بھٹیارن۔ اس دم مین بندی نہ آئے گی۔ ایسی باتون
مین نہ آنے کی ایسے بڑے ساہوکار کھرے اسامی ہوتے
تو ایک گنڈا چھکے سے نکال دو نہ۔ اے واہ میان۔ بڑا کھرا
پن دکھاتے ہین۔ یہان اس ۱۹ برس کی عمر مین ہزارون
ہی چراوڑے ہو گئے۔

وقاد۔ یہ قرقری ہی یا بھٹیارن۔ عورت ہی یا ڈائن۔ اری
بھٹیاری صاحب تئد اس سے پیچھا چھوڑاؤ ورنہ ریش مبارک
پہ ہاتھ ڈالا ہی چاہتی ہی بھی ایسی بھٹیارن دیکھی نہ سنی

بھٹیارن۔ میان کچھ بدے مے تو نہین ہو سے ہو میان بھی
مانگھ کر گھر سے چلے تھے۔ یہ امام کاف ذری زبان سے
نہ نکالو۔ ہون چھوٹی تو کیا ہوا پر بس کی نگا نکتو ہون میرے
کا سے کا منتر نہین۔

میان جواد آدمی تھے صلح کل جب انھون نے دیکھا کہ مفت
مین دھرے گئے تو کہا بھئی تم پانچون جاؤ ہم یہان بی مہترانی
کی تشفی کے لیئے بیٹھے ہین اور ابھی ہانے پر ابھی دیتے
جائین گے تم لوگ نپٹ آؤ۔ خیر وہ سب تو اُدھر چلے اور جواد
سراہی مین زیر حراست بی بھٹیاری رہے دو چار منٹ بعد
پکارتے ہین کہ بی مہترانی۔ بی مہترانی۔ مین لٹا ہون کہین ایسا
نہو۔ پیٹ مین چوہے دوڑین کہ رفو چکر ہوے۔ پھر تین منٹ
کے بعد گلا پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگے۔ بھٹیارن بھٹیارن۔ ہم
بھاگنے والے اسامی نہین تم بیفکری سے دال بگھارو جب
بار بار اُنھون نے چھیڑنا شروع کیا تو وہ آگ بھبوکا ہو گئی۔

بھٹیارن۔ میان مین ایسے دو پیسے سے درگذری۔
بلی بخشتے چوہا لنڈورا ہی جیے گا۔ تم نے تو غل مچا مچا کر میرا کلیجہ
پکا دیا ناکون دم آ گیا۔ آپ جائین بلکہ بھٹیا سمیت دفان ہون
تو مین خوش میرا اللہ خوش۔ یہ بات وہ بات نکالا ہے ہاتھ
اری واہ دیکھی تیری کالپی اور باون پورے اُجاڑ میان ہون تو
ابھی جمعہ جمعہ سات و آٹھ دن کی پیدائش۔ مجھے تو نگوڑی گنتی
بھی نہین آتی کل ناک پر تو مکھی بیٹھنے دیتی نہین۔

اِدھر تو میان جواد سادہ دلی سے بی بھٹیارن سے
چُہل کر رہے تھے ادھر مینے وہ پانچون سرا سے چلے تو
راہ مین سناٹا۔ آدمی نہ آدم زاد چلتے چلتے ایک مرد قصیر
باریش مخضب سے دوچار ہوے۔

بڑھتے لطیف دل کو بھائین — کھائین خود غیر کو کھلائین
گل سے تو مراد یان ہی کیشن — میوون سے غرض ہی علم اور فن
نا فہم کرے سفر کو ملعون — جانے کیا شیخ زنخ صابون
لیتے ہین خبر ادھر ادھر کی — اب بھرتے ہین سدھیان سفر کی
پھر سیر کی ٹھن گئی ہی جی مین — ہم کو تو مزہ ہے دل لگی مین
سیٹی بجی ریل کی مری جان — لو جاتے ہین اب خدا نگہبان
اب تو اپنی جگہ سے ہم سے — جیتے ہین تو پھر ملین گے تم سے

یہ لکھ کر خدمتگار کو دیدیا اور کہا جب میان جاگین اُنکو دیدینا اور عمامہ باندھ کپڑے پہن کمر کس۔ چوکس ہو گئے یہ جا وہ جا۔

نیچریہ شاعری

میان آزاد ایک مرتبہ سیر کرتے ہوے ایک شہر مین داخل اور ہوٹل مین فروکش ہوے جھٹپٹے وقت ہوا کھانے چلے تو دیکھا سرا کی ایک کوٹھری کے برآمدے مین چار یا پانچ سفید پوش فرش تکلّف پر بیٹھے عظیم اللہ خانی حقے مشکبو دھوان دھار اُڑا رہے ہین اور گلوری چبا رہے ہین۔ مگر سب موزون طبع شعرا نازک خیال و شیرین مقال۔ حامی۔ علّامی۔ فہّامی۔ وقّاد و جواد۔ ایک شاعر نے کہا کہ بھئی ہم تینون کے تخلص کا وزن ایک ہی۔ علامی۔ فہامی۔ اور حامی۔ مگر تم دو ہی ہو۔ وقاد و جواد ایک شاعر اور آجائے تو جوڑ گٹھ کی خوب ٹھہرے۔ اتنے مین میان آزاد تڑسے ہو پہنچ گئے۔ این! آپ کون شاعر غرا پوچھا۔ آپ تخلص کیا کرتے ہین۔ فرمایا آزاد۔ تب تو ان سب کی باچھین کھل گئین کہ اچھا قافیہ ملا لو صاحب۔ اب جواد۔ وقاد اور آزاد یہ تین شعرا بھی ہم قافیہ تخلص والے جمع ہو گئے اچھی خوب آئے واللہ آپ ہی کی کسر تھی۔ اب شعر خوانی ہونے لگی ایک شعر پڑھتا ہے باقی داد دیتے ہین۔ ای سبحان اللہ واہ

میر صاحب۔ یہ حضور ہی کا حصہ تھا مسلسل زمین۔ بارک اللہ کیا خداداد طبیعت پائی ہی۔ واللہ کیا ذہن کی رسائی ہو جو ہیچ فرمایئے گا حضرت خدا کی قسم قلم توڑ دیے کیا روزمرہ ہی۔ ہائے اس بول چال کے صدقے۔ واللہ کیا خوب تقسیم ہی۔ ٹوپیان اُچھل رہی ہین۔ کوئی جھومتا ہی کوئی وجد کرتا ہی۔

آزاد۔ میان سنو۔ اینجانب اس شاعری کے قائل نہین مین ہمین نیچریہ کلام پسند ہی۔ یہان اس شاعری کے معنی ہی سمجھ مین نہین آتے آپ لوگ تو زبان پر مرتے ہین اور ہم خیالات پر جان دیتے ہین۔ ہائے شاعری تو انگریزی پر ختم ہی۔ خیر نیچر کا نیچر والے نیچر نیچر کہان پایئے۔ گل و بلبل کا عشق۔ ان آپ کے قد کو تار بنایا اور در پردہ گل طویل الخ کی پھبتی سنا

فہامی۔ اخاہ آپ نیچریے ہین ایسے اور دیرینہ سنتے تھے اب نیچریے پیدا ہوے غضب خدا کا ایسا کلام درِ گوش پسند نہین یہ اُن شعرا کا کلام فصاحت التیام ہی جو پیغمبر شعر گوئی تھے۔ جنکا سب کلمہ پڑھتے ہین بلکہ خدائے سخن تھے۔

آزاد۔ بندہ صاف گو صاف باطن آدمی ہی لگی لپٹی نہین رکھتا یہ شاعری نہین خبط ہی بے تکا پن ہی مبالغہ بھی تو کتنا کچھ ٹھکانا ہے جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے لے اب کان کھول کر نیچریہ کلام سنو اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ سرا بھر گونج اٹھی۔ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ بڑی دیر تک ہنسی ضبط نہو سکی۔

فہامی۔ واہ قبلہ واہ۔ آپکی نیچریت کے صدقے اچھی کہی

آزاد۔ حضرت شیخ کیا جانین صابون کا بھاؤ۔ ماندھے کے آگے رونا اپنی آنکھین کھونا بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرائے میان آزاد نے اپنی نیچریہ شاعری کی تعریف کے وہ پل باندھے کہ بحر ظلمات پٹ جائے۔ تعریف کیا ایک سمندر کا سمندر تھا

اب اُدھر اُنکے یار وفادار کا حال زرا بغور سنئے یہ جو سب غل
ہو گئے گھر وم آنکھین ملتے پلنگ سے اُٹھے تو سب کے سب
غائب غلہ -

میان جواد

وہ شعرا دل لگی دیکھنے کے لئے اُس دن سرا سے گئے تاکہ میان
جواد اور بھٹیارن مین گٹھ جب ہوا اور یہ دل لگی دیکھین بھٹیاری
نے ملکر اسباب بھی غائب کر دیا -

جواد - غیاث (خدمتگار)

خدمتگار - حضور الغیاث - الغیاث -

جواد - این! یہ کیا سُنائی -

خدمتگار - پیرو مرشد غلام کی تو جان پر بن آئی -

جواد - یہ جان پر بن آنا کیسا -

خدمتگار - خداوند چل دے گئے اور اسباب بھی کھسکا دیا -

جواد - یہ پہیلی تو ہمارے فرشتہ خان کے بوجھے بھی بوجھی نہ جائے گی -

خدمتگار - جب آفتابہ اور دیگچی ڈھونڈھیے گا تو قلعی کھل جائے گی -

جواد - کیا آفتابہ اور دیگچی بھی غائب ہے -

خدمتگار - جی حضور ذرا اُٹھیے تو میان وہ لے مرے کے چلدیے -

جواد - ارے تمنے جانے کیون دیا - ٹانگ کیون نہ لی -

خدمتگار - ٹانگ لینے کے بیسے گلا تانک پالیے - آپ تو پاس لیٹے
ہوئے تھے آپنے ہی ٹیٹو ایسا ہوتا مجھپر آپ بن ناحق کو خفا ہوتے ہین
تب تو حضرت بہت ہی گھبرائے - رنگ فق ہو گیا چو طرفہ ڈھونڈھنے
لگے - الغرض کنوئن مین بانس پڑے مگر اُنکا پتا نہ پایا تو وہ
شیخ بھٹیاری کیا کہتی ہے حضور ہمنے اول ہی کہا تھا کہ حضور چھٹ
پلاوے سب کے سب ٹٹ پونجیے خورندے ڈال کے لوٹتے ہین
بادرچی خانہ چٹ کر جائین اور گوشت کا تکہ نہ لین حضور
تو غضب بغضی دو چپاتیان کھانے والے وہ بٹھے بٹھے کر ہتھے لگانے
والے وہ تو کہو ہوئے آفتابے ہی کے ماتھے گئی نہین وہ تو جھڑ کر
چٹ کر جاتے - میان جواد مسخرہ پن مین طاق - ضلع جگت مین
مشاق دل لگی چہل مین شہرۂ آفاق تھے جھپ سے تک ملا
گردن ہلا ہلا کر ایک نامہ لکھا -

اے انجن ریل رہ نوردی　　　وے بھیّہ چھکڑۂ دو بردی
اے کاگ جھنڈۂ لپونیڈ　　　وے برق جھنڈۂ بریگیڈ
اے رشک خرام ریل گاڑی　　　وے روکش ٹانگن پہاڑی
اے درتنگ و پو برنگ وُلڈل　　　وے گولۂ توپ جنگ کابل
اے تیر کمان ملک ایران　　　وے بُرّش خنجر صفاہان
اے جوش اُبال گرم ہانڈی　　　وے قلقل بوتل برانڈی
اے ریگ روان دشت خطیا قا　　　وے چنگاری سنگ چقماق
اے خضر نکوے ہامون ودشت　　　وے رشک جہانیان جہان گشت
اے شوخی نازمہ جبینان　　　وے طرز خرام نازنینان
بعد از شوق لقائے صوری　　　دو دو باتین سنو ضروری
کیون جی یہی شرط دوستی تھی　　　جو کچھ مرے ساتھ آپ نے کی
غیرون کو تو راستہ بتایا　　　یارون سے بھی راز دل چھپایا
چار آنکھون کی بھی فقط مروت　　　بس دیکھ لی آپ کی محبت
دہشت نے جو ہاتھ پاؤن پھیلائے　　　ایڑی گھسنے کو تلوے کھجلائے
تم کیا کرو تیرھوین صدی ہے　　　بد لائیکی کا بھی بدی ہے
معلوم ہوا کہ تم ہو بے پیر　　　چلنے مین کڑی کمان کے تیر
جس جا سے چلا کہین نہ اٹکا　　　یہ پاؤن ہین یا گھڑی کا کھٹکا
جو کچھ دیکھی بہت سفر مین　　　نقطے کا ہے بل سفر سقر مین
برباد کرو نہ مفت جان کو　　　صحرا کی نہ خاک دھول چھانکو
کچھ کام نہ آئینگے یہ غم دم　　　غربت مین نہ یار ہین نہ ہمدم

حامی ۔ السلام علیکم ۔

مقدس ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

حامی ۔ یا حضرت مولانا ایک مسئلہ حل کیجیے تو احسان ہوگا

مقدس ۔ عرض کرون پیر ومرشد خاکسار ایک ذرۂ بیمقدار اضعف العباد ہیچمیرز ہیچمدان دبستان نادانی کا ابجد خوان خاکپاے سخنوران نامی زلہ رباے خوان عسجدی وجامی ۔ خاک بزرگوچہ ناکامی ہی ۔ پس مخاطب بخطاب مولانا فرمانا ضعف العباد ناہنجار ننگ انام رذلائق مستہلام کو صریح بنانا ہی مولانا ہونا ایک امر ہی ازبس دشوار ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

حامی ۔ آج خدا ہی ہمارا حافظ وناصر ہی حلم بھی ملے تو ایسے واہ ری قسمت کی خوبی ۔ قبلہ اگر اسی طرح دو چار بار انکسار کی باتین کیجیے گا تو بھور ہوجائے گا اور اودھر جاد بجا رہے کو بھٹیارن نخاس دکھائے تو عجب نہین ۔ ہم دو ہٹی بات کے عاشق ہین سنیے آپ اسوقت قاضی اور آپکے گھر کے چوہے سیانے آپ ایک امر متنازع فیہ کا فیصلہ کر دیجیے اور دولت خانہ کا راستہ لیجیے اور ہم سب جد امجد کے جد امجد اور انکے ناناجان کے جد امجد پر احسان کیجیے ۔ وہ یہ کہ یہ حضرت آزاد نیچریہ شاعری کا جلسہ کرتے ہین اور ہم چارون اردو شاعری پر جان دیتے ہین ۔

مقدس ۔ یہ تو کوئی غور طلب مسئلہ دقیق نہین کہ غور و تعمق کا محتاج ہو ۔ آپ چارون کا فعل عبث ہی آپ سیدھے دار الشفا جائیے اور فصد کھلوائیے شاعری پر جان دینا کار عقلاے دہر نہین فعل حمقاے روزگار ہی ۔ جان عطیہ حضرت ایزد کردگار ہے اسکو اسی کی راہ مین صرف کرنا فرائض انسانی ہی ورنہ شعر و سخن پر جان دینا خریت اور حماقت کی نشانی ہی ۔ باقی رہی دوسری نوع کی شاعری ۔ اُسکے نام سے اس نابکار رذلائق روسیاہ کے کان آشنا نہین ۔ یہ نیچریہ شاعری کس عالم اجہل اور محقق کی تحقیق انیق ہے ۔ یہ قسم جدید ہے ۔ یا عتیق ہو ۔ بینوا او توجروا ۔

اس بینوا او توجروا پر پانچون ہنس پڑے اور اس زور سے قہقہہ لگایا کہ مولانا صاحب کفش کو سٹرپٹر کرتے جبہ و دستار کو سنبھالتے چلتے ہوے اب سرایا دآئی اپنا سا منھ لیکر ناک کی سیدھ پر نو دو گیارہ ہوئے راہ مین آزاد نے کہا کہ بھئی سنو غزل مسلسل بندہ کہتا ہے کو البتہ پسند ہی یہ نہین کہ پہلے مصرع مین شہید ہوگئے دوسرے مین بوسۂ لعل شکرخا کے خواستگار ہین مطلع مین معشوق کے خط آنے کا دکھڑا رو دیا ۔ مقطع مین محرم آب روان کی تعریف کی اب غزل مسلسل سنیے ۔ ع

شب وصل بھی چاندنی کا سمان تھا — بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا

مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی — سحر تک مہ ومشتری کا قران تھا

وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی — زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

نکالے تھے دو چاند اسنے مقابل — وہ شب صبح جنت کا جسپر گمان تھا

عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل — فرحناک تھی روح دل شادمان تھا

مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین — مکان وصل کا اک طلسمی مکان تھا

حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی — کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا

کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا — لگر کیطرح سے جو غائب دہان تھا

حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی — نہان جسکو سمجھے ہوے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

اہو ہو ہو واللہ کیا غزل ہے ۔ پھڑکا دیا ۔ روح شاد ہوگئی القصہ وہ سب سرا گئے اور آزاد ہوٹل ہو پہنچے سرا مین داخل ہوے

ازہیم گزند خویش آہنگ ہلاک من کنند پس قول حکما را
کار بستم کہ گفتہ اند قطعہ

ازان کز تو ترسد بترس ای حکیم	وگر با چو صد برآئی بجنگ
ازان مار بر پاے راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بہ سنگ

مولوی صاحب بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہین اور جھڑ گڑگڑا جاتے ہین اب ترجمہ سنئیے - ہرمز کے تئین کہتے ہین کہ وزیرون سے کیا خطا دیکھی تونے کہ بند فرمایا تونے گفت کہا گناہ ایک معلوم نہ کیا مین نے ولیکن اور لیکن بہ یقین ساتھ یقین کے دانستم جانا مین نے کہ خوف میرا بیچ دل اُنھون کے بہت ہی اور اوپر عہد میرے کے پورا نہ رکھا - ڈرتا ہون کہ خوف اپنے کے ڈر سے قصد مارڈالنے میرے کا کرین پس قول حکما کے تئین کام باندھا مین نے کہ کہا ہی قطعہ اُس سے جو کہ تجھ سے ڈرے ڈر تو اے حکیم - جو ساتھ جنو کے شکار مین بیچ لڑائی کے ہُس سے سانپ اور پانوٗن راعی کے مارتا ہی - کہ ڈرتا ہے سر اُسکے کو ٹھوڑنکے ساتھ پتھر کے -
ماشاء اللہ کیا ترجمہ ہے اور کیا روزمرہ ہی راعی کے معنی الٰہی کے تئین کیا فصاحت ہی - ۶ - وگر با چو صد برآئی بجنگ + کے معنی یہ بتائے گئے کہ اور جو ساتھ جنو کے بیچ لڑائی کے دبر عہد من اعتماد کلی ندارند کا ترجمہ بھی سننے کے قابل ہی کہ اوپر عہد میرے کے پورا نہ رکھا - اسی طرح نصف طلبہ نے مولوی صاحب کو سبق سنایا اور نصف نے خلیفہ جی کو خلیفہ جی نے مولوی صاحب کے بھی کان کاٹے - مولانا غت ربود سے بھی بڑھ گئے سہ مرغ شاخ وخت لاہوتیم + گو ہر دیع گنج اسرار یم + کا ترجمہ یون بتایا مرغ شام کے وقت ٹہنی پیڑ پر گذر کرتا ہے اور اگرچہ پھوڑ با گنج کا اسرار ہے - ای صل علی کیون نہو - سہ

گر ہمین مکتب ست و این ملا	کار طفلان تمام خواہد شد

دوپہر کے وقت لڑکے تختی لے کر بیٹھے - کوئی گیندے کی پتی تختی پر ملتا ہی کوئی مہرے یا کوڑی سے تختی کو چکنا تا ہی - کوئی دوات صاف کرتا ہی کوئی قلم پر چاکو تیز کرتا ہے الغرض آدھ گھنٹے تک یہی ہوا کیا بعد ازان لڑکے لکھنے بیٹھے - مولوی صاحب نے کوٹھری سے کھیو نکالا اور دروازہ بند کر کے سو رہے - یہان خوب پاپا ڈکی ہوئی دو گھنٹے کے بعد مولوی صاحب چونکے کوٹھری کھولتے ہین تو دیکھا یہان دو لڑکون مین جوتا پیٹ ہو رہی ہے دونون گتھے پڑے ہین نکلتے ہی ایک پر ودستر لگانا شروع کئے - اب سنیے کہ جو ڈنڈ پیل لڑکا بانی شر تھا اُس سے تو مولوی صاحب نہ بولے مگر دبلے پتلے بچارے پر خوب ہاتھ صاف کیا دو چار کی تختیان دیکھین پھر سبق سنا - چلیے چھٹی -

یا مظہر العجائب ہا تھی مع ہودا غائب

میان آزاد مکتب خانہ کی ہجو کرتے بڑبڑاتے دل ہی دل مین گالیان دیتے جاتے تھے کہ واہ یہ مکتب ہی یا منڈی لتنے مین ایک رئیس با توقیر کی عالیشان کوٹھی کی طرف گذرے تو حسن اتفاق سے اُسوقت رئیس موصوف عالمگیر کا یہ فقرہ پڑھ رہے تھے - (آدم خوب بدست نمی آید کشمیری درین صوبہ نیست کہ مقرر کنیم) میان آزاد تڑسے بول اُٹھے آدمی تو لاکھون مین مگر قدردان کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے - دو رکیون جائیے ایک بندہ درگاہ ہی موجود ہین - رئیس نے اشارے سے بلایا اور کہا -
(اچھا آؤ ادھر)
آزاد - ۶ - آتا ہون تیغ کو چڑھائے ہوئے کل پر -
رئیس - ماشاء اللہ آپ شاعر بھی ہین -
آزاد - جی او چشم بد دور ایجانب ساحر بھی ہین -
رئیس - ہم سحر کے کبھی قائل ہی نہین ہوے -

احسان کیا ہم پہ تم نے جانو   اب بھی لوٹ آؤ بات مانو
اب مانو نہ مانو تم ہو مختار   پچھتاؤ گے یار آخرکار
یہ کیا روش اختیار کی ہے   دانشمندی یہ کون سی ہی
کیا لطف نہ آؤ تاؤ دیدن   زردادن و درد سر خریدن
چانڈو کی قسم تمھین پلٹ آؤ   بانبو کی قسم تمھین پلٹ آؤ
افیعان ہی کو کھاؤ گر نہ آؤ   گانجے کو جلاؤ گر نہ آؤ
آئے نہ تو طبلے ہی کو بیچے   گتّون ہی کی لاش کو گھسیٹے
سوگند تمھین مدک کی آزاد   ہے تم کو قسم سٹک کی آزاد
لوٹ آؤ کہین میان خدارا   تکلیف کرو ذری گوارا

رُکتا ہے اسی دعا پہ خامہ
بن جاؤ تمھین جواب نامہ

ایک دن بازار کی طرف جا نکلے تو ایک مکتب خانہ نظر سے گذرا ٹوٹا پھوٹا مکان - بُرا نا دھرانا دالان - دیوارین بابا آدم کے وقت کی ایک مولوی صاحب تیا ہوس کے معمر بیٹھے ہل ہل کر پڑھاتے ہین اور بیس پچیس کم سن لڑکے زُٹل قافیہ اُڑا رہے ہین ایک لڑکے نے دوسرے کی چاند پر تڑ سے دھپ جمائی کسی نے چپت گاہ پر زناٹے سے دھول لگائی - مولوی صاحب پوچھتے ہین ابے یہ کیا ہوا - جی کچھ نہین مولوی صاحب تختی گر پڑی تھی لبا یہ تختی کی آواز تھی - جی ہان اور نہین تو کیا - اتنے مین دو چار شریر لڑکون نے آپس مین منھ چڑھانا شروع کیا - دیکھیے مولوی صاحب یہ منھ چڑھاتا ہے - نہین مولوی صاحب یہ جھپک مارتا ہے ہان ہان مولوی صاحب مین بھی دیکھتا تھا - نہین مولوی صاحب یہ تو باہر گیا تھا وہ جانے والے کی ایسی تیسی - مولوی صاحب نے کیا خوب فیصلہ کیا کہ چپ رہو بک بک بک بک کتاب کی طرف دیکھو - اچھا قضیہ چکایا - غل غپاڑے کی آواز ایسی بلند ہی کہ آسمان کی خبر لاتی ہی کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی جدھر دیکھو مل پون کاؤ کاؤ ڈھول ڈھپّا ٹپا ٹوٹی - جوتی پیزار - جھگڑا تکرار مگر سب کے سب ہل ہل کر بڑ بڑاتے جاتے ہین کتاب تو دو ہی چار پڑھ رہے ہین - مگر واہی تباہی آنا پ شناپ بہتون کی زبان پہ ہے -

ایک - آج شام کو مین بانے کی کنکیان ضرور اوڑانگا -
دوسرا - آغاتقی کے باغ مین کوّا حلال ہے
تیسرا - ارے مالی تجھے گل بوٹے کی پہچان رہے -
چوتھا - مولوی صاحب گو پیر ہوے نادان رہے -

پانچوان - پڑھوگے لکھوگے تو ہوگے خراب
جو کھیلوگے کودوگے ہوگے نواب

الغرض دس پندرہ لڑکے غل مچا کر بیہودہ بک رہے ہین مگر سب کی آواز مل ملا کر خاک سمجھ مین نہین آتا کہ کیا خرافات بکتے ہین ورنہ مولوی صاحب تجی سے ضرور خبر لیتے ادھر لونڈے یہ غل غپاڑا اُڑا رہے ہین اُدھر مولوی صاحب مزے سے اونگھتے ہین اور مکتب کے خلیفہ جی سوئی تاگا لئے ہوئے انگرکھے مین پیوند لگا رہے ہین اور پورے خلیفہ ہو گئے - آخرکار جب مولوی صاحب خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو ایک لڑکے کو بلایا - آؤ کتاب لاؤ سبق پڑھ لو وہ سر کھجلاتا ہوا گلستان بغل مین داب مولوی صاحب کے قریب جا بیٹھا اور سبق شروع ہوا - بسم اللہ الرحمن الرحیم مولوی صاحب - چھیدا ذری چلم تو بھر لانا - شاباش بیٹا دیکھ وہ تمباکو دھرا ہی لڑکے نے پھر کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم - ہر مرد گفت گو ازوزیران پہ رچہ خطا دیدی کہ بخدمت فرمودی گفت گناہ معلوم نکردم ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابت من در دل ایشان بیکران ست و بر عہد من اعتماد کلی ندارند ترسم

بطط - میرے کوسٹ شوہر خدا تمسے سمجھے - سکندر ظلمات
یا سا آیا مگر تمنے آب حیات کے دو چار قطرے ضرور پی لئے
ہین جب ہی مرنے کا نام نہین لیتے کچھ اوپر سو برس کے تو ہوئے
ب آخر کیا عاقبت کے بورئیے بٹورو گے - ذرا دل مین شرماؤ تو
زارون نوجوان نوخیز کفن پوش ہوتے جاتے ہین اور تم ٹیان سے
بوڑھونکو فوریگی آیا مگر تم موچھون پر تاؤ ہی دیتے رہے سفینہ
دیکھا آدمی چیٹ کیے مگر حضور ہیانی کی بلا دور سفینہ کے باپ کو
چٹ کر جائین اور ڈکار تک نہ لیں - بخار مین ہزارون حیادار
ل بسے مگر تم اور بھی موٹے ہو گئے تم پر فالج تک نہین گرتا
تو وہ بھی نہین مارتا - لو ان کے جھونکے بھی تمھین نہین جھلساتے
دیا مین بھی تم پھسل نہین جاتے - اور سو بات کی ایک بات
ری کہ اگر حیادار ہوتے تو ایک چلو کافی تھا - مگر تم وہ چکنے
گھڑے ہو کہ عرق انفعال کے تم پر ہزارون ہی گھڑے پڑین
لیکن ایک قطرہ نہ تھم سکے - واہ رے بڈھے - کیون نہو - بس
ہنسے بیٹھے ہی ہو - ہی ہی کس ساعت مین تمھارے پلے پڑی
بس بُری گھڑی تمھارے ساتھ بیاہ ہوا - ماں باپ کو کیا کہون
ر میری گردن تو کند چھُری سے ریت ڈالی - ہن سے تو کسی
کنوین ہی مین ڈھکیل دیتے قصائی ہی کے حوالے کر دیتے تو یہ
روز روز کا کُڑھنا تو نہ ہوتا - تم خود ہی انصاف کرو کہ تمھار
ا ٹھھس سے مجھ پر کیا گاج پڑی - ہاتھون مین تو آپ کے
رعشہ پانون مین سکت نہین - منھ مین دانت نہ پیٹ مین
آنت - کمر کمان کی طرح خم - بینائی کی یہ کیفیت کہ دن کو اونٹ
نہین سوجھتا جریب ٹیک کر دس قدم چلے بھی تو سانس پھول گئی
دم ٹوٹ گیا - سستانے بیٹھے تو نقش قدم بن گئے
ع نغمی دو چپاتیان کھا لیں تو منزل تک کمٹی و کار رہن ہی

ہین - گرگری ہو گئی - تولہ بھر سکنجبین کا ستیاناس کیا مگر سوء ہضم
کی شکایت بدستور - حافظے کا یہ حال کہ اپنے باپ کا نام بھی یاد
نہین - پھر آخر سوچو تو کہ بیاہ کرنے کا شوق کیون چرّایا ایک
پانون تو قبر مین لٹکا یا ہے اور خیال یہ گدگدا یا ہے کہ دولھا بنین
دلھن لائین - نوشہ نہلائین - اللہ سون جسوقت تمھارا پوپلا منھ اور
سفید بھون اور گالون کی جھریان اور دوہری کمر اور گنجی چاند اور
منحوس صورت یاد آتی ہے - کھانا حرام ہو جاتا ہے واہ بڈھے میان
واہ! خدا جھوٹ نہ بلائے تو ہمارے ابّا جان سے پچاس ساٹھ
برس بڑے ہونگے - اور اماں جان کو تم نے گود مین کھلایا ہو تو تعجب
نہین خدا گواہ ہے تم میرے دادا کے بھی باپ سے بڑے ہو
مگر واہ ری قسمت کہ آپ اور میرے شوہر - زمین شق ہو تو مین
دھنس جاؤن -

آزاد - قبلہ و کعبہ - اسکا جواب کسی منشی بے بدل سے لکھوائیے

پیر مرد - بڑھاپے مین اب کبھی شادی نہ کرینگے -

آزاد - کیا خوب! کیا ابھی شادی کرنے کی ہوس باقی ہے ابھی پیٹ نہین بھرا

پیر مرد - اچھا اسکا جواب کل سوچ کر دینگے -

میان آزاد دوسرے روز اُٹھے اور سویرے ہی چل کھڑے
ہوئے چوطرفہ سناٹا پڑا ہوا - مگر ہر سمت لطف اتم ہی نور کا عالم ہے
جام گل قطرۂ شبنم سے لبریز نسیم سحری مشکبار و عنبر بیز کہین رندان
ساغر نوش کا جوش و غل - کہین صراحی و بادۂ گلگون کا قلقل
ادھر فاختہ و ستک زنان - ادھر قمری کوکو کنان - پپیہون کی
پکار مور پیلون کی جھنکار جس شجر کو دیکھو نہال - ہر غنچۂ گل زر
سے مالا مال کہین بلبل چہک رہے ہین اور پھول مہک
رہے ہین کہین قطرہ ہائے شبنم جھلک رہے ہین اور تارونکی
روشنی سے چمک رہے ہین - ٥

آزاد - بس معلوم ہوگیا کہ آپ کسی قوس ابرو کی تیغ نگاہ کے گھائل ہی نہیں ہوئے -

رئیس - بھئی واللہ کتنے حاضر جواب ہو -

آزاد - تم بھی بے تکے پن میں انتخاب ہو -

رئیس - تم تو گالیاں دینے لگے تو ذکری کر چکے بس ہو لکھائیے

آزاد - بہت بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بنائیے یہاں ہی بات کے لاکھوں باتے ہیں کہ ہر بات میں تک ملاتے ہیں -

رئیس - اچھا آج سے آپ ہمارے مصاحب ہوئے مگر سوتے جاگتے ہمیشہ قافیہ ہی میں جواب لیں گے -

آزاد - دینگے اور پیچ کھیت دینگے -

تھوڑی دیر کے بعد رئیس نے بلایا - آزاد

آزاد - خانہ احسان آباد -

رئیس - اخاہ آپ ہیں -

آزاد - جی اور نہیں تو کیا آپکے باپ ہیں -

رئیس - مت بک فضول -

آزاد - جوتی سنبھال نامعقول -

اب سنیے کہ رئیس سمو دالمکان بجے دھوم دھڑکے سے ہاتھی پر سوار ہوئے اور سیر دریا کو چلے - میاں آزاد خواصی میں بیٹھے ہیں ہاتھی دیتلامست مکنا جیسے ہی دریا میں ہاتھی ڈالا اُسنے سونڈ سے پانی اُچھالا - ہودا ڈانواں ڈول ہونے لگا اب گرے اور اب گرے -

رئیس - خدا بچائیو -

آزاد - یا خدا ڈوبائیو -

رئیس - امام ضامن کی دوہائی

آزاد - آج پوری شامت آئی -

رئیس - یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے -

آزاد - خواجہ خضر ذرا ہاتھی کا پانوں تو پھسلا دیجیے -

رئیس - یا مظہر العجائب -

آزاد - ہاتھی مع ہودا غائب -

اتنے میں فیلبان ہاتھی کو نکال لایا اور رئیس نے مارے غصے کے آزاد کو دھتا بتایا ڈھکیلا تو زمین پر آرہے بیچارے - تک ملایا تھا وہ تو کہیے ریت تھی تو قافیہ تنگ ہو جاتا ہاتھ کے ہاتھ جاتی یا پانوں تنگ ہو جاتا - رئیس بھی سوچے کا بچے فقرہ باز ہے وقت بیوقت تک ہی ملانے سے مطلب ہے - ہم کہتے ہیں یا مظہر العجائب وہ فرماتے ہیں ہاتھی مع ہودا غائب -

کھوسٹ شوہر کے نام نوخیز بیوی کا خط

ایک روز میاں آزاد فرخ نہاد سیر کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد ٹھیا ٹیکتے کانپتے کونکتے آن کھڑے ہوئے اور میاں آزاد سے کہا کہ میاں ذری یہ خط تو پڑھ دیجئے اور اسکا جواب لکھ دیجیے

میاں آزاد نے خط لیا کھولا اور پڑھ کر سنانے لگے -

خط - میرے کھوسٹ شوہر خدا تم سے سمجھے -

آزاد - ایں یہ نرالا القاب انوکھا آداب ہو دعا چھپر پر - مزاج پرسی بالائے طاق بسم اللہ ہی غلط - ابتدا ہی سے کوسنا شروع کیا - الٰہی خیر -

پیر مرد - حضرت آپ خط پڑھتے ہیں یا میرے گھر کا فضیحتا کرتے ہیں پرائے جھگڑے سے آپکو واسطہ جب میاں بیوی راضی ہیں تو آپ کوئی قاضی ہیں لے خدا کے لئے آپ للہ پڑھ دیجیے مگر اس جھگڑے میں نہ پڑیئے -

آزاد - اہا ہا - تو یہ کہیے آپ کی زوجہ مقدسہ کا خط ہے ماشاءاللہ خیر صاحب مجھے میاں بیوی کے جھگڑے سے کیا مطلب خط پڑھے دیتا ہوں

تمھارا پیارا پیارا مکھڑا - رسیلے نینان - ہتھیلی - انگلیان گوری گوری بہیان جسوقت یاد آتی ہین کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے - وہ خندۂ شکر آمیز - وہ زلف عنبر بیز - وہ خال مشکین وہ لعل نگارین - وہ ابر کی ایسی مستانہ چال وہ خط و خال جیسے آفتاب جیسے مہتاب - وہ چاندنی رات مین نکھر کر نکلنا کبھی مسکرانا کبھی کھلکھلانا - کسکا شرمانا کیسا لجانا - اور تو اور تمھاری پھرتی سے دل لوٹ پوٹ ہی - کلیجے پر چوٹ ہی صحن سے جو طرارہ بھرا تو تڑسے بام پر - چلبلا پن - اور وہان سے ایک ذقن مین مہتابی پر ہورہین اور وہان سے پھلانگ ماری تو دن سے پھر صحن مین ابر کیطرح اٹکھیلیان کر رہی ہین پھر کی کے مثل چوطرفہ گھومنا طاؤس وار جھومنا کبھی کھیلتے کھیلتے میری جیت گاہ پر ٹپ جانا کبھی شوخی سے وہ ڈانٹ بتانا کہ کلیجہ لرز گیا - کبھی آپ ہی آپ رونا کبھی دن دن بھر سونا لڑکپن کے دن - بارہ برس کا سن - تیرے بیساختہ پن کے قربان بیوی جان - ے کہا مانو - ہمین غنیمت جانو - مین چراغ سحری ہون ہوا چلے یا نہ چلے - اب گل ہوا اب گل ہوا مین آفتاب لب بام ہون اب غروب ہوا اب غروب ہوا مین کشتی ہون جو ڈوبکا ڈوبکا میشود مجھے ستانا موے پر سو دُرّے - تم خوب جانتی ہو کہ مین شیرین بیان ہون - ستر برس ہوے کہ دانت چوہے کی نذر کیے تب سے حلوے پر بسر ہے پھر جو روز حلوا کھائیگا اُسکی زبان تنگ شکر کیون نہ بن جائے وہ میٹھی میٹھی باتین کرون کہ لب بند ہو جائین مگر تم بھی تقصیور ہو تمھارے گود مین کھیلنے کے دن ہمارا پچھاد پر سو برس کا سن - تم طناز ہیان کمر خم - تم سرو بلند اقبال ہیان ریختہ دم - تم گلعذار باغ و بہار ہم ضعیف و خستہ مگر ہمارا عشق بھی بلا کا عشق ہے سہ

عشقم کہ نصیب دیست نورس	نامش نہ شنیدہ بودم از کس
این شعلہ ندانم از کجا خاست	کز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست
بے وصل تو زندگانیم چیست	صد خندۂ مرگ بر چنین زیست
دریاب کہ خاک خورد خونم	آتش بدماغ زد جنونم
باد تو رسید بر چراغم	بوے تو زد ند بر دماغم

تم لاکھ روٹھو پھر ہماری ہو - بیوی ہو لخت جگر ہو پیاری وہ شبھ گھڑی یاد کرو جب ہم دولھا بنے پرانے سر پہ نئی دستار جمائے سہرہ لٹکائے مہندی لگائے اُلو کی دم فاختہ ہوا ن باختہ ٹینی مرغی کے برابر گھوڑ یا پر سوار میٹھی لوٹی جلتے تھے اور تم دلھن بنی سولہ سنگار کیے قفس زرنگار مین سے جھانک رہی تھین ہمارے گالون کی جھریان ہمارا پوپلا منہ ہماری ٹیڑھی کمر دیکھ کر خوش تو نہ ہوئی ہوگی - ع - وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتی ہو اب ایک نصیحت بزرگانہ یاد رکھو - ایک تو میلے ٹھیلے نہ جانا - دوسرے آس پاس کی چھوکریون کو گوئیان نہ بنانا - خدا کرے جبتک زمین و آسمان قائم ہی تم جوان رہو اور نادان رہو - الھڑ پن دونی ترقی پائے اور جوبن روز بروز بڑھتا جائے - ہمارے سفید بال پکین بجائین - حاسد خار کھائین - تمھارا پیرنا بالغ شوہر -

لکھنؤ کا جہلم

میان آزاد تور کے تڑکے جو اُٹھتے ہین تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہر سمت تیرہ و تار ظلمات کی سی کیفیت نمودار کوئی شی نظر ہی نہین آتی تور کا فور سرا کے باہر آئے تو چو طرفہ دل بادل قبلہ کی طرف سے جھومتی ہوئی گھٹا اُٹھی - کالی گھٹا متوالی گھٹا گھنگھور گھٹا - گھنیری گھٹا - ابر اٹکھیلیون پر ہے شاخین مستون کیطرح جھوم رہی ہین - ہوا اس زناٹے سے چل رہی کہ کلیجہ لرزا جاتا ہے مرغان خوش نوا گھونسلون مین دبکے بیٹھے ہین - پرندہ

صبح بہ فروغ دلکشائی | بگداختہ شب بروشنائی
روشن چو جبین صبح خیزان | فیض از در و بام چرخ ریزان
افشاند بنفشہ و گل از در | سرتا سر باغ سایۂ و نور
آن گل کہ اسد بروزگاران | در یوزۂ بو کند بہاران
می جست نسیم نوبہاران | چون دیدہ در انتظار یاران

اس سُہانے وقت کا سمان دیکھ کر آزاد مسرور ہوئے خوش و خندان مست و غزلخوان دل شاد روح فرحناک شعرائے ایران زمین کے ساتھ دمساز لب پر شعر حافظ شیراز - ؎

نسیم صبح کہ مستانہ در میگذری | ندانمت زکدامی دیار میگذری

تھوڑی دیر بعد کانون مین بھنک پڑی کہ انکو کوئی پکارتا ہی کہ ع

ادھر دیکھنا اودھر جانے والے

این ایہ غیب کی آواز کیسی پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو وہی پیر فرتوت جسکو اُسکی بیوی نے کھوسٹ شوہر کے القاب سے یاد کیا تھا - اور خط مین خوب آڑے ہاتھون لیا تھا

آزاد - اخاہ - مزاج شریف - کہیئے اور کوئی خط تو نہین آیا

پیرمرد - اُسنے تو میرا ناک مین دم کر دیا اور سچ پوچھو تو جسدن سے اُسکو بیاہ لائے ناک ہی کٹ گئی - ایسی تنک مزاج دیکھی نہ سُنی مجال کیا کہ ناک پر مکھی تو بیٹھ جائے فوراً میری ناک اُڑا لے ذری کوئی خلاف بات ہوئی اور تنک گئین -

میان آزاد نے وہ چکنی چپڑی باتین کین کہ بڈھا ان باتون کے سطح پھول گیا سوا سو برس کا تجربہ چٹکیون مین بھول گیا گانون کا نام مکان کا پتا صاف صاف بتایا اور ایسا دم مین آیا کہ بیوی کا کچا چٹھا کہہ سُنایا میان آزاد نے چپکے سے سب سُن لیا جھٹ دوات قلم کاغذ نے گلگون صبا رفتار خامہ کو صفحۂ قرطاس پر گرد گرا دیا کھوسٹ شوہر کی طرف سے اُسکی بیوی کے نام جواب خط لکھا - گر یاران سرپل ایک اُستاد کسی جہانیدے سے خط کی نقل اُڑا ہی لائے تو ذری سُنیے گا -

جواب خط - میری البیلی چھبیلی چھبیلی تنک مزاج نازک بدن مغلوب الغیظ غنچہ دہن آگ بھبھوکا سیمتن نوعمر نوجوان کم سن نادان بیوی - متوالی بیوی کو اُسکے سن رسیدہ گرگ باران دیدہ کمر خمیدہ سنجیدہ و فہمیدہ شوہر کی اُٹھتی جوانی دیکھنا نصیب ہو ای دو جم جم جیے اور تم پوتون پھلو دودھون نہاؤ - اٹھارہ لڑکے ہون - اور اٹھارہ دونی چھتیس چھوکریان جب مین دہلیز مین قدم رکھون تو سب بچے آبا آئے آبا آئے کھلونا لائے بتاشے لائے کہہ کہکر دوڑ پڑین - مگر ڈر یہ ہی کہ تم ابھی کمسن ہو انکی دیکھا دیکھی کہین مجھے آبا نہ کہہ اوٹھنا کہ پاس پڑوس کی عورتین مجھے انگلیون پر نچائین اور اُلّو بنائین - مجھے تم سے اتنی ہی محبت ہی جتنی کسی کو اپنے جگر گوشہ کی ہوتی ہے - میری نانی کو مین ایسا پیار نہ تھا جتنی تم مجھے پیاری ہو اور کیون نہو تمھاری پردادی کو مین نے گودیون مین کھلایا ہے اور میری بہن نے اُسے دودھ پلایا ہی مجھے تمھاری دادی کی خالہ کا گڑیان کھیلنا اسطرح یاد ہی جیسے کسی کو صبح کا کھانا یاد ہو - مگر تمھارے خط نے میرے دل کے ساتھ وہ کیا جو خزان چمن اور برق خرمن کے ساتھ کرتی ہی لیکن مجھ مین ایک بڑا وصف یہ ہے کہ تمھارے سر کا بیچیا ہون اور کیون نہو شرم دُلھن کے سلئے رہیا ہی - بندہ تو جھکنا گھر دا ہی - مانا کہ آنکھون مین نور نہین مگر چشم نگران ست قوت سامعہ سے بے بہرہ ہی سہی لیکن گوش بر آواز زن جوان ست پیر ہون مگر بے پیر نہین ہاتھ مین رعشہ سہی مگر حاجت دستگیر نہین تم عصائے پیری ہو مگر خاص الخاص میری ہو گو ضعف کے مارے مرتا ہون مگر تمھاری محبت کا دم بھرتا ہون

...ون مجھ سے اٹھکر یا آئی ہے محرم | اے ریش زا ہلو خشک تر آب می کی عزت

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی ۔ لوگون نے کہنا شروع ...کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے ...ے اٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے ...کی کیفیت دیکھین ۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ م ...ھی دتیلے ایک دتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اچھالتا ...کوئی جھومتا ہوا آتا ہی کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی مستیونکی ...ت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے ...ے جاتے ہین ۔ لاحول ولا قوۃ کیا کاداک کھڈ بھیانک جابوز ...ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے ...دیان ٹہانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین ...ہے نیچے زمین آسمان بالائے سر ہی ۔ خاکی پلٹن کے چارسو ...لنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال ...ردی سے گل لالہ کھلا تھا ۔ سر خاسنج بیربہوٹی بنے ہوے ...ن بردار یان چمکاتے پھر یرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ...ین ۔ بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے ...نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان ...ں وہ آن بان کہ ع ۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان ...تیون کی قطار اور آبنر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پربہار ...نگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر ۔ چوبدار عصای نقرئی وطلائی ...ے جلوس کا زیب و زین ہی ۔ کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہی ...رسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما ...ییان اور آہنین تیل کی پھلیان ۔ پھکیت گتکے لیے اکڑتے ہین ...لی اور چھوٹ لڑ لڑ ہی ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھمایا باہر وار ...تکی کا ہاتھ لگایا ۔ گتکہ سوقدم پر اُچھل گیا ۔ ہاتھون ہاتھ

سپیر بھر جلوا سو مین لیا پر چمکایا وہ گرگ کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر لکڑ یعنی تین کی دوہری مات کی تو پرے کے پرے صاف بھیج کھیت کہار لڑاتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین ۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی ۔ گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُر نم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے

اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پرشاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا

بندی بناکے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سب اونٹ پر سوار تھے مین سارباں تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵ ۳ تعزیے آئے ۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دیدنی نہ شنیدنی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے ۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا ۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شب آہو شکار تند خو راہوار ۔ سمند و غا پسند ۔ گرنگ نقرہ خنگ جو یائے جنگ ۔ کمیت اور سرنگ سونے کی دمچی ۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خار اشگاف وخوش غلاف لٹکتی ہوئی ۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جسنے عزادارون کو خون رُلایا ۔ بہو من پاک آنسو بھر لایا ۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر ہتین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - ؎

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا | جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جو گیا جیسے بھبوت لگا کے ہے بھبوت | یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے | برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آ نہ سکی | قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی | بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن آلوپ انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری | اودی چھمری کاری کجری پیاری اجیاری
کاری گھٹا سے بیر بدرا آئی | بدرا کی گرج سنت جیرا گھبرات برسن کو آئی

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ پچھو ہوئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز وادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم دھڑکا دیکھو جھرمٹ - بانکے ترچھے تیکھے لوگ سے لگاوے تھے - تقدیرے سے اکثر کی جگہ وارد پہلے اپنے سے مسک گاہ پر جمائے - آنکھون مین سرمہ لگائے باندی ٹیکتے - آنکھین جھپکتے بررتے اینڈتے تھے - اینٹھتے بشرتی کی پتن کمر توڑی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے لئے جماتے جاتے ہین جو ہی اونچی بنا ڈنڈ بیل چوہل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہوحق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی بوقت مے جاتے ہین - ادھر اُدھر ول چلتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اُڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہے واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور بھی رؤسا کی آن بان ہی اور بھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہو - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی بیچوان پیتا ہی - زیرانداز پر چوبن ہی حقے کیا دھن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہی مسیحا کی ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جھمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح وتہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پاؤن پھول جائین میان آزاد کو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ؎

شاخ گل پہ نزل بر اغنچہ سرگرم شگفتن خار دستہ بستہ زرا گشتن سے

وقت ست کہ گل برفگند پردۂ نسخ باد
زانسان کہ ز فانوس چراغی بدر آید

میان آزاد ملا سے اسطرح نکل گئے ذن سے جیسے روح تن سے یا بوے گل چمن سے۔ یا بزدل سپاہی رن سے شوق چرایا کہ اُس پیر فرتوت قبلہ پیری و صد عیب کھوسٹ شوہر کی جوئی کل گھر ڈھونڈھ نکالین خط دین اور جواب لین۔ اور دل لگی دیکھین شوق نے ایسا گدگدایا کہ خستہ گام جانے لگے اور ڈپٹ ڈپٹ کر قدم بڑھانے لگے دوپہر کو ایک ہرے بھرے درخت کے سایہ مین بستر جمایا روغنی روٹی اور گوشت اُڑایا جب اُٹھے ہوئے تو پھر کمر کسی اور چلتا دھندا کیا بارے خدا خدا کرکے کافر سفر سر سے اُترا اور حضرت آزاد داخل منزل مقصود ہوے گو بڈھے گاودی کو جھانسے دے دیکر ٹھیک پتا پوچھ آئے تھے مگر پردیسی آدمی جھٹ پٹا وقت گلی کوچون سے ناواقف اجنبی غریب الوطن۔ نیا شہر جائین تو کہان جائین اور پتا پائین تو کیونکر پائین تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر بھٹکے پھرے آخر کار سرا مین دھنسے۔ رات بھر وہان بسیرا کیا۔ نور کے تڑکے مکان کی تلاش مین چل کھڑے ہوے۔ اب سنیے کہ پیر نابالغ کا مکان نیب ٹولہ مین تھا ان حضرت کو املی محلہ یاد رہا چلیے مکان کھٹائی مین پڑگیا۔ اب ایک ایک سے گڑگڑا کر پوچھتے ہین کہ حضرت املی محلہ کدھر ہے کوئی دل لگی باز اُنگلی کے اشارے سے بتاتا ہے کہ ادھر ہے کوئی کہتا ہے کہ اِدھر ہو ایک نے کہا ناک کی سیدھ پر چلے جائیے پھر داہنے ہاتھ آئیے پھر بکر کٹی طرف منھ پھیلائیے سامنے املی محلہ ہے۔ لیجیے ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیب چڑھا ایک تو پردیسی آدمی دوسرے کٹھول فقرہ بازون نے فقرے دینے شروع کیے چلتے چلتے ایک مکتب خانہ پہان بھی نظر آیا مولویصاحب بڑے بھرکسی پسیدہ و بر دنع گوجان دیدہ گھٹیا پر

دونالو بیٹھے پڑھا رہے ہین ریش مخفف تا ناف سر مبارک کدو قاف گول گول دیدے کھوپڑی گھٹی گھٹائی اسپر کلاہ ترچھی خوب جمی جمائی ہاتھ مین تسبیح لیے کھٹ کھٹا رہے ہین لونڈے اردگرد غل مچا رہے ہین ہو حق کی آواز بلند منڈی سے بھی غل غپاڑا دہ چند تہذیب منزلون دور ادب کافور مگر مولویصاحب سے اسطرح ڈرتے ہین جیسے چوہا بلاؤ سے یا افیونی ناؤ سے ذری چتون تیکھی ہوئی اور کھل بلی مچگئی سب کتابین کھولے جھوم جھوم کر مولویصاحب کو پھسلا رہے ہین ایک شعر جو پڑھنا شروع کیا تو بلا کی طرح اسکو چمٹ گئے مطلب تو یہ ہے کہ مولویصاحب منھ کا کھلنا اور زبان کا ہلنا اور اُنکا جھومنا دیکھین۔ کوئی پڑھے یا نہ پڑھے اِس سے سروکار نہین طرز تعلیم سے مولانا بالعلم و الفضل او للناقض واقف پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے۔ کچھ شد بد جانتے تھے ایک شاگرد نے چلم بھروائی۔ دوسرے سے حقہ تازہ کرایا۔ دم دھاگے ہین کام لیا حقہ گڑگڑایا اور دھوان اُڑایا شامت اعمال سے کہین حضرت افیون کے بھی عادی تھے چینی کی پیالی آئی۔ افیون گھولی اور نوش فرمائی ایک مہاجن کے لڑکے نے برفی منگوائی آپنے خوب ڈٹ کر چکھوتیان کین جب ڈکار چکے تو پینک نے آدبوچا۔ اونگھے حقہ ختم ہوگیا ناک مین دم ہوگیا گردن اب زمین پر آئی اور اب زمین پر آئی حقہ یہ گرا وہ گرا۔ چل چل چل دھم چلیے حقہ تو چکنا چور ہوگیا دو ایک لڑکون کی کتابون پر چنگاریان گرین اب پینک سے چونکے تو دو چار شاگردون کو دو ہتڑ پٹینا شروع کیا ایسے جھلائے کہ کسی کو چپت لگائی کسی کی کھوپڑی پر دھپ جمائی ایک کے کان گرمائے دوسرے کو چپتین لگائین ماشاء اللہ اِس وحشت کے صدقے۔ پینک مین آکر خود تو حقہ گرایا اور شاگردون پر بے قصور قمچیان پڑنے لگین خیر اتنے مین ایک لڑکا مفندنامہ لیکر قریب آیا۔ رب یسر و تمم بالخیر۔ با فتاح مراد رصاحب

کہ دلدل سوار نے بھی زخم کھایا ہی۔ اور فرس خلیقہ شعار اسل نحر
ہوش ربا کی خبر لایا ہی اور میدان کارزار سے سیدھا چلا آیا ہی۔
باگ ایک طرف کٹی ہوئی ہی ہائے یہ دفعہ بھی کیسا جگر خراش ہی
ہی ہی سینہ پاش پاش ہی ادھر تیر ادھر کمان ادھر داستانہ ادھر عمامہ
حضرت فردوس آشیان فخر زمین و زمان پل پر مجمع خاص و عام
تھا خاتونان ملقبیس منزلت اور بیگمات لکھنؤ کا بند گاڑیون مین اژدہام
تھا۔ لوگ پلے پڑتے تھے چپے چپے پر لڑتے تھے سقاؤنکی دکان
دھوان دھار ایک دن تو آسمان کے پار میان آزاد یہان سے
بھاگے تو افتان و خیزان کربلا مین دم لیا۔ کیون میان یہ قبر کسکی
ہی ایک جوان طناز با سینہ بریان و دیدۂ گریان بول اٹھا کہ یہ مقام
فشار ہی۔ تیر غم جگر کے پار ہی ارے نادان یہ جوجان کا مزار ہی جگر تو
دلفگار ہی چشم اشکبار ہی ادھر ادھر گلاس اور ہانڈیون کی قطار
بیچ مین مردنگون کی بہار قبر پر زربفت کی چادر اور مقیش کی جھالر
چو طرفہ کرن۔ قبر ہی یا دلھن مسہری مین مرلون کی زمرد گون جھنڈیان
لگی ہین ان سب پر زربفت کا نمگیر استم ڈھاتا ہی۔ دل ہی کہ امڈا
آتا ہی اچھے اچھے وضعدار از دگر دکھڑے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین
ایک جلسۂ یاران سرپل کی طرف سے گذر ہوا تو عجب گفتگو سننے
مین آئی ایک صاحب نے اپنی بپتی واردات یون سنائی کہ بھئی
قسم ہی خدا کی جیسے ہی جنگل مین پہونچا ہون عجب تماشا دیکھا۔
واللہ باللہ ثم باللہ دیکھتا کیا ہون کہ ایک شیر ببر دم پھیلاتا درخت کے
سایے مین کھڑا ڈکار رہا ہی اور ابا جان کی قسم یہ دیکھتے ہی اللہ کہ
مجھ سے اور اس سے کوئی چار ہی پانچ قدم کا فاصلہ ہوگا حضرت
میری اٹھتی جوانی اور گینڈا بنا ہوا۔ اور پھر بھی اللہ گواہ ہی کہ مین
اپنی طاقت آزمائی بھی کر چکا تھا ایک دفعہ کا ہاتھی کو ٹڑھکا
طمانچہ مارتا ہون تو دم دبا کر یہ بھاگا وہ بھاگا۔ پھر پھرا از غم
بیجا تو تھا نہین مین نے اڑ [illegible] شیر کو ایک [illegible]
ڈپٹ دیا بھلا بے آگے قدم بڑھایا اور مین نے پھر [illegible]
تب تو شیر اور بھی غرایا بس اسپر مجھے بھی غصہ آگیا پھر تو حضرت
ہی جناب باری کی بندۂ درگاہ بھی جم گئے اور زلزلے سے بد
تول کر ولایتی کا ہاتھ جو چھوڑا تو شیر نے تیورا کر منھ موڑا میں
کہا او گیدی نامعقول تو شیر ہی یا بھیڑ ہی یہ کہکر مین جھپٹ
اور جھپٹتے ہی میان کی دم جو دبائی تو ہاتھ مین تھی پھر بھا
مین نے غل مچایا کہ ابے او لنڈورے (سوچنے لگے) واللہ
بڑھ کر ایک ہاتھ ولایتی کا دیا کاسۂ سر کاٹتی ہوئی پیر کے تر
پہونچ گئی۔ اتنے مین مجھے خیال آیا کہ این بار ہتھیار تھا یا مین
وہ نہتا۔ یہ تقاضاے شجاعت نہین تھا خدا گواہ ہی تلوار پھینک
جھٹ گیا (پھر سوچنے لگے) ہاتھون ہاتھ دستی کھینچی اور کولے
لاد کر دھم سے زمین پر دے ٹپکا چارون شانے چت وہ پچھا
تین دفعہ تال ٹھونک یا علی کہکر اٹھا مگر اپنی جان کی قسم اسوقت
داد دینے والا کوئی نہین ادھر ادھر دیکھا سناٹا اتنے مین جنگل
بھورے ریچھ نے آکر ڈنڈ مل دیے۔

میان آزاد چپکے چپکے بیٹھے سن رہے تھے جب داستان ختم ہو
تو انکی گپ پر دل ہی دل مین ہنستے ہوے چلے کہ اتنا جھوٹ یہ ریچھ
ڈنڈ ملنا کیا معنی ریچھ بھی انکا کوئی چچا تھا اور ماشاء اللہ ایسے
گرارے ہین کہ شیر ببر سے مقابلہ کیا اسپر بات بات مین قسم کھا
اور جناب باری کو درمیان مین لانا لاحول ولا قوۃ۔

مکتب خانہ

ادھر آثار بہار گنبد دوار سے پیدا ہوے ادھر میان آزاد خواب
نوشین سے بیدار ہوے نور سحر جلوہ آمیز باد شمال عطر بیز [illegible] تھا
آواز [illegible] لطف [illegible] جان تو ادھر دل پسند [illegible]

ساق و ساعد ماہی دریائے نور	زلف وکاکل سنبل گلزار طور

انور تو چتونون سے تاڑ گئے تھے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگہ نے گھائل کر دیا۔ اب ان اشعار سے اور بھی یقین کامل ہو گیا کہ کسی نگار تند خو۔ آتشین رو کی نظر غلط انداز تیر کی طرح کلیجے کے پار ہو گئی اور یہ عشق وہ سم قاتل ہی کہ تریاق اکبر کو بھی مسموم کر دے آدمی تھے دانا دور اندیش۔ سوچے کہ فہمایش انکی آتش عشق پر روغن کا کام کرے گی۔ انکو نصیحت کرنا گویا سمند جنون پر تازیانہ لگانا ہے آؤ ادھر اُدھر کے سیر سپاٹے سے انکا دل بہلائین باتون مین لگائین۔ پوچھا کہین بھی چلنے کا قصد ہے۔ میان آزاد تو سر گشتی پر اُدھار کھائے ہی بیٹھے تھے جھپ راضی ہو گئے ایک پانون مین ادھوری استر کا گنوار جوتا دوسرے مین شتھہ اگھیلا۔ اس وحشت کو دیکھیے گا یاران سر پل آوازے کسنے لگے۔ نری کے جوتے کا جوڑ ہے۔ ماشاء اللہ کیا دو رنگی ہی چلتے چلتے انور نے کہا لو خوب یاد آیا۔ اس پھاٹک مین ایک بانکے رہتے ہین ذری ہین اُنسے مل لون۔ میان آزاد اور انور دونون پھاٹک مین ہو رہے۔ تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک کس بل کے جوان رعنا ادھیڑ مگر جری اور دلیر بنوٹ پٹے مین طاق۔ بانک لکڑی مین مشاق کرسی پر بیٹھے ہین گھٹنا چوڑی دار چست۔ ذرا شکن نہین چنت دار انگرکھا ایڑی تک چھاتا گول کٹا ہوا چولی اونچی ٹھنکے دار ماشہ بھر کی کٹی ہوئی ٹوپی چبوترے گاہ کے ایک کونے پر مانگ نکلی ہوئی۔ سر دہی سامنے رکھی ہے۔ اور جا بجا قرولی قرابینچہ کٹار رکھا تنڈا تلوار تینچہ خدائی کے ہتھیار چنے ہوے ہین۔ علیک سلیک کے بعد انور نے کہا حضور وہ بندوق آپ نے پچاس روپیہ کو خریدی تھی دو دن کا وعدہ تھا جسکے چھ مہینے ہو گئے مگر آپ سانس ڈکار تک نہین لیتے۔ بندوق ہضم کی تو صاف صاف کہہ دیجیئے۔ روز روز کی ٹھائین ٹھائین سے کیا فائدہ؟ اس بانکے نے مسکرا کر کہا ہوش کی دوا کیجیے عقل کے ناخن لیجیے۔ کیسا صندوق کیسکی بندوق۔ اپنا کام کرو میرے منھ نہ چڑھو۔ میان ہم بانکے لوگ ہین سیکڑون کو پچتے۔ ہزارون کو جھانسے دیے آپ بیچارے کس کھیت کی مولی ہین۔ یہان سات پشت سے سپہ گری ہوتی آئی ہے۔ ہم اور وام دین۔ خدا خدا کیجیے۔ معقول؟ لو حضرت یہ اچھا بانکپن ہی۔ واہ اچھے بانکے ہین۔ کہ آنکھ چوکی اور کپڑے غائب۔ کمل ڈالا اور لوٹ لیا۔ اور کہنے لگے ہم بانکے ہین۔ لقون لچون۔ شہدون لچون کا کام ہے۔ کیا بانکپن اسی کا نام ہے کہ قرض خواہ کو آنکھین دکھائے اور گیدڑ بھپکیان بتائے۔ آج کے ساتوین دن جیرہ شاہی ہائین ہاتھ سے گن دیجیے گا۔ ورنہ خیر نظر نہین آتی۔ انور بکتے ہی رہے اور وہ مونچھون پر تاؤ ہی دیا کئے۔ کہا تو یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے زندگی اجیرن ہو گئی۔ ہمارے ہاتھ تمھاری موت بدی ہی بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بناؤ۔ پہلے اپنا منھ تو دیکھو آپ اور ہم سے بڑائین۔ آپ اور بانکون سے بڑائین۔ اے تری قدرت۔ اسپر انور آگ بھبوکا ہو گئے۔ لے زوف ہی اس بانکپن پر۔ سیند لگائین اور بانکے کہلائین آخرکار اُس تکرار اور تو تو مین مین کے بعد میان آزاد کے ساتھ گھر کی طرف رخ کیا۔

اب سنیے کہ انور اور میان آزاد ادھر راہی ہوئے۔ اُدھر اُس بانکے کا بھانجا جو گھر مین گیا تو دیکھتا کیا ہی سب عورتین ناک بھون چڑھائے منھ بنائے غصے مین بھری بیٹھی ہین۔ ہین! کیون کیون خیر تو ہی۔ یہ آج سب چپ چاپ کیون

موتی جھینٹ اور فلالین کی بہار۔ ایک جانب گرنٹ اور ساسلیٹ دوسری جانب چکن یا کپھل لیٹ الگنی یا کھونٹی پر رومال قرینے سے لٹکے ہوے سرخا سرخ۔ لال بھبوکا۔ یا سفید جیسے بگلے کے پر۔ ہرے ہرے دھانی۔ جیسے ابر۔ دروازہ لال رنگا ہوا اپنی سے منڈھا ہوا دیوار پر صدہا چھٹیان میان آزاد اور انکے یار جا کر دکان پر ڈٹ گئے ۔

انور۔ بھئی سیاہ مخمل دکھانا۔

بزاز۔ بدلو بدلو۔ جری۔ کہان صاحب کو کالی مخمل کے تھان دکھاؤ بڑھیا۔ لالہ بدلو کئی تھان ترٹے سے اُٹھا لائے۔ سوتی کا شانی بوٹی دار۔ باغ و بہار انور نے کئی تھان دیکھے۔ خوب دیکھ بھال پوچھا دام۔

لالہ۔ گزون کے حساب بتاؤن یا تھان کے دام۔

بھئی گزون کے حساب بتاؤ۔ مگر لالہ جھوٹ کم بولنا۔ لالہ نے قہقہہ اُڑایا۔ ہجور ہماری دُکان مین ایک بات کے سوا دوسری نہین کہتے کون میل پر سند ہو۔ انور نے ایک تھان پسند کیا اسکی قیمت بتاؤ سُنیے کھداوند۔ جی چاہے لیجیے جی چاہے نہ لیجیے۔ جی اکھتیار ہی مُل دس رُوپیہ گج سے کم نہ ہوگی این! دس روپیہ گز میان خدا سے ڈرو۔ اتنا جھوٹ۔ الٰہی توبہ۔ یار عزیز آخر خوف خدا بھی کچھ چیز ہو۔ اچھا تو پھر آپ بھی کچھ پھر ماؤ۔ ہم چار روپیہ گز سے ٹکا زیادہ نہ دینگے میان آزاد کیلک کتے ہین۔ برادرا دل بہا مشک بہا انور نے جھڑک کر کہا بس آپ چپکے بیٹھے رہین آپکو ان باتون مین ذرا بھی دخل نہین۔ شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ۔

لالہ۔ تو چار روپیہ گج تو بجار بھر مین نہ ملے گی۔ اچھا آپ ساتُ کے دام دیجیے۔ بولے کتنی کھریداری منجور ہے۔ دس گج اتار دون کیا خوب دام چکائے ہی نہین اور گزون کی فکر پڑگئی ہو اجی بتلؤ ابھی۔ چکا کسی اپنے کو دیجیے گا۔ ہم ایک گھاگ ہین اچھا صاحب پانچ روپیہ گج دیجیگا یا اب بھی چکا ہو۔ نا میان بڑی مہنگی ہو۔ خیر خاطر ہو سوا چار سہی۔ لے بس پانچ گز اُتار دو لالہ نے ناک بھون چڑھا کر پانچ گز مخمل اُتار دی اور کہا آپ بڑے کڑے کھریدار ہین ہمین گھاٹا ہوا۔ پھر کھالی ہاتھ آپ کو کیا بھیجتے مُل ان دامون مین شہر بھر مین نہ پایئے گا۔

آزاد۔ بھئی قسم ہو خدا کی میرا ایسا اینڈا تو پھنس ہی جائے اور وہ غچا کھائے کہ عمر بھر نہ بھولے۔

انور۔ اجی ابھی آپنے دیکھا کیا ہو۔ آج تو شام ہوگئی۔ کل سہ پہر کو ہم آپ کو بازار کی سیر کرائین گے۔ دیکھیے گا کیا دل لگی ہوتی ہے یہ کہکر انور اپنے شفیق با التحقیق کو اپنے گھر لے گئے۔

تمھاری تیغ کا منھ چڑھ کے لے لیا بوسہ
کبھی نہ آپ سے ہم دب کے بانکپن مین رہے

میان آزاد کے تنور سینے مین تو حسرت کا داغ تھا اور خونابۂ دل در ایاغ تھا۔ چہرے سے وحشت آشکار بشرے پر جنون کے آثار چشم خون چکان سینہ بریان۔ دن کو گریہ و زاری شب کو اختر شماری۔

انور نے جو اپنے لنگوٹیے یار کی یہ حالت زار دیکھی تو گھبرائے کہ یہ ماجرا کیا ہے ۔ع۔ درمان ہو کہ درد لا دوا ہو+ آزاد نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا۔ ؎

دلبرے بُرد از دلم صبر و قرار — کز رخش برقع بود صبح بہار
فتنہ جوئے آفتِ صبر و شکیب — نو گلے چشم خرابش عندلیب
زلف پُرچین کردہ عمر دراز — نوک مژگان خاصۂ تصویر ناز
بند مجمع طرۂ گیسوے حور — طوق گردن مشرق صبح ہور
چشم جادو یش گہ تسخیر جان — در نگہ ساز و تبسم را عیان

لڑکے کی محبت۔ ادھر اُس شقی القلب سے مقابلہ۔ جسم مین سکت نہین زور نہین طاقت نہین بھاگین تو قدم نہین اُٹھتے ٹھہرین تو پانون نہین جمتے نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ گردا گرد ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہین۔ سب سمجھاتے ہین کہ آپ بانکے جوان۔ یہ دُبلے پتلے آدمی۔ آپ شیر غرّہ یہ گربۂ مسکین ۔ع

به بازوان توانا و قوت سر دست ۔ خطاست پنجۂ مسکین ناتوان بشکست

نترسد آنکه بر اُفتادگان نه بخشاید ۔ که گر ز پای در آید کسش نگیرد دست

انور نے بادیدۂ مطروح خلق خدا سے کہا کہ بھائی اسوقت میرا معصوم بچہ جان بلب ہے ہائے کیا جانے اسوقت کیسا ہوگا مین اُسکو نیمجان چھوڑکر آیا ہون۔ ڈاکٹر کو بُلانے جاتا تھا کہ راہ مین اُنھون نے گھیرا۔ اب کسی صورت سے مجھے بچاؤ۔ اکثر رقیق القلب آدمی یہ رقت انگیز تقریر سنکر رو دیے۔ اور سب کے سب دست تاسف ملنے لگے۔ مگر اُس دُھن کے پکّے نے ایک کی نہ مانی۔ خدمتگار سے کہا ایک ولایتی ہمین دے دوسری اُنکے حوالے کر۔ اُنھون نے پھر بگریہ وزاری سے کہا کہ مرد خدا میرا پیارا بچہ میرے خاندان بھر کا چشم وچراغ میری آنکھون کا نور میرے دل کا چین اسوقت حالت نزع مین تھا ہائے ہاے خدا جانے اُسپر اب کیا گذرتی ہوگی۔ بھائی مجھپر رحم نہ کرو اُس معصوم پر تو رحم کی جا ہے وہ سر پھرا نے پتیرا بدل کر سامنے آن کھڑا ہوا اور پھر خوب ڈکار کر کہا چُپ بزدل زنان ستری آ چوٹ کے سامنے۔

اتنے مین کسی نے انور کے گھر پر خبر پہونچائی کہ میان سے خانہ جنگی ہوگئی تلوار چلگئی۔ آپ جانین جتنے آدمی اُتنی ہی زبانین کسی نے کہدیا کہ چرکا کھایا اور گردن کھٹ سے الگ ہوگئی۔ یہ سنتے ہی انور کی بی بی دو ہتڑ پیٹنے لگی لوگو دوڑو ارے مجھپر بجلی گری۔ ہاے مین جیتے جی مرمٹی ہے ہے میرے سرتاج کا سر خاک مین لوٹتا ہے۔ ہی ہی اُسکی گردن سے خون کے فوارے بہ رہے ہین یہ کہکر عین حالت بدحواسی مین لڑکے سے چمٹ کر خوب چلا چلا کر رونی ارے میرے بچے اب تو یتیم ہوگیا ارے تیرا باپ داغ دے گیا۔ ہاے مین اب کہان جاؤن اُس اگلے کو کہان پاؤن۔ ہاے میرا سہاگ لٹ گیا۔

یہ بیچاری عفیفہ دیوانی کی طرح سر ٹکراتی پھرتی تھی اور تمام عالم اُسکی نظرون مین تیرہ و تار تھا۔

میان آزاد یہ خبر پاتے ہی تیر کی طرح زن سے دوڑ گئے دیکھا تو وہ شقی شمشیر اصفہانی لیے فیل مست کی طرح چنگھاڑ رہا ہے میان آزاد خود بڑے بنوٹیے تھے۔ جھٹ سے جھپٹ کر وہ چھری سر دہی اپنے قبضہ مین کی اور انور کو ہٹا کر یہ بھی پتیرا بدل تھام کے سامنے جا ڈٹے وہ تو جوش جوانی اور دعوی ہمہ دانی کے نشہ مین سرشار تھا پہلے تھمکی کا ہاتھ لگانا چاہا مگر آزاد نے خالی دے پھر ڈیٹا اور چاہا کہ جالی کا ہاتھ جمائے مگر یہ آڑے ہوگئے وہ پھر جھپٹا چاہا کہ رانی کی چوٹ دے مگر یہ تھمکی کی طرف جھکے تو اُسکا ہاتھ آگے نہ بڑھا۔

آزاد۔ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد ۔ ایسے گنوار کو یہ اڑن گھائیان بتانا تیرے مقابل مین چھکے چھوٹ جائین تو سہی۔ ہان ہان آؤ چوٹ پہ یہ ستانے کی سند نہین۔ دیکھین کسکے ہاتھ۔ وہ رنجک چاٹ گئی اتنے مین وہ بانکا جھلا کر جھپٹا اور گھٹنا ٹیک کر پالٹ کا ہاتھ لگانے ہی کو تھا کہ آزاد نے پتیرا بدلا اور توڑ کیا۔ مونڈھا مونڈھا تو اُسنے بچایا مگر آزاد نے ساتھ ہی کھینچ کا وہ تلا ہوا بھرپور ہاتھ جمایا کہ اُس کا فرشقی کا بھنڈارا ایک سکل گیا۔ اور فیل تن ارارا کر دھم سے زمین پر آرہا۔ میان آزاد کو سب نے گھیر لیا

بیٹھے ہین گھر ہے یا شہر خموشان - مکان ہو یا گنج شہیدان - اتنے مین اُنکی ممانی کڑک کر بولین اب چوڑیان پہنو - چوڑیان - اور بہو بیٹیون مین دب کر بیٹھ رہو - وہ موا ور گور بگور دو دن باتین سُنا گیا اور پہر پہر تک اول فول بکا گیا اور تمھارے ماموں بیٹھے سب سُنا کیے - دیکھی تیری کالپی اور رباون پورے اجاڑ - بس بس - بھیری منھ پر لوئی تو کریگا کوئی - جب شرم ہی نگوڑی بھون کھائی تو پھر کیا - بڑے مردوے بنے ہین یہ نہ ہوا کہ موے کلجھبے کی زبان دست پناہ سے نکال لین - الٰہی خیر انھون نے تو بانکون کے بھی کان کاٹے - بلا کی عورت ہی - یہ خم ودم - بانکے کے بھانجے کو جوانی کا زعم طاقت کا غرّہ شیر خشمگین کی طرح بھرا ہوا باہر آیا - ماموں جان یہ آج آپ سے کس سے گلخپ ہوئی جلد بتایئے ورنہ مین ہیرے کی کنی کھا لون گا ہمارے بانکپن مین بٹہ لگ گیا - عورتون تک کی رگ حمیت جوش زن ہوئی اور آپ چپکے بیٹھے سنا کیے واللہ عزّت ڈوب گئی - لے از برائے خدا اُسکا نام تو بتایئے قسم جناب امیر کی ابھی آنتون کا ڈھیر ہو -

ماموں صاحب - بھائی وہ ایک شریف زادہ ہی مین اُسکا قرضدار ہون - اگر دو باتین اُسنے سُنائین بھی تو کیا اور وہ ہے ہی بیچارہ کیا - وہ بیدی مین شہباز - وہ دُبلا پتلا آدمی مین جوان طناز - لوٹنے کا موقع ہوتا تو اسوقت اُسکی لاش نہ پھڑکتی ہوتی مجھے جانتے نہین کیسا محرور المزاج مغلوب الغیظ ہون مکھی تو ناک پر بیٹھنے نہین پاتی - لے غصہ تھوک دو - جاؤ کھانا کھاؤ - آج میٹھے ٹکڑے پکے ہین - قسم خدا کی جبتک اُس شمر کا خون نہ پی لون تب تک کھانا حرام ہے - میٹھے ٹکڑو نیر آپ سے ہے لگائیے یہان زندگی تلخ ہی - الغرض وہ ایسے طیش

مین آئے کہ جل ہی کھڑے ہوے - ماموں نے لاکھ سمجھایا - مگر یہ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے -

اب ادھر کا حال سُنیے کہ انور جو اپنے گھر پر پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ اُنکا لڑکا تڑپ رہا ہے - ہائین! یہ کیا! خیریت ہے - لونڈی نے کہا میان کیا بتاؤن - بھیا یہان کھیل رہے تھے کہ (کہ) کا لفظ کہکر وہ کچھ اور کہنے کو تھی کہ انور نے چلّا کر کہا اُف غضب ہو گیا - معلوم ہوتا ہے وہ سفاک طیش کھا کر آیا جب مجکو نہ پایا تو اُس معصوم بچے پر ہاتھ صاف کیا - آزاد کے حواس غائب اری نیکبخت جلد بتا - خیر تو ہے - ہان ہان سُنیے تو سہی - بھیّا یہان کھیل رہے تھے - بچھی نے کاٹا بڑی دیر سے بچہ تڑپ تڑپ کر لوٹ رہا ہے - اتنے مین میان انور کی نام بہ مخدرہ نے اپنے شوہر کو سب حال بتایا اور آنسو بھر لائی - ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتے کہا کہ (ڈاکٹر کو بیک کے بُلا نہین لاتے) آزاد کو لڑکے کے پاس بٹھا کر میان انور ہسپتال چلے کہ جھٹ پٹ ڈاکٹر کو بلائین -

اب سنیے کہ راستہ مین نیا گل کھلا - پچاس قدم بھی انور نہ گئے ہونگے کہ سامنے سے اُس بانکے کا بانکا بھانجا آ نکلا - آنکھین چار ہوئین دیکھتے ہی شیر ببر کی طرح ڈکارا - بس اناڑی بس - تیری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا - ابھی ابھی کاسۂ سر خاک و خون مین لوٹ رہا ہوگا ہمارے ماموں کو صلواتین سُنانا بڑھ بڑھ کر باتین بنانا - بانکون کے منھ چڑھنا اُستادون سے بھڑ پڑنا خالہ جی کا گھر نہین ہی - بلا اور مین نے ہاتھ دیا - بڑھا اور مین نے کوچے کاٹے انور بیچارے کی حیرانی و پریشانی ناگفتہ بہ - اُدھر نور بصر اور لخت جگر کی وہ حالت سقیم پیارے معصوم بچے کا تڑپنا بلبلانا - بیوی کا رونا تلملانا اعزا و اقربا کا بکا و بین - اڑوسیون پڑوسیون کا شور و شین

بلبل بہ دل برنگ گل گرہ بند قبا | در دل شوریدہ چند درد پنہانی کسی
بے تو در محفل لب پروانہ سوز و چون کباب | صبح آہ آتشین شمع شبستانی کسی
رشتۂ برسعی کار زخم دل افتاد آہ | کار خود در پردہ سازد چشم فتان کسی
روی آسایش نداری از چہ در پیش نظر | یا تو عاشق محبت دست و گریبان کسی

حاضرین جلسہ بادۂ گلرنگ کی ترنگ مین ایسے مست ہوے کہ سروپا کی خبر نہین دنیا و مافیہا سے بیخبر۔

اتنے مین اُن زندان مے آشام مین سے ایکنے دوسرے کی ناک پکڑی دوسرے نے تیسرے کے کان اُمیٹھے تیسرے نے چوتھے کی گت بنائی چوتھے نے پانچوین پر چپت جمائی۔ پانچوین نے چھٹے کے جانثار سید کیا چھٹے نے ساتوین پر دو تہڑ دیا۔ یہ ہو ہی رہا تھا کہ سب بھر بھرا کر اُٹھ کھڑے ہوے مگر پانون لڑکھڑائے۔ دھم دھس۔ ارارا دھون۔ دو قدم چلے اور لڑھک گئے۔ آزاد اور انور وہان سے چمپت ہوے تو راہ مین یون باتین ہونے لگین

آزاد۔ اس شراب خانہ خراب پر لعنت خدا۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ اجتک ہمنے نباہی توبہ۔ آیندہ خدا حافظ و ناصر ہے۔ ؎

از مے گل مقصود نہ چیدست کسی | ہرگز بمراد ے نرسیدست کسی

انور۔ اجی حضرت آپنے شرفا کی صحبتین نہین اُٹھائی ہین اُنکی آنکھین ہی نہین دیکھی ہین۔ ؎

گر بادہ خوری تو با خردمندان خور | یا با صنمے لالہ رخے خندان خور
بسیار مخور و فاش مکن در دمساز | کم کم خور و آہستہ خور و پنہان خور

الغرض دونون یار گھر پہونچے۔ اور لمبی تان کر خر خرائٹے لینے لگے

ضرورت ہی ایک جورو کی

انور مع اپنے رفیق اور خلیل با تحقیق عالی نژاد و فرخ نہاد میان آزاد کے ایک دن اپنے باغچہ فرحت افزا و زینت افزا مین [illegible]

کہ ایکدفعہ ہی ڈاک کا ہرکارہ ہری وردی پھڑکائے لال لال پگڑیا جمائے خاصہ ٹیاں بنا ہوا سامنے سے آن موجود ہوا جھک کر سلام کیا اور ایک اخبار دیکر لمبا ہوا۔ اتنے مین انور کے ایک اور لنگوٹیے یار المتخلص بہ بہار تشریف لائے علیک سلیک اور مصافحہ و معانقہ کے بعد ایک کرسی پر وہ بھی ڈٹ گئے انور نے جھٹ پٹ اخبار کھولا۔ عینک لگائی اور بڑے غور سے پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے صفحہ آخر پر نظر پڑی تو باچھین کھل گیئن چہرہ گلنار مزاج زعفران زار۔

بہار۔ اللہ اللہ اسوقت حضور کھلے ہی جاتے ہین جامے مین پھولے ہی نہین سماتے۔ کیا پڑا پایا۔

آزاد۔ ہم بتائین اور وہ پتے پتے کی بات بتائین کہ حضرت بھی وجد مین آئین کسی معشوق پری وش کی آمد آمد ہوگی سچ کہیے گا کیا چتونون سے تاڑ گیا۔ واللہ ذہن کا بخارہ دکھلا دیا ہی قربان اپنے اُستاد کے کیا دور کی کوڑی لاتا ہون ہمنے سب پاپڑ بیلے ہین۔ ؎

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے | خضر کیا جانین غریب اگلی زمانے والے

انور۔ حضرت آپ تو عاشق تن آدمی ٹھہرے جب دیکھو عشق کے پیچھے بندہ اس کوچے سے منزلون بھاگتا ہی۔ بتان زہرہ تمثال حسن و جمال اور عاشقی معشوقی کا خیال آپ ہی کو مبارک رہی بندے کو یہ مرض ہی نہین ہی وقت ایک اشتہار پڑھکر باغ باغ ہوگیا۔ خدا نے چاہا تو اسی اٹھوارے مین بیچون گھی مین ہون۔ اشتہار سنیے تو آپ خود ہی سمجھ جائیے گا نوٹس

Wanted

An Arabic Professor for the Nasirpur College Pay Rs 200 for particulars Apply to the Principal.

کوئی ریشہ ٹھوکتا ہو سکوئی ڈنڈ ملتا ہو - انور ٹیکتے ہوے گھر گئے بی بی کی باچھین کھل گئین گویا مردہ جی اُٹھا لڑکے کو بھی افاقہ تھا ہمارے حبیب لبیب ادیب - اریب - شوربخت بدنصیب دشت رہ نوردی کے گردباد میان آزاد کو وہ پیاری پیاری صورت گورا گورا مکھڑا - زلف چلیپا لب لعل شکرخا جو یاد آیا تو کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا - دل مثل سیماب بیقرار آنکھین چنار کی طرح آتش بار درد دل کی چمک غضب ڈھاتی تھی وہ نورکی صورت ہردم آنکھون مین پھر جاتی تھی - ع

بڑھتی جب دل کی بیقراری
پڑھتا یہ غزل بہ آہ وزاری

کیا حال ہوگیا ہو دل بیقرار کا | آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا
مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین | پہلا پہر ہو میری شب انتظار کا
اسلال دیکھنا مری وحشت کے ولولے | آیا ہو دھوم دھام سے موسم بہار کا
راہ اُنکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی | آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

مقطع ہنوز پڑھنے نہ پائے تھے کہ انور نے بات کاٹ دی میان اس عشق کا بُرا ہو جسنے تم کو دین و دنیا ایک کا بھی نہ رکھا - آزاد نے کہا حضرت اس کوچے سے حضور واقف ہی نہین - کوئی میرے جی سے پوچھے کہ مجھپر کیا گذرتی ہی مین عاشقون مین لاجواب وہ حسن وجمال مین انتخاب اور اُسپر طرہ شباب - ع

یا د زلفے سوخت خون در پیکرم | بوے عنبر میدہد خاکسترم

گو ایک دفعہ پہلے بھی ایک بت شوخ وشنگ کے طرۂ شبرنگ اور لیلۃ المعراج گیسو مین دل اٹک رہا تھا مگر - ع

ناز در مغزم شرابی ریخت عشق | در غمم با شعلہ آمیخت عشق

انور نے دیکھا کہ یہ بالکل دیوانے ہی ہوے ہین سمجھے چلو ذرا ہوا کھلاؤ شاید وحشت دل دور اور شیشۂ جنون چکنا چور ہو دل مین ٹھان لی کہ اسکے سوا کوئی علاج ہی نہین ہاور انکا ایسا کوئی سودائی مزاج ہی نہین بغیر ٹال ٹول کرے چلے تو چلتے چلتے ایک باغ مین پہونچے یہ دونون دن سے پھاٹک مین داخل دیکھتے کیا ہین کہ ایک شامیانہ بصد تزک واحتشام نصب ہی اور رأسین پارہ نوجوان بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین مگر تخلیے کی صحبت ہی انور نے کہا یار مُخل نہو - نظر سے اوجھل کیفیت دیکھنے لگے واہ وا واہ عجب لطف ہے ہندو بھی ہین مسلمان بھی ہین - مگر شراب بے تکلف لنڈھائی جارہی ہی - آزاد کو دن کو اونٹ نہین سوجھتا تھا مگر میان انور نے اتنی دور سے بوتلون کے لیبل کو پڑھنا شروع کیا - دیراگاگ نیک - اولڈ ٹام جن شامپین ارش - ہوسکی - کیا خوب یہان تو دور چل رہا ہی بڑے بڑے باجپی اور شیخ شراب ناب کی چسکی لگا رہے ہین - ایک ہندو بیچارہ نیا پھنسا تھا پہلے تو جام شراب لیتے جھجکا مگر ایک اور ہندو نے جو شوقت ساقی بلکہ پیر مغان تھے کہا کچھ سودائی سے ہوا ہے یہ نرمل گنگا جل ہی پیتے ہی سیدھا بیکنٹھ پہونچ جائیگا چلئے وہ غٹ سے نگل گئے ایک مسلمان نو آموز تھے ڈرتے ڈرتے ایک ایک گھونٹ پیتے تھے مگر ایک شیخ صاحب نے ٹھوکا دیا - اور کہا پی بھی جاؤ میان - ع

شراب ایک ہی لندن کی ہو کہ کوثر کی | اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

پیچھے وہ بھی کھٹ سے اُڑا گئے بڑی دیر تک دور چلا کیا جب سب کے سب نشے مین چور رہے مست ومخمور ہوے تو ایک پری وش کو بلایا کچھ دیر تک چہل کی باتین ہوا کین بعد ازان اُسنے یہ غزل گائی اور محفل بھر کو وجد مین لائی - ع

طرف گلشن نہ شگفتگی گل ہمان کسی ست | چہ سنبل مژدہ زلف پریشان کسی ست
شور محشر نغمۂ نغمہ نمایان کسی ست | مرہم مجروح خستگان شکوہ ان کسی ست
شب برو آمدہ مست ناکرم [illegible] | [illegible] کسی ست

ہکو سخاوت مین حاتم شجاعت مین رستم حسن مین یوسف ثانی
حکمت مین ارسطوے یونانی شاعری مین لاجواب۔ نثاری مین
انتخاب بنائے منہ پر خوشامد کہ حضور ایسے اور حضور کے باپ ایسے مگر
پیٹھ پیچھے گالیان دے کہ اس ان پڑھ ناتجربہ کار کو مین نے خوب ہی بنایا
بیفکرے اعلان کرین کہ (ضرورت ہی) ایک بٹیر کی جو بڑھ بڑھ کر لات
لگاتا ہو اور اچھے اچھے بٹیرون کو پالی سے نوکدم بھگاتا ہو۔
(ضرورت ہی) ایک مرغ کی۔ مگر ڈنڈ بیل ہو۔ تنا ہوا جوڑ اچھا تا
گتھ جائے تو حریف کو پیٹھ نہ دکھائے۔ بلکہ خون رلائے اور
چھکے چھڑائے۔ سوایا مارے۔ ڈیوڑھا مارے (ضرورت ہی)
ایک مینڈھے کی جو پہاڑ سے ٹکر لڑنے مین بند ہو اور بھڑے
تو دس بیس پہلوانون سے بھی نہ رک سکے (ضرورت ہی) طبیلے
کے لیے ایک جناوری بندر کی۔ مگر اینٹھا سنگھو ہون۔ لال قلندر
(خاصہ مچھندر) حضرت اور تو باتین ہین لیکن ہمین اس وقت اپنی
ضرورت یاد آگئی بھائی از براے خدا چھپوا نہین دیتے ضرورت ہی
ایک جورو کی چالاک اور چست۔ خط و خال۔ نک سک سے
درست شوخ و زبان دراز ہو۔ جوان ہو طناز ہو ہزارون مین انتخاب
لاکھون مین لاجواب۔ اٹھتی جوانی عنفوان شباب ہو مگر بلا کی
چنچل ہو کبھی ہنسی ہنسی مین اجانب کی چپت گاہ پر دھول جمائے
کبھی بعد ناز ٹوپی چھین کر چپت جڑے۔ کبھی روٹھ جائے
کبھی گدگدائے۔ بخیل ہو ورنہ ہم سے نباہ نہ نبھے گی۔ گاؤدی
نہ ہو سن رسیدہ نہ ہو۔ شنجرفی چہرہ ہو ہرن کے ایسے ہاتھ پاؤن
ہرن کی ایسی آنکھ۔ لیکن قد تاڑ کے برابر نہ ہو کہ ہمکو پاڑ باندھنے
کے لیے مزدور بلوانے پڑین۔ بندہ پست قد آدمی ہی اور شتر
یہ ہی کھانا پکانے مین استاد۔ سینے پرونے گل بوٹے بنانے
مین یکتا ہو۔ لیکن سوء ہضم کی شکایت نہ رہے اور ضعف
معدہ کا عارضہ ضرور ہو۔ ہلکی پھلکی دو چپاتیان کھائے تو تین دن مین
ہضم ہون۔ سادہ مزاج ایسی ہو کہ زیور گہنے پاتے سے مطلب ہی
نہ رکھے سادگی ہی جوبن دکھائے اور یہ بھی شرط ہے کہ مذہب کے
ہاتھ نہ بک گئی ہو خدا کو واجبی ہی واجبی مانتی ہو مگر برانڈی
کی تاک مین ہردم رہے۔ غٹاغٹ جام شراب پئے اور
ہم میلے ٹھیلے بھی نجانے دینگے۔ اور محلے کی کسی عورت کو بھی
نہ آنے دینگے اور یہ بھی یاد رہے کہ جسم پر ابدان ہو۔ نزاکت سے
آنچل کا بوجھ نہ اٹھا سکے کمر لچک جائے گردن بل کھائے۔
ہنس مکھ بھی ضرور ہو روتے کو ہنسائے۔ مگر یہ نہین کہ پھٹی جوتی
کی طرح موقع بے موقع محل بے محل دانت کھول دیے۔ ہان اور ربلی بھی
ہو۔ ورنہ اجیرن ہو جائے گی طرار ہو۔ مکار ہو۔ عیار ہو۔ ستمگار ہو
طرحدار ہو۔ باغ و بہار ہو۔ وہ ترچھی چتون۔ وہ بانکی ادا کہ
بیساختہ زبان سے نکل جایا کرے (تیری بانکی ادا نے مجھے مارا)
گانے بجانے کو عیب نہ سمجھتی ہو بلکہ وقت بے وقت تھرکنے مین
عار نہو۔ لیکن چال بھونڈی نہو بھدے پاؤن نہ پڑین جب چلے
اٹھلا اٹھلا کر درخواستین کھٹاکھٹ بندۂ درگاہ کے پاس
آئین مگر ٹکٹ چسپان نہونگی تو بیرنگ واپس۔ مکرر یہ کہ بی صاحب
کے رخ انور پر ریش مبارک نہو۔
آزاد۔ اور تو خیر۔ مگر یہ ڈاڑھی کی بڑی کڑی شرط ہو بھلا کیون
صاحب عورتین بھی ریش اکیل یا جھاڑ کا ایک ہوا کرتی ہین
یہ انوکھی بات بتائی اچھی قید لگائی۔
بہار۔ واہ معقول۔ آپ کیا جانین۔ ابھی قبلہ یہ نکاح کی شرطین
ہین احتیاط شرط ہے۔ جب شرطین ہی کرنے پر آئے تو کوئی بات
اٹھا کیون رکھین کہ پیچھے ہاتھ ملو جو آنکے اعتماد سنگی دے
ہمارے ہاتھ مین ہو۔

ترجمہ ضرورت ہے ایک عربی پروفیسر کی ننظیور کالج کے لیے تنخواہ دوسو روپیہ ماہواری۔ اسکی نسبت جو کچھ دریافت کرنا ہو پرنسپل سے دریافت کیا جائے۔

بہار۔ ہم کچھ سمجھے ؟ مجھے خاک بھی نہین۔ آخر اس سے مطلب کیا

آزاد۔ اسے صاحب ایک عربی پروفیسر ننظیور کالج کے لئے چاہیے دوسو روپیہ تنخواہ ملے گی میان انور درخواست دا غنے والے ہین۔

بہار۔ خدا کامیاب کرے لیکن سنیے تو سہی۔ یہ تو اخبار ہے۔ اسمین خلوے عہدہ اور تنخواہ اور درخواست کا کیسا جھگڑا۔ اسمین محاربہ کا حال۔ یا جنگ جدال علمی اور پولٹکل قیل و قال چاہیے یا یہ جنجال۔

آزاد۔ تو قبلہ آپنے اخبار پڑھا ہی نہین۔ یہ وہ مرشد اخبار مجموعہ ہی۔ لڑکون کا اتالیق۔ جوانون کا ناصح شفیق۔ بڈھون کے تجربہ کی کسوٹی۔ رکن رکین سلطنت۔ تجار کا دوست۔ صناعون کا یار غار۔ رعایا کا وکیل۔ جمہور انام کا سفیر۔ مدبرون کا مشیر۔ کسی کالم مین ملکی چھیڑ چھاڑ۔ کہین شوشل امور مین تکرار۔ کہین اشعار آبدار۔ کہین نوٹس اور اشتہار۔ انگریزی اخبارون مین طرح طرح کی باتین درج ہوتی ہین اور دیسی اخبار بھی انکا تتبع کرتے ہین۔ شطرنج کے حل مطلب نقشے۔ عرضہ قومی کا نرخ۔ گھوڑدوڑ کا تذکرہ۔ سب ہی کچھ ہوتا ہی اور جب کبھی کوئی عہدہ خالی ہوا اور اچھا اہلکار نہ ملا تو حکام خلوے عہدہ کا حال مشتہر کرتے ہین لوگون نے پڑھا اور درخواست داغدی۔ جہان اشتہار کے صیغے مین دیکھا کہ (ضرورت ہی) ضرور پڑھیے کہ کسکی ضرورت ہی بعض اوقات بڑی دل لگی ہوتی ہی (ضرورت ہی) پڑھکر شوق چرایا کہ دیکھین شاید ہمارے مذاق کے موافق ہو تو آنکھ آنے کا خون کرین گے تو تیر بہدف نکالا پڑھتے ہین تو وہان کچھ اور ہی رنگ ہے (ضرورت ہی) ایک آیا کی بو رمعی خرانٹ ہو شریف ہو صاحب اولاد ہو گود کھلائی مین ہوشیار ہو (ضرورت ہی) ایک بچے کی جو خدا علاقہ رکھتے کہ کسی کلرک یا اکونٹنٹ یا مترجم کی ضرورت ہوگی وہ آپکی نگاہون مین دیسی اخبار مین بھی اسکا کی حقہ رواج ہو تو بڑے مزے ہون جس راجہ مہاراجہ نواب رئیس کو اہلکار کی ضرورت ہو کسی نامی گرامی اخبار مین چھپا دے تاکہ شرفا علما وغیرہ کو درخواست بھیجنے کا موقع ملے۔

بہار۔ لیکن حضرت۔ پھر تو طرح طرح کی ضرورتین چھپنے لگین چاہئے ملے چھاپین کہ (ضرورت ہی) ایک ہوبکی جسمین دقیانوس کے وقت سے چانڈو پیا گیا ہو اور چیونٹ کیٹ بھی ہو) کوئی نیا گنج آباد کرے تو اسکو لامحالہ یہ نوٹس چھپوانا پڑے (ضرورت ہی) ایک نوجوان ساقن کی نئے گنج مین دکان جمانے کے لیے کیونکہ جبتک دھوان دھار جلین نہ اڑین چرس کی کو آسمان کی خبر نہ لائے۔ بگڑے دل دمونکی خبر نہ منائین دلسوز دم بدم نہ لگائین تب تک گنج کی رونق نہین افیونی اپنے رنگ کے موافق مشتہر کرین کہ (ضرورت ہی) ایک ایسے شخص کی جو افیون گھولنے مین طاق ہو دن رات پینک مین رہے مگر افیون گھولنے کے وقت چشم نیم باز سے چینی کی پیالی پر نظر ڈالے آرام طلب لوگ چھپوائین کہ (ضرورت ہی) ایک داستان گو کی جسکی زبان کترنی کی طرح چلی جائے جسکو امیر حمزہ کی داستان نوک زبان ہو۔ بدر منیر اور گلزار نسیم حفظ ہو بات بات مین قافیے کا قافیہ تنگ کرے ضلع جگت مین برق ہو۔ اور زمین و آسمان کے قلابے ملائے جھوٹ کے چھپر اڑائے شام سے جو بکنا شروع کرے تو تڑکا کردے سننے والون کا بھوسہ ہو جائے مگر یہ عادت نہو کہ سامعین (ہون ہون) کرتے جائین تب وہ داستان سنائین ہم چاہے خراٹے ہی لیتے ہون لیکن وہ منھ کو نکر بکتا ہی جائے خوشامد پسند حضرات یہ عرض ظاہر فرمائین کہ (ضرورت ہی) ایک مصاحب کی جو حضور کا خوشامدی ہو۔ اس مین بھی لگائے

کی طرح بجتا تھا اسمین کون ہو میان کی تک تک کوڑی کتا ہجے پھرتے تھے کہ آج باتین بناتے ہوے اب برف کی قفلی کھائیے یہ آپکا سر ہو یا مٹھو کا سرپوش۔ بہت اترائیے نہ ورنہ ابھی نجے لم لگ جائینگے۔ بھئی کیا بےتکی اڑائی۔ واہ چلم کا تلازمہ تو رہا ہی جاتا تھا اب اسکو چھوڑیے اب بےتکی ہونے لگی چل شک۔ آئیے پان کا تلازمہ ہو بھئی واللہ کیا خوب بنگلہ ہو۔ دساور سے مال آیا ہے۔ میرے جوتے کا پان خوب پھکتا ہو۔ بہت چبا چبا کر باتین نہ کیجئے آج تو ہم سرخرو رہا۔ آپ سبز بخت ہین۔ ذری کیوڑی سنگھ کو تو بلانا۔ برگ سبز ست تحفۂ درویش ٭ آپکے پاؤن کا پان کیا ہو کیا چکنی چپڑی باتین ہین۔ مین تیرا یار کتھا۔ این! یہ کیا حضرت یہ کتھے کا تلازمہ ہو۔ لاحول ولا۔ بس لگے بےتکی اڑانے آئیے گانے بجانے کا تلازمہ ہو واہ بندہ نواز کہیے آج تار برقی کیا ہو۔ طبیعت ناساز ہو۔ آپ مستان شاہ ہین دنیا کے پردے پر ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کیا بیوقت کی شہنائی بجائی ہو۔ ہتیال بچپسی بڑھیے بھئی تمھین قسم ہے آپکے گلے مین توڑا ڈال دو۔ دیکھیے دہل بجائیےگا اب لایا تب لا ہم اپنا دیس بھول گئے۔ جنگل کی دھن ہو یہ سر ہو یا تو بنی۔ اب مین کہین کان نہ میٹھون اچھا راگ لائے بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔ بس بس تانت باجی اور راگ بوجھا۔ بیوقت کی شہنائی ہو۔ واہ یہ ہو چکی ہو۔ چلو خوشی کے شادیانے بجاؤ کہین لونڈے تالیان نہ بجائین وہ نیلے پیلے ہون کر عمر برباد کر دے بھاؤ کی پڑنے لگیگی آدمی ہے یا گھنچکر۔ اپنا تو کلیان ہوگیا۔ آئیے اب کھانے کا ضلع ہو بھئی نوجوانان عصر آشام صفا بجا ہے آپ کی دال نہ گلنے کی ہی جیرے مین بہت بندر افت آپ کے غیر مین ہو۔ تم تو ناش کا آنا ہوتے جاتے ہو یہ تناش ایک پخشمان جاؤن گا تے ہین۔ آپ کے منھ مین گھی شکر۔ ابھی کھچڑی پک رہی ہو کچھ دال مین کالا کالا نظر آتا ہو۔ چلو ہنڈیا چڑھاؤ۔ آج تو پانچون گھی مین ہین اور سر کڑھائی مین۔ ہمین پوری نہ پڑے گی۔ اب سیر گشتی کیجیے۔ اب کی ہولی مین سیر مالین کھائی تھین یاؤن تو تمھاری بوٹیان ہی چبا جاؤن۔

میان آزاد نے جو دیکھا کہ اب یہ سب کے سب جھک مارنے لگے تو وہان سے چل کھڑے ہوے اجی حضرت اجی حضرت ذرا سنیے تو سہی۔ بس اگر ہوس ست ہمین قدر بس ست لاحول ولاقوۃ۔ بس تضیع اوقات سے فائدہ ایک کہتا ہو چل شک دوسرا کہتا ہو تیرا سر کڑھائی مین مفت مین بیہودہ بکنے سے فائدہ قبلہ یہ تو دل لگی کا وقت ہی ہو علما فضلا شعرا کملا کے سامنے تھوڑے ہی یہ باتین ہونگی۔ ہونھ ہمکو کوئی گھس کھدا سمجھے ہین بس رخصت۔

میان آزاد ایک روز سیر گشت کرتے ہوے ایک محلے مین جا نکلے تو سنتے کیا ہین کہ ایک شخص کراہتا اور غل مچا مچا کر چلاتا ہو ہاے مرا اے مرا۔ ہاے جان گئی۔ باپ رے باپ یا خدا بچائیو اف اف ملے ملے۔ ارے کوئی دوڑو خداوندا موت دے۔ یا الٰہی میری سن لے اف اف ادھر انکے کان مین جو بھنک پڑی تو آواز کی سیدھ پر چل ہی تو کھڑے ہوے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک ضعیف آدمی دقیانوس کا بھسر پھسر کھٹ پر لیٹا ہوا سسک رہا ہے مگر چہرے سے موت کے آثار پائے جاتے ہین آنکھون سے جوے اشک رواں ہو انھون نے نبض پر ہاتھ ڈالا تو پتا ہی نہین سینے پر ہاتھ رکھے گئے تو کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہو۔ پوچھا مزاج کیسا ہو صدا برخاست۔ اشارے سے دریافت کیا کہ کیسے ہو۔ آنکھین کرکی دو گھڑی تک سسکتا رہا بعد ازان گھگھرا لگا اور وہ دیکھ سانس بھرنے لگے اور آناً فاناً مین مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا

آزاد - جی بندہ نواز عورت کی ڈاڑھی چہ معنی دارد -
بہار - معنی سے کیا مطلب - یہان تو صورت کا ذکر ہے بھی بجا ہے جو ہو - یہ تیغ ہم ضرور لگائین گے کبھی صاحب زن بروتی نہون - احتیاط شرط ہی - ؏ - مرد آخر بین مبارک بندہ ایست -
انور - قبلہ سینے جورو کی تو پیچھے فکر کیجیے گا پہلے دماغ کی فکر کیجیے شری سودائی کو شادی سے کیا کام -
بہار - جی تو دماغ کی آپ جیسے زاہد خشک فکر کرین بندے کا دماغ خوب چاق ہو - دیکھیے آج کے آٹھوین ہی دن کسی شوخ و شنگ سے بیاہ نہ رچے تو سہی مگر یار شرطین بڑی کڑی ہین -
آزاد - اور خصوصاً یہ ڈاڑھی والی -

ضلع جگت

ایک اتوار سے مین انور عربی پروفیسر ہو گئے - سمجھے تھے کہ ٹکا سا جواب آئیگا مگر کھٹ سے درخواست منظور اور نادری حکم کہ بقچہ سنبھال کر تڑسے دھمکو - ذری دیر ہوئی اور عہدہ غت ربود انور تو نوکری پر ادھار کھائے بیٹھے ہی تھے پچھلے پہر کمر کس لیس ہو بوریا بدھنا اٹھا روٹیان اور گوشت دسترخوان مین باندھ ٹرنک کو چوم بیوی سے مل چلے ڈاک کو نے - میان آزاد ساتھ جب شکرم پر سوار ہوے تو آزاد نے کہا - ؎

تو عزم سفر کردی و رفتی ز برمن ۔ بستی کمر خویش و شکستی کمر من

انور نے کہا بھائی گھر مین برسون بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی زبان حال و قال سے یہی شعر وردِ زبان تھا - ؎

سفر چگونہ گزینم ز آستانۂ خویش ۔ کہ ہمچو مردمِ چشم چراغ خانۂ خویش

آزاد - خیر المکتوب نصف الملاقات - یار زندہ صحبت باقی دونون نے مصافحہ کیا بغلگیر ہوے - شکرم گھڑ گھڑ کرتی ہوئی چلی انور نے کہا - الوداع - آزاد بولے فی امان اللہ جب تک شکرم نظر آئی حیرت کے ساتھ میان آزاد دیکھا کیے جب نظر سے اوجھل ہوئی تو یہ بھی کھسکے چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ اشارہ دس پانچ جوان سفید پوش شریف و نجیب سڑک پر جا رہے ہین مگر سب خوش رو خوش خو - میان آزاد نے پوچھا حضرت کہان کی تیاری ہے ہین - کہین مشاعرہ ہے - یا ناچ رنگ کا جلسہ - جی نہین جلسہ نہ مشاعرہ - مگر جہان چار آدمی بیٹھ گئے وہین جلسہ ہے - اس وقت چاندنی خوب نکھری ہی جی چاہتا ہی لپک کر چاند کا ٹکڑا چوم لوں ہم یاران بذلہ سنج مرنجان مرنج نے ٹھان لی کہ گلگشت چمن اور تماشاے نسرین و نسترن کرین نو عروسان چمن کا جوبن لوٹین نرگس شہلا سے آنکھین لڑائین شادیانے بجائین دھما چوکڑی مچائین جو مزے اڑائین شب ماہ کے لطف اٹھائین - آیئے آپ بھی تشریف لائیے - باغ مین قدم رنجہ فرمائیے عزت بخشیے رتبہ بڑھائیے میان آزاد تو ایک ہی بیفکرے نمبر اول کے کوچہ گرد جھٹ سے راضی ہو گئے چلیے بسم اللہ الامر فوق الادب باغ مین پہونچے تو ایک روش مین چبوترے پر جا ڈٹے پہلے کچھ عرصے تک شعر خوانی رہی پھر بعد ازان ضلع جگت کی ٹھہری جو ہے ضلع مین طاق جگت بازی مین مشاق - پہلے حقے کا ضلع شروع ہوا - میان تم کندن کیے دیتے ہو - ایک قش ہم بھی تو لین اوصل وجل - قش کے کیا معنی حضرت - جی یہ قشیدن سے ہی بس بہت دم نہ دیجیے و اللہ کیا گڑ اگر م آدمی ہو بندے کا مکان مثل دود انجے مین ہے اور ہمارا مسکن تو چرخ چنبرین ہی - یہ آدمی ہی یا آتشا تو تمباکو چانڈو یہ حقہ بازی ہم خوب سمجھتے ہین اجی ایسے مدارئیے ہم نے بہت بھگتے ہیے اسکو کوئی نے کر کرے کہانے بہت بیچیدہ - آپ تو نیچی باتون سے سوخت ہوے جاتے ہین - بندہ تا مندم ہو ہیچی [illegible] کے [illegible] - [illegible] ہو - [illegible]

منشیں ہیں۔ لباس نفوذ زیب تن۔ بوقلع۔ یہ وضع اور
جنم بھر کس مزے سے گرہیا پر بیٹھے رنگ لیان منا رہے
ہیں اور یہ خبر ہی نہیں کہ گانون بھر کے لونڈے پیچھے تالیان بجا
رہے ہیں وہ ایک لونڈے نے چپت جمانیکا قصد کیا۔ گرہاتھ کھینچ لیا
دوسرے نے پیڑ کی آڑ سے ڈھکنکری لگائی تیسرے نے ریش مبارک
پر گھانس پھینکی چوتھے نے کہا میاں تمھاری داڑھی مین تنکا مگر پیرا
شیر و زانہ تنکا۔ اب سنیے کہ گرہیا سے اُٹھے تو دور کی سوجھی
جھپ سے ایک پیڑ پر چڑھ گئے اور ٹہنگی پر جا بیٹھے اور بندر
کیطرح لگے اُچکنے۔ اُس ٹہنی پر سے اُچکے تو دوسری شاخ پر پھدک
رہے اور ایسا ہلایا کہ درخت پر بید مجنون کا دھوکا ہوتے لگا مزہ یہ
لڑکون کو بھی ہدایت کرتے جاتے ہین کہ آؤ درخت پر آؤ
املی کا درخت ۔ ؎

شاخش کہ بسدرہ سر کشیدہ | | بیلے برخ قمر کشیدہ

بلند ایسا کہ گویا آسمان سے باتین کرتا تھا۔ حضرت مزے سے
بے تکلف بیٹھے ہوے املی کھاتے ہین اور چنین لونڈون پر تاک تاک کر
پھینکتے جاتے ہین۔ اور وہ غل مچاتے ہین کہ ایک چیان ہمکو ادھر اُدھر
ہاتھ ہی ٹوٹین جو اُدھر پھینکے خدا سمجھے کیا مزے سے غپڑ غپڑ کرتے
کھاتے جاتے ہین ادھر ایک چیان بھی نہین پھینکتے او بخیل او کنجوس
او مسک۔ او بندر۔ او مچھندر۔ ایک ادھر ایک ادھر کیا خوب
گویا شہدے کسی رئیس سے مانگ رہے ہین تھوڑی دیر مین کھٹ کھٹ
کرتے درخت سے اُترے اتفاق سے کمسریٹ کے تین چار ہاتھی مستون
کی دھت مین جھومتے ہوے جا رہے تھے مگر سب چلے اور گنے
لدے ہوے۔ آپنے لونڈون کو سکھایا کہ ابے غل مچا کر کہو کہ
ہاتھی ہاتھی گنا دے لونڈون نے جو اتنی شہ پائی تو آسمان سر پر اٹھا لیا
ہاتھی ہاتھی گنا دے ہاتھی ہاتھی گنا دے۔ اتنے مین ایک ریچھ والا
نکلا ریشائیل نے جھٹ ریچھ کی گردن دبائی اور پیٹھ پر ہو رہے
ٹخ ٹخ ٹخ ٹخ۔ معقول! اچھا ٹٹو ہے۔ ریچھ والا اپیل یون مچا ہی کیا
اُنھون نے دو تین لڑکون کو آگے پیچھے اغل بغل بٹھا ہی لیا۔ مزے
سے اکڑے تنے بیٹھے ہین گویا اپنے وقت کے فغفور چین ہین تھوڑی
دیر کے بعد لڑکون کو زمین پر ٹپکا۔ اور خود بدولت بھی دھم سے
کود پڑے گویا اپنے حساب اونٹ پر سے اُترے تھے اور جھٹ لنگوٹ
کس خم ٹھوک کر ریچھ سے کشتی پر آمادہ ہو گئے۔ تب تو ریچھ والا کفن
پھاڑ کر چیخ اٹھا۔ میاں کیون جان کے دشمن ہوے ہو چبا ہی
ڈالے گا یہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ چپٹ ہی
تو گئے اور ایک آنٹی بتائی تو ریچھ چارون شانے چت وہ مارا۔
لونڈون نے وہ غل مچایا کہ ریچھ لوٹ رہا اور ریچھ والا اچھم کی طرف
بھاگا محلے بھر مین قہقہہ اڑنے لگا۔ چند ہی لمحے گذرے تھے کہ ایک
بھڈری کی شامت اعمال اُسکو کشان کشان اسطرف لے آئی
ساعت بچارین شگن بچارین دھوتی باندھے پوتھی بغل مین
دبائے۔ اڈراج کا مالا پہنے باواز بلند ہانک لگاتا جاتا ہے۔ ریشائیل
کے قریب آنکلا تو اُنکو شکار ہاتھ آیا بھئی ادھر آنا اُسکی باچھین کھل گئین
کہ گھرے ہین۔ پو بارہ ہین۔ اچھی بوہنی ہوئی۔ ریشائیل نے ہاتھ
دکھایا اور پوچھا کہ ہماری کتنی شادیان ہونگی اُسنے گنیا۔ بچیک۔
مکر سنگو کر کے بہت خوض اور فکر کے بعد کہا کہ پانچ۔ آپنے آؤ دیکھا
نہ تاؤ اُسکی پگڑی اُچھال دی۔ ۶۔ لڑکون کو شگوفہ ہاتھ آیا کسی نے
سر سہلایا کسی نے چپت جمایا۔ واہ اچھی بوہنی ہوئی۔ ریشائیل نے
کہا واہ اچھی ساعت بچارتے ہو اپنی ساعت بھی دیکھ لیتی ہو یا اورون
ہی کو راہ بتاتے ہو۔ سچ کہنا آج ساعت دیکھ کر چلے تھے یا یون ہی۔
میان ہم سچ بتائین کہ ہم کیون جھلا گئے۔ وجہہ یہ کہ ہماری چاہتی یونیا
لوٹنے کو سانس مزاج کا پارہ اکیسویں درجے پر پہنچ گیا۔ اچھا خیر بتاؤ

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میان آزاد کا دل بھر آیا اور رقیق القلب تو تھے ہی آٹھ آٹھ آنسو روئے ایک مرد آدمی سے جو قریب بیٹھے تھے پوچھا کہ یا حضرت۔ بھلا یہ پیر مرد کس عارضے مین مبتلا تھے اُسنے آہ سرد کھینچکر کہا کہ یہ نہ پوچھیے حمق کا عارضہ تھا کیا حمق! یہ کون عارضہ ہے۔ صاحب قانونچے مین اسکا کہین پتا نہین طب اکبر مین اسکا ذکر بھی نہین یہ نیا عارضہ ہے۔ جی ام الامراض ہے ذرا اسکے علامات تو بتائیے اجی حضرت کیا بتاؤن عقل کی مار اسکا خاص باعث ہے۔ عرض کرون کہ یہ پیر مرد اسی برس کے تھے۔ مگر عقل کے پورے تمیز چھو نہین گئی خدا جانے دھوپ مین بال سفید کیے تھے یا نزلہ سے یہ عارضہ ہو گیا تھا۔

اب سنیے کہ شامت اعمال سے حضرت کی پیٹھ پر ایک پھوڑا نکلا دس دن تک علاج ندارد۔ دسوین دن کسی گنوار نے کہہ دیا کہ گل عباس کے پتے اور سرکہ باندھو۔ جھپ راضی ہو گئے۔ سرکہ بازار سے خریدا۔ گل عباس کے پتے باغ سے توڑ لائے اور سرکے مین پتون کو خوب تر کر کے پیٹھ پر باندھا دوسرے روز پھوڑا آدھ انگل بڑھ گیا کسی اور گوکھے نے کہہ دیا کہ پھٹکری اور نمک باندھو بسم اللہ کر کے آپنے وہ بھی کیا۔ لوگون نے سمجھایا کہ بڈھے کچھ گھانس تو نہین کھا گیا ہے ارے پھوڑے کو پھٹکری سے کیا واسطہ۔ فرمایا کہ واہ آپ کیا جانین یہ کچھ علاج تھوڑا ہی ہے۔ ٹوٹکا ہے۔ خیر صاحب ٹوٹکا سہی۔ خدا کرے اس چھومنتر کی کالی بوٹی سے آپ چنگے ہو جائین مگر یہ بخیر۔ درد اور زیادہ شروع ہو گیا کسی نے بتایا املی کی پتی اور گڑ اور گوبر باندھو وہان کیا تھا فوراً منظور۔ اب تڑپنے لگے اُف اُف اُف اُف لگے تلملانے اب ہوش و حواس باختہ۔ آگ لگ گئی۔ محلے کی ایک عورت نے کہا مین بتاؤن مجھ سے کیون نہ پوچھا سہل ترکیب ہے مولی کا اچار دو منا دو گھڑین تلتے ہون۔ اور ٹھنڈا کر کر نکال لو اور ملا کر تینون مین ڈالو اور اپنے ہاتھ سے پانی بھرو۔ پھٹی دم چنگے نہ ہو جاؤ تو ناک کٹا ڈالون سوچے کہ بھئی شرط اسنے بڑی کڑی کی ہے۔ کچھ تو ہے کہ ناک بدلے جھٹ پٹ لی کے تلے دفن کیے اور پھر نکالے کنوین مین تینون تلے غڑاپ داخل لگے پانی بھرنے۔ ڈول تھا ونلا۔ اور اُسپر طرہ یہ کہ مارے درد کے تڑپ رہے تھے رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور حضرت دھم سے گرے پھوڑا تو آپ جانیے شیشے کی مثل ٹھیس لگی اور بھی درد بڑھا لگے تلملانے آخر کار دم توڑا۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس ان مدعیان عقل سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ ہر کس و ناکس کی رائے پر علاج کیون کر بیٹھتے ہو جسنے جو بتایا آمنا و صدقنا منظور۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو عارضہ بڑھ جاتا ہے یا جان تن سے نکل جاتی ہے۔

وحشتی مگر خدا ترس ریشائیل

میان آزاد ایک دن چلے جاتے تھے تو کیا دیکھتے ہین کہ کسی پرانی دُھرانی گڑھیا کے کنارے ایک ریشائیل بیٹھے کائی کی کیفیت دیکھ رہے تھے کبھی ڈھیلا اُٹھا کر پھینکا چھپ۔ ماشاء اللہ سن شریف چہل و شش نازم باین ریش و فش بسن آدمی اور لونڈے بنے جاتے ہین۔ اس داڑھی کا بھی خیال نہین اور لطف یہ کہ محلے بھر کے لونڈے لاڑیے ارد گرد جمع تالیان بجا رہے ہین اور الو بنا رہے ہین لیکن آپ گڑھیا کی لہرون ہی پر لٹو ہین پکر جھکائے ہوئے چارون طرف ڈھیلے اور ٹھیکرے ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایک دفعہ ہی کئی ڈھیلے اُٹھا کر حضرت نے گڑھیا مین پھینکے چھپ چھپ چھپ چھپ اُدھر سے ایک مرد آدمی بھی چلے آتے تھے۔ آپ کو دیکھا تو نفرت سے اوجھل ذرا اُٹھٹک کر لگے سیر دیکھنے دل ہی دل مین سوچتے ہین کہ ماشاء اللہ اگو ساٹھا پیر شد گا و نہ شد۔ یہ سن و سال اور یہ عقل

مزاج تو از حال طفلی نگشت	چہل سال عمر عزیزت گذشت

اور چڑیمار کے جانورون کو مفت بکواری بے دام صدقہ کر دینے کا سبب خاص یہ ہو کہ جب ہم جانورون کو ایذا یا تکلیف کی حالت مین دیکھتے ہین تو کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہی اور اِن چڑیمارون کا تو بندہ جانی دشمن ہی واللہ پاؤن تو کالے پانی بھجواؤن جہان دیکھا کہ دو چار سفید پوش کھڑے ہین لگے جانورون کو زور سے دبانے تاکہ وہ بیزبان ایذا کے سبب سے محشر بپا کرین اور لوگ انکی حالت دیکھ کر کچھ دینے نکلین۔ انکی ہنڈیا چڑھ جائے۔ مردہ دوزخ مین جائے یا بہشت مین۔ ع

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی ۔۔۔ طپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

اُنکے درد دل کا حال کوئی کیا جانے کھیرے اسلیے گڑھیا مین پھنکوا دیے کہ آجکل ہوا خراب ہی۔ کھیرے کھانے سے مرتا ہو تو انسان مرجائے مگر ان کنجڑون کبڑیون کو ان امور سے کیا واسطہ انکو اپنی بکری سے مطلب۔ ہم تو بنی نوع انسان کے ہمدرد ہین ایک کبڑیے کا نقصان ہو ہیزار سے پچاسون بندگان خدا کی تو جان بچے گی دیکھو خوانچے والے کو ہم نے اپنے پاس سے دو روپیہ گنا گن دیے میان ہم خداترس ہین۔ مردم آزار نہین۔

نشہ بُری چیز ہے

ایک دن میان آزاد حسب معمول کوٹ پتلون پہنے ترکی ٹوپی زیب سر کئے پھرتی کے ساتھ کسی طرف جاتے تھے اور سامنے سے ایک صاحب آتے تھے۔ جب دونون قریب پہونچے تو اُسنے پوچھا حضرت آپ افیون تو نہین کھاتے۔ خدا کی مار افیون پر شیطان کی پھٹکار کسی ملعون نے آجتک ہاتھ سے بھی چھوئی ہو۔ اس سیاہ کاری سے بندہ اجتک تو بچا رہا آیندہ خدا مالک ہی واللہ افیون کے تو نام سے نفرت ہی اجناب کو۔ افیونی کی صورت دیکھون تو لاحول پڑھون نعم کہین افیون پر ہاتھ پڑجاے تو آپ ہرے ہاتھ دھوئین سو وقت اس کالی بلا کا نام زبان پر آیا بس جی چاہتا ہی کہ سو نے دو سو گھڑون سے زبان پاک کرون۔ یہ کہکر میان آزاد ندی کے کنارے جا بیٹھے وہان سے پلٹ کر جو آئے ہین تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا دیکھتے کیا ہین کہ وہ ذات شریف بڑے آنکھین مانگ رہے ہین اور کراہتے ہین صورت پر مردنی چھائی ہی۔ لب خشک چشم تر۔ سر کی فکر نہ پاؤن کی خبر تب تو میان آزاد چکرائے کہ یا الٰہی کیا اسرار ہی۔ پوچھا کیون بھئی خیر تو ہی ابھی تو خاصے بھلے چنگے تھے۔ یا اتنی جلد کایا پلٹ کیسی ہو گئی۔ کچھ منھ سے بولو سر سے کھیلو ع درد رہا ہے کہ دردِ لا دوا ہی اُسنے کانکھ کانکھ کر آہستہ سے کہا کہ یار و مین تو مرتا بھائی کہین سے پانچ چھ ٹکے کی افیون لے آؤ۔ پیون تو آنکھین کھل جائین۔ جان مین جان آئے بندہ چھٹپنے سے افیون کا عادی ہی۔ وقت پر نہ ملے تو نزع کی حالت ہو جاتی ہے اِن! یہ کیفیت ہی حضرت آپکا کہین ٹھکانا ہی نہین کچھ انتہا بھی ہی چھ ٹکے کی افیون ایک دفعہ ہی نوش جان۔ آدمی ہی یا بلا نوش بچہ ایک دن مین سے مرجاؤگے۔ جی بجا ہی اور آپ تو شاید آب حیات پی کر آئے ہین عاقبت کے بورے آپ ہی بٹوریے گا واہ میان واہ ہو تیکھے آدمی چیونٹی کہدیتی ہی کہ بڑے خم و دم کے آدمی ہو رسی جلی مگر رسی کا بل نہ گیا واہ آکا کیون بہو سسک رہے ہو مگر جواب ترکی بترکی نہ دو تو دوزخ ہی نصیب ہو۔ حضرت افیون لانی ہو لا دیجیے ورنہ یہان بک بک کا دماغ نہین۔ ع

دوزخ مجھے قبول ہی یا منکر و نکیر ۔۔۔ لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

جی تو اس ہو ڑے بھی نہ رہیے گا کہ ہم اور افیون لائین ہم تو اس فکر مین بیٹھے ہین کہ آپ مرین تو نوحہ موزون کرین۔ تیغ افیون + یہ پہلا مصرع ہوگا۔ ایک بات مانو تو ابھی بتا دون اور افیم لاؤن۔ ذرا لکڑی کے سہارے سے اُٹھ ہرے بھرے پیڑ کے تلے چلیے وہان ہری ہری گھاس پر لوٹ مارو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ

ہمارے یہان لڑکا کبتک ہوگا بس بس آپ کسی اور سے تو پچھے بھروایا۔ اپنا کیا اپنے آگے آیا۔ یہ کہکر وہ اُٹھ کر چلنے ہی کو تھا کہ رپشائیل نے لڑکون کو اشارہ کیا وہ تو اُنکو اپنا پیر دستگیر سمجھتے تھے ہی اُٹھ کھڑے ہوے ایک نے پوٹلی لی۔ دوسرے نے مالا چھپایا تیسرے نے پنکیا اُٹھلا دی۔ دس پانچ جیت گئے۔ بچارے کو بہزار دقت پیچھا چھڑا کر بھاگنا پڑا۔ اور قسم کھائی کہ اب اس محلے کیطرف رُخ کرون تو چمار۔ اتنے مین ایک خوانچے والے نے آواز دی۔ گلابی ریوڑیان کراری کھٹیان۔ دال موٹ سلونے۔ مٹر کونے۔ لونڈے اپنے اپنے دلمین خوش ہوگئے کہ رپشائیل کی بدولت خوب مٹھائیان چکھین گے اور خوانچہ لوٹ لین گے۔ مگر اُنھون نے منع کر دیا۔ خبردار ہاتھ نہ بڑھانا جب خوانچہ والا پاس آیا تو اُنھون نے ٹھہرایا اور کہا سب خوانچے کے کیا دام ہین اُسنے کہا ڈھائی روپیہ ہین۔ ڈھائی روپیہ! بھئی مول تول نہین واجبی کہو واجبی۔ اچھا تو دو روپیہ دیجیے۔ دو روپیہ جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ دھرے اور لڑکون کو خوب چھک کر کھلایا۔ دس منٹ کے بعد آواز آئی کھیرے لو کھیرے حضرت نے اُچک کر ٹوکرا اُلٹ دیا کھیرے زمین پر آرہے جیسے ہی لڑکون نے چاہا کہ کھیرے بٹورین کہ اُنھون نے ڈانٹ بتائی کھیرے والے کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور لڑکون سے کہا کہ کھیرے اُٹھا اُٹھا کر اسی گڑھیا مین پھینکتے جاؤ۔ اُنکے نزدیک یہی ایک دل لگی تھی کھیرا اُٹھایا اور غڑاپ گڑھیا مین پچاس ساٹھ کھیرے آنا فانا گڑھیا مین تھے چھٹپٹے وقت ایک چڑیمار کنپا جال لیے ہوے آنکلا۔ ہاتھ مین تین چار جانور پنجرے کے اندر سب پھڑپھڑا رہے ہین کالا بھجنگا جنگل کا روز۔ رپشائیل نے پکارا۔ آؤ آؤ میان ادھر آؤ۔ ایک بھجنگا لیکر اپنے اوپر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا۔ چڑیمار نے کہا (کا ہوا) دوسرا جانور دیا ایک لڑکون پر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا تیسرا جانور ایک سینگی والی پر سے صدقہ کیا۔ اسی طرح دس پندرہ جانور صدقہ کر کے خاموش کھڑے ہوے۔ گویا کچھ مطلب ہی نہ تھا چڑیمار نے کہا۔ ہجو روام۔ آپنے فرمایا تمھارا نام۔ تب تو وہ چکرایا کہ اچھے ملے۔ خوب جھانسا دیا۔ ہجور دھیلی کے جنور تھے۔ این! دھیلی! کچھ گھانس تو نہین کھا گیا کیسی دھیلی۔ کہتا کس سے ہی ہوش کی دوا کر ہوش کی۔ بھنگ پی گیا ہی یا شراب کا نشہ ہی۔ یا بیدھا ہی اور سنیے۔ اسے کھداوند۔ جنور سب سدکے کر دیے اب آنکھین نکالت ہو لڑکون نے جال کنپا سب اُٹھلا دیا۔ تھوڑی دیر رو یا پیٹا۔ آخر کار صبر کرکے چل دیا۔

اس کارروائی کے بعد رپشائیل نے لڑکون کو چھوڑا اور اُس محلے سے منھ موڑ کر لمبے ہونے ہی کو تھے کہ میان آزاد اُنکے قریب آئے یا حضرت آپ آدمی کیا مجنون وحشت ہین۔ مین عرصۂ دراز سے آپکی انوکھی حرکتین دیکھ رہا تھا کبھی کھیرے گڑھیا مین پھینکے کبھی ملی پر اچک سے کبھی چڑیمار جنگ کا قافیہ تنگ کیا کبھی بھنڈری کو آڑے ہاتھون لیا۔ حضرت واسطے خدا کے فصد کھلوایئے چندیا کے بال بر قینچ کروایئے ورنہ آپ بہت جلد پاگل ہو جائین گے۔

رپشائیل۔ اس تر زبانی اور خوش بیانی کے قربان۔ بندہ تری سودائی خبطی مستان۔ آئے وہان سے بڑے وہ بنکے سنیے قبلہ ۶۔ نکتہ ہاہست بسے محرم اسرار کجاہت سمجھنے کے لیے بڑی عقل چاہیے۔ گڑھیا پر جا کے ڈھیلے پھینکنے اور پیڑ پر اُچک کر املی کھانے اور ہاتھی سے گنے مانگنے کا سبب کہ لڑکے کبھی بیماری دیکھا دیکھی اچک پھاند دوڑ دھوپ مین مشاق ہو جائین۔ یہ نہین کہ مرلی ٹٹو یا گا دبیل کی طرح جہان بیٹھے وہین جم گئے لڑکون کو کم سے کم دو گھنٹے روز دوڑ دھوپ کی مشق کرنی چاہیے ورنہ آئے دن بیماری ستائیگی۔ اور صحت تندرستی گھٹتی جائیگی۔ بیچھو والے کے رکھیہ پر اُچک بیٹھنے اور رکھیہ کے کھانے

اب گرمی کی فصل جو آئی تو رات کو بھی لگین چپکے چپکے پھیر ہونے ایک نشد دو شد - ایک شب کو ایک پُرانے دُھڑلے برگد کے پیڑ کے تلے جسکی ٹہنیان آسمان پر تھگلی لگاتی تھین اور جسکی زمین دوز جٹائین پاتال کی خبر لاتی تھین پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک ذات شریف نشے مین چور سیہ مست و مخمور - ایک ذرا سی دبلی پتلی ٹٹوی پر سوار تُرنج کرتے جا رہے ہین میان آزاد نے پوچھا اس ٹٹو پر کون لدا ہے - او چچا جی کون لدا ہی - اچھا لدا ہے - ایسا ہو کہین مین اُتر کر اِنکو پنجڑ ڈھیلے کر دون - یون نہین پوچھتا کہ اس راہوار صبا رفتار پر آسن جمائے باگ اُٹھائے کون شہسوار جا تا ہی آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ٹٹو ایسے ہی ہوا کرتے ہین بولو - میان آزاد نے کہا حضرت قصور ہوا معاف فرمایئے واقع مین یہ تو دور کا یہ پورا گھوڑا ویلا کی نسل سے ہے خدا جھوٹ بلائے - جمنا پار کی بکری اس سے ذرا یون ہی سی نکلتی ہوگی مگر مرغ ٹینی سے کہین بڑا ہے - ہان اب راہ راست پر آئے اور میان - ابتو - ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

اب عربی ترکی کاٹھیاوار دیکھنے ہی مین نہین آتے اور قبلہ اِس گھوڑے کی کچھ نہ پوچھیے - دو باگے ہین - تہا گئے ہین واللہ یہ بچھیڑا تو مان کے پیٹ سے پھُدکتا اُچکتا نکلا تھا - بجا ہے وہ تو اسکی آنکھیں ہی کہے دیتی ہین آپ کیون تعریف کی تکلیف گوارا کرتے ہین - واللہ گھوڑا کیا اُڑن کھٹولا ہی ابو پا انجن ہو کہ دیکھا اور نظر سے غائب - اسکی قیمت بھی - آپ کو معلوم ہے - نا صاحب بھلا مین کیا جانون - آپ تو خیر گدھے پر سوار بھی ہین - یہان تا گُون کی سواری روز ازل سے جا ہے نامۂ اعمال مین لکھی ہو مگر آپکے گھوڑے کو رقعات عالمگیری بھی از بر ہے - اسکے کیا معنی - جی کچھ نہین ایک شعر مجھے اسکے حسب حال یاد آیا - ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست

ہان اسی بات پر کڑکڑا دون - یہ کہکر ایڑ لگائی مگر ٹٹو نے جنبش تک نہ کی اب ایڑ پر ایڑ لگاتے ہین - مگر وہ نقش قدم کیطرح جم گیا - ابتو خدا ہی ہٹائے تو ہٹے ورنہ ڈلے سو ڈٹے - میان آزاد نے کہا بس زیادہ شیخی مین نہ آیئے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے خیر ادھر ٹٹو اُدھر میان آزاد ہو قدمے جانے لگے - جب نشے کے طلوع کا وقت ہوا تو پائون ڈگمگانے لگے سا باگ اب جھٹی اور اب چھٹی - دس قدم چلے اور باگ روک لی میان مسافر میان مسافر جی پیر و مرشد - ارشاد - سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون نا صاحب نشہ کیسا - پھر گھوڑیا خیز کی اور ایک بیس قدم پر ٹھٹک رہے میان مسافر - میان مسافر - حاضر ہون - حکم - تمھین ایمان کی قسم سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون - اجی حضرت کیسا نشہ آپ ہوش کی باتین کر رہے ہین - پھر گھوڑیا کو ایڑ لگائی سات ہی آٹھ قدم گئے ہونگے کہ پھر ہانک لگائی - ارے میان مسافر ہو ارے میان کیا سو گئے - جی ہمراہ رکاب ہون - بھلا سچ نہ کہے تو ہمارا ہی خون پیے - نہین واللہ نشے کے کچھ بھی آثار ہمارے چہرے سے پائے جاتے ہین - ہوش و حواس درست ہین نہ - ہان ہان صاحب درست ہین - عرض تو کر چکا کہ آپ ہوش مین ہین ایمان سے کہتے ہو - توبہ آپ بھی عجیب شخص ہین ایمان سے نہین تو کیا بے ایمانی سے کہتا ہون - پھر چند قدم گئے اور گھوڑیا کو روک کر کفن پھاڑ کر چیخ اُٹھے - میان مسافر - میان مسافر - میان مسافر - سچ کہنا ذرا بھی ہوائی بات تو زبان پر نہین آئی ہو - کیون ہے نہ یہی بات - بیشک جو بات

واہ بھی صلاح ادمیان بیان جان خدا بحر بیٹھنا پھر نا اٹھنا بیٹھنا کیسا - بھائی کہا مانو میرے سہارے سے چلو الغرض میان آزاد نے اُن افیونی کو بیٹھ پر لادا اور لے چلے - اُنکی یہ غلط کہ آنکھین بند منہ کھلا ہوا معلوم ہی نہین کہ جاتے کہان ہین - ایکدفعہ میان آزاد نے اُنکو ندی مین لیجا کر غوطہ دیا بس قیامت بپا ہو گئی ستم ڈھایا آفت کا سامنا بلا کا سامنا مصیبت کا سامنا تھا افیونی آدمی پانی کی صورت سے نفرت - لگے چلانے - بڑا غچا دے گیا - مارا پڑا کر دیا عمر بھر مین آج ہی ندی مین قدم رکھا - خدا سمجھے تجھ سے بس سے جان نکلی ہو ہو ہو ہو ٹھٹھر گیا - او خدا نا ترس اب تو رحم کر اتنے مین میان آزاد نے ایک اور غوطہ دیا - تیسرا غوطہ دیا - چوتھا غوطہ دیا تابڑ توڑ کئی غوطے دیے اب اُنکی کیفیت نہ پوچھیے - بس ناگفتہ بہ کروڑون گالیان دین - لاکھون صلواتین سُنائین میان آزاد نے اُنکو ریتی مین چھوڑ دیا اور لمبے ہوے - اور یہ افیون سنیے صاحب ہم نے جو ایک دوستانہ صلاح دی تو کہنے لگے تم عاقبت کے بوریے بٹور رہے ہو جڈا لگیر و اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ - بات یترسے کی - میان آزاد وہان سے چلے تو راہ مین ایک اور حضرت سے - آداب عرض ہے تسلیم آپ سے کچھ عرض کرنا ہے فرمایئے - بندہ چانڈو باز ہے - سوقت شہر بھر مین چانڈو کی دوکان ہی نہین - سب چانڈو والے میلے گئے ہین وہان جائین تو شام ہو جائے اور پھر جایا کس سے جائیگا - ہم تو نیمجان ہین - آپ کچھ سبیل کر دین تو بڑا ہی احسان ہو میان آزاد نے کہا مین بتاؤن - سامنے ناک کی سیدھ پر چلے جایئے وہ ہرا بھرا پیڑ نظر آتا ہے ندی کے کنارے - وہان ایک صاحب بیٹھے ہوے چانڈو اڑا رہے ہین آپ بھی شریک ہو جائین - اہا ہا ہو ہو ہو کہکر اُچکتے ہوے چلے کبھی دو چار چھینٹے تو اڑا ئین اور ذرا گرمائین میان آزاد ایک بیچارے قدم گئے ہونگے کہ ایک اور ذات شریف سے دو چار ہوے

کیون جی کبھی جام بھی دیکھا ہے - کیا جام ؟ جام کیسا جام جہان نما - اونہون سُنا ہی دیکھا نہین - ارے میان ہم جس جام کو پوچھتے ہین جو کونین نما ہے - کونین ! کیا انجار کا عارضہ ہو دا بھی اُٹھی کے بچھنے والے - کونین وہ انہین - کون کی جمع - نہ صاحب ہم نے ایسا جام دیکھا نہ سُنا - میان اب صاف صاف کہدین کبھی شراب بھی پی ہے - استغفر اللہ - استغفر اللہ - ع

کیا ذکر شراب یار توبہ خاور
دوزخ مین جلین گے مے کے پینے والے

ہوا ایسا نہ شرمسار توبہ خاور
توبہ خاور ہزار توبہ خاور

اجی تم تو گھاڑ ہی نکلے - میان - ع - نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے - کیا کہین بوتل مین سوقت ایک بوند تک نہین ورنہ آپکو ضرور مزہ چکھاتے - سوقت طبیعت بے لطف ہے - بندہ ہر روز دو وقتہ شراب پینے کا عادی ہے - آج جان عذاب مین ہے -
میان آزاد نے کہا ہم بتائین وہ دیکھو سامنے املی کا پیڑ ہے چلے جاؤ وہان دو چار آدمی بیٹھے راسی اڑاتے اور چسکی لگاتے ہین چلو غٹا غٹ شراب اڑاؤ میان شرابی تو کھل گئے - اے خانہ احسان آباد واہ اُستاد - کیا بات بتائی - سوقت جان بچائی - چلو تم بھی ایک چلو مین اُلو ہو - میان آزاد نے کہا معاذ اللہ مین اور شراب آجتک کبھی پی نہ پیونگا - یہ کہتے ہی تھے کہ ہنسیا کلوارن اودی اودی پھریا پھڑکائے اُدھر سے گذری صورت دیکھتے ہی میان آزاد سیدھے تو کدم بھاگے پیچھے پھر کے دیکھنا قسم تھا مگر دل ہی دل مین سوچتے جاتے ہین کہ نشہ بھی کیا بری چیز ہے کہ ذرا وقت پہ نہ ملا اور دم ٹوٹنے لگا -

میان مسافر میان مسافر سچ کہنا
مین نشہ مین تو نہین ہون

اجتک تو میان آزاد دل بھر جلد لگا کر رات کو دیکھ رہے تھے

دھسری ہوئی دال بگھاری جاتی ہے بھٹیاریان مسافرون کو گھیر گھار کر لا رہی ہین صاف ستھری کوٹھریان دکھا رہی ہین۔ حضرت ادھر اُدھر خوب گھومے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک کوٹھری کے پاس ایک صاحب جسیم و شحیم فربہ و جسیم جیسے ہی چارپائی پر بیٹھنے لگے پٹی ٹوٹ گئی اور حضرت غڑاپ سے جھلنگے مین ہو رہے۔ ہائے موٹاپا بھی کیا بری چیز ہے۔ اب سنیے کہ گرے تو اٹھا نہین جاتا آخر کار دایان ہاتھ بھٹیارون نے لیا۔ بائین طرف میان آزاد نے ہاتھ دیا اور بعد خرابی بصرہ حضرت کو نکالا۔ جھلنگے سے باہر آئے تو نہایت ہی خفیف پہلے تو بی بھٹیاری سے خوب گلخپ ہوئی۔ واہ اچھی چارپائی دی اور جو میرا ہاتھ پانون ٹوٹ جاتا سر پھوٹ جاتا تو کیسی ہوتی۔ اے واہ میان! اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ایک تو چھپرکھٹ کو چکنا چور کر ڈالا۔ پٹی کے بتر ٹکڑے ہو گئے دینگے ٹکا۔ اور چھ گنڈے پر پانی پھیر دیا دوسرے ہمین کو للکارتے ہین۔ الغرض لوگون نے سمجھا بجھا کر جھگڑا پاک کیا تو حضرت ٹہل ٹہل کر یہ شعر پڑھنے لگے۔ ؎

روا سے دل حزین نہ تپ ہجر یار مین	بیمار کو مضر ہے نہانا بخار مین

میان آزاد نے پوچھا یا حضرت کہان سے تشریف لانے کا اتفاق ہوا۔ فرمایا یہین تک آیا ہون۔ معقول! سوال دیگر جواب دیگر۔ قبلہ آپ آئے کہان سے ہین۔ جی وطن سے آتا ہون۔ الٰہی خیر وطن کا کچھ نام بھی ہے۔ یا گمنام ہے۔ جی گوپامؤ مین مکان ہے۔ اخاہ آئیے آئیے۔ ماشاءاللہ خوب ملے۔ تو یہ کہیے حضور کا دولت خانہ گوپامؤ مین ہے خوش آمدی۔ خوش آمدی۔ یہان کس غرض سے آنا ہوا۔ حضور بندہ حکیم ہے۔ یہ کہیے تو آپ طبیب ہین کیا الطبیب الطبیب آپ خود ہونگے ہم حکیم ہین۔ طبیب کہین اور رہتے ہونگے خیر صاحب وہ طبیب نہین۔ آپ حکیم بلکہ سلطان الحکماء ہی

خفا کیون ہوتے ہو صاحب۔ کیا یہان مطب کرنے کا قصد ہے اور نہین تو کیا بھاڑ جھونکنے آیا ہون یا سنیچر پانون پر سوار تھا بھلا یہ فرمایئے کیسا مقام ہے لوگ کس فیشن کے ہین آب و ہوا کیسی ہے حضرت یہ نہ پوچھیے۔ باشندے شورہ پشت۔ چاق و چوبند آٹھون گانٹھ کمیت۔ اور آب و ہوا کا تو خیال ہی نہ کیجیے۔ برسون رہیے اگر کسی دن سوء ہضم کی شکایت ہو تو جرمانہ دون پاؤ بھر کی غذا ہو تو تین پاؤ کھایئے۔ ڈکار تک نہ لیجیے تو مجھے سزا دیجیے یہ سنکر حکیم صاحب نے منھ بنایا اور گولا کو ضبط کیا مگر بے اختیار بول اُٹھے لاحول ولا قوۃ۔ بڑے بُرے پھنسے! این بُرے پھنسے! یہ کیون کیون۔ اجی آب و ہوا مرغوب ہے۔ بیماری کا نام نہین یہ تو اچھا مقام ہے لاحول چہ معنی دارد! حضرت آپ بڑے کوڑھ مغز ہین۔ ایک تو آپ نے یہ گولا مارا کہ آب و ہوا اچھی ہے اتنا نہین سمجھتے کہ آب و ہوا اچھی ہے تو ہم سے کیا واسطہ۔ ہمین کون پوچھیگا بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے مکھیان مارا کرینگے۔ ہم تو ایسے شہر جانا چاہتے ہین جہان ہیضے کا گھر ہو۔ بخار پیچھا نہ چھوڑتا ہو۔ ڈینگو روز بیٹھا دبوچے۔ قبض اور حبش کی سب کو شکایت ہو آب و ہوا مین سم کی خاصیت ہو۔ چیچک کا وہ زور ہو کہ اللاما حب البتہ ہماری ہنڈیا چڑھے۔ آپ نے تو واللہ آتے ہی گولا مارا بیٹھے ہی پر ٹوک دیا اور ماشاءاللہ کس ہمدردی سے آپ فرماتے ہین کہ سوء ہضم کی شکایت نہوگی۔ واہ سوء ہضم کی شکایت اُن کو ہوتی ہوگی جو ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا ہین اور اُس پر طرہ یہ کہ پاؤ بھر کے عوض مین تین پاؤ غذا کھانے لگون۔ واہ واہ واہ۔ بیڑا ہی کر دیا۔ آمدنی کا نہیں اور کھائین چوگنا تو فرمایئے مرے یا جیے نا صاحب بندہ سویرے ہی بوریا بدھنا اُٹھا کر چمپت ہوگا۔ ایسے منحوس شہر مین میری بلا رہے

کہیں پتہ کی اور بوکھلاہٹ تو آپ کے قریب نہیں پھٹکنے پاتی فوراً میرے شیر نے ٹٹو کی باگ پھیری اور لگے اُلٹے چلنے۔ بائین بائین ای حضرت کیا یہ اُلٹی گنگا بہائی۔ ارے میاں یون چلو یون۔ اچھا وون سہی یا یون سہی لیکن سچ کہنا کوئی بات نشے کی پائی جاتی ہے۔ میاں آزاد نے اپنے کان اینٹھے اور کہا بندہ نواز وہم کی دوا تو لقمان کے پاس نہ تھی۔ ایکدفعہ بیس دفعہ پچاس دفعہ سمجھا دیا کہ آپ ہوش کی پوٹیا ہین۔ پھر آپ بار بار کیون پوچھتے جاتے ہین۔ خیر خدا خدا کرکے جانور کو پھیرا مگر نشہ نے الٹیرن کردیا۔ مسافر۔ مسافر۔ مسافر مسافر دیکھیے کیا قدم ہے نہ کہوگے سچ کہنا۔ جھوٹ بولنا اور سور کھانا اپنے حساب برابر ہے ذرا بھی نشہ کی کوئی بات پائی گئی۔ کیا مجال۔ بالکل ہوش کی باتین ہین۔ حضرت۔ خصوصًا اسوقت جو آپ نے گھوڑے کو پھیر دیا تھا یہ عین ہوش وحواس کی نشانی ہی اور یہ بار بار ایک ہی بات کو دہرانا صاحب ہوش کی باتین ہین۔ جیو شیر۔ ایک کبھی اور چڑھا لو تو پٹن ہی ہو جاؤ۔ ایکدفعہ ہی آواز آئی۔ مسافر۔ مسافر او میان مسافر۔ بدحواسی کی بات تو مین نے نہین کی۔ تمھین قسم ہے اپنے دین اور ایمان کی۔ میاں آزاد نے پھر اپنے کان اینٹھے۔ بدحواسی تو چھو نہین گئی۔ معاذاللہ جو کہین آپ بیہوش ہوتے تو ممکن تھا کہ گھوڑیا کا رخ پھیر دیتے۔ ایک یہی ہوش کی بات ہی کہ کوئی اٹھارہ کرور مرتبہ مجھ سے آپ پوچھ چکے کہ مین ہوش مین ہون نہ پھر میاں شہسوار نے چیخنا شروع کیا کہو بھئی مسافر دیکھنا ہم بھی کس خم ودم کے جوان ہین چشم بدد ور دم غنیمت ہی۔ اور یہ دیکھو ذرا نشے کی بو تک نہین آتی۔ بجا ہی مشق مین خوب واقف ہون نشہ ہوتا تو ایسے ٹھکانے کی باتین نہ سوجھتی جب میاں آزاد نے دیکھا کہ اب یہ ضرور بھرے اور گھوڑیا رہے رہے کا ہی جاتے ہین اب خیر نظر نہین آتی ہی جھٹ گھوڑیا کو ایک کھیت مین ہانک دیا اور غل مچایا کہ او کسانی او کسان دیکھو یہ تیرا کھیت چرائے لیتا ہی کسان کے کان مین جو بھنک پڑی تو لٹھ کاندھے پر رکھ لاکھون صلواتین سناتا ہوا جھپٹا آج چچا بنا کے چھوڑونگا۔ روز سوری چرائے جاتے تھے آج ہی تو تھے چڑھے ہو۔ بچہ جی۔ اب کہیے کیا درگت بناؤن قریب گیا تو دیکھتا ہی کہ ٹٹوی ہی اور ایک آدمی اُسپر لدا ہے۔ این ایں گل دیگر شگفت۔ اخاہ آپ ہین چلیے گھرے چلون رات کو گھری بر سویئے کسان گو کسان ہی تھا گنوار۔ مگر تیز طبع یہ جھانسا دیکر کہ تم کو گھرے چلونگا۔ سیدھا کانجی ہوس پہونچا۔ پیچھے پیچھے ٹٹوی۔ ایک دفعہ حضرت جو چونکے تو ہانک لگائی میاں مسافر میاں مسافر بھئی سچ کہہ دو ذرا نشہ کی چھا تو تک نہین ہے او چھاجی۔ یہ اپنے حساب ابھی راہ مین میاں آزاد ہی کے ساتھ چلے جاتے ہین۔ اس وحشت کو ملاحظہ فرمایئے۔ الغرض ٹٹوی اور سوار دونون کو کانجی ہوس مین ڈھکیلا اور چمپت ہوے ادھر میاں آزاد نے راہ لی۔ یہ بیچارے رات بھر کانجی ہوس مین رہے صبح کو دس آنہ دے کر بیچا چھوٹا۔ خدا اس شراب خانہ خراب کو غارت کرے۔ آمین آمین۔

اپنے حلوے مانڈیسے کام

میاں آزاد کے تو پاؤن مین آندھی روگ تھا۔ ادھر ادھر چکر لگائے راستہ ناپا اور پڑکر سو رہے ایک دن حسب معمول تلوے کھجلائے تو چلے سرا کی طرف۔ وہ تو کہیے خیر گذری کہ جوش جنون نے جنگل نہ دکھایا۔ دونون وقت ملتے سرا مین پہونچے۔ بڑی چہل پہل ہی۔ ایک طرف روٹیان پک رہی ہین

اپنا کہکے یون سُنایا۔ ؎

گفتمش اے مہ شب از من پے تابیدن چہ سود
گفت گستاخانہ بر روے من آن دیدن چہ سود
گفتمش رویت گل ست و گل براے دیدن ست
گفت بر دیدن وکان عاشقی چیدن چہ سود
گفتمش عشق گل رویت مگر باشد گناہ
گفت این رمزیست پنہان فاش نالیدن چہ سود
گفتمش نالیدہ ام کز جور تو رنجیدہ ام
گفت چون عاشق شدی بر جور رنجیدن چہ سود
گفتمش بر جور نافہمیدہ گشتم مبتلا
گفت این رسم قدیم ما است فہمیدن چہ سود
گفتمش فہمیدہ نافہمیدہ گشتم مبتلا
گفت بس اے عقل مغز ما خراشیدن چہ سود

سبحان اللہ حضرت آپ تو شاعر غرّا ہین۔ عرض کرون حضرت شاعر غرّا ہونا تو محال ہی مگر آپ قدردان آدمی ہین۔ ورنہ شاعر غرّا تو عرب مین متنبی اور امرءالقیس۔ فارس مین سعدیؔ خاقانیؔ فردوسی و انوری۔ ہند مین کالیداس اور کبراج اور اُردو مین انیس و دبیر آتش و میر گذرے ہین باقی خیر صلاح۔ اچھا حضرت کچھ اُردو کلام تو سُنایئے۔ بہت خوب۔ ؎

داغ دے جاتے ہین جب آتے ہین — یہ شگوفہ روز نیا لاتے ہین

سبحان اللہ داغ کے لیئے شگوفہ کیا خوب۔ (تسلیم)

یار تک بار کہان پاتے ہین — راستہ ناپ کے رہ جاتے ہین

کیا بول چال ہی کیا روزمرّہ ہی (آداب)

پر جنون وحشت نہ دکھلاتے ہین — آج تلوے مرے کھجلاتے ہین

اوہو ہو۔ کیا زبان ہی۔ سبحان اللہ حضرت۔ (کورنش)

ٹال جاتے ہین جو بوسہ مانگو — بات مطلب کی چبا جاتے ہین

بارک اللہ خدا کی قسم زبان چوم لے۔ بوسے کے لیے چبا نا بھی کیا خوب ہی

پھول کا جام پلا او ساقی — کانٹے تالو مین پڑے جاتے ہین

اہاہا۔ پھول کے لیئے کانٹے ؎

کنگھی کے نام سے ہوتے ہین خفا — بات سلجھی ہوئی الجھاتے ہین
نگہ رحم کبھی تو کیجیے — کوئی دم رحم بھی فرماتے ہین

ساتھ لاتے ہین رقیبون کو ضرور
دل دکھانے کو وہ عقل آتے ہین

اسکے بعد شاعر نے پوچھا کیون حضرت یہان کے رؤسا مین کوئی قدردان شعر و سخن بھی ہے۔ یہ نہ پوچھیے یہان مارواڑی البتہ رہتے ہین کتاب یا کتب فروش شاعر۔ یا منشی کی صورت سے نفرت ہی یہان کے رؤسا سے کچھ بھروسا نہ کیجیے وہ شعر و شاعری کے قریب نہین پھٹکتے۔ لاحول ولاقوۃ۔ توبہ آنا ہی بیکار ہوا اجی ایسی مین کیا شک۔ لاحول ولاقوۃ۔ لے صاحب آخر کوئی صاف مذاق بھی ہی۔ اب آپ تو ملتے ہی نہین۔ یہان قدردان خدا کا نام ہی۔

آٹھون کا میلا

وہان سے جو میان آزاد بستر کی طرح روان ہوے تو راہ مین دیکھا کہ کئی مسافر لدے پھندے جا رہے ہین۔ کیون بھئی اسوقت کہان لکھنؤ لکھنؤ! یہ کیون! کیون کیا! آٹھون کا میلا ہی یا نہین اس دھوم دھڑکے کا میلا دیکھا نہ سُنا ہان! تو اب ہم بھی چلتے ہین محرم الحرام اور بہار بسنت کے تو خوب مزے اُڑائے اب چلیے یہ میلا بھی دیکھ لین کیا جانے پھر ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے۔ یہ کہکر میان آزاد بھی لکھنؤ چلے۔ نور کے تڑکے داخل۔ سبحان اللہ کیا صبح ہے۔ عارفان حق پرست کے دل کی طرح نورانی اور باطن مین اہل تصوف کے

جہان سب ہٹے کٹے ہی نظر آتے ہین جسے دیکھو ڈیل ڈول سنڈ ابنا ہوا بھلا کوئی خاص عارضہ بھی یہان ہی یا عارضے کا اس طرف گذر ہی نہین ہوا۔ حضرت یہان کے پانی مین یہ تاثیر ہی کہ برسون کا مریض آئے اور ایک قطرہ پی لیا چاہے بس خاصہ ہٹا کٹا لاحول! پانی کیا آب حیات ہی۔ تو سہی جو پانی مین زہر نہ ملا دیا ہوا ہے تو قبلہ ہزارون کنوین سیکڑون اندارے پچاسون باؤلیان کس کس مین زہر ملاتے پھرے گا۔ خیر بھئی سمجھا جائے گا مگر بُرے پھنسے واللہ بہت بُرے پھنسے ہس وقت ہوش ٹھکانے نہین ہی مہترانی۔ مہترانی۔ بی مہترانی ذری ہم کو پنساری کی دکان سے تولہ بھر سکنجبین تولا دینا اس وقت جی قابو مین نہین ہے۔ اے میان پنساری یہان کہان کسی فقیر کی دعا ایسی ہی کہ یہان حکیم اور پنساری جمنے ہی نہین پاتا۔ کئی حکیم آئے مگر گور مین ہین کئی پنساریون نے دُکان جمائی مگر جیتا پھونک دیے گئے یہان تو بیماری نے آنے کی قسم کھائی ہے۔ ارے توبہ! ارے توبہ! بھئی واللہ کیا نکما شہر ہے خداوند ابچایئو اس طرف رُخ جو آج سے کرے اُس پر لعنت ہے یار و خدا کے لیئے ہمین ٹٹو کرایہ کردو تو رفو چکر ہو جائین بیچ پی ہزار نعمت کھائی ایسے شہر کی ایسی تیسی غضب خدا کا یہان پنساری کبریت احمر کا حکم رکھتا ہی۔

میان آزاد نے انکو چھوڑا تو سرا سے دوسرے گوشے مین جو گئے کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگوار گوشۂ محل مین بستر جمائے فوق ابھرے پڑے پہنے کھڑے ہین۔ یہ بے تکلف آدمی۔ السلام علیکم کہکر گوشۂ محل مین داخل ہو گئے۔ وہ بھی بڑے تپاک سے پیش آئے ہاتھ ملایا بغلگیر ہوئے تعظیم کی۔ لطف و اخلاق سے بٹھایا۔ مزاج اقدس الحمد للہ۔ جناب کا مزاج عالی شکر ہی مین تو ایک مسافر غریب الوطن ہون۔ آپ نے بڑی بندہ نوازی فرمائی اور ممنون احسان کیا۔

زقدر شوکت سلطان نگشت چیزے کم	ز التفات بہ مہمان سرائے دہقانے
کلاہ گوشۂ دہقان بہ آفتاب رسید	کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ کوئی بڑے لسان آدمی ہین پوچھا آپ یہان کس تقریب سے تشریف لائے ہین۔ فرمایا عرض کردون پیر و مرشد مین وکیل ہون۔ قصد ہی کہ یہان وکالت کرون کہیے یہان عدالت کی کیا کیفیت ہی۔ میان آزاد نے فرمایا یہ نہ پوچھیے یہان کے باشندے بھیگی بلی ہین۔ لڑنا بھڑنا جانتے ہی نہین۔ سال بھر مین دو چار مقدمے شاید ہوتے ہون چوری چکاری یہان کبھی سننے ہی مین نہین آتی۔ زمین آراضی لگان پٹی داری حقیت کے مقدمے کبھی سُنے ہی نہین قرض کوئی لے نہ دے۔ وکیل صاحب کا رنگ زرد ہو گیا۔ مگر حکیم جی کی طرح مخبوط تو تھے ہی نہین کہ بلبلا اُٹھتے نہایت متانت سے فرمایا کہ سبحان اللہ بڑے مسکین آدمی یہان بستے ہین مگر دل مین افسوس ہوا اس ٹیم ٹام دھوم دھام سے آئے اور یہان وہی ڈھاک کے تین پات انکو بھی چھوڑا اور یہان سے اور طرف چلے۔ دیکھا کہ چارپائی بچھائے شہتوت کے پیڑ کے تلے ایک صاحب بیٹھے حقہ اُڑا رہے ہین پوچھا آپکا اسم شریف۔ فرمایا گمنام۔ پوچھا مسکن فرمایا۔ع

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

پوچھا پیشہ فرمایا خون جگر کھانا۔ اخاہ آپ شاعر ہین۔ یہ کہکر میان آزاد بھی چارپائی کے ایک کونے پر بیٹھ گئے۔ حضرت حقہ تو بندے کے حوالے کیجیے اور آپ اپنا کلام سنایئے۔ بسم اللہ شاعر موصوف نے بہت کچھ چنین و چنان کے بعد یہ لیا کلام

ایک رئیس کی صحبت

ہمارے دقیقہ رس اور صبح نفس سیاح میاں آزاد آج سر شام سے سیر گشت کے لیئے چل کھڑے ہوے ہیں اور راتبو فصل بہار مین جنون کے پینگ بڑھے ہوے ہین - وہ شام کہ شام اودھ بھی اسکے مقابل مین گرد - وہ نور کہ صبح بنارس کا رنگ اُسکے آگے زرد - طرۂ شام روکش زلف مہوشان فرخار - سواد سرمہ کش دیدۂ خوبان گلعذار - ماہ مثل محبوب چاردہ سالہ منظر فلک سے جلوہ افگن حیرت تھی کہ الٰہی یہ شام ہی یا روز روشن یہ قمر ہی یا محفل طرب کا چشم و چراغ - یہ شب ہی یا نور کا جھلکتا ہوا ایاغ آسمان ہی یا خوان جواہر الوان - میان آزاد بادل شاد سیر کرتے پھونک پھونک کر قدم دھرتے مزے مزے چلے جاتے تھے اور بہار بطبع تو تھے ہی قدم قدم پر وجد مین آتے تھے - چلتے چلتے ایک چمنستان پُر بہار گلزار بیخار مین گذر ہوا - سبحان اللہ سبحان اللہ جو در و دیوار ہے لطافت بار ہی - کہین امرود کے ہرے بھرے درخت کہین تختۂ انار ہی جس گل کو دیکھتے ہین شگفتہ طبع کشادہ جبین - جس پھول کو سونگھتے ہین مشکبو عنبرین - عنادل پُر سوز زمزمہ پرداز - ہر روش گلستان سعدی شیراز جس غنچے کو دیکھو نازپرورد - کوئی سبز کوئی سُرخ - کوئی زرد کہین نرگس حیران و فتان - کہین ارغوان و عشق پیچان گل شبو صناعی مصور بہار کا گواہ اور شمیم مشکبار سے معنبر از ماہی تا باد - گلنار انتخاب فصل بہار - کوکنار خال عارض شاہدان فرخار - ع

در چمن بنگر بہار کوکنار لالہ غلطان در کنار کوکنار
کرچہ افیون خویش را بیرون کشید کم نشد زان اعتبار کوکنار
نشۂ وارد عشرت از نہار [illegible] عشوۂ پرکار ستمگار کوکنار

مخزن راز ست وہرے بردہان اہل دل باشند یار کوکنار
سنگ بر سر میزند از ننگ آن نیک تنگ آمد ز کار کوکنار

ناشپاتی کی آبداری و سیرابی - شفتالوے آڑوی و کاروی کی شادابی کچھ سبز کچھ سُرخ - ع

تو گوئی کہ مخمل حیرگان فرنگ کشیدہ بسر چادر سبز رنگ

انار لعل آبدار شیرین کار - عناب بالب دلبران در شکر آب بر روش رشک بستان - ہر قطعہ روکش روضۂ رضوان - ع

در دامن ہر شگوفہ باغے ہر برگ گلے چو شب چراغی
گلہاے شگفتہ جام بردست برداشتہ بانگ بلبل مست
در ہر چمنے بہ چشم بینا مینو کدہ برنگ مینا
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز از لولوے تر زمرد انگیز

وسط باغ مین سنگ مرمر کا ایک صاف و شفاف چبوترہ ہی اور اُسپر فرش مُکلّف بچھا ہی - اور ایک رئیس با توقیر صدر محفل خلد نظیر مع رفقاے فرمان پذیر و نخرہ بردار بیٹھے ہین شعر خوانی ہو رہی ہی اپنا اپنا رسوخ پیدا کرنے کے لیے ہر ایک مصاحب اساتذہ بے ہمتا اور شعراے غرا کے چیدہ چیدہ اشعار پڑھ رہا ہی - ع

۱- وحشت عیان ہی خاک سے مجھ خاکسار کی بھڑکے ہرن بھی سونگھ کے مٹی مزار کی

دوسرے صاحب بولے بھئی یہ رنگ پسند نہین - پھیکا رنگ ہی دیکھیے شعر ہم سُنائین - ع

۲- آبداری تو کرین خنجر مژگان پیدا ہم بھی کر لین گے ہر اک قطرۂ خون جان پیدا

دو چار حاضرین نے گردن ہلائی - مگر ایک صاحب جل مرے کہ ایسا نہو یہ رئیس گردون مدار کے مزاج مین دخیل ہو جائین تو ہم پسلی ہی رہین اُنھون نے یہ شعر پڑھا - ع

۳- عمر خاتم دیار بکار دگران ہست بوسیدن خرد سوال کہ عید رمضان ہست

مثل مہبط فیض ربانی جدہر دیکھو تجلی اللہ نور۔ جدہر جاؤ لطف اور سرور سلطان خاوری کے تاج زرین کی چمک اور اشعۂ زرنگار سے ذرون کی جھلک نمودار۔ درودیوار سے آیۂ وجعلنا الشمس ضیاءً آشکار۔ شنبہ کا دن جسکی شان مین فصحا نے کہا ہی۔ دکہ مکتب خانہ ہا را روز بازار از دست و اطفال دبستان سبق آموز او۔ الف ابجد زبانان ست و نقطۂ اولین پرکار دوران) دیکھتے کیا ہین کہ صبح ہی سے میلے کا رنگ جما ہی۔ نخل بہار کی نشوونما ہی غٹ کے غٹ ٹھٹ کے ٹھٹ۔ شہدے لُچے۔ ٹورے بچے گرہ کٹ جیب کترے۔ چربیے مدکیے۔ گنجریے بھنگیریے۔ شریف و نجیب زیرک و لبیب سب جوق جوق امنڈے آتے ہین۔ تامدان ہوادار رہوار باد رفتار فنس زرنگار۔ ٹٹو گھوڑا سب خرامان خرامان پوقدمے آتے ہین۔ بگھی پر بگھی ٹوٹی پڑتی ہے۔ گاڑی سے گاڑی لڑتی ہی۔ رنگیلون چھیل چھبیلون کی بن آئی۔ گاڑھی بوٹی چڑھائی بن ٹھن کے چھیلا بن کے میلا دیکھنے چلے۔ بالون مین حنا کا تیل چھوڑے کیچل سیٹ کا دھانی رومال اوڑھے دو اُنگل مانگ کھوے بانڈی سے پٹیان جمائے گھڑی لگائے۔ داڑھی چڑھائے گلے مین گلوبند و نفریب شربتی کا انگرکھا تن کا زیب پانون مین مخملی جوتی۔ کاشانی یا سوتی قہقہے اڑاتے آنکھین لڑاتے جا رہے ہین ادھر اُدھر نظارہ بازی کرکے مسکرا رہے ہین فنس پر باہرو ٹھٹے سے بیٹھی ہین۔ مگر بند۔ ہٹو بچو کا شور بلند ساقیون کا بازار گرم کسی نے دو کش پیے تکا ہتھیا یا۔ ساقنون کی دکانین دھوان دھار۔ تنبولیون کے بیڑے مزے دار کان میلے کی سرگوشی۔ حجام کی رونمائی۔ برف والے کی سو مہری سنکرنون کی ہانک۔ آنب کے مجے کی کمر کھو ہین۔ کابل کا میوہ رس بھری۔ تابے گلابیان خستوت۔ بوٹ لو ہرے بھرے بوٹ۔ کسی طرف سرمہ سی شیشہ کنگھی و یا سلائی کی ڈبیا ہے بخشی بھولا ناتھ کا باغ میلے کا چشم و چراغ ہے۔ نکیت ٹے لے کا تالاب ہزارون مین انتخاب لاکھون مین لاجواب ہی جو سلسبیل و کوثر کو شرمائے۔ تسنیم دیکھے تو پانی پانی ہو جائے۔ عجب لطف و سما ہے۔ ہزار ہا تماشائی تالاب کے اردگرد وابستہ جمائے کوئی دری کوئی زین پوش بچھائے بیٹھا میلا دیکھ رہا ہے۔ کوئی جہانیان جہان گشت چکر لگا رہا ہے کوئی ہوا کھاتا ہے۔ ایک فنس پر ایک جوان رعنا ڈھوہ کا ڈھوہ پچیس برس کا سن جلنے پھرنے کے دن لدا ہوا جا رہا ہی۔ کوئی ٹٹو کو تخ تخ کرتا آ رہا ہے امرا کے لڑکے زیور سے گوندنی کی طرح لدے مٹھائی خریدنے مین مصروف ہین مگر خدمتگار دیکھ بھال رہا ہی۔ کہ کوئی دست چالاک ہاتھون ہاتھ پانون کے گونگھرو نہ اُڑا لے۔ عورتین الگ زیور سے متجلی گھونگھٹ کاڑھے دبکی چلی جاتی ہین کہ کوئی جھپو دتیا ن موس لیجائے۔ تخت روان آتے ہین سوانگ کرتب دکھاتے ہین۔ شعبدہ باز سوانگ لاتے ہین۔ کوئی دہکتا انگارا کھا گیا کوئی لوہے کے چنے کرکرکے چبا گیا۔ برہمن ڈول لیے گشت لگاتے ہین۔ سقے اور بہشتی کٹورے کھنکھناتے ہین سہپر تک خوب جمگھٹا رہا۔ چراغ روشن ہوے اور یار لوگ کھسکے کسی نے مٹی کا بوا لیا کسی نے روئی کا لنگوٹہ اتنے مین ایک ریلا آیا تو کھلونے چکنا چور۔ ایک غل مچا یا کہ وہ ہاتھی آیا بھیڑ چھٹ گئی اور ردہ دراتے ہوے چلے مگر بگڑے دل اپنی جگہ سے نہ ٹلے شربتی کا انگرکھا چاہے ان گاؤدیون مین جڑ سے نکل جائے مگر ممکن کیا کہ بل جائے اس بھیڑ بھاڑ مین پولیس کا انتظام خوب رہا چوٹے اُچکے جا کر بکھتائے چلے ناکس مزنے سے گھر آئے۔

شنگرف کے رنگ کی خستہ بوٹیون پر ایک بار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے۔ ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون کہ آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے بات نہ کر سکے۔ سنگریزن پریزاد سرو قامت رشک شمشاد دکانون مین بانواع واقسام کے میوے قرینے سے چنے۔ محاورے اُنکے دیکھے نہ سُنے کبھی کوئی پکار اُٹھی میان یہ ٹکے کو ڈھیر لگا دیا ہی۔ خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے دل جلون کے سینہ مین سوز و گداز ہی مرد قانع شاعر ممتاز ہی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے اُٹھکر ایک کاغذ رئیس جم جاہ کی خدمت مین پیش کیا۔

رئیس۔ یہ کیا ہی بندہ نواز۔

شاعر۔ حضور کی شان مین کچھ نثر پریشان کہی ہی اور کچھ اشعار موزون کیے ہین۔ اب لگے فارسی مین گفتگو کرنے۔ خداوند چہ گویم از مفلسی وتنگدستی نوبت کار و باستخوان رسیدہ نان گریہ بہ تیری مدوزم اگر قصیدۂ ہذا کہ بیش از مزخرفات نیست پسند خاطر عاطر افتد فہو المراد ورنہ خیر خدا حافظ و ناصر ست زیادہ بجز دعاے دولت بندگان عتبۂ عالیہ متعالیہ چہ گویم

رئیس نے ایک مصاحب کو اشارہ کیا کہ پڑھو۔ اُنھون نے یون پڑھنا شروع کیا۔

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب	کہ آمد ناگہان دلدارم امشب

روزے بباغے رسیدم دیدم کہ بلبل خوش نوا برگ گل در منقار داشتہ در روے سخن بالمودہ می سراید کہ ای مرد خدا ما کہ بسبب وحشت وحیوانیت دور از قصور حضور موفور السرور سر تا پا نور حاجت روائے جمہور اکلیل تاج ارجمندی در رغرا فسر سربلندی۔ کان سخا۔ جان وفا۔ مزین مسند علم و افضال۔ رونق محفل ہنر و کمال حمیدہ خصال خجستہ جمال۔ مریخ جلال۔ سکندر اقبال۔ ماہ خدم سپہر حشم عطارد قلم۔ آسمان خیم۔ ستودہ شیم۔ عالی ہمم۔ کیوان ایوان۔ فریدون مکان۔ دادرس مظلومان۔ سحبان طلاقت انوری بلاغت۔ بوعلی ذکاوت۔ حاتم سخاوت۔ اسفندیار شجاعت۔ زینت وسادۂ دولت۔ زیب انجمن حشمت۔ صفا اخلاق عمیم الاشفاق۔ ؎

نیر آسمان عز و علا	آفتاب سپہر مہر و وفا
کوکب برج دولت و اقبال	گوہر درج عظمت و اجلال
زیرک و مدرک و فہیم و عقیل	منشی بے بدل شکیل و جمیل
در دریاے ہمت و جرأت	معدن جود و مخزن نصفت
گل شاداب بوستان نقا	بلبل شاخسار بذل و عطا

اتنے مین میان آزاد چپکے سے بول اُٹھے کہ یہ چورن والے کی بانی ہی یا امیر حمزہ کی کہانی ہے حضرت دم گھبرانے لگا۔ اب اُلجھن ہوتی ہی۔ یہ دُنبالۂ توصیف۔ الٰہی خیر۔

حاضرین جلسہ نے قہقہہ لگایا۔ اور اُنکو بھی چبوترہ پر بلایا ادہر وہ زٹل قافیہ شروع ہوا۔ والا نژاد۔ پاک نہاد۔ سرو قامت گل رخسار سہی قد ماہ عذار سنبل مو۔ خورشید رو۔ کاکل در پیچ و تاب بلبل را دل از مشاہدۂ جمال کباب۔ یاقوت لب سیم غبغب۔ ماشاء اللہ لب فوق از ظہور بروت تماشا گاہ حور۔ چاہ زنخدان از نمود ریش مصداق نور علی نور۔ از خجلت ابروان خمدار قوس قزح گوشہ پذیر وا از خوف سنان مژگان تیر بدامن نرگسا مان گیر چشمانش رشک غزال ختن و شیر افگن۔ سلک دندانش خجلت دہ در عدن و عقیق یمن ماہ کامل بمقابلۂ عارض صاف آن دریا دل داغدار و مہر زرنگار پیش روے آن والا تبار شرمسار حکیمی کہ ارسطو و جالینوس بقراط و بطلیموس را در مطبش بلیاقت نسخہ نوشتن نیست و بوعلی سینا را پیش او مجال دم زدن نہ بتصدیق می گویم کہ در علم

اکثر مصاحبین نے اسپر وجد کیا۔ سبحان اللہ۔ چلو غرۂ شوال کہ عید رمضان ست ٭ کتنا خوب کہا ہی۔

اتنے مین رئیس والا تبار نے فرمایا کہ جام و مینا کی تعریف مین کچھ شعر سنایئے ؏

۴۔ ساقی سر قدما چو ز جا برخیزد
از لب ساغر می نام خدا برخیزد

۵۔ میرود خندہ زنان باز صراحی برکوع
این نمازی ست کہ از قہقہہ باطل نشود

۶۔ اعجاز بادہ بین کہ مسیحی بصد نیاز
تعلیم قم قم از لب مینا گرفتہ است

۷۔ کہنہ ہر چند شود بیشترش میخواہند
دختر تاک عجب بخت جوانی دارد

۸۔ دے شراب ارغوانی ساقیا
ہے ابھی جوش جوانی ساقیا

اتنے مین ایک صاحب کو جام و مینا کا کوئی شعر اسوقت یاد نہ تھا فرماتے کیا ہین حضور گردن کی تعریف مین نجف قلی بیگ نے کیا جادو بیانی کی ہی۔ اہا ہا ہا۔ ؏

از لطافت میتوان چون نور در فانوس دید
از بیاض گردن او شعاع آواز را

سبحان اللہ کا دونگڑا برسنے لگا۔ اور کئی منٹ تک لوگون نے تعریف کی تب تو ایک بزرگوار نے اونکا رنگ پھیکا کرنے کے لیے یہ شعر فرمایا۔ ؏

خون عشاق بران گردن سیمین باشد
چون بیاضے کہ بر از معنی رنگین باشد

واہ واہ سبحان اللہ خون کے لیے معنی رنگین۔ واللہ اس لفظ سے شعر مین جان پڑ گئی۔ اچھی طبیعت لڑا گئی خداوند یہ کسی کا حصہ نہین۔ حضور یہ اشعار سنیئے گا مین نے ایک شیرازی کے سامنے پڑھے بربب کعبہ کہنے لگا کہ این قال شماست۔ مینے عجز کی راہ سے کہا کہ بابا ما کہ شاعر نیستیم بمیدانیم کہ کیستیم۔ پھر اصرار کیا کہ کلام خویش بر خوان۔ عرض کیا بندہ کم کمی گو ہیہ نہ قابل سماعت حضو

خاک پاک شیراز لوحش اللہ۔ غرض وہ شعر تو سنائین ؏

تا گرد ماہ سنبل مشکین نہادۂ
بس داغہا کہ بر من مسکین نہادۂ

بر عارض تو زلف سمن سا چہ حکمت ست
یعنی بجیب فاتحہ آمین نہادۂ

وان خال نازنین تو بعضے دقیقہ
طغرای مشک برگل نسرین نہادۂ

جانہا حیات یافت ز حسن کلام تو
در زیر لب چہ شیوۂ شیرین نہادۂ

فریاد ہائے قاسمی از آسمان گذشت
زین جور ہا کہ شیوۂ آئین نہادۂ

رئیس با وقار نے اس غزل کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ بھئی ہمین تو آتش اور حافظ کا رنگ دل سے پسند ہی۔ ؏

مرد و زنان کان کو مجنون کے تن طوق گر
چال بر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر

عجب نہین یجنون کی بزرگواری ہے
طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لیئے

رفقا اور ریمو پچوڑ تڑ سے بول اٹھے کہ بجا ہی خداوند آتش کی سی زبان کسی کو نصیب ہی نہین ہوئی۔ یہ روزمرہ کہان سے پایئے وہ تو وہ انکے تلمیذ سعید رشید صبا کے محاورات اور بول چال کو تو دیکھیے۔ ؏

نہایت جوش پر دریا ہی اپنی طبع موزون کا
جہان مین شور ہی طوفان آب در مضمون کا

ایک صاحب نے کہا خداوند نعت فصاحت اور جادو طرازی مین انیس مبرور۔ بول چال مین آتش مغفور۔ خیالات مین ناسخ۔ تشبیہ مین ذوق۔ عاشقانہ رنگ مین مومن۔ بلاغت مین دبیر۔ استعارہ مین میان امانت۔ مثنوی مین نسیم لکھنوی۔ واسوخت مین عیشی۔ ریختی مین بیدل۔ محلات کی بول چال مین حکیم نواب۔ خدا جانتا ہی کہ قلم توڑ گئے۔ اور سرور مبرور تو خدا سے نثر تھے۔ ذرا اس بول چال کو دیکھیے۔

وہ سرخ سرخ پیالہ سے ہنسان کا نکھار۔ سُرخی جھلکار۔ شیریلی

بعد جوش و خروش جن اور چڑیل کی باتین کرتے ایک تقریب
آئے ایک حکیم و شمیم و مسٹر لاغر -
حکیم - یار تم تو مغز کے بھیجے کے گودے کے کیڑے تک چاٹ گئے
بڑے بکی ہو - لاکھون دفعہ سمجھایا کہ یہ سب ڈھکوسلا ہی مگر تمھین تو
کچے گھڑے کی چڑھی ہی - تم کب سب سننے والے ہو - مرد آدمی
یہ سب لغو باتین ہین واللہ بنی ہوئی باتین ہین -
لاغر - قبلہ مرد آدمی تو خواہ مخواہ آپ ہی ہین - ماشاء اللہ صاحب
تن و توش واللہ گینڈے بنے ہوے ہو - یار کس چکی کا پیسا
کھاتے ہو موٹے آدمی تو بہت دیکھ ڈالے مگر واللہ ہی جو ایسی کلائی
ایک ہی کی موٹاپا پھٹا پڑتا ہے مگر اُستاد یاد رکھو - ۵

اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاؤ پرواری

جیسے تم بھدے ویسی تمھاری عقل بھدی -
حکیم - بجا ہی پیر و مرشد - یونان کے حکما کا سرتاج تھیولز بھی بڑے
تن و توش کا آدمی تھا - مگر اچھے اچھے حکیم اریب اور علماے ادیب
اُسکے سامنے زانوے ادب تہ کرتے تھے - یہ بحث مین ہوئے
اور دُبلے سے کیا واسطہ اگر آپ بھوت پریت دکھا دین تو
ٹانگ کے راستے نکل جاؤن -
لاغر - ہان - یہ دعویٰ بھی برسون ہی کا تذکرہ ہی کہ میرے ایک دوست
نے آدھی رات کے وقت دیوار پر ایک چڑیل دیکھی چوٹی تا بناف
اور جیسے کا موباف - بال بال موتی پروے ہوے پُرست مارے
پڑے رہے مٹکے تک نہین مگر آپ کہدینگے جھوٹ ہی -
حکیم - بھائی یہ سب غپ ہی - یہ واہمہ وہ بلا ہی جو صورت بنا کے
اور سناٹے حس و حرکت دکھا دے - جلا بھرا دے - واہمہ
خلاق ہی آپ کیا جانین - ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی تو پیدایش ہے
آپ کی - اور میان کرور باتون کی ایک بات یہ ہی کہ بے دیکھے

اعجاب نہ بتیا ئینگے لوگ بات کا بتنگڑ سوئی کا بھالا - بڑے کا
نالہ بنا دیتے ہین - ایک صحیح تو ننانوے لغو - بیتا کھٹکا اور بندہ سرکا
اور آپ ایسے ڈھلمل یقین حضرات کا تو کہین ٹھکانا ہی نہین
جو سُنا فوراً تسلیم کر لیا - برہان و دلیل سے سروکار نہین - رات کو
درخت کی پھُنگی پر بندر دیکھا اور روح فنا ہو گئی کہ پریت جھانک رہا ہی
ہوے اور ٹینٹوا لیا - کلبلائے اور گلا دبوچا - ذرا بلے اور شامت
آئی اندھیرے گھپ مین تو یون انسان کا جی گھبراتا ہی - اور جو
بھوت پریت کا خیال جم گیا تو ساری چوکڑی بھول گئے - ہاتھ پانون
سب پھول گئے - بلی نے میاؤن کیا اور مرغ روح قفس تن
سے پرواز کر گیا - چوہون کی کھڑبڑ سُنی اور بل ڈھونڈھنے لگے
اب جو چیز سامنے آئے گی پریت بن جائے گی - بس وحشت کے
قربان - میان بندۂ درگاہ سب پاپڑ بیل چکے ہین - کئی جن ہم
آتارے کئی چڑیلون سے ہم نے محلے خالی کرائے جہان بس چوتے
کھوپڑی پر جائے اور پریت کے بچے سنبھالا - میان ہم جیتے جاگتے
بھوت ہین اور پڑھے لکھے جن - یہ سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے
کوئی ہمیں بلائے تو جائین اور یون گپ اُڑانے کو کہیے تو ہم بھی
بے پر کی اُڑانے لگین یاد رکھو یہ عامل و امل سب رنگے سیار ہین
۶ - روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر + بندر نہ نچائے مرغ نہ لڑائے
پتنگ نہ چپکائے - بھوت پریت ہی جھاڑنے لگے اتنا نہین سوچتے
کہ بھوت پریت چڑیل برہم راکس کو مانو تو پھر لونا چماری اور نٹا بیتا
بیتا کی بھی بیعت لاؤ - اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ لونا چماری کو
کوئی بھی مانے گا - ارے غضب - ارے ستم -
لاغر - خیر اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ - چلیے ہمارے ساتھ میان
سے کوئی دو تین کوس کے فاصلے پر گانون ہی وہان ایک صاحب رہتے
ہین اگر آپکی کھوپڑی پر اُنکے عمل سے بھوت نہ چڑھ بیٹھے تو گدھے کے

منطق بہ تصور رم در اشکال انواع انسانی مثل آن صاحب کمال
کسے نتیجہ بخشش بدیہی نہ گذشت - ۵

ای رفیع المرتبت عالی نسب والا مقام	یافتہ از فیض ہدایت زیب ہم احتشام
مہر تابان والما بامہیۂ شان و شکوہ	بردر دولت سرایت بینمایہ اہتمام
حسن یوسف بود تماشائے رخ چون ماہ تو	چون لب لیلیٰ باہزاران دیدہ حل اندام
از نہیب قہر تو زران شال شاخ بید	زیر مرقد رستم و اسفندیار دزال و سام
گر دہی ترتیب بزم راحت و عیش و سرور	چون گدا جمشید آید رپیت محتاج جام
از ادب پیش تو کہ ہر کس تو اند ایستاد	چون کند اقبال و ربانی در شکل غلام

اسپر ایک شخص نے دبے دانتون فرمایا در ربانی درکی ایک ہی کہی ہے

چون نگرد دام از خلق تو باد شمال	در گلستان غنچۂ گل را نساز د تبسام
ایک مصرع کی کٹ گئی ہے دم	ہی لنڈورا یہ مصرع وہ دُمدار
گر کنی جولان سمند بادپا را در نبرد	غرق بخشش خصم را آرد بروی زیر گام
از صبا و سپ گلگون ثبت بسی فرق ستان	تا بماند او ہمین جا طی کند ابن دم و شام

واہ واہ واہ سپ گلگون کیا خوب فرمایا اور یہان بھی کلمہ تنبیہ اچھا آیا

نعرۂ طے الحفیظ والامان گردد بلند	روز میدان گر کشی تیغ غضب از نیام
دشمنت در پیچ خوار گرچہ بید حفظ جان	ہمچو کھیرا میکند دو نیم تیغ سبز فام

اہاہا ہا - کھیرا خوب موقع پر یاد آیا اس سے تو یون ہی کہا ہوتا کہ
چون خیار ترکند دو نیم تیغ سبز فام -

شہرہ ترسد چو زا خوف عدل و داد تو	ساختی گردن کشان ہر اہرمن وہ غلام
حاتم طی در طے میدان بخشش پیش تو	ای سخی ابن السخی ابن السخی سرنگون باشد مدام

بارک اللہ مصرعۂ ثانی کیا مختصر و موزون ہے ایک دفعہ ابن السخی اور آجاتا
تو مصرع ابن الشیطان کی آنت بن جاتا - ۵

عادل و غربا نواز و جوہر مردم شناس	مسند آرائے امارت ہست آن گردون خیام

ماشاءاللہ جوہر مردم شناس اچھی ترکیب ہے - شیخ نہین کہہ گئے ہین
در زبان آفرین بزرگان کے سلسلہ کا سکون عین لطف شاعری اور ثبوت

کمالی شاعر ہو - ۵

فخر شعرائے زمان مالک روم و چین و ہند	اسکندر ختم و ما ختم کل ختم کلام

اس مقطع کے قربان - یہ تعلّی تو جائز ہی ہی - نظامی نہین کہہ گئے ہین

نظامی بسا صاحب آوازہ
کہن گشتہ و ہمچنان تازہ

ضعیف الاعتقادی

کو چہ گردون کے پشت پناہ - رہ نوردون کے قبلہ گاہ قلمرو دشت کے شہنشاہ ذیجاہ میان آزاد کو ایک دن شوق چرایا کہ کسی مسجد مین جا کر نماز دوگانہ پڑھین - سوچے کہ آج یوم الجمعہ روز آدینہ ہی مکتبون مین یہ آزادی کا سکہ بٹھاتا ہی مسجدون مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہی - آج کے مبارک دن سے سبزہ و گل بھی ہزار زبان سے وحدہ لاشریک لہ گویان ہے بلبل رنگین گفتار کو وظیفہ معشوق حقیقی ورد زبان ہی - طاؤس طناز فرط طرب سے رقص کنان ہی - طوطی مثل حلہ پوشان جنان سبز پوش ہی - صوفی صافی نشۂ بادۂ ماعرفناک حق معرفتک مین سرخوش و مدہوش ہی - جدھر دیکھو تسبیحین کھٹا کھٹ چل رہی ہین شراب عرفان کی مٹکورین جوش سے اُبل رہی ہین - بارک اللہ کیا روز برکت آثار ہی کہ ہر در و دیوار فیض بار ہے - جمعہ رہ گم کردگان بادیۂ ظلمت کے لئے چراغ سراغ ہے - جمعہ عرفان کا پھیلا باغ ہے -

میان آزاد ایسے مزے مین آئے کہ مٹاجل کھڑے ہوئے دیکھتے کیا ہین کہ بڑے بڑے زہاد اور مولانا بالعلم و الفضل اولنا اور قاضی و مفتی شیخ و شاب عمامۂ فضیلت بر سر اور ردائے معرفت در بر جبہ و دستار بصد فخر و افتخار چلے جاتے ہین چہرے سے نور الٰہی برستا ہے - اتنے مین دو رندان ساغر نوش

سے جاکر یون کہا -

آزاد - میان ہم اُسوقت مسجد کے پاس تمھاری چہ مگوئیان کان دھرکے سُن رہے تھے - برب کعبہ جو آج تک ہم کبھی بھوت پریت کے قائل ہوے ہون - یار اب کچھ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ اس عامل کی قلعی کھُل جائے -

لحیم - اور مین آیا کس فکر مین ہون - آپ خاموش رہین دیکھیے مین ابھی ابھی ٹھیک بناتا ہون - ساری مشیخت کرکری ہو جائے تو سہی آج ہی تو پھنسے ہین چڈا گنجرو - ایسا دباؤن کہ چھٹی کا دودھ نکل پڑے - اب ہم ایک سے دو ہوے -

اتنے مین عامل صاحب عباسی تہ بند باندھے لمبے لمبے بال بڑھائے حنا کا تیل پڑا ہوا - پٹیان جمی ہوئین - مانگ نکالے کھڑاؤن پہنے تشریف لائے - آنکھون سے جلال برستا تھا جسکی طرف نظر بھر کر دیکھا وہی کانپ اُٹھا کسی نے قدم لیے کسی نے سری ٹیک کی اور اُنھون نے غل مچانا شروع کیا کہ دھونی میری جلتی ہے - جلتی ہی اور رلتی ہی - دھونی میری جلتی ہی - کھڑی مونچھین اور چیرڑھی داڑھی لمبے گیسو والا ہی - لمبی زلفون والا ہے - میرا درجہ اعلیٰ ہے - جھوم جھوم کر جو اُنھون نے ہانک لگائی تو جوالی موالی سب سنّاٹے مین ہو گئے - ایک دفعہ ہی بآواز بلند پکارا کہ کسی کو دعویٰ ہو تو آکر کشتی لڑے - ہاتھی کو ٹکر دون تو چنگھاڑ کر ڈنک دم بھاگے (خم ٹھوک کر) آ - کون آتا ہے - اب سنیے کہ پہلے سے ایک شخص کو سکھا پڑھا رکھا تھا وہ تو سدھا ہوا تھا ہی جھٹ کھڑا ہو گیا - ہم لڑینگے لوگون نے دیکھا کہ ایک ڈنڈ پیل کشتی گیر مقابلے کے لیے کھڑا ہوا ہی - تین انچھ کی دبیز گردن گینڈا بنا ہوا - خدا ہی خیر کرے - مگر عامل کی وہ ہوا بندھی تھی کہ لوگ اُس پہلوان کی حالت پر افسوس کرتے تھے کہ بیدھا ہے - عامل چٹکیون مین زور بھرے چُرمُر کر ڈالے گا

الغرض دونون آمنے سامنے آئے - اور عامل نے گردن پکڑتے ہی زمین پر دے ٹپکا - وہ مارا کا دونگڑا برس گیا اور پہلوان پندرہ منٹ تک بیہوش بنا رہا - میان آزاد نے لحیم سے کہا کہ یہ ملی بھگت ہے اسی طرح گنوار معتقد ہو جاتے ہین اُنھون نے کہا جی مین ایسے مزوّرون کی تہ تک سے واقف ہون - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان عامل نے پھر اکڑتے ہوے ہانک لگائی - کوئی اور زور آزمائے گا - میان آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ چٹ لنگوٹ باندھ دھم سے کود پڑے - آؤ اُستاد ایک ایک پکڑ ہم سے بھی ہو جائے تب تو عامل صاحب چکرائے کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے - پوچھا آپ انگریزی خوان ہین - آزاد نے کڑک کر کہا حضرت مین ہفتخوان ہون - بس اب سنبھلیے مین آ گیا - یہ کہکر گھٹنا ٹیک کر قلاجنگ کے پیچ پر مارا چارون شانے چت - عامل زمین پر دھم سے گرے اِنکا گرنا تھا کہ میان آزاد چھاتی پر چڑھ بیٹھے - اب بتاؤ بچا کاٹ لون ناک کتر لون کان - باندھون دم مین مندا - ہات تیرے کی عامل بنے ہین - لحیم نے جھپٹ کر آزاد کو گود مین اُٹھا لیا واہ اُستاد کیون نہو - میان عامل کی ساری شیخی خاک مین مل گئی - گنوارون کا عقیدہ جاتا رہا - بیچارے کو اُسی دن گانون چھوڑنا پڑا صحرائے دشت نوردی کے گرد بادی جودت وقاد میان آزاد اُس رنگے سیار عامل کو یہ شیخی بتا کر اور گانون کے ڈھلمل یقین گنوارون کو سیدھے ڈھرے پر لگا کر میان لحیم فہیم کو ساتھ لے ہاتھ مین ہاتھ دیے شہر کی طرف چل کھڑے ہوے راستے مین اُسی عامل کی باتین مزے مزے کی چہ میگوئیان کھلّی بازیان ٹھٹھے ہوتے جاتے ہین کیون سچ کہنا کیسا اڑنگا دیا بہت

پہنچا اب سمجھے خدا کی الوہیت کے بھی قائل نہیں چاروں طرف چلیے - دعویٰ بے دلیل کے مہمل ہوتا ہی - بندہ بدیہی ثبوت دیگا -
آپ نے تو جہان ذرا سی چڑھائی اور بس کہنا شروع کیا کہ سب
لوح - سب ہیچ - پیر و پیمبر - دیبی دیوتا - بھوت پریت - حور قصور
شیطان خبیث - بہشت دوزخ تک کے آپ قائل نہیں لیکن
آج ٹھیک بنائے جائیے گا - یہ کہکر وہ دونون اُس گانون کی طرف
چلے - میان آزاد تو دنیا بھر کے بفکرے تھے ہی - شوق چرایا
کہ چلو سیر دیکھ آؤ - اچھی دل لگی ہوگی - یہ بھی ان خیالات کے قیاس کے
کے جانی دشمن تھے اب کہان تو مسجد جاتے تھے کہ نماز دوگانہ نہ
پڑھین کہان چھو چھکے کے دیکھنے کا شوق ہوا مسجد کو دور ہی
سے سلام کیا اور سیدھے سرا چلے - ارے کوئی اکہ کرایہ کو
ہوگا - کوئی اکے والا ہے - ارے میان کوئی بھٹیارا اکہ بھاڑے
کریگا - جی ہان کہان کو جائیے گا - کہان کو - سک جملدی پور
کیا دیجیے گا - پہلے گھوڑا اکہ تو دیکھین - گھر گھوڑا نخاس مول
وہ کیا کمائی دار اکہ کھڑا ہے اور یہ سرنگ گھوڑی ہے - ارے !
توبہ - مریل - دُبلی پتلی - ہڈی ہڈی گن لو - یہ تو کوئی نو دن مین
اڑھائی کوس چلے گی - کون ؟ - یہ گھوڑی - واہ حضور - ہوا سے
باتین کرتی جاتی ہے - بیٹھے اور وہان سے پہونچے واہ وا - گھڑیا کیا
ریل کا انجن ہی کہ چلتے ہی الوپ انجن ہو جاتی ہے - اچھا کسو چار آنے
دینگے - دھیلی کے پیسے لین گے - میان آزاد دوسری طرف چلے -
پھر پلٹے اچھا پانچ آنے - ناہین خداوند - سات گنڈے سے
کوڑی کم نہ لین گے - اچھا کسو - اتنے مین میان آزاد نے ایک صاحب
سے پوچھا کیون حضرت اس گانون کو سک جملدی پور کیون
کہتے ہین - بندہ نواز اسکی بڑی داستان ہی ایک صاحب تھے
شیخ جمال الدین انھون نے گانون بسایا - اور شوق چرایا کہ
اپنا پورا نام رکھین شیخ جمال الدین پورا نام رکھا - گنوار آدمی
شیخ جمال الدین کیا جانین - انھون نے شیخ کا سک اور جمال
کا جمل اور الدین کا دین کر دیا اتنے مین اکے والے نے
آواز دی کہ یکہ تیار ہے - میان آزاد جلدی سے اِکّے پر سوار
ہوئے اور اکہ کھڑکھڑاتا چلا - اثنائے راہ مین انھون نے
پوچھا کہ کیون بھئی دن بھر مین کیا مل رہتا ہوگا - اے حضور اب
رُجگار کہان صبح سے شام تک جو ملا پر ندم پرندم - دو ڈھائی
آنے جوڑ رکھا گیا - دو تین گنڈے گھر کے خرچ مین گئے دھیلے
پیسے کا سُلپھا تنباکو اُڑا دیا - پھر موچی کے موچی - مہاجن کے
پچیس روپیہ چھ مہینے سے بیباک نہ ہوے اور جو کہین کچی مین
چار پانچ کوس لے گئے - تو پٹھیان دھنس گئین پنجنی ہال کھرے
ورے انجر پنجر سب نکل گئے - دو چار کے ماتھے گئی - اور میان
رُجگار تو تمھاری سلامتی سے تب ہو جب یہ ریل اُٹھ جائے -
اسنے سب رجگارے ڈالے - اب آپ ہی نے سات گنڈے
جملدی پور تک کے دیے مُل تین چکر لگا کر - یہ تو رجگار رہ گیا ہے
مل مل کے پیسہ نکلتا ہے - کوئی دو پونے دو گھنٹہ مین میان آزاد
سک جملدی پور پہونچے - پتا وتا تو انکو معلوم ہی تھا - سیدھے
چلے اور عامل کے مکان پر کھٹ سے داخل - اللہ اللہ بڑی
بھیڑ ہے - خلقت ہی کہ اُمڈی چلی آتی ہے - عورت مرد ٹوٹے
پڑتے ہین تماشائیون کا تانتا لگا ہی - ایک آدمی سے انھون نے
پوچھا کیا آج یہان میلا ہی - ناہین میلا ویلا ناہین - ایک منئی کے موڑ
پر آج پریت آئے ہے - تون مہرار و منسر و سب دیکھے آوت ہین
ہان ہے دل لگی - اس جھنڈ مین انھون نے اس حکیم و حکیم آدمی
کو ڈھونڈھ نکالا - جو دعویٰ کر کے آئے تھے کہ بھلا ہم پر
تو کوئی پریت بلا دے اور تنہا ایک گوشے مین

اور آپ فرماتے ہین دو مہینے کے اندر ہی اندر لڑکا ہے واللہ ہم ا
[illegible] لینا - ان فقرے پر یار لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے
وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ کمرہ گونج اٹھا اور شاہ جی کے آئے حواس
غائب ہوگئے - دل مین تو کروڑون ہی صلواتین سنائی ہونگی
لب حضرت کیا عرض کرون اُس جوار مین لوگ انھین معاذ اللہ
خدا سمجھتے تھے - شاہ جی کبھی روپیہ برساتے تھے کبھی بے فصل
کا میوہ منگاتے تھے - کبھی گھڑے کو چکنا چور کرکے پھر ثابت
کر دکھاتے تھے - غرض کہ سیکڑون ہی اسیٹھین یاد تھین مگر میان
میرے سامنے تو ایک نہ چلی - نام سُنا تو ہکا بکا ہوگئے - صورت
دیکھی اور تھرا اٹھے جیسے ساہ چور سے اور سانپ مور سے
ڈرے - میان آزاد نے مسکرا کر کہا کہ واللہ ساہ اور چور کی اچھی
تشبیہ دی - بھئی سنو آزاد ہم گنوار آدمی تین پانچ تو جانتے نہین
ہمین بات کرنا کیا آئے - یار ہم تو دوست کے دوست
ہین مگر ایسے قابو جیون کے البتہ دشمن ہین - جہان مین بولنا
بھلا کسی سدھو یا شاہ جی یا عامل کا رنگ جم تو جائے - کیا
مجال - رگید رگید کر اور کھدیڑ کھدیڑ کر مارون ادھ مرا کر دون تو
وجہ کیا ہین تو زمانہ بھر کا نیارہا - چھٹا ہوا شہدا - ایک ہی کا یان
ہون نہ - مجھ سے اُڑ کر جائین گے کہان نیچے پاتال تک کی تو
خبر مین لاؤن - اوپر آسمان مین تھگلی لگاؤن مجھ پر بھلا وہ بیچارے
کیا ہاتھ صاف کرینگے -

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے پوچھا کہ کیون پیر و مرشد
آپ انگریزی پڑھے ہین - میان آزاد نے کہا جی ہان کچھ شُد بُد
جانتے ہین آپ اپنا مطلب کہین - یا حضرت ایک بھی عرضی
[illegible] منظور ہے میری ہفتاد پشت پر احسان کیجیے - سنو فصیح
انگریزی مین خوب نمک مرچ لگا کر لکھ دیجیے - [illegible]
نمک مرچ لگانا مین کیا جانون - یہ کسی گول گپے والے سے کہیے
بندے نے کالج مین یہ علم پڑھا ہی نہین -

مصاحبت

ہمارے ندیم با فرہنگ - ہم سنگ دانایان فرنگ والا نژاد
فرخ نہاد میان آزاد کڑی کمان کے تیر کی طرح چل کھڑے ہوے
اور سیدھے ریل کے اسٹیشن پر پہونچے لگے پلیٹ فارم پر چہل قدمی
کرنے پل مارنے کی دیر ہوئی تھی کہ سامنے سے نور کا بکا نظر آیا
چکا چوند کا عالم تھا - انکے کان کھڑے ہوے کہ این گل دیگر
شگفت -

اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ اغل بغل مشعل دستی روشن ادھر ادھر
مصاحبین رفقا خوشامد خورے لیمو نچوڑ بیچ مین ایک امیر کبیر رئیس
ابن رئیس بڑے ٹھسے سے آرہے ہین - ہٹو بچو دور باش و ادب
کی آواز بلند ہے - سب کے پہلے اُس جھنڈ کی نظر میان آزاد پر پڑی
جو ہے انھین کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہی - یہ سوتنت وحشت مین جو آئے
تو اور بھی ڈبل چال چلنے لگے - رئیس کے مصاحبین سب حاضر جواب
تیز طبیعت زبان دراز فقرہ باز ٹھٹھول ضلع جگت مین طاق پھبتی
کہنے مین مشاق آوازہ کسنے مین شہرۂ آفاق تھے پھبتی نہ کہین تو
ذہن کند ہو جائے - ایک نے کہا حضور دیکھیے گا یہ فرنگی بھی واللہ عقل
کے پتلے ہین - آسمان مین انھون ہی نے تھگلی لگائی ذری دیکھیے
تو بے پٹری کے چھوٹا موٹا انجن چبوترے پر چلا دیا - دوسرا بولا
خدا کی قسم کیا لاگ ہے - تیسرے صاحب نے فرمایا خداوند یہ چلتا پرزہ
ہے - چوتھے ماشاء اللہ! ذری اس وحشت کو ملاحظہ فرمایے گا
یہ احتباس یہ گرمی اور آپ سیاہ بانات کا دگلا ڈانٹے گھوم رہے
ہین - پانچوان بادۂ انانیت کے نشے مین جھوم رہے ہین چھٹا یہ سمجھ
کہ [illegible] الا اللہ یہ تو مند ہی یا بانگر مئو کا خربوزہ - سنا تو ان ماشاء اللہ

بلبلا رہے تھے حیدرا سے

سمجھے تھے آپ کوئی سر کو بچی نہین	فرعون کے لیے کوئی موسیٰ نہ آئیگا

یہان اُستادون کی آنکھین دیکھی ہین - پور پور مین چستی کوٹ کوٹکر بھری ہی - ایک ایک پیچ کے دو دو سو توڑ یاد ہین - کھنڈون لڑ ولن ہانے کا نام نہ ہون تحمل کیا کہ دم توڑے - ٹرتیے کا تو کینڈا ہی اُسکا نہ تھا - گردن موٹی نہین چھاتا چوڑا نہین - بدن کسا پٹا نہین کان ٹوٹے نہین - چیونٹون سے تاڑ گیا کہ گھامڑ ہی - گردن پکڑتے ہی پھر مرکر ڈالا - مارا چار ون شانے چت دھڑ سے زمین پر گرا - ارا ارا دھون - بہت بلون پر تھے بچہ جی - عامل کی دُم بنے تھے یاد ہی تو کرتا ہوگا قسم حسینؑ کی جوان باتون کی ذرا بھی اصلیت ہو - کیسا پریت - کسکا بھوت کہان کی چڑیل - سب ڈھکوسلا سب گپ مگر خلقت بھی کیا بھیڑیا دھسان ہی سُن لیا چاہین بس فوراً ایمان لائین - اور سُنیے ایکمرتبہ ایک بنے ہوے سدھ پلتھا مارکر بیٹھے اور لگے بکارنے کہ کوئی چھپا کر ہاتھ مین پھول لے ہم چٹکیون مین بتا دینگے - آگ لگ گئی واللہ شعلے بدن سے نکلنے لگے - مین نے کہا اچھا ہمنے پھول لیا آپ بتایئے تو سہی پہلے تو آنکھین نیلی پیلی کر کے مجھے ڈرانے لگے - مین نے کہا میان عقل کے ناخن لو مین ان گیدڑ بھپکیون مین نہ آنے کا - یہ تیلیون کا تماشا کسی نادان کو دکھاوے بتاؤ بس بتاؤ تھوڑی دیر سوچ ساچکر بولے زرد پھول ہی - مین نے کہا کہین ہو نہ زرد اتنا کہنا تھا کہ کہان پھول کا رنگ زرد بتاتے تھے کہان خود حضرت کا چہرہ ہو زرد ہوگیا - رنگ فق ہے - کاٹو تو لہو نہین بدن مین - پھر بگڑ کر فرمایا کہ ارے دھوکا ہوا سبز پھول ہی - مین نے کہا واہ بھئی لال بھبھوکا کیون نہ ہو بھینس نہ کودی کودی گون یہ تماشا دیکھے کون - ہرا پھول آج تک یکھا نہ سنا این گل دیگر شگفت

اچھا شگوفہ چھوڑا - واللہ یہ نیا گل کھلا - واہ مجھی میرا تو خدا کرنا کہ انکا گلاب سا چہرہ مُرجھا گیا - میری باتین کانٹے کی طرح چبھنے لگین اور ادھر یہ - لوگون کو شگوفہ ہاتھ آیا - واللہ کھل کھلی اسوقت انکی بیکلی دیکھتا اور مین جامے مین پھولے نہ سماتا تھا غنچے کی طرح کھلا جاتا تھا - ان باتون سے اُنھین ایسا خار ہوا کہ بگولا بنکے وہان سے پٹا توڑ بھاگے - حکیم نے کہا اُستاد واللہ باللہ ایک تم کو اپنا ہمصفیر ہمدرد پایا - یار ہم بھی یہ سب معرکہ جھیلے بیٹھے ہین سب کھیل کھیلے ہوے ہین -

سنیے ایک دفعہ ایک صحبت مین جانے کا اتفاق ہوا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک نیم مُلا خطرۂ ایمان لسان الغیب بنے بیٹھے ہین اور اچھے اچھے تربیت یافتہ انکا کلمہ پڑھتے ہین - پوچھا آپکی تعریف کہیے ایک صاحب نے جو اُس مزور کا ایمان لا چکے تھے دبے دانتون کہا شاہ صاحب غیب دان ہین آپکے کمالات ظاہری و باطنی کے جھنڈے گڑے ہوے ہین - دس پانچ نے تو انکو آسمان ہی پر چڑھا دیا - مین نے کہا تو زندہ جاے سے جھنڈے ہی پر نہ چڑھاؤن پوچھا کیون شاہ جی صاحب قبلہ یہ تو بتایئے کہ ہمارے گھر مین لڑکا کب تک ہوگا - شاہ جی سمجھے کہ یہ بھی سنے ہونگا ہی ہین - چلو ان اپ شناپ بتا کر چونگا کرو اور رکھو لے مرد میرا اور میرے باپ دادا اور اُنکے باپ کے پردادا کا نام پوچھا یہان حافظے کی یہ کیفیت ہی کہ باپ کا نام تو اکثر یاد بھی رہتا ہو دادا صاحب کا نام کس ملعون کو یاد ہو مگر خیر جو زبان پر آیا اول جلول بتا یا تو حضرت فرماتے کیا ہین - بچہ دو مہینے کے اندر ہی اندر پیدا ہونے والا ہین - شاہ صاحب قبلہ ذری سنبھلے ہوے - ابتو کہا اب نہ کہیے گا دیکھیے مین جتائے دیتا ہون کیا خوب آپ نے اچھے اچھی حضرت کچھ خیر ہے - پچھلے دن تو بندے کی شادی کو نو مہینے

بیٹھو وہ مزاج دیکھکر بہت جل نکلا ہے یہ جل تک جیسے ہم

یہی آنکھیں تو ہی کیا ہیں سبھی آنکھیں دیکھی ہیں
میں ڈر جاؤنگا آنکھیں دکھائیے نہ مجھے

میاں آزاد۔ یہ گیدڑ بھبکیاں! اجی کیوں ہو۔ شان خدا۔ آپ اور ہمیں گدا دینگے اوگا وہی ہم گدا کھانے والے نہیں کیا کہوں ایک رئیس کے مصاحب نہیں ہوتا تو اسی دم ہیں گردن ناپتا۔ مگر کل تم کو ٹھیک بناؤنگا۔ ہمیں ایک اور رفیق نے ڈپٹ کر کہا آپ ہیں کس بھکوے رئیس کے مصاحب! میاں آزاد نے کہا دیکھیے خداوند نعمت ایسے مصاحب ہیں حضور کے ایک تو حضور کے سامنے گدا دینے پر آمادہ ہیں۔ دوسرے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے۔ تیسرے نے آپکے دشمنوں کو بھکوا بنایا۔ چوتھے صاحب نے فرمایا کہ ہمارے آقا بھولے سادے آدمی ہیں اب کون نہیں جانتا کہ بھولا اور سادہ اس زمانے میں گاؤدی احمق گھامڑ سے مراد ہے۔ لاحول ولا قوۃ رئیس کو یہ کلمے ایسے برے معلوم ہوے کہ فوراً مصاحبوں کو للکارا جسنے بھکوا کہا تھا وہ تو کھڑے کھڑے موقوف ہوا کیوں بے نمک حرام یہ کیا بات چیت تھی۔ جسکا نمک کھائے اسی کو بھکوا بتائے ابھی موقوف۔ انکو نکال دو۔ میاں آزاد نے (بہت خوب سیر و شد) کہکر انکو تو اسٹیشن کے باہر نکالا۔ اب انکی شامت آئی جو سادہ مزاج بتاتے تھے۔ کیوں بے مردک ہم احمق ہیں بھولے ہیں گدھے ہیں۔ ابھی دور ہو سامنے سے اگر ڈیوڑھی پر آیا تو جس نے تو کہا ہی تھا کہ میاں آزاد نے فقرا پورا کر دیا (تو وہ بیچارے کی پٹنگی بچہ کہ سر پر ایک بال نہ رہے گا) جس نے پیچھا کوئی ہوا حاضر و حرشہ کہکر آزاد نے انکی بھی گردن نا پی اور اسٹیشن سے بدر کیا۔ پھر یا جو ڈیوڑھی پر آیا تو تھانے گا۔ اب انکی حضرت کی باری آئی جو گدا دیتے تھے۔ ہاں جی کیا تم نے کہا تھا ذرا پھر تو کہنا۔ گدا دوگے۔ میری طرف دیکھو۔ گدا دوگے۔ اللہ اللہ اب آپ اتنے ہو گئے۔ کہ جسکو ہم نوکر رکھیں وہ ہمکو آپ گدا دیں ہٹ سامنے سے۔

میاں آزاد نے دیکھا کہ سب کے سب کا موقوف ہونا اچھا نہیں تو کس مزے سے کہتے ہیں۔ اے خداوند۔ انسے مجھسے مذاق ہوتا ہی جانے دیجیے۔ دیکھو جی تم کو رئیسوں کی ابھی صحبت نہیں رہی ہے۔ کوئی اپنے آقاے نامدار کے سامنے ایسا کلمہ منہہ سے نکالتا ہے سب خطا معاف اور کدورت صاف کراؤ ہاتھ جوڑو قدموں پر ٹوپی رکھو۔ بیچارے نے ناچار ہاتھ جوڑے اور کانپتے ہوے کہا خداوند قصور ہوا۔ از خردان خطا و از بزرگان عطا۔

اب سنیے کہ میاں آزاد نے کہا چلیے حضور ہوٹل گھر دکھا دوں رئیس گردون مدار مع مشعل دستی و رفقا چلے تو آزاد نے کہا حضور اگر میرا کہنا مانیں تو اس غٹ کے غٹ کو ساتھ نہ لے چلیں۔ ان لوگوں کو حکم دیجیے کہ باہر جہاں لکڑ والا بیٹھا ہے وہاں ٹھہریں اور دستی گل کر دی جائے۔ حضور تشریف لے چلیں۔ کمترین ہمراہ رکاب ہو اور ایک خادم باادب پس ادھر رئیس مع میاں آزاد مصاحب خاص اور خادم باادب کے ہوٹل کیطرف چلے ادھر مصاحبوں میں ہنڈیاں پکنے لگیں۔ واہ بھئی واللہ ہم سمجھے تھے کہ ہم ہی زمانے بھر کے فقرہ باز ہیں مگر یہ ہمارے بھی چچا نکلے۔ آدمی کیا بلا ہے بے درماں ہے۔ یہ وہ کالی ناگن ہے جسکے کاٹے کا منتر نہیں اجی سونگھ جائے تو انسان ٹن کر کے رہ جائے۔ ارے یار ہم جانتے تو اس بد بخت بے آموز سے ہی کیوں کہتے۔ کیا کہیں۔ شد فی شد فی دیکھو اسکی آنکھوں میں رنگ جمایا۔ آتے ہی دو کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا اور تیسرے کی خطا معاف کرائی ایسے دخیل ہو گئے۔ اور سنیے

کیا چہرہ نورانی ہے -

میان آزاد نے دیکھا کہ پھبتیون کا گراب ہی بڑنے لگا - جسے دیکھو نئی سُناتا ہی - جو ہی وہ بناتا ہی تو پر پُرزے جھاڑ کر یہ بھی جواب ترکی بترکی دینے پر آمادہ ہو گئے - جیسے ہی ایک مصاحب نے کہا کہ ماشاء اللہ کیا چہرہ نورانی ہی - میان آزاد تڑسے بول اُٹھے واللہ اچھا غول بیابانی ہی - اب تک تو سیار اور سگ نے ردبار شغال ہی دور دور سے ہو ہو کیا کرتے تھے اب برمھ راکس بھی اسٹیشن پر آنے لگے - مین تو اس روشنی ہی سے تاڑ گیا تھا - کہ غول بیابانی ہے -

مصاحب - اندھیرے مین بہت دور کی سوجھی -

رفیق - اس کالی بانات کے دگلے پر مجھے دھوکا ہوا کہ کُسم کے کھیت سے بنڈیلا نکل آیا -

لیمو نچوڑ - ع - سب صورت لنگور فقط دُم کی کسر ہے -

میان آزاد نے اسکا مصرع اولی پڑھ دیا - ع - لاحول ولا قوۃ یہ کون بشر ہی - ایک اور صاحب نے آگے بڑھ کر پوچھا - اسم تامبارک - میان آزاد نے کہا آپکا مزاج بلید؟ دوسرے نے قہقہہ لگا کر کہا کس کھیت کے ہو یہ بولے بھیڑیے کے بھاٹے سے کب نکلے بھئی - رئیس کو میان آزاد کی باتین ایسی بھائین کہ پاس بُلوا لیا - حضرت آپ اسوقت جو کچھ لڑ رہے تھے یہ آپ ہی کا کام ہے میان آزاد جھک کر ایک فرشی سلام بجا لائے - رئیس با توقیر تو امیر کبیر تھے ہی جس سے خوش ہوے دم کے دم مین نہال کر دیا فرمایا کہ آج سے آپ ہمارے ساتھ رہا کیجیے - خانۂ احسان آباد بہت خوب ہمراہ رکاب ہون - جہان حضور کا پسینا گرے مین خون گراؤن - کوئی ترچھی چتون سے دیکھے تو آنکھین پھوڑ ڈالون مصاحبون کو میان آزاد کا نوکر ہونا کانٹے کی طرح کھٹکا -

ایک - (دبے دانتون) پیرو مرشد - استخارہ تو دیکھ لینا واجب آئے تو کیا مضائقہ -

دوسرے - (جل بھُنکر) خداوند بے سمجھے بوجھے کیونکر یہ رکھ لیے گئے - خدا جانے چور ہین اُچکے ہین - خونی ہین - یہ بھی کون بَلا اور یون صورت سے تو مرد آدمی سب ہی معلوم ہوتے ہین مگر کسی کے دل کا حال کیا معلوم -

تیسرے - بیشک کیا چوٹّون کے سر پر دو سینگ ہوتے ہین -

چوتھے - حضور والا یہ ایک دفعہ جعلی دستاویز بنانے کی علت مین ماخوذ ہو چکے ہین -

پانچوین - اجی یہ تو برف بیچا کرتے ہین - مگر واللہ اچھا نقشہ جمایا -

چھٹے - خداوند انکی چشم ازرق پر نظر ڈالین یہ عین دلیل طوطے چشمی کی ہے -

ساتوان - ناصاحب انکا یہان کہان ٹھکانا -

میان آزاد سب کی ہانک سُنکر بولے - پیرو مرشد یہ سب چوٹّے اُٹھائی گیرے ہین - جانباز ون مین بندہ درگاہ ہی ہین! اچھا ایک کام نہ کیجیے اسٹیشن پر کوئی کام بتا دیجئے - دیکھیے کون حسن لیاقت سے انجام دیتا ہے -

مصاحب - تو آپ تو ریل کے خلاصیون مین کام کر چکے ہین آپ سے اسمین کون بھڑے -

آزاد - اچھا حضور عرض مین کچھ سوال و جواب ہون دیکھیے ان سب کا قافیہ تنگ کر دیتا ہون یا نہین -

اتنے مین ایک مصاحب نے جھلّا کر کہا - اے واہی تواہی یہ ٹین ٹین لگائی ہی - کہین مین ایک گدا نہ دون حضور کیا بھلا

ننھی ننھی بوندیں پڑنے لگیں اور پھر چشم زدن میں مینھ موسلادھار دونگڑا برس پڑا - آسمان پر ابر محیط ناپیداکنار اور سحاب پر بحر کا دھوکا ہوتا تھا اتنے میں ہوا نے وہ زور باندھا کہ ٹہنیاں پھٹ پڑیں اُدھر برق نے چشمک زنی کی ادھر رعد گرجنے لگا پتے جل ترنگ بجاتے تھے - سارنگ گاتے تھے کالی کالی گھٹائیں لال لال انگارا سی بجلی کا کونکنا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی حبشی کے جسم سے خون کے تراٹے بہ رہے ہیں - یا کسی گنوارن نے مانگ میں سیندور بھرا ہے - یا سونا کسوٹی پر کسا ہے - میاں آزاد ایک [illegible] ن میں دبکے دبکائے بیٹھے تھے جب پانی کسی قدر کھل گیا اور سبزے کا غبار دھل گیا تو میاں آزاد خراماں خراماں چلنے لگے - اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک یورپین معزز سوداگر ایک گلعذار کو بغل میں بٹھائے برانڈی کے نشے میں ڈگری دوڑائے زن سے نکل گیا پھر دو رہوار صبا رفتار ایک اسپ باد ریختہ پر فرانسیسی ساج اور دوسرے گلگون آہو شکار پر ایک خاتون زہرہ جبین کرکڑاتے اور چمکاتے چلے جاتے ہیں ایک جنٹلمین تاجر باوقار زن جمیلہ و طرحدار کو ساتھ لیے ہاتھ میں ہاتھ دیے میٹھی میٹھی باتیں کرتے وہ نازواد اسے قدم دھرتے میاں آزاد کے قریب سے نکلے - زن حسین و مہ جبین کی زلف پرشکن مشکبار ہوا اُڑی یہ زلف ہے یا عرق بہار یا فتنۂ روزگار - سامنے سے تین چار لیڈیاں غنچہ دہن سیمتن ہمجولیوں سے چہل کرتی اٹھلا اٹھلا کر آ رہی ہیں اُدھر ایک عالیشان وسیع توامان کوٹھی میں تین جنٹلمین پیالے پیالے اونچے سروں میں کچھ الاپتے ہیں اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک احاطۂ دلکشا اور فرح بخش میں چار پانچ لڑکے اُدھر کھیلن سموتے ہیں گیند بلے پٹ پچانے میں معروف ہیں میاں آزاد اپنے دل میں سوچے کہ بہار عمر انھیں کو حاصل ہے زندگی کے مزے یہی لوٹتے ہیں - کہیں بلباجا بج رہا ہے - کہیں گانا ہوتا ہے - کوئی گھی پر ہوا کھاتا ہے - کوئی پیدل جاتا ہے اس سہانے وقت اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں اور پھولوں کی بھینی بھینی مہک کی یہی داد دیتے ہیں - نوعروسان چمن کا جوبن دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں - میاں بیوی خوش و خرم خنداں فرحاں تر دماغ و غزل خوان یہ اسیر عاشق وہ اسیر مفتون - ع

ز غم در زدہ غم کالا + یہی خوشی اسے کہتے ہیں - اب شہر کی طرف پلٹے تو بوے بد دماغ میں آنے لگی - کوئی پڑا سو رہا ہے - کوئی اپنی قسمت کو رو رہا ہے - ایک شخص نے ذرا سی بات پر اپنی بیوی کی کمر پر ایک لات کس کے لگائی اور پھر ایک چھڑی جمائی اور لے گی - حلوائی اور حلوائن نانبائی اور اسکی بیوی میں جوتی پیزار نند بھاوج میں گلخپ اور تکرار - دیورانی جیٹھانی میں مار دھاڑ بیٹوں اور بیٹوں میں گالیوں کی بوچھار ہو رہی ہے جس گلی کوچے میں نکل جاتے ہیں شور محشر برپا ہے اور چو طرفہ سے یہی آواز آتی ہے کہ تڑکا ہوا اور لڑنے لگے - صبح صبح آدمی رام کا نام لیتا ہے خدا کی یاد کرتا ہے - پیر پیغمبر کو مناتا ہے - یہ نہیں کہ تڑکے تڑکے جوتا چلنے لگا - خیر یہ تو نیچ قوموں کی بات چیت تھی - اب شرفا کا حال سنئے کوئی تو دروازے پر بیٹھا حقہ پی رہا ہے کوئی لمبی تانے پڑے خراٹے لے رہا ہے - کوئی بیوی کو ڈپٹ رہا ہے - کوئی لہسن پیاز گوشت کی فکر میں ہے - اور کہیں میاں بیوی میں بیچ چل رہی ہے -

میاں آزاد نے اپنے دل میں افسوس کیا کہ واہ رے ہم اور ہمارے شغل کجا وہ سجے سجائے بنگلے - وہ میٹھی میٹھی باتیں وہ پیاری پیاری ادائیں - وہ اودی گھٹائیں - آبی لباس کی جھلک

کس نقرے سے ہم سب کو سوقت ٹہلایا - اور گرگٹ والے سے مصاحبت گرمانے کا حکم دلوایا ہات تیری دم مین موٹا سا رسّا باندھون مصاحب خاص بنے ہین - چڈا - یا رویڈ صب ہوئی اب اس مردود کا نکلنا مشکل ہی - اسپر فقرہ چلنا سخت دشوار ہی پہلے درجے کا مکار طرار عیار ہی - واللہ ہنسی آتی ہی - جی تو آپ کو ہنسی آتی ہوگی - ہماری روح تو رو رہی ہی - بھلا ہنسی کا یہ کون موقع ہی جسطرح دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے - اسطرح ہم آپ برسون کے رفیق نکال دیے گئے - کٹ جانے کا مقام ہے تیجیے اس ملعون نے خدا اسے غارت کرے آتے دستی گل دو مصاحب غائب - خود مصاحب خاص الخاص بن بیٹھے - اب کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اب یہ جمنے نہ پائین - ہم بتائین مشہور کر دو کہ یہ بوچڑ ہین ہیچ قوم - ہمارے حضور کو اسکا بڑا خیال ہی یہ بھی جو ابھی موقوف نہ کردین تو ہاتھ کٹاتا ہون ناک بدتا ہون - واللہ بوچڑ کی خوب سوجھی مگر کہے کون کسی ایرے غیرے پچ کلیان کو لگا دو - اُدھر رئیس خورشید کلاہ کو آزاد شیخو خیست بناہ نے ہوٹل دکھایا لمونیڈ کا ایک جام پلایا اور خراماں خراماں اسٹیشن کے باہر سیر کرانے لائے مصاحبون نے دیکھا کہ مصاحب خاص سے میٹھی میٹھی باتین کرتے آتے ہین - ایک شخص کو پہلے ہی سے سکھا پڑھا رکھا تھا - اسنے آگے بڑھکر آوازہ کسا کہ واہ رے زمانے کے اُلٹ پھیر - ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینیم

شریف بیچارے تو نکالے جائین اور قوم کے بوچڑ رئیسون کی مصاحبت پائین - اتنا سننا تھا کہ رئیس کے کان کھڑے ہوے - انکو ہیچ قوم خصوصًا بوچڑون سے بہت نفرت تھی فورًا میان آزاد سے بیساختہ پوچھ بیٹھے کہ کیا آپ بوچڑ ہین - اتنے مین ایک مصاحب بولا کہ حضور نہین تو اور ہین کون - دوسرے نے موقع پاکر کہا ابھی کل تک تو کبھی پوچھتے تھے آج حضور کے مصاحب خاص ہوے - ایاز قدر خود بشناس - کیا مزے سے گرمائے ہین - گوشت بیچتے بیچتے عمر گذر گئی - اب باتین بناتے ہو - اور رئیس زادون کو بہکاتے ہو اب میان آزاد حیران ہین کہ یہ سردست اچھی بٹی - خوب بھاڑا کیا دل گردہ ہی کہ کلہ بکلہ بوچڑ بنا رہے ہین - الغرض میان آزاد کا رنگ پھیکا پڑ گیا - مصاحبین کا داؤن چل گیا - میان آزاد بیچارے بوچڑ بنا کر نکالے گئے - اور مصاحبین نے کہنا شروع کیا کہ حضور تو اُس بوچڑ والے کے دم مین اچھے آ گئے ہم برسون کے جان نثار - پشت ہا پشت کے نمک خوار گرگٹ والے کے سپرد کئے گئے اور وہ حضور کے ساتھ ساتھ اسٹیشن کی سیر کر رہا تھا صاحب لوگون نے دیکھا ہوگا تو کیا کہا ہوگا کہ یہ امیر آدمی اور بوچڑ کے ساتھ ہوا کھا رہے ہین - الٰہی توبہ - الٰہی توبہ -

کیا کمال ہے

زعفران کشمیر کوچہ گردی - گیسوے غدار دشت نوردی دبستان جنون کے مسلم الثبوت اُستاد میان آزاد ایک روز بادۂ طرب کے نشہ مین چور سرخوش و مخمور نور کے تڑکے سبزان چمن اور خوبرویان گلشن کا جوبن لوٹتے چلے جاتے تھے - ہر سمت باغ و بہار انفاس نسیم سحری عطر بیز و عنبر بار - آب جوئبار کا جھلکنا مرغان خوش الحان کا چہکنا - غنچون کا پیاری ادا سے چٹکنا چکور کے قہقہے - بلبل کے چہچہے - ابر کی اٹکھیلیان برق کی بتیابیان سبزے کی لہک کلغی کی دمک سے فلک الافلاک پر دماغ تھا سمند طبع مسرت سے باغ باغ تھا - ایکدفعہ ہی چارون طرف سے ابر تند و پرشور گھر آیا - فیل مست کی طرح جھوم جھوم کر گھٹا آئی اور سیر باغ کی کیفیت دوچند ہو گئی - پہلے تو ٹپ ٹپ

پھر تھا پانی مگر اُس سے بھی نکالے گئے - اب آپ ٹھینگ کی لے رہے ہین اُسنے کہا آپ بھی نرے گاؤدی ہین ارے میان اب گپ اڑانے سے بھی گئے گذرے - بھنگ والے کی دُکان پر بندۂ درگاہ تہذیب کو رفو چکر کر دیتے ہین - تہذیب آئے تو بھنگ گھونٹے کا سونٹا ہی لگاؤن - اور پھر اتنا تو سمجھو کہ یہان ہمین جانتا کون ہی - بھئی خیر بیٹھو یا جاؤ مگر از برائے خدا ہتھے پر نہ ٹوکو - میان آزاد تو ایک سیلانی آدمی تھے - خود بھی تپائی پر ٹنک گئے - تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک درخت کے تلے چھپر پڑا ہی مگر سرکی کا - صاف ستھرا ایک تخت بچھا ہی - دو تین تولیان دو ایک گھڑے ڈول رسی لوٹے کونڈی بھنگ بھری دھتورا شکر کالی مرچ یہ سب سامان موجود ہے - بھنگ والا اسل پر رگڑے لگا رہا ہی - لگے رگڑا مٹے جھگڑا - دو چار بگڑے دل دُنیا و مافیہا سے بیخبر - نہایت بیتابی سے غل مچا رہے ہین کہ داتا تیری دکان پر ہُن برسے ہان ہان ایسی چکی پلا جسمین جوتی کھڑی ہو - آج تو دھتورا بھی چاہیے ذرا سا گرہ دے - ہان جسمین خوب سرور گھٹین ارے تیری دکان کے تو چوہے بھی بھنگڑی ہونگے - بھنگ والے نے دو تین کو خوب گاڑھی بوٹی پلائی وہ رفو چکر ہوے تو دو چار آے - اتنے مین میان آزاد کے دوست نے جنکو لوگ موٹاپے کے سبب سے بجد بجد کہا کرتے تھے یون ہانک لگائی کہ اُستاد آج تو دودھیا پلواؤ - مگر خوب چکی ہو - پیتے ہی سے اُرٹے چلو مین الو ہو جائین - اُستاد تو ان ایسون کی قبر تک سے واقف تھے دودھیا میٹھی کیوڑے سے بسی ہوئی پلائی - پہلے تو میان آزاد نے کہا کہ کیا! بھنگ! نشے کی چیز! نا صاحب توبہ توبہ - عطاے تو بلقاے تو بخشیدم - بندہ درگذرا - بلی بخشے چوہا لنڈورا ہی جی جائے گا - نشے کا تو مین جانی دشمن ہون - زردا ون وہ دوسر

ہین - کونسی دانائی ہی دام خرچ کرکے اُلو بننا - ذی ہوش ہوکر بیہوشی کو ترجیح دینا آدمی سے اونٹ بنجانا انسانیت سے اپنے کو خارج کر دینا حماقت ہی یا نہین -

بجد بجد - تو یہ کہیے چینین وچنان کے پھندے مین پھنس گئے اور پڑھو کہتے ہین رفتہ رفتہ پاگل ہو جاؤگے لے اب پہلے تو آپ فصد کھلوائین پھر دماغ کا علاج کرین - میان سے

بہار عمر ملاقات دوستداران ست	چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

ایک کلھڑ پیو - دیکھو تو کیسے سرور گھٹتے ہین - نہ پیے تو ہمارا ہی ہو تو
بجد بجد نے اپنے ایک دوست ہرنج کو پلادی اور سب ملکر چلے

بجد بجد - یہ چھوہارے کا پیڑ ہے -

آزاد - ہان ہم خرما ہم ثواب -

بجد بجد - کیا خوب -

آزاد - تسلیم -

راستے مین ہرنج نے پوچھا کیون یار یہ کون محلہ ہی - جی چینی بازار ہے واہ کہین ہو نہ - یہ چینیا بازار ہی - ماشاءاللہ یہ نیا نام سنایا - چینیا بازار کیسا چینی بازار ہی - آپ تو کہنا نہین ملنتے کہتے ہین کہ چینیا بازار ہی - کیا! کہتے ہین - آپ ہین کون جو کہتے ہین ہم گلی گلی کوچے کوچے چپے چپے سے واقف ہین - آپ ہمین راستہ بتاتے ہین - اے تیری قدرت اسی شہر مین پیدا ہوے اسی مین عمر بھر رہے اسی مین لتنے بڈھے ہوے - آپ فرماتے ہین چینیا بازار اور نہین تو کیا آپ کی طرح چینی بازار کہین - نا قبلہ بندۂ درگاہ کی زبان سے غلط لفظ نہ نکلے گا - جی ایسے ہی تو آپ بڑے محقق ہین لے خبردار اب چینیا بازار نہ کہیے گا - میرے سامنے گنوار سا ہے - ابے چینیا بازار کے کیا معنے مردک - ہائین کیا بکا - مردک! یہ مردک کسے کہا - میری شان مین اور یہ کلمہ شہید مردون سے بھی دل لگی

وہ مل مل کر گانا۔ وہ مزے مزے سے باجا بجانا۔ وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے وہ چمن اور روشون مین اٹھلانا۔ کجا یہ عفونت خیز گلیان۔ یہ وحشت انگیز کوچے۔ یہ عفونت بیز ہوا۔ یہ کیچڑ یہ جوتی بیزار۔ یہ میان بیوی مین تکرار جسے دیکھیے گھر سے باہر نکلنا ہی نہین جانتا۔ کوئی مُردون سے شرط کرکے سویا ہی۔ کوئی انگڑائیان لے رہا ہی۔ کوئی کروٹ پر کروٹ بدلتا ہی۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا + اتنے مین میان آزاد ایک مکتب کے قریب پہونچے بیس بائیس لڑکے جھوم جھوم کر بیٹھے پڑھ رہے ہین۔ اور ایک کمسن طالب علم کو مولوی صاحب یہ پڑھا رہے ہین۔

آن عشوہ گر کرشمہ سنج شیوۂ سامری بکار بردہ و شعبدۂ ساحری آشکار کردہ مرأتے از بغل برآوردہ در ویش مرکب اندوہ در محاذی آن بیدل لمحہ گذاشت و برگے چند از نار در آب ریختہ بگفت منزل من حصنی ست حصین و حصاری ست بلند چون چرخ برین کہ در ہوائش پرواز کم کند سیمرغ در غیہ راہش بال مجال بریزد بہرزہ ہیون ہوس بسوی اجل متازد بیہودہ بکام نہنگ گام منہ عبث با دیہائے بادیہ جنون مباش و چون مجنون بزنجیر رسوائی سر در مکش کہ ذرہ بغتراک خورشید دست نتواند زد و پشہ بربام آسمان نتواند پرید این بگفت و راہ منزل خود پیش گرفت زرگر کہ خدنگ دل دوز عشق آن جادو فطرت ماہ فریب تا سوفار در دل نشستہ بود بر خاک بیقراری بیرافتاد۔ میان آزاد کے کان کھڑے ہوے کہ این! یہ تو بہار دانش ہے آگے بڑھکر علیک سلیک کے بعد مولوی صاحب سے پوچھا کہ جناب مولانا صاحب آپ کیا درس دے رہے ہین۔ فرمایا بہار دانش کا سبق پڑھا رہا ہون۔ کیا بہار دانش ہے۔ اور مکتب مین۔ افسوس ہے کیسے بیہودہ بھی پڑھایا۔ جی دو لڑکے تو ملک زادہ خاتون اور گوہر بانو کا سبق پڑھتے ہین۔ اور ایک نے ابھی کوئی چالیس صفحے تک پڑھا ہی۔ مولوی صاحب کیا بال دھوپ مین سفید کیے ہین گردن پیرانہ سالی کے سبب سے ہلنے لگی مگر ابھی تک عقل نہ آئی یا یون کہون کہ آپ سٹھیا گئے۔ اجی قبلہ بھلا یہ کتاب اس لائق ہی کہ مکاتیب مین تعلیم دیجائے۔ سن شریف شصت و ششتاد مگر اپنی ریش و فش اسمین کہین عشق جنون خیز کا قصہ۔ کہین بتان جادو فطرت کا فسانہ کہین گل فروش خونین نگاہ کا ذکر۔ کہین معشوقون کی کج ادائی۔ کہین عورتون کی بیوفائی کا مذکور یا جادوگرون کی حکایت دیو اور جن کی شکایت ہی۔ از سرتا پا فحش بلکہ افحش الافحاش۔ کمسن طلبہ کے دل پر اس کے مطلب کا کیسا خراب اثر ہوگا۔ حضرت از برائے خدا اس کتاب کو نہ پڑھایئے واہ صاحب آپ کیا جانین۔ یہ تو ہمارا علم ادب ہی۔ پھر آخر پڑھائیگی کیا۔ میان آزاد نے افسوس کیا کہ بعض گاودی مدرس کیسی کیسی واہیات کتابون کا طلبہ کو سبق دیتے ہین کہ معاذ اللہ

چلو مین الو

میان آزاد ایک روز چلے جاتے تھے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک چوراہے کے نکڑ پر بھنگ والے کی دکان ہی۔ اور اسپر ایک ایک لنگوٹیے یار بیٹھے ڈینگ کی لے رہے ہین کہ ہم نے جو خرچ کر ڈالا وہ کسی کو پیدا کرنا بھی نصیب نہوا ہوگا۔ لاکھون کمائے کرورون لٹائے کسی کے دینے مین نہ لینے مین۔ اتنے مین میان آزاد نے جھک کر کان مین کہا۔ واہ بھئی استاد کیون نہو۔ نقالی کے صدقے اچھی ترانیان ہین۔ بابا تو آپکے عمر بھر فالودہ بیچا کیے اور دادا جی نے کی دکان رکھتے رکھتے بوڑھے ہوے آپ نے کیا ایک لوٹا لٹایا کیا۔ یا دیکھا ایک فقیر سا ڈھے چھ روپیہ کا ہوا تو کیا

تقریر مختصر ہو جائے۔ حقے کا منہ کالا ہو یا گڑگڑا ہو۔ تمباکو والے کی دلکش دکان پر اور ہی آن بان ہے۔ نرالی سج دھج انوکھی شان ہے جسے دیکھو اسی کا دم بھرتا ہے۔ نا کے پر پیچ تو مہنال دروازے تک تڑاقے کی آواز جائے۔ نیچہ کیا ہزار داستان ہے۔ ہر فصل مین چہک رہا ہے۔ تمباکو مشک و عنبر کی طرح مہک رہا ہے۔ آتش زبانی مین فرد۔ دود افگن کی گرم بازاری۔ اسکے مقابلے مین سرد پھول ہے سدا بہار۔ یا کوہ ہے آتش بار۔ بقول رسا گل بھی ہے بلبل بھی ہے۔ نقل بھی ہے گل بھی ہے۔ گنبد لطافت کا سر طوق جنبر ہے چلم گویا کلاہ ناز بر سر ہے۔ جھجھ زنی پر آمادہ ہوا تو اچھے اچھون کے دھوین اڑا دیے۔ آتش نفسون کے چھکے چھڑا دیے محفل کی رونق اسکے دم سے مجلس کا لطف اسکے فیض قدم سے۔

خوبان شکر لب کے ساتھ دمساز ہے۔ ہوا خواہون کا سرمایۂ ناز ہے۔ دود عنبرین سرکشت چشم پری رخان فرخار۔ چاند و بازون کا لنگوٹیا یار۔ گندھی کی دوکان عنبر بار کی طرف جو گذر ہوا۔ تو دماغ طبلۂ عطار بنگیا۔ خوشبو کیا فتنۂ روزگار ہے۔ کسی کنٹر مین عرق عروس کسی مین عرق بہار ہے خراج خطا و ختن اسکا مول ہے قنوج اور جونپور اسکی چاہ مین ڈانوان ڈول ہے۔ نخلخہ در رائحہ سے دماغ معنبر ہے دور تک شمیم عنبر عطر روح پرور ہے۔ دلدار چوڑی فروش بلا سے بید ربان ہے۔ چوڑی سیاہ رو کش سرمہ آلودہ چشم خوبان ہے۔ سبز چوڑی سبزان ہند کی یاد دلائے۔ سرخ چوڑی کے رشک سے یاقوت احمر ہیرا کھائے صورت دیکھے جی للچائے زاہد صد سالہ بھی دیکھ پائے تو بیدام بکائے خرید یجائے رعب حسن سے مول تول کا لفظ زبان پر نلائے چوڑی کیا مشاطۂ چابک دست ہے جو ساعد سیمین کے جوبن کو بطرز کاو بانکے دیر بینہ رونکو محبوب بچارہ دہ سالہ بنا دے۔ پھر جوہری کے کارخانہ زرنگار پر جو نظر پڑی تو گویا کھراج ہیرا سے آنکھ لڑی فلک

دیکھے تو لآلی آبدار پر انجم نثار کرے۔ ایک ایک دُر یتیم کا مول خراج بدخشان ہے۔ حاصل بحر ایک دُر مکنون کا بہا ہنو۔ پھر بزازے کی طرف جو نکل گئے تو آب روان کی جھلک پر خریداری کا شوق چرایا روپیہ گاڑھے وقت کام آیا۔ زربفت گلبدنون کو بھایا لالہ نین سکھ سے بھاؤ چکایا۔ انھون نے کبھی دس کبھی پانچ دام بتایا دھوپ چھانھ نے گرگٹ کے ایسے رنگ بدلکر شرمایا۔ حلوائی کا میٹھا پکوان غضب کا آب و تاب۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ برفی دیکھے تو منھ مین پانی بھر آئے۔ گرسنہ چشم کا جی چاہے کہ تھال کے تھال کھا جائے۔ کتب فروش کی دکان پر شائقین علم و ہنر کی گرم بازاری شمع کتب پر اہل قلم کا پروانہ وار ہجوم ہے۔ شعرا کے تذکرے دواوین مذرت طراز مثنوی کتب اخلاق۔ طب کے نسخے تاریخ علم ہیأت اور طبیات کے رسالے شعرائے گرانمایہ ایران کا کلام فصاحت التیام علمائے عرب کے مصنفات۔ عاشق مزاجون کے مطائبات ظرافون کے ہزلیات فراخ سمات۔ جدھر نکلجاتے ہین خوشی کی کھانچیان بھری ہین۔ مسرت کے انبار لگے ہین۔ بازار نشاط کی گرم بازاری نے غم دزدِ غم کا لا۔ عیش و عشرت کا بول بالا۔ میان آزاد دل ہی دلمین سوچتے جاتے ہین کہ الٰہی یہ شہر ہے یا خلد برین۔ یہ زمین ہے یا سواد اعظم عرش برین۔ راستے صاف۔ سڑکین شفاف۔ کوئی خوشی کے شادیانے بجاتا ہے۔ کوئی رنگ رلیان مناتا ہے کہین دنگا نہ فساد ایک کو دوسرے سے رنج نہ عناد چلتے چلتے ایک شخص سے مڈبھیڑ ہوئی علیک سلیک کے بعد پوچھا کہ یا حضرت یہ کون گلزمین ہے مین تو اسیر ہزار جان سے عاشق ہوگیا۔ یہ سمان دیکھا نہ سنا۔ باشندے سب مرفہ حال سیم و زر سے مالا مال بشرے سے خوشی ٹپکتی ہے۔ چہرے سے مسرت برستی ہے میان یہ شہر تقدس بنیاد مینو سواد حشمش مرساد چند ہی روز سے آباد ہے لیکن ایسی ساعت سعید اور آوان حمید مین اسکی بنیاد پڑی

اچھا کسی ثالث سے پوچھو۔ آزاد نے دونون کو سمجھایا کہ کیون لڑے مرتے ہو۔ مگر سنتا کون تھا۔ اُسوقت سامنے سے ایک آدمی چلا آتا تھا آزاد نے بڑھکر پوچھا کہ او میان جانے والے ہوت بھلا یہ کون محلہ ہی۔ اُسنے کہا کہ چینیا بازار اب بھد بھد اور ہرنجھ دونون نے اُسکو دق کرنا شروع کیا چینی بازار کہ چینیا بازار بولو۔ جلد بولو۔ چینیا بازار کہ چینی بازار۔ بتاؤ جھٹ پٹ۔ چینیا بازار کہ چینی بازار چینی بازار یا چینیا بازار۔ سو سو دفعہ پوچھ رہے ہین کہ چینی بازار یا چینیا بازار اور آدھ کوس تک اُسکے ساتھ گئے اُس بچارے کو ان بھنگڑ سلطانون سے پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگیا۔ بار بار ڈپٹ رہے ہین کہ چینی بازار یا چینیا بازار۔ اسنے صدہا مرتبہ کہدیا کہ صاحب چینیا بازار اور چینی بازار دونون صحیح ہین۔ مگر انکو تو پیچے گھڑے کی چڑھی تھی۔ انھون نے سوائے اسکے اور کچھ بات ہی نہ کی کہ چینی بازار یا چینیا بازار۔ جب آدھ کوس تک اُس بچارے رہرو کو رگیدے گئے اور چینی بازار اور چینیا بازار سنتے سنتے اُسکے کان تک پک گئے تو وہ جھلاّیا اور ڈانٹ کر بولا کہ چپ رہو بدمعاش چینی بازار اور چینیا بازار دونون کی ایسی تیسی اور تمھاری ساتھ سے کرے۔ اب بولے تو ہم کھوپڑی پر ایک ڈنڈا جمائینگے نامعقول۔ ہم کو بنا تا ہی۔ ہم کوئی گنوار نہین۔ تم اپنے دل مین سمجھے کیا ہو۔ ابھی آواز دون تو تین سو تلوریے تلوارین سوت سوت کر آن موجود ہون۔ ایک گھنٹے سے جان عذاب مین کردی کہ چینیا بازار یا چینی بازار۔

ہرنجھ۔ ہت ترے بھد بھد کی ایسی تیسی۔ کہتے تھے مردک سے کہ ہم کو نہ پلا نہ مانا۔ دیکھو بھنگ سے کیسی مت بھنگ ہوئی

صنعت اور تجارت کے کرشمے

اُدھر خاتون شب نے شکست فاش پائی اور عامل روز کی سواری صبد کروفر آئی۔ چراغون نے برطرفی کا پروانہ پایا اور شہد صبح نظر آیا۔ ادھر مجنون لیلاے دنیائے دون۔ حضرت تیغ کشور کشایان معرکۂ جنون۔ وحشت کے نہنگ بحر آشام شیطان سے زیادہ مشہور خاص وعام شیخوخیت پناہ میان آزاد وحشی امڈے چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ بستی سے کوئی دو گولی کے ٹپے پر ایک جوئبار اور لب چشمہ سار بگلون کی قطار ہی اور ہر گلبن پر بلبل رنگین گفتار ہے غزل خوان گلشن کی زبان صرف قصیدہ ہاے نوروزی۔ ہرسمت سامان طرب ہی اور اسباب عشرت اندوزی۔ ہر مرغ خوش الحان ترانہ سنج ہی اور مرنجان مرنج۔ سبزہ مثل ساکنان خلد سبز پوش ہی رند عالم سوز بھی بادۂ وحدانیت کے نشے مین سرخوش و مدہوش ہی۔ در و دیوار سے وجعلنا النہار معاشاً آشکارا اور مفہوم وجعلنا سراجاً وہاجاً نمودار۔ جہان جہان اور خرامان خرامان حضرت بھی گلگشت چمن کرتے چلے جاتے تھے اور تماشاے نسرین و نسترن سے دل بہلاتے تھے کہ دفعتہً ایک مقام پر پہونچے پہنو سواد ہر کوچے و برزن آباد۔ چپہ چپہ رشک بہشت شداد۔ ذکور حسیت و چالاک اُناث مست و فرحناک۔ مکانات فرح بخش و نغز آراستہ۔ دکانین بصد قرینہ پیراستہ۔ دلبر میوہ فروش۔ سبز تر گلگون کی پیاری صدا انکھی چتون بانکی ادا جس گل زمین مین اُسکی دکان ہے وہ روکش باغ نعیم رشک جنان ہے۔ ثریا در سے خوشۂ انگور کوتا کے۔ امرود حلواے بیدود۔ سیب دافع آسیب بہی قوت دل۔ انار راح روح۔ تنبولی کی دکان پر شوقین آدمی مصروف جان سپاری ہین اور ایک عالم مشغول خریداری اور کیون نہو سرخروئی کا بیڑہ اُٹھایا ہی۔ سبز بخت کا خطاب پایا ہے ادھر ٹکا ہاتھ مین لیا اُدھر چاندی کا ورق لگا کر بیڑہ دیا کتھا کیوڑے کا بسا ہوا ایک گلوری کھائے تو غذا سے

[illegible] بہت [illegible] تب [illegible]
جوہری بچہ [illegible] کی سید [illegible] جب [illegible]
کچھ [illegible] قدم [illegible] سامنے سرا کا پھاٹک
نظر آتا ہے۔ یہان آپ کا کس غرض سے آنا ہوا کسی بھٹیاری
[illegible] ہے۔

آزاد۔ کیون صاحب شہید مردون سے بھی دل لگی۔ ہم پر فقرہ بازیان
اسکی قدرت آپ بھی اتنے ہوے خدا رکھے میان صاحبزادے
ابھی نام خدا اٹھارہ برس کا سن ہی۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش۔ کل
ہوش سنبھالا آج ہم پر ٹھو آنے لگے سنیے بندہ نواز ہم یہان
مسافرانہ طور پر آئے ہین اگر ترجمہ در ترجمہ کہین ملیگا تو فہوالمراد
ورنہ چلتا دھندا۔ سو اگر آپ کے امکان مین ہو تو آپ ہی ترجمہ
دلوا دیں چہارم آپ کی بھی نذر ہی۔

	کوشش کردکار رفیر ہے یہ	

جوہری بچہ۔ واہ وا ازین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ مگر ترجمہ
ایسا ہو کہ لوٹیا فرستادو دھوتی رسید اور نہ ایسا کہ
ہوسی پڑھے خود آئے۔

آزاد۔ اجی ایسا ترجمہ کرون کہ آنکھین کھل جائین۔ ہم کیا
کو دون دے کر پڑھے ہین خدا دیکھیے موتی پروتا ہون۔

جوہری بچہ۔ اچھا تو ہماری عرضی کا ترجمہ کر دیجیے جو تی نذر
کرونگا۔ ابھی ابھی دونگا۔ کھری مزدوری چوکھا کام۔

آزاد۔ چلئے یا تو ایسے مترجم بہت ملجائینگے اچھا آپ لائین تو
[illegible] سہی۔

جوہری بچہ۔ اوچھا جی۔ ابھی آپکے نزدیک تو کاہی ہو تو سب
[illegible] گئی۔ آپکے یہان بھی پڑھنے ہی کا
[illegible] ترجمہ [illegible] ہے [illegible]

[illegible] عرضی [illegible]

عرضی۔ کرم ہمدر غریب گستر تو پرور فدوی [illegible] ثانی عادل زمان سلامت
فدوی کے چینگی پوٹے ماشاء اللہ کلہ بچیون بھرے ہین کوئی رتی بھر
کوئی ماشہ بھر کا کوئی لوٹے بھر کا کوئی چھٹنکی کوئی پنسیری۔ دھنی چوتی
اٹھنی گنی سب ہی رقم کے ہین۔ میری مصیبت پر نظر فرما کر کوئی عہدہ
عطا فرمایے تو اسکے جلد وین خدا حضور کو فرانس کا پریسیڈنٹ کر دے
فدوی نے ایک کنڈے والے کی زبانی سُنا ہی کہ آجکل عہدہ داروغگی بم پولیس
بمشاہرہ تیس روپیہ ماہواری خالی ہی۔ چونکہ کمترین کو صفائی کا بہت
خیال ہی۔ لہذا اس استحقاق کے موجب عرض رسان ہو کہ عہدہ
مذکور پاؤن۔ واجب تھا عرض کیا۔ فدوی۔

آزاد۔ سبحان اللہ۔ عرضی کیا لکھی ہی کہ قلم توڑ دیے۔ کیون بھی کتنی
صاحبزادیان اور صاحبزادے آپ کے ہونگے۔ ہین کوئی آدھ درجن
جوہری بچہ (ہنس کر) اجی یہان تو ابھی شادی ہی نہین ہوئی
ہمارے چھوٹے بھائیون تک کا بیاہ ہو گیا۔ چھما چھم کرتی بیویان آئین
مگر ہم ترس ہی رہے ہین۔ رہتے کیسے۔

آزاد۔ پھر یہ آپنے کیا لکھدیا کہ کھانچی بھر چینگی پوٹے ہین۔

جوہری بچہ۔ اجی تو اب لکھنے سے بھی گئے گذرے۔ چوریوں سے گیا
اور امیری سے بھی گیا۔ اب صاحب کو تو یہی پڑی ہی کہ تحقیقات کرتے
پھرین میر محلہ سے پوچھین تحصیلدار کے ذریعہ سے دریافت کرین۔ اور
تو کچھ انھین کرنا ہی نہین آپکی باتین بھی واللہ لکھ رکھنے کے
لائق ہین۔

آزاد۔ عہدہ بھی مہتم بدرو [illegible] تجویز ہوا کہ زمانے بھر کا [illegible]
ہوا اور بم پولیس چلانکنے لگے کبھی بھنگیون سے [illegible]
بھنگیون سے [illegible] ہی۔ بھائی ابھی جوان ہو پڑھو لکھو محنت
[illegible]

کہ صناعی نے روز بروز ترقی پائی تجارت نے خوب ہاتھ پانون پھیلائے دستکاری کو دن دونا رات چوگنا فروغ ہوا حضرت یہ سب صنعت و تجارت کے کرشمے ہین۔ علم و فضل مین بھی یہان کے باشندون نے ید بیضائے ناموری حاصل کیا۔ شاعری مین عدیم المثل عدیم و سہیم شاعری مین فقید المثال۔ نثر نثرہ نثار شعر شعری شعار الغرض کسی فن کسی صناعی مین کم نہین۔ سیم و زر کا لعدم نہین۔ ہان ایک بات فرو ہے نوکری کا کوئی شائق نہین اور نوکری بھی کی تو علمی فنون کی اسسٹنٹ سرجن۔ میڈیکل افسر انجنیر۔ اکونٹنٹ تاجر اور دستکار البتہ یہان بکثرت موجود ہین کشمیر سے شال۔ ڈھاکہ سے ململ۔ مالوا سے افیون متھرا سے پیڑے لکھنؤ کی کامدانی اور چکن۔ دہلی سادہ کاری انگوٹھیان۔ آگرہ کی دریان کانپور کے منڈے۔ بسوان کا تمباکو بمبئی کی اشیائے غریبہ عرب کے گھوڑے شتلبند کے چاقو مینچسٹر کا کپڑا۔ کابل کے انار ہی سیب کشمیر کا بنفشہ اجمود خراسانی ساری خدائی کی مشہور چیزین یہان آتی ہین اور دم کے دم مین بکجاتی ہین۔ ایک ایک لال نے کوٹھیان بنالین لکھ پتی ہوگیا۔ میان آزاد ایسے خوش ہوئے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے واہ ری تجارت تیرے قدم دھو دھو کر پیے یہ تیرے ہی دم کا ظہور ہے یہ خدا کے مقبول بندے ہین۔ یہ نہین کہ الف بے پڑھی اور منڈاسا باندھکر کچہری پہونچے۔ پڑھ ختم کی اور جھٹ ڈانٹ کر کلار کی دکان پر ادھار کھا بیٹھے۔ برسون ایڑیان رگڑ رہی ہین مگر نوکری نہ ملی نہ ملی چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے تو وہ نوکری ہی پہ لٹو رہین گے۔ ہائے افسوس یارو از برائے خدا ذرا اس شہر کی حالت پر نظر ڈالو۔ نوکری کے پھندے سے چھوٹو۔ یہ چہل پہل یہ رونق یہ کیفیت یہ لطف تازہ اور سرور بے اندازہ نوکری مین کہان۔

میاں آزاد مترجم

اس شہر مبارک بنیاد سے چلے تو ایک نئے مقام پر پہنچ کر اب سنیے کہ کڑکڑاتی دھوپ پڑ رہی ہے کھوپڑی چٹخی جاتی ہے دشمنون پر چیل انڈے پر انڈا چھوڑ رہی ہے۔ لون کے تھپیڑے وہ زناٹے کے چل رہے ہین کہ الامان۔ دانہ زمین پر گرتا تو بھن جاتا چو طرفہ سناٹا۔ ہو کا عالم پرندا پنے اپنے گھونسلون مین دبکے دبکائے حضرت انسان مکانون مین جان بچائے بیٹھے ہین معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آگئی آفتاب سوا نیزہ پر ہو رہا مگر واہ رے میرے شیر کیا کہنا۔ میان آزاد گلی کوچون مین چکر لگا رہے کب بند۔ گو۔ سہ

شیر اٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے	آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے	گردون کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے

لیکن میان آزاد بے غل و غش شہر کے صدقے ہو رہے تھے آخر کار پھرتے پھراتے چلتے چلاتے ایک جوہری کے دکانچہ زرنگار کی طرف سے جو گذرے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک کمسن لڑکا جھکا ہوا کچھ لکھ رہا ہے میان آزاد گھومتے گھومتے جہان دیدہ ہو گئے تھے ہی چتونون سے تاڑ گئے کہ یہ جوہری بچہ نوکری کی تلاش مین سرگردان ہے۔ لفافہ دور سے دیکھتے ہی خط کا مضمون بھانپ لیا۔ سوچے کہ اس سے کسی طرح ملین مگر جان نہ پہچان خالہ جی سلام۔ ملاقات کے لیے کچھ تو فقرہ چاہیے آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پوچھا کیون صاحبزادے اس گانون کا کیا نام ہے۔

جوہری بچہ۔ گانون یہانسے کوئی دس بارہ کوس کے پٹے پر ہے گانون کہین اور ہوگا۔ گانون کی ایک ہی کہی یہ شہر ہے یا گانون

آزاد۔ ہان وہی شہر۔ لاحول۔ کیون میان یہان میٹھا حلوا بھی بکتا ہے۔

جوہری بچہ۔ (مسکرا کر) اور کیا آپ کے گانون مین کھٹا حلوا بھی بنتا ہے۔ کیا کریلے کا حلوا بناتے ہین یا نیم کا۔

[illegible] صاحب [illegible] ہوئے [illegible]
جوہری بچہ - [illegible] کی سیدھ [illegible]
[illegible] سامنے سرا کا پھاٹک
نظر آتا ہے - یہان آپ کا کس غرض سے آنا ہوا کسی بھٹیارے کی
[illegible] ہے -
آزاد - کیون صاحب شہید مردون سے بھی دل لگی - ہم پر فقرہ بازیان
اے قدرت آپ بھی اتنے ہوے خدا رکھے میان صاحبزادے
ابھی نام خدا اٹھارہ برس کا سن ہے - جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - کل
ہوش سنبھالا آج ہم پر جھکو آنے لگے سنیے بندہ نواز ہم یہان
مسافرانہ طور پر آئے ہین اگر ترجمہ در ترجمہ کہین ملے گا تو فہوالمراد
ورنہ چلتا دھندا - سو اگر آپ کے امکان مین ہو تو آپ ہی ترجمہ
دلوا دین چہارم آپ کی بھی نذر ہے -

	کوشش کرو کار خیر ہے یہ	

جوہری بچہ - واہ واہ ازین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ کر ترجمہ
ایسا ہو کہ نوشتہ فرستادہ دھوتی رسید اور نہ ایسا کہ کھے
موسیٰ پڑھے خود آئے -
آزاد - اجی ایسا ترجمہ کرون کہ آنکھین کھل جائین - ہم کیا
کو دون دے کر پڑھے ہین خط دیکھیے موتی پروتا ہون -
جوہری بچہ - اچھا تو ہماری عرضی کا ترجمہ کر دیجیے چونی نذر
کرونگا - ابھی ابھی دونگا - کھری مزدوری چوکھا کام -
آزاد - چونی یا تو ایسے مترجم بہت ملجائین گے اچھا آپ لائین تو
[illegible] سہی -
جوہری بچہ - او چھا جی - ابھی آپکے نزدیک تو کاہی ہے - تو سب
[illegible] گئی - آپکے یہان بھی [illegible]
[illegible]

[illegible] ترجمے
عرضی - کرم [illegible] غریب [illegible] ثانی عادل [illegible]
فدوی کے جینگی پوٹے ماشاء اللہ بچھون بھرے ہین کوئی رتی بھر
کوئی ماشہ بھر کا کوئی تولے بھر کا کوئی چھنگی کوئی بنیسری - دو نی چونی
اٹھنی گنی سب ہی رقم کے ہین - میری مصیبت پر نظر فرما کر کوئی عہدہ
عطا فرمایئے تو اسکے جلدو مین خدا حضور کو فرانس کا پریسیڈنٹ کر دے
فدوی نے ایک کنڈے والے کی زبانی سنا ہے کہ آجکل وار دغگی پولیس
بمشاہرۂ تیس روپیہ ماہواری خالی ہے - چونکہ کمترین کو صفائی کا بہت
خیال ہے - لہذا اس استحقاق کے بموجب عرض رسان ہے کہ عہدۂ
مذکور پاؤن - واجب تھا عرض کیا - فدوی -
آزاد - سبحان اللہ - عرضی کیا لکھی ہے کہ قلم توڑ دیے کیون بھی کتنی
صاحبزادیان اور صاحبزادے آپ کے ہونگے - ہین کوئی آدھے درجن
جوہری بچہ (ہنس کر) اجی یہان تو ابھی شادی ہی نہین ہوئی
ہمارے چھوٹے بھائیون تک کا بیاہ ہو گیا - چھما چھم کرتی بیویان آئین
مگر ہم ترس ہی رہے ہین - رنڈوے کیسے -
آزاد - پھر یہ آپنے کیا لکھدیا کہ کھانچی بھر جینگی پوٹے ہین -
جوہری بچہ - اجی تو اب لکھنے سے بھی گئے گزرے - چوریوں سے گیا
ایرا پھیری سے بھی گیا - اب صاحب کو تو یہی پڑی ہے - کہ تحقیقات کرتے
پھرین میر محلے سے پوچھین تحصیلدار کے ذریعہ سے دریافت کرین - اللہ
تو کچھ انھین کرنا ہی نہین آپکی باتین بھی واللہ لکھ رکھنے کے
لائق ہین -
آزاد - عہدہ بھی چشم بد دور وہ تجویز ہوا کہ زمانے بھر کا کرا [illegible]
ہوا اور ہم پولیس جا لکنے لگے کبھی بھنگیون سے [illegible]
بھنگون سے [illegible] ہے - بھائی ابھی جوان ہو [illegible]
[illegible]

اور یہ بھاؤ دینا تو آپ پر فرض مین تھا کہ بجاج سے آپ کو دلی کا رشتہ ہی۔ اسکے بغیر غرضی پھیکی رہتی۔ قبلہ بندہ سے اس کا ترجمہ ہو سکے گا ذری اتنا تو بتا دیجیے کہ آپ ہین کون ٹھاکر۔

لالہ۔ جی بندہ تو اگن ہوتری ہی۔

آزاد۔ اگن ہوتری! یعنی بھڑ بھونجے۔ یہ کہیے تو پھر آپ کی عالی خاندانی مین کیا شک ہی۔ میان آدمیت سیکھو۔ سات کی چھری سے تحصیلداری کے طالب ہو۔ بھلا کوئی بات بھی ہی۔

میان بھڑ بھونجے بڑبڑاتے ہوے چلے کہ واہ اونچی دکان پھیکا پکوان۔ نام بڑے درشن چھوٹے۔ مترجم نے ہین بڑا سا تختہ دروازے پر لگا دیا اور موٹے حرفون مین لکھ دیا کہ میان آزاد ترجم

اکڑ فون

میان آزاد زمین کے گز بنے ہوے ادھر ادھر گھوم رہے تھے کہ اتنے مین ایک بڈھے کھوسٹ نے ایک بانکے سے کہا کہ میان سیدھے آئے ہو یا جان وبال ہی یا زندگی دوبھر ہے۔ یا چھینکتے گھر سے چلے تھے یہ اکڑنا اور بربرنا کیا معنی۔ میان گردن جھکا کر چلا کیجیے ورنہ کوئی پہلوان گردن ناپے گا۔ تو یہ شیخی ساری خاک مین ملجائے گی۔ تِنّا اور رینڈا ناپھول جائیے گا۔ بنت مین کرکری ہوگی اس سے کیا واسطہ۔ یہ شہر کشتی بیٹھے بانک لکڑی کی ٹکسال ہی۔ بہت سے رستمے آئے مگر ٹینی کھائیے۔ ہاتھ ملاتے ہی یہان کے پہلوان پکڑ لائے۔ اور یار اچاروں شانے چت۔ تینگڑی پر اڑانے مین طاق۔ سواری کسنے مین مشاق۔ کوے پر لانے مین ٹراق۔ یہ سنتے ہی وہ میان بانکے آگ بھبوکا ہوگئے۔ جی۔ تو کہین اس بھروسے بھی رہیے گا بندہ چینی کھانے والا آدمی نہین ہی بیچ کھیت پچھاڑ دون تو سچی قربان اپنے استاد کے جنھون نے ہمین لکڑی سکھائی۔ ملاؤن کی لکڑی پھینکنا تو سب ہی جانتے ہین۔ مگر میدان کارزار مین ٹھہرنا البتہ کاٹ وارد۔ اور زبانی داخلہ تو اور ہی بات ہی ہمارے استاد تینس بتیس آدمیون سے گھار رٹتے تھے اور کون لوگ۔ ایسے ایسے گنوار گھامڑ نہین۔ پڑھے ہوے پٹھے جنپر انگو ناز تھا۔ پھر یہ خیال کیجیے کہ تیس گتکے برابر پڑتے تھے مگر تیسون کی خالی جاتی تھین کبھی آٹھ ہوگئے کبھی گتکے سے چوٹ کاٹ دی کبھی بدن کو سمیٹ لیا کبھی پینترا بدل دیا۔ شاگردون کو للکارتے جاتے تھے کہ لگا بڑھ کے ہاتھ الگ ہے اور وہ جھلا جھلا کے چوٹین لگاتے تھے۔ مگر منھ کی کھاتے تھے۔ اور اپنا سا منھ لے کر رہ جاتے تھے۔ جب سب کا دم ٹوٹ گیا اور رنگے ہانپنے تو گتکے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ پڑے کو گر گر پڑے استاد۔ اُن کے وہی خم دم وہی جیون۔ وہی تاؤ بھاؤ۔ پہروں لکڑی ہیلین پیکن دم نہ پھولے اور جو کہین بھڑ پڑے تو بات کی بات مین پرے صاف تھے کسی پر بایٹ کا ہاتھ جما یا کسی کو جاکی کا ہاتھ لگایا۔ پھر بس ہی معلوم ہوتا تھا کہ پھلجھڑی چھوٹ رہی ہی۔ یا آتشبازی کی چھچھوندر ناچ رہی ہے (استاد کی اچھی تعریف کی) یا چرخی چکر مین ہی۔ جنیو کا ہاتھ تو آج تک چار دانگ ہند مین کوئی روک ہی نہ سکا وہ تلا ہوا پڑتا تھا کہ ادھر اشارہ کیا ادھر تڑسے پڑ گیا جنیو کا ہاتھ کیا قضا سے مبرم ہی یا مار اصلا ہے آفت ناگہانی ہے۔ بلائے بیدرمان ہے۔ گتکا ہاتھ مین آیا اور معلوم ہوا کہ بجلی کونکنے لگی۔ ممکن نہین کہ انسان کی آنکھ نہ جھپکنے پائے اور آدمی تو رانہ جائے۔ للکار دیا کہ روک جاکی۔ پھر لاکھ جتن کیجیے بھلا روک تو لیجیے۔ نشانہ تو کبھی خالی ہی جانے نہین پایا۔ تاکا اور بھرپور ہاتھ لگایا۔ بھری عمر بھر نہ چھوٹی۔ ایک انگ ہی لڑا سکیے انکے تھا ڈھی زانے مین۔ چھریرا بدن سادہ مزاج۔ آدمی صورت دیکھے تو یقین نہ آئے کہ یہ استاد بے بدل ہین۔ مگر ایک ذرا سی بانس کی کھپاچ دیجیے پھر دل لگی دیکھیے کہ کیسے جوہر کھاتے ہین میان ہم ایسے استادون کی آنکھین دیکھے ہوے ہین چے بانے ہوت کشتی لکڑی کسی مین

لگے ہین - دکان جھک جھک کر رہی ہے - اور چلے تیس روپیہ کی نوکری کرنے - اے لعنت خدا -

جوہری بچہ - ہائین! ہائین! کہان تو عرضی لکھتے تھے کہان لگے پانی پی پی کر کوسنے -

آزاد - میان پڑھنے لکھنے کا یہ ماحصل نہین ہے کہ خواہ مخواہ نوکری ہی کرے - اور نہین تو داروغہ بمبر پولیس ہی سہی - خاصے جوہری بنے ہو - صدہا آدمی لالہ جی لالہ جی کہتے ہین - لالہ جی کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی تو داروغہ بمبر پولیس بن بیٹھے - ہات تیرے کج خلقی کی دُم مین نمدا - ایسے شوق ملازمت کی ایسی تیسی - خدانخواستہ ایسا کیا گاڑھا وقت ہے کہ بندہ مین[2] کی نوکری پر جان دیتے ہو - یار عزیز اپنی دوکان کا کاروبار دیکھو تیس روپیہ تو بات کی بات مین خیرات کر سکتے ہو -

میان آزاد وہان سے اُٹھے تو سوجے کہ بھئی شگون اچھا ہے - جھٹ سر سڑک ایک کمرہ کرایہ سے مترجم بن بیٹھے اور دروازے پر ایک تختہ لگا دیا کہ (میان آزاد مترجم)

اب دل لگی دیکھئے کہ صبح سے شام تک بچاسون غرضمند آنے لگے جیسے دیکھو مصاحبت کرتا ہے ایک لالہ صاحب قلمدان دبائے عینک لگائے تشریف لائے - آداب بجا لاتا ہون کہکر دستگی سے کاغذ نکالا -

لالہ - بندہ پرور اس عرضی کا ترجمہ کر دیجیے - جو کچھ ہو لیجیے -

آزاد - آخاہ یہ تو عرضی کیا امیر حمزہ کی داستان ہے - ذرا پڑھیئے تو سہی -

لالہ - حضور پرنور دام - بعد ادائے آداب بجا آوردہ معروق رائے فیض انجلائے گردانیدہ می آید کہ چون فی زمانہ بفضل قادر یگانہ عہدہ ہائے چند در چند بوجہ انسزام دریابردنی و دریا برآمدنی خلوے خواہد شد اور فدوی جان نثار کئی ماہ سے سحر اور مسا وظیفہ ترقی آپکا اور برزبان میون کے لاتا ہے - لہذا تسدیا پذیر ہے کہ اگر عہدہ تحصیلداری عطا ہو تو پرورش ہے - اور کمترین ماہ مین سے بندوبست مین محرر ہے کمترین کے بڑے بھائی کی بیوی یعنی کمترین کی پھوپھی جس سے مذاق کا رشتہ ہے اُسکے باپ کے پہلے خسر کا چچا زاد بھائی داروغہ نہر بتاہرہ الگی روپیہ ماہواری تھا - چونکہ مکر ہے کہ عالی خاندانان کی پرورش ہوگی لہذا اس استحاقیت پر ملحوظ رہے - اور بندہ آبکاری کے کام سے بخوبی واقف ہے - ازانجا کہ کارگزاران کی پرورش اور پر حالکمان کے خداوندیجا ہمی انکو خاص و عوامان کہتے ہین - اُسی طرح لازم ہے جسطرح مسلمان کو حج عتبات عالیات اور ہم ہندوان کو تیرتھ (گنگا توری لہر ہمارے من بھائی - گنگا توری لہر) واجب ہے اگر عہدۂ مسطورۂ بالا عطا ہو تو خدا حضور اور حضور کے بال بچون اور بابا لوگ اور قبیلہ کو ایاس کی عمر دے - الٰہی دولت کا ستارہ بلند رہے - فدوی -

میان آزاد نے جو یہ عرضی سُنی تو لوٹنے لگے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے اسقدر ہنسے اسقدر ہنسے کہ آنکھون سے اشک جاری ہو گئے -

لالہ جی عقل کے ناخن لیجئے - ہوش کی دوا کیجیے - پیش با افتادہ لغات کے املا مین تو ہزار جگہ آپنے غلطی کی - معروض کو (معروق) یہ نئی گڑھت کا لفظ ہے - انتظام کی خرابی (انسزام) تصدیعہ کے عوض (تسدیا) ملحوظ کی جگہ (لمحوذ) ماشاء اللہ - اور یہ دریابردنی اور برآمدنی کی ایک ہی سی (بعد ادائے آداب بجا آوردہ) سب سے افصح محاورہ ہے - عالی خاندان کے لیے (عالی خاندانان) بہت ہی خاصے (استحاقیت) باب استحاقیت سے ہے - اور واللہ (گنگا توری لہر ہمارے من بھائی) پڑھان تو ایسی اُڑائی کہ صاحب بھی دیکھ جائین گے - واہ اُستاد اچھے گریا مین عالی خاندانی کا ثبوت بھی کتنا صاف ہے کہ حضرت کے بڑے بھائی کی بھاوج کے باپ کے پہلے خسر کے چچا زاد بھائی اسی روپیہ مہینے کے نوکر تھے - اللہ اللہ اے حضرت آپ تو بڑے عالی خاندان نکلے

بند ہنین - جی چاہے کسی سے بھڑوا کر دیکھ لیجیے اتنے مین ایک گنوار کا لڑکا چلا جاتا تھا اُنھون نے پکارا کہ ابے ذرا ادھر آنا - اِدھر اُدھر کی بات سُنتے جاؤ - لڑکا قریب آیا تو پوچھا کہ ابے دو چوٹین ہوتی ہین اُسنے نظر بھر کر دیکھا اور کہا ہان ہم کسی سے دب کے نکلنے والے ہنین جسکا جی چاہے ارمان نکال لے -

بانکا - ابے جا ایسے دیہاتی چھوکرے ہم نے بہت چرائے ہین

گنوار - جی تو کہین سوریان چرائی ہونگی - دیہاتی چھوکرون سے شیطان نے پناہ مانگی ہے - آپ ہین کس شمار و قطار مین ہم نے بھی شہر ہی مین تعلیم پائی ہے - ان گیدڑ بھبکیون مین اور آتے ہونگے

گنوار تو یہ فقرے سُنا کر چلدیا میان آزاد اور بانکا پھر شہر مین چکر لگانے لگے چوک مین پہونچے تو جسپر نظر پڑتی ہو بانکا ترچھا ٹیکھا چنت دار انگرکھے پہنے نکے دار کٹی ہوئی ٹوپیان سر پر جمائے چست گھٹنے ڈانٹے آنڈ دیرٹے ہوے ڈھاٹے باندھے ہوے تنے چلے جاتے ہین تینچے کی جوڑی کمر سے لگی ہوئی دو دو دلاتیان پڑی ہوئین بارڑھین بڑھی ہوئین - قرابنیچہ - پیش قبض - کٹار - سروہی - شیر بچہ - سب سے لیس - خاصے ادھی بنے ہوے - ایک بانکے کو دیکھ کر ایک دوکاندار ندامت اعمال سے کہین ہنس پڑا - اُنھون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے تمنچہ داغ دیا - مگر حُسن اتفاق سے خالی گیا لوگون نے پوچھا کیون آغا کیون بگڑ گئے تیکھے ہوکر فرمایا کہ ہم کو دیکھ کر بچہ جی مسکرائے تھے ہم نے گولی لگائی کہ دانت پر پڑے اور اس جواب دندان شکن سے انکے بھی دانت کھٹے ہوجائین - مگر زندگی تھی کہ گولی سے بچ نکلا میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ بانکے تو بالکل ناخدا ترس ہین انکو زیر نہ کیا تو کچھ بات نہین - ایک تنبولی سے پوچھا کہ کیون بھئی اس شہر مین بانکے بہت ہین اُسنے کہا میان بانکا ہونا تو دل لگی نہین - ہان یون کہیے کہ بیکر سے بہت ہین اور ان سب کے گرو گھنٹال وہ ذات شریف ہین جنکو لوگ یکرنگ کہتے ہین - وہ صندلی رنگا ہوا جوڑا پہن کے نکلتے ہین - مگر مجال کیا کہ شہر بھر مین کوئی صندلی جوڑا پہن تو لے یکرنگ صندلی جوڑا کوئی پہن ہنین سکتا کوئی پہنے تو گولی بھی سر کردین اسکے ساتھ یہ بھی ہے -

میان آزاد سوچے کہ اس یکرنگ کا ٹیٹوا نہ لیا تو کھانا حرام دوسرے دن حضرت بھی صندلی بوٹ صندلی گھٹنا صندلی انگرکھا صندلی ٹوپی دے کر نکلے - میان بھی صندلی - اب جس گلی کوچے بازار سے گذر ہوتا ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ یہ آج اس ڈھب کے کون نکلے ہین جبھی چوطرفہ اُنگلیان اُٹھنے لگین شدہ شدہ حضرت یکرنگ کے چیلے چاپڑنے اُنکے کان مین بھی بھنک ڈالدی - سُنتے ہی منھ لال چقندر ہو گیا - کپڑے پہن ہتھیار لگا چل کھڑے ہوے - میان آزاد تنبولی کی دکان پر جا کر ٹک گئے اُنکی وضع دیکھتے ہی اُسکے ہوش اُڑ گئے - لگا ہاتھ جوڑنے اور منت کرنے کہ از برا ے خدا میری ٹوپی دے دیجیے - یا جوتا بدل ڈالیے ورنہ وہ آتا ہی ہوگا مفت کی ٹھائین ٹھائین سے کیا واسطہ انکو تو کچھ گھرڑے کی چڑھی تھی یہ مانتے کب تھے سگلوری لی اور اکڑ کر کھڑے ہوگئے اردگرد تماشائیون کا ہجوم ہے اور شہر بھر مین دھوم ہے کہ آج یکرنگ سے تلوار چلے گی - اتنے مین حضرت یکرنگ بھی نمودار ہوے - تنبولی نے میان آزاد سے کہا کہ سنبھلیے وہ - ۶ - آتے ہین تینچے کو چڑھائے ہوئے کل پر + اُنکے آتے ہی بھیڑ چھٹ گئی - تُہر - کوئی ادھر لڑکا کوئی اُدھر دبک رہا - کوئی گلی مین گھسا - کوئی کمرے پر چڑھ گیا یکرنگ نے جو انکو دیکھا کہ از سرتا پا صندلی پوشاک پہنے ہی تو جل ہی مرا - نظر قہر آلود ڈال کر کہا - ابے او ہولا خبطہ - اُتار ٹوپی بدل جوتا گستاخ ! ہمارے ہوتے سالے تو صندلی جوڑا پہنکر نکلے

مگر تم خدا جانے کس کتر بیونت مین رہتے ہو سینا پرونا بخیر ہان زبان البتہ کترنی کی طرح چلا کرتی ہی - تم سے کپڑا سلوانا اپنے کو انگشت نما کرنا ہی - تمھارے رشتہ دار سب اُستاد ہین مگر تم نسے گھامڑ نکلے - ہان دم دھاگا دینا خوب جانتے ہو - ٹوپی ایسی بھونڈی بنائی کہ یاران سرپل نے پھبتی پھبتی سُنائی - واللہ ہمارے ایک شفیق کا درزی کیا ٹوپی سیتا ہے کہ سر پر قالب کا دھوکا ہو جاتا ہے -

خلیفہ - ای تو حضور مین اسکو کیا کرون - میرا بھلا اسمین کیا قصور آپ کا سر ہی کاواک ہی - مین ٹوپی بناتا ہون سر بنانا نہین جانتا -

بانکے - او گیدی چوچ سنبھال - بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بنا نہین مارتے مارتے اُتو کر دونگا جامے سے باہر ہوا جاتا ہے بانکون کے منھ آتا ہی اور سُنیے ہمارا سر کاواک ہی بے - تیرا سر سانچے کا ڈھلا ہی - چو معزا نامعقول ابے تیرے ایسے ایسے درزی میری جیب مین پڑے رہتے ہین - جی چاہتا ہی کہ گڈی کھونس دون ملعون کے حلق مین - منھ بند کر نہین دونگا اُلٹا ہاتھ تو منھ ٹیڑھا ہو جائیگا اور تماشا دیکھیے - ہمارا سر گویا کدو ہو گیا ہم چو معزے ہین کان کتر لونگا بچہ -

درزی - حضور مالک ہین پر میری خطا نہین جیسا سر ویسی ٹوپی ایسا سر تو مین نے دیکھا ہی نہین - یہ نئی گڑھت کا سر ہی صاحب پیچ پی ہزار نعمت کھلائی - آپ پھیرلین بس مین سی چکا بھر پایا - جب دام دینے کا وقت آیا تو یہ فقرا سنایا - یہ سنتے ہی بانکے نے درزی کو چپر غٹو کیا - اور اس درجہ پیٹا کہ وہ بیچارہ بیدم ہو گیا آخر کار کفن پھاڑ کر چیخا کہ دہائی میان آزاد کی - دہائی میرے اُستاد کی - میان آزاد دور سے کھڑے سیر دیکھ ہی رہے تھے جھٹ تلوار سوت عین موقع واردات پر پہونچ گئے سنبھل او آکا کی دم بانکپن کا دعوی اور تم - پیچھے پھر کے دیکھا تو میان آزاد حکمت اُستاد -

آزاد - اس ڈونڈبل کے قربان - واہ بھئی پہلوان - تم تو رستم داستان ہو - خلیفہ بیچارے پر ساری چوٹین صاف کر دین کبھی کسی کرٹے خان سے بھی پالا پڑا ہے کہین گھاربھی رڑا ہی بلیئرون ہی پر شیر ہو - بڑے دلیر ہو تو آؤ ہمسے بھی دو دو ہاتھ ہو جائین تم ڈھیر ہو جاؤ یا ہم چرکا کھائین آئیے پھر میرا بدلیے - اوہ لو اب تامل کیا ہے - لے تیغ دو دم - اور لگا بڑھ کر ہاتھ ادھر یا اُدھر -

بانکے - ہائین ہائین ! - اُستاد - ہمین پر ہاتھ صاف کرنے کا داعیہ ہی - ہماری تلوار تم پر اور تمھاری سر ہی ہم پر چلے - کیا مجال ہم ابھی تو سیکھے تم گرو گھنٹال - کجا چر کرا کجا طاؤس نہ مرین بال اور اس کمینے درزی کی طرف سے آپ بولتے ہین اور شرفو پر تلوار تولتے ہین - سبحان اللہ - آئیے آپ سے کچھ کہنا ہی آئے اپنا اپنا لہنا ہی - شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن مصیبت تکلیف سب کچھ سہنا ہے - اگر تم کمک کرو تو بیڑا پار ہی ورنہ ہم ہین اور منجدھار ہی -

آزاد - اچھا تو یہ کرو کہ اب کسی غریب زبردست کو نہ دھمکائین گے

بانکے - اجی حضرت دھمکانا کیسا ہم خود بلا مین پھنس گئے - خدا ہی بچائے تو بچین - صاف صاف یون ہی کہ یہان ہمارا ایک پٹیت ہی کمیدان - بلا کا پھکیت - ستم کا بنکیت - قیامت کا ہاتھ ہی - اُس سے ہم سے لاگ ڈانٹ ہو گئی - کل نوچندی جمعرات کو ہمین درگاہ مین گھیرے گا - کوئی دو سو بانکون کی جماعت سے ہم پر حربہ کرنے کا قصد ہی - ع اُس طرف ساری خدائی ہی ادھر کچھ بھی نہین -

نکلنا تو سب ہی جانتے ہین مگر فن کا جاننا اور ہی شے ہے

اتنے مین میان آزاد کے قریب سے ایک پہلوان اینڈتے ہوے نکلے۔ چٹ لنگوٹ باندھے ململ کی چادر اوڑھے دو تین چیلے ساتھ ایک کسیرو والے کی چپت گاہ پر پہلوان نے خدا واسطے کو دھپ لگا دی وہ پیچھے پھر کر دیکھتا ہی تو ڈھوکا ڈھوہ آدمی۔ قہر درویش بر جان درویش۔ بولے تو خوب پیتا جائے۔ کان دبا کر دھپ کھا کر دل ہی دل مین کوستا ہوا چلا گیا ایک تھوڑی ہی دیر مین میان پہلوان نے ایک خوانچہ والے کا خوانچہ اُلٹ دیا۔ تین چار روپیہ کی مٹھائی خاک مین ملگئی۔ جب اُسنے خوب ہی غل غپاڑا مچایا تو شاگردون نے سر سہلایا۔ دو تین گدّے گھونسے مکّے لگا دیے دو چار رپٹے جما دیے وہ بیچارا روتا چلاتا دہائی دیتا چلا گیا! دہائی ہی میرا خوانچہ لوٹ لیا۔

میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ تو کوئی بڑا ہی شورہ پشت معلوم ہوتا ہے۔ کسی پر پٹر کسی پر پتھر۔ واہ کیا پہلوانی ہی اسکی جز رسی تو کچھ نہ کیا۔ اُسنے تو شہر بھر مین تہلکہ مچا دیا ہی یہ سوچتے ہی میرا شیر جھپٹ پڑا اور پہلوان کے پاس جا کر گھٹنے سے ایسا دھکا دیا کہ میان پہلوان نے باینہمہ تن و توش بیس ڈھکیان کھائین اور سنبھلتے ہی اُنکی طرف ڈپٹ پڑے یہ بھی شیر نکی طرح ڈکارتے ہوے چلے۔ تماشائی تو سمجھے کہ پہلوان قوی ہیکل کس بل کا آدمی ہی چُر مُر کر ڈالے گا لیکن آزاد نے پہلے ہی سے وہ داؤ پیچ کیے کہ پہلوان کے چھکّے چھوٹ گئے۔ ایسا دبایا کہ چھٹی کا دودھ حضرت کو یاد آیا پہلوان نے جیسے ہی میان آزاد کا بایان ہاتھ گھسیٹا اُنھون نے داہنے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ باندھا اور اپنا چھڑا لیا اور چٹکیون مین کولے پر لاد گھٹنا ٹیک کر مارا چاروں شانے چت۔ یا علی پہلوان ابتک کورا تھا۔ کسی دنگل مین آسمان دیکھنے کی نوبت نہین آئی تھی میان آزاد نے جو سر بازار ایک پٹخنی بتائی اور اُسنے ہزارون آدمیون مین پچھاڑ کھائی تو بڑی کرکری ہوئی اور تمام عمر کے لئے داغ لگا۔ میان آزاد نے شادان و فرحان اور اُس پہلوان نے نالان و گریان وہان سے اپنی اپنی راہ لی۔ اب تو میان آزاد جگت اُستاد ہو گئے۔ یکرنگ کا رنگ پھیکا پڑ گیا پہلوان نے پٹخنی کھائی اور وہ وہ جوہر دکھائے کہ لوگ دم بھرنے لگے بنکیتی پھکیتی کشتی شورہ پشتی کی شہر بھر مین دھوم تھی۔ جدھر جاتے تھے لوگ تعظیم بجا لاتے تھے جس سے چار آنکھین ہوئین اُسنے فرشی سلام کیا اچھے اچھے بانکون کی کورد بنے لگی جہان کسی زبردست نے زیردست کو دبایا اور اُسنے غل مچایا دہائی میان آزاد کی۔ دہائی اُستاد کی اور یہ بانڈی لے کر آن موجود ہوے کمزور کو کسی مردم آزار نے ذرا اینٹھ پہو نچائی اور اُسنے داننٹ بتائی۔ ہائین نہین مانتے بلاؤن میان آزاد کو شہدے لقے لوٹرے لچے میان آزاد سے ایسے تھرّاتے تھے جیسے چوہے بلّی سے۔ یا مریض تلی سے نام سُنا اور بغلین جھانکنے لگے صورت دیکھی اور گلی کوچون مین دبک رہے۔ الغرض شہر بھر مین اُنکا ڈنکا بج گیا جو طرفہ سکہ بٹھا دیا ایک دن میان آزاد سر راہ سے اینڈتے جا رہے تھے اور لوگ اُنگلیان اُٹھا رہے تھے کہ ایک درزی کی دُکان کے قریب سے انکا گذر ہوا دیکھتے کیا ہین کہ تیرہ صدی کے ایک رنگیلے چھیل بانکے ترچھے جوان چھوٹے پنجے کا چڑھوان مخملی جوتا پہنے زلفین لٹکائے چھری کمر سے لگائے درزی سے تکرار کر رہے ہین۔

بانکے۔ واہ میان خلیفہ تم نے تو ہمین اُلٹے استرے سے مونڈا واللہ عجیب قطع کے آدمی ہو بھئی۔ مین تو زمین کا گز بن گیا جب کہین یکسوئی ہاتھ آئی اور جو شے سلوانی ہوئی تم سے سلوائی

حضور وہ بھاگا نہیں ہے واللہ ایک ہی کائیان ہے کسی فکر مین گیا ہے ذری کسی آدمی کو دوڑا دیجیے تو خبر لائے ایک بگڑے دل باہر گئے تو دیکھا بانکے بھیم کی طرف شتر بے مہار کیطرح گردن اٹھائے چلے جاتے ہین اور میان آزاد پھاٹک سے دس قدم پر ٹہل قدمی کر رہے ہین اُسے یا لوگون آکر خبر دی کہ واللہ بس یہی موقع ہے چلیے چلیے مار لیا ہے اناڑی کو۔ بائین ہاتھ چلا جاتا ہے اور اکیلا ہے بہ یک بینی و دو گوش۔ تلوار آزاد کے پاس ہے۔ وہ سب دوسرے پھاٹک سے بھڑ بھڑا کر چڑھ دوڑے۔ ٹھہر بے ٹھہر۔ ادھر اُدھر بس رُک جا۔ آگے قدم بڑھایا اور تلوار کا زخم کھایا جنبش کی اور دیا تلا ہوا ہاتھ۔ بچہ آج نوچندی جمعرات ہے۔ پندرہ بیس آدمیون نے چو طرفہ سے گھیر لیا۔ اور رنگا گالیون کا چھڑ آچلنے لگے۔ ان کی آنکھین لال انگارا خون ٹپک رہا تھا۔ بدن مارے غصے کے تھرتھرا رہا تھا۔ بانکے کو اکیلا پاکر رفقا بھی شیر ہین کوئی اکڑتا ہے کوئی بررتا ہے۔ اتنے مین دس پانچ نے مشیخت مین آکر تلوار کھینچ ہی تو لی ہائین ہائین ہائین ہائین۔ اور لوگون نے دیکھا کہ ہم ہی پھسڈی رہے جاتے ہین سڑ سے سر دہی میان کے باہر تھی۔ بانکے کا رنگ فق کہ غضب ہی ہو گیا۔ اب کتے کی موت مرے۔ کس کس سے لڑونگا۔ ایک دو وا دو نہ کہ سو۔ خیر۔ پھر ہر چہ بادا باد۔ بیچارے میان آزاد کو کوئی خبر کر دیتا تو وہ جھپٹ ہی پڑتے۔ مگر اب موقع کجا۔ جبتک کوئی جائے جائے ہمارا کام تمام ہو جائے گا۔ ایک یار نے بڑھ کر بانکے بیچارے مصیبت کے مارے پر ایک لٹھ لگایا تو بائین ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اسمین غل غپاڑے کی آواز میان آزاد نے بھی سنی انھین کیا معلوم کہ انکے یار پر کیسا وقت گذر رہا ہے ٹہلتے ہوے چلے اور بھیڑ کاٹ کر درّاتے ہوے پہونچے۔ اہو ہو ہو۔ یہ بانکے یہان پھنسے ہوے ہین۔ لاحول ولا قوۃ ہم ٹہلتے ہی رہ گئے اور حریف جھانسا دے ہی گیا تلوار کو ذرا ٹیکا اور زن سے اُس پار آن پہونچے پھبتی کھلاڑی خبردار اناڑی۔ ہاتھ اُٹھایا اور مین نے چیر غوٹ کیا اور ٹیٹوا لیا بانکے کے دل مین ڈھارس ہوئی کہ شکر ہے خداوندا۔ جان بچائی۔ از سر نو زندگی پائی۔ اتنے مین میان آزاد نے کہا روکو اور سے ہ

یہ کہہ کے لی نیام سے تیغ شرر فشان
شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان

آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان
دہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان

تلوار کا چمکنا تھا کہ سب ساتھی رفیق نام کے بانکے ہرن ہو گئے۔ میدان خالی فقط میان آزاد اور بانکے ایک طرف کمیدان اور دو شریف زادے دوسری طرف۔ باقی رفو چکر۔ ایک نے آزاد پر تنچہ چلایا دائین۔ مگر خالی گیا پھر کل پر چڑھایا اور داغا مگر رنجک چاٹ گئی۔ آزاد نے جھپٹ کر انکو تو ایسا چکا دیا کہ لڑکھڑا کر گر پڑے۔ دوسرے حضرت دس قدم پیچھے ہٹ گئے بانکے سٹک گئے اب میان آزاد اور کمیدان۔ وہ کڑک پر جھکے انھون نے نہایت خوبصورتی سے چوٹ روک کر سر پر ہاتھ لگانا چاہا اُسنے روکا اور چالاکی کا ہاتھ دیا الغرض آدھ گھنٹے تک انکے اُنکے شپا شپ تلوار چلا کی۔ آخرکار اُنھون نے بڑھ کر جنیو کا ودکا فر ہاتھ لگایا کہ پھندا اتک کھل گیا۔ مگر کمیدان بھی گرتے گرتے باہرہ دے ہی گیا۔ طرفین سے خون کے تراڑے بہنے لگے۔ ادھر یہ اُدھر وہ دھم سے گرے انھون نے کہا یا علی وہ بولے الا اللہ۔

بھولے بھالے نواب

کمال بھی کیا چیز ہے ماشاءاللہ انکے ٹھاٹھ دیکھیے کہ کیا آن بان ہے جدھر گذر ہوتا ہے انگلیان اُٹھتی ہین شدہ شدہ نوابون رئیسون مین بھی انکا ذکر خیر پہونچا۔ رئیسون کو مرض ہے کہ پہلوان پھبتیت

ہم سوچتے ہین کہ درگاہ نجائین تو بانکپن مین حرف آتا ہے
جائین تو کس برتے پر یار تم ساتھ چلو تو مزے ہین - ورنہ
بے موت مرے -

آزاد - بس اتنے ہی کے واسطے تو تمھارا ساتھ دیتے ہین
بیڑا اُٹھالیا کہ تم کو کل لے چلین گے - اور سب سے بڑھکر یہ کہ
وہ سنو ہون خواہ ہزار - ہم ہین اور ہماری تلوار - خنجر ہو اور
کٹار - اتنی کٹارین بھونکون کہ دم بند ہو جائے - مگر یہ بتا دو کہ
تمھارا قصور تو نہین ہے -

بانکے - نہین اُستاد شہید کربلا کی قسم - جو میری جانب سے پہل
ہو تو ناک کاٹ لیجیے اور جو چاہیے سزا دیجیے مجھ سے اُنھون نے
ایکدن اکڑ کر کہا کہ تو تلوار نہ باندھا کر مین بھی آپ جانیے انسان
ہون بشر ہون فرشتہ نہین ملک نہین مجھے بھی غصہ آگیا - مین نے
کہا - دت - تو اور ہم سے ہتھیار رکھوالے - اے تیری قدرت
اتنے مین لگا بے نقط سنانے اور پندرہ بیس آدمی اُسکی طرف سے
بولنے لگے بمصلحت وقت سمجھکر مین نے بھی دو چار باتین کہین
دبا نہین - مگر لڑنا خلاف عقل سمجھا - بانکا ہون تو کیا ہوا لیکن
بے سمجھے بوجھے بات نہین کرتا - خیر اُسنے باواز بلند کہا کہ اچھا
جیڈ ا درگاہ مین سمجھ لین گے اگلی نوچندی مین یا ہمین نہ ہونگے
یا تم ہی نہ ہو گے -

آزاد - اچھا تم بس رہنا مین دو گھڑی دن رہے آؤنگا گھبراؤ
نہین تمھارا بال بیکا ہو تو مونچھ منڈوا ڈالون - یہ دو آدمی دیکھنے
ہی بھر کے ہونگے جانباز نہین دو ہی دو چار ہونگے جو آزاد کی تیغ
کی چمک اور آب خنجر کی جھلک کا سامنا کرین ورنہ ایکسے چھپا تو
نوکدم بھاگین تو سہی - اجل کا مقابلہ کرنا دل لگی نہین ہے - مرد
میدان نع باید - بس اب رخصت کل ملین گے -

میان آزاد دوسرے دن ہتھیار باندھکر اُدھی بنے ٹھنے
چلے راستے مین وہی بانکے ملے - علیک سلیک کے بعد دونون ساتھ
ساتھ چلے جھٹپٹے وقت ٹہلتے ہوے درگاہ پہونچے -
نوچندی جمعرات جسکے آگے بنارس کا بوڑھا منگل مات چوطرفہ
چہل پہل کہین مہوشان غنچہ دہن - کہین پری رویان سیمتن
تماشائیون کا ہجوم ہٹو بچو کی دھوم ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہین آدمی پر
آدمی ٹوٹے پڑتے ہین کوسون کا تانتا لگا ہوا ہے میوہ فروش
صدا لگا رہے ہین - تنبولی بیڑے بنا رہے ہین - گنڈیریان ہین
کیوڑے کی - کلیجے ہین کباب - میان آزاد خرامان خرامان سیر
کرتے گھورتے گھارتے پھاٹک پر داخل ہوے - دیکھا کہ سامنے
تیس چالیس آدمیون کا غول ہے - بانکے نے کان مین کہا - یہی
حضرات ہین - دیکھیے دنگے پر آمادہ ہین یا نہین اور لطف
یہ کہ کوئی نہتا نہین -

آزاد - بھلا یہان تمھارا بھی کوئی جان پہچان ہے - ہو تو دس پانچ
کو تم بھی بلالو - بھیڑ بھڑکا تو ہو جائے - لڑنے والے ہم کیا کم ہین
مگر ذرا دو چار جمالی خربزے بھی چاہئین ڈالی کی رونق ہو جائے
باقی ہاتھی کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور
ہوتے ہین -

بانکے - ابھی لایا - دس بیس اچھے جیوٹ آدمی کٹ مرنے
والے آپ ٹھہرین مین دم کے دم مین آیا مگر باہر ٹہلیے تو اچھا
ہے - یہان جوکھم ہے -

میان آزاد پھاٹک کے باہر ٹہلنے لگے اور انکے یار چلے
جیوٹ آدمیون کی تلاش مین - کیدان نے جو دیکھا کہ دونون
کھسکے تو باہم ہنڈیان پکنے لگین - وہ بھگا یا وہ ہٹایا
بھاگا ہے تو کدم ہات تیری دم مین مندا - ایک شخص نے کہا

چھٹن - ہم نے کیلے کا پیڑ امرود کا پیڑ گیندے کا پیڑ خربوزے کا پیڑ یہ سب انھین آنکھون دیکھ ڈالے -

آزاد - بھلا یہان کسی صاحب نے واہ واہ کی پھلیون کا پیڑ بھی دیکھا ہے -

گپی - جی ہان حضرت - ایکدفعہ نیپال کی ترائی مین دیکھا تھا مگر شیر جو ڈکارا تو مین گیندے کے درخت پر جھپ سے چڑھ گیا - کچھ یاد نہین کہ پتی کیسی ہوتی ہے -

منے میان - بھئی خشکے کے درخت کا کچھ تو حال دریافت کرنا چاہیے - یہ بھی فرمیشن ہو گیا ہی کیا کہ لاکھ جتن کیجیے بھید ہی نہین کھلتا - اور یون گدے بازیون سے کام نہین چلتا - پیپل سے بڑا درخت تو آج تک سنا ہی نہین حتی کہ لوگ اُس کے سایہ تلے کے لوگون کی قسم کھاتے ہین مثلاً - ع پیپل تلے کے بھتنے کے شیطان کی قسم ۔ انشاء اللہ کہ گئے ہین -

اچھے مرزا - قربان جاؤن ان لوگون کی باتون کا اعتبار کیا سب سُنی سُنائی کہتے ہین - ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ - قربان جاؤن غلام نے وہ بات سوچی کہ سنتے ہی پھڑک جایئے - قربان جاؤن کہتے ہوے لب بندھے جاتے ہین -

نوابصاحب - ہان واللہ میر صاحب - آپکو قسم ہے پنجتن پاک کی جو نہ کہیے - حضرت اب اشتیاق بڑھتا جاتا ہے - مے واللہ ہے مجھے یقین ہو گیا کہ آپنے اسکی لم دریافت کری ہوگی واللہ دور کی کوڑی لائے ہو -

اچھے مرزا - قربان جاؤن الکتارے کو ٹیک کر اور نیم تفیز ہو کر اگر خشکے کا درخت ہوگا تو اس کتارے کے برابر ہوگا جو بھر بڑا نہ تل بھر چھوٹا -

نوابصاحب - واللہ واہ میر صاحب کیا بات نکالی ہے -

مصاحبین - سبحان اللہ واہ اچھے مرزا واہ میرزا صاحب قربان اس سوجھ بوجھ کے - کیا شیرین بیانی ہی واللہ اس کتارے کے صدقے -

آزاد - آپ تو اپنے وقت کے لال بجھکڑ نکلے کیا بات پیدا کی ہے بھئی معلوم ہوتا ہے سفر بہت کیا ہی -

اچھے مرزا - کون - مین نے - سفر - اے توبہ قسم لو جو نخاس سے باہر گیا ہون - مگر میان مین لڑکپن ہی سے ذکی تھا - والد مرحوم تو بالکل بیوقوف تھے مگر اماجان بلا کی عورت تھین اُف فوہ - وہ بات مین بات پیدا کرتی تھین کہ اچھے اچھے مردون کی عقل دنگ ہو جائے - سترہ برس کی عمر تک اُنھون نے ہمین پالا پرورسا - پھر بھلا ہم برق کیون نہون -

اتنے مین غل غپاڑے کی آواز آئی - ہائین ! خیر تو ہی - بھئی آخر ماجرا کیا ہی اندر سے مبارک قدم لونڈی پاؤن ننگے سر پیٹتی ہوئی آئی حضور حضور مین صدقے واسطے خدا کے جلدی چلیے یہ ہنگامہ کہان ہو رہا ہی - پڑوس مین موئے سنڈے خون کیے ڈالتے ہین بڑی بیگم صاحب کھڑی رو رہی ہین کہ میرے بچے پر آنچ نہ آجائے اور سنیئے پچاس قدم پر تو جھگڑا ہو رہا ہی انکے یہان کھلبلی مچ گئی نوابصاحب جوتیان چھوڑ کر اندر بھاگے دروازے سب بند اب کسی کو حکم نہین کہ زور سے بولے اتنے مین ایک مصاحب نے ڈیوڑھی پر سے پکارا کہ پیر و مرشد میان آزاد پھر آخر کس مرض کی دوا ہین - گنڈیری چھیلنے کے کام کے نہین - قوام بنانا نہین جانتے بیٹھے مٹھیانے مین جا نگلوا انکو بھیجکر دریافت نہ کرایئے کہ یہ دنگا کہان ہو رہا ہے -

مبارک قدم - ہان ہان بھیجد یجیے - کیسے کتے کی چال جائین اور بلی کی چال آئین -

بنوٹیے کو ساتھ رکھیں۔ کبھی بریلیکر ہو اکھانے نکلیں۔ ایک نوابصاحب نے انکو بھی بلوایا۔ یہ اوپچی بنے ہوئے دو دو ولایتیان کمر سے لگائے تنے ہوئے جا پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک نوابصاحب اپنی مان کے لاڈلے۔ اندھیرے گھر کے اُجالے بھولے بھالے مسند پر بیٹھے پیچوان گڑگڑا رہے ہین۔ تمام عمر زنان خانہ ہی مین حضرت نے پرورش پائی تھی کبھی گھر کے باہر جانے تک کی نوبت نہ آئی تھی گویا باہر قدم رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ دن بھر کمرے مین بیٹھنا یارون دوستون سے گپین اڑانا کبھی چوسر کا رنگ جمایا کبھی بازی لڑی۔ کبھی پو پر گوٹ اُڑی کبھی سہ بازی دینی پڑی کبھی جلکمہ اُڑانے لگے۔ ع۔ آفتاب آیا ہی سو رج کنڈ مین ؛ غربن بیٹیے کہ کفرستان بلرزد ؛ تاج کی کھیل اعلیٰ غلام ندارد برات کا سر۔ یہ فقرے اُڑے۔ پھر شطرنج جمی۔ شاطر اپنے اپنے منصوبے کرنے لگے کسی نے پیادین کی۔ کسی نے گردبیلا۔ مہرے کھٹ کھٹ پٹتے تھے۔ کشت بادشاہ کو پھر کشت۔ وہ گھوڑا پیٹ لیا وہ پیادہ ٹھپک لیا۔ رُخ چھڑا دیے۔ فکر کے میدان مین عقل کے گھوڑے دوڑ رہے ہین جب دل گھبرایا تو مدک کا دم لگایا چانڈو کے چھینٹے اُڑائے۔ افیون کی چُسکی پی۔ اُس دن حضرت اپنے صاف ستھرے کمرے مین بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے مین میر آغا بیٹر کو موٹھا کرتے ہوئے تشریف لائے اور آداب بجا لاکر دوزانو بیٹھ گئے۔ میر آغا ابھی اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اچھے مرزا پونڈا چھیلتے ہوئے آہی گئے اور ایک کونے مین جا ڈٹے میان جھمن انگرکھے کے بند کھولے گدی پر ٹوپی رکھے کھٹ سے موجود۔ آکا دنی دن سے داخل۔ پھر کیا تھا آتے۔ مین آ۔ دس پندرہ حضرات جمع ہو گئے مگر سب جھنڈے تلے کے شہدے چھٹے ہوئے گُرگے۔ کوئی چینی کی پیالی مین افیون گھول رہا ہی کوئی چانڈو کا قوام بنا رہا ہے۔ کسی نے گنڈیریان بنائین کسی نے امیر حمزہ کی داستان چھیڑی۔ سب اپنے اپنے دھندے مین مصروف ہوئے۔ اتنے مین نواب صاحب نے میر آغا سے پوچھا کہ میرصاحب آپ نے خشکے کا درخت بھی ملاخطہ فرمایا ہی۔

میر آغا۔ حضور قسم ہے جناب امیر علیہ السلام کی ستر اور دو جو بہتر (وہ بہتر لاحول مجھے تو گنتی بھی نہین آتی) بہتر برس کی عمر ہونے کو آئی غلام نے آج تک آنکھون سے نہین دیکھا لیکن حضور ہوگا درخت بڑا تو وجہ کیا۔ ایک عالم کی اس سے پرورش ہوتی ہی جسے دیکھو خشکے پر مٹھے لگا تا ہی۔ پھر آخر یہ آتا کہان سے ہی۔

اچھے مرزا۔ قربان جاؤن درخت کے بڑے ہونے مین کیا منت ہی۔ کشمیر سے لے کر قربان جاؤن بڑے گانون تک اور لندھن سے تا بولایت سب اُسکے خوشہ چین ہین مگر حضور بنگال مین خشکے کے پیڑ بڑے بڑے کوئی ملبنیڈی کے برابر ہوتے ہونگے۔ وہان تو اسی پر دار و مدار ہے۔

نوابصاحب۔ میرا قیاس بھی یہی کہتا ہی کہ درخت ہوگا عظیم الشان لیکن ہان دریافت طلب یہ بات ہی کہ آخر کس درخت سے زیادہ مناسبت ہی۔ اگر یہ دریافت ہو جائے تو پھر جانیے کہ ایک نئی بات ایجاد ہوئی اور بھئی سچ پوچھو تو تحقیقات کے بھی یہی معنی ہین کہ جبتک ایک ایک بات کی خوب چھان بنان نہو تب تک لطف نہین۔

مسیتا بیگ۔ حضور برگد سُنا بڑا عظیم الشان درخت ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ نیم کا پیڑ تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ کتابون مین البتہ پڑھا ہی کہ ع۔ برگد کی جٹا مین بال اُسکے۔ اگر درخت بڑا نہوتا تو شاعر مثال کیون دیتے۔

اور ابتو سہ

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اب بال پک گئے - دانت چوہے کی نذر کیے - گالون پر جھریان پڑ گئین - کمر دوتا ہوئی بصارت نے ٹکا سا جواب دیا - ہوش و حواس چمپت ہوے - بس ایک گرمٹ تو عصاے پیری ہے - باقی خدا کا نام - کیا کہون حضور جسوقت یاران سرپل گنڈیریان چوستے ہین منھ دیکھ کر رہ جاتا ہون - اور گنڈیری والا جب صدا دیتا ہی تو کلیجہ پکڑ کر رہ جاتا ہون - اتنے مین حوالی موالی میان ڈنڈ میان کمالی - آن موجود ہوے - دربار گرم ہے - اور طرح طرح کی چہ میگوئیان ہو رہی ہین -

مٹر گشت - خداوند آج تو بڑی تشویش کی بات سنی میرے تو حواس مفقود ہو گئے - شہر بھر مین کھلبلی مچی ہی واللہ بچائے - ابکی گرمی کی فصل خیر سے گذرتی نہین سوجھتی - آثار برے ہین -

نواب - کیون کیون خیر باشد کیا قیامت آنے والی ہے یا آفتاب سوا نیزے پر ہو رہا - یا دوسرے طوفان نوح کا خیمہ نصب ہو گیا ہی - یہ کھلبلی کیسی مچی آخر ماجرا کیا ہی کچھ بتاؤ تو سہی - یہ تو بڑی بری سنائی - اللہم احفظنا من کل البلیات -

میرزا - ای حضور یہ جب آتے ہین ایک نیا شگوفہ چھوڑتے ہین خدا جانے کون فرشتہ انکے کان مین پھونک جاتا ہے - اسوقت ایسی سنائی کہ واللہ نشہ ہرن ہو گیا - جمائیان آنے لگین - ابھی افیم گھولی تھی ابھی ڈبیا کھولی تھی حضور کے سامنے ہی چسکی پی - مگر انکے آتے ہی نشہ ہرن ہو گیا - انکی عادت ہی کہ جب آئین گے کچھ نہ کچھ اوٹ پٹانگ ضرور سنائین گے - مفت مین نشہ اتر گیا -

مٹر گشت - اجی آپ کس کھیت کی مولی ہین اسمے تو بڑے بڑون کے نشے ہرن ہوے ہین - آپنے تو جہان افیون کا جگا کھایا اور آنکھین بند کین بس پھر ہونا قسم ہی کسی نے بات کی اور آپکی پینک مین فرق آیا - جب پہلی تاریخ آ گئی تو آپکی آنکھین کھل جائینگی - آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا - اور دو چار دن بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ - ما ما غتیان اڑا لو بیچے صاحب ہم تو ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر خبرین لائین آپ دن بھر پینک مین اونگھا اور مٹھائی ٹونگا کرین اور ہمین کو الو بنائین - اینڈی بینڈی سنائین - پہلی کو قلعی کھلے گی جب صورت بگڑ جائے تو سہی -

نواب - کیا کیا پہلی تاریخ کیسی - ارے میان تم تو پہیلیان بجھواتے ہو کچھ حال تو کہو - آخر پہلی کو کیا ہونے والا ہے -

مٹر گشت - ای حضور یہ نہ پوچھیے - بس کچھ عرض نہین کیا جاتا یہ ایک حلوائن ابھی جوان جہان ہی - گوری کے ایسے بھولے بھالے گال آنکھین جیسے بتاسہ پھینی - کہین اتفاق سے اونٹا ہوا دودھ جو مارے ہوکے کے پی گئی - تو پیٹ پھول کے کپا ہو گیا - کسی نے کچھ بتایا کسی نے کچھ نسخہ پلایا - مگر وہ انتا فیصل ہوئی - اب سنیے کہ اسکا میان اسکو بہت چاہتا تھا جب چتا پر جلانے لگی تو ایک دفعہ ہی کلبلا کر اٹھی - آئین - ارے رام - ارے باپ رے باپ توبہ توبہ جیوکا ڈبھوا - حلوائیون اور گنوارون نے وہ بم مچائی کہ توبہ ہی بھلی - اے جیبی ہو - یو دیکھو - لہاس ہلت ہی - آخر کار دوہیا حلوائیون نے جی کڑا کر کے لاش کو چپکے سے گھسیٹ لیا تو آہستہ سے کہتی کیا ہی - (ارے لوکا اندھیر مچایو - ارے مین جلی جات ہون رے) جھٹ پٹ کفن پھاڑ کر اسکو نکالا تو ٹیان ہی اٹھ بیٹھی - حضور قسم ہے خدا کی اسنے وہ وہ باتین بیان کین کہ سننے سے تعلق رکھتی ہین کہنے لگی کہ جب مری تو فرشتون نے مجھے فرش گل پر جلایا - اور میری پیاری پیاری صورت پر عاشق

میان آزاد نے ایک خدمتگار کے ہاتھ مین تیغ اصفہانی دہلی وال
خود کٹارے کر اینڈتے ہوے چلے راہ مین لوگون سے پوچھتے
جاتے ہین کہ کیون بھئی یہ فساد کیا ہی - یہ دنگا کہان ہو رہا ہے -
ایک نے کہا اجی چکمنڈی مین بز قصابون مین جھیجھڑے پر
چھری چلی - ایک شخص گوشت لینے آیا تھا اُسکو سر دست یہ سوجھی
کہ اپنے کتے کے لیے جھیجھڑے لے بھاگے - جب بوچڑ نے دیکھا
تو سب بوچڑون کے نام لے لے کر کوسنے اور صلواتین سنانے لگا
ان جھیجھڑے پر چھری چلگئی ایک نے پچھاڑا دوسرے نے ٹنگڑی
لی اور وہ تو جھٹپنے سے چوری چکاری مین برق ہو گیا ہی بس دل
کڑے کو تو دیکھیے کہ دن دہاڑے آنکھ مین خاک جھونک کر دکان پر سے
مال غائب کیا - یہ چوری ہی یا سینہ زوری پانچ چار قدم آگے بڑھے
تو دو چار آدمی باتین کرتے جاتے تھے کہ میان ہوا یہ کہ پنساری نے پڑیا مین
بنیا لنگوٹہ باندھ دیا پس انھون نے آتے ہی گردن ناپی کہ مغز کدو کے
عوض جانگوٹہ ملا دیا - اور دس قدم چلے تو ایک شخص نے کہا وہ تو کہیے
خیریت گذری کہ جاگ ہو گئی نہین تو بھیڑیا گھر بھر کو اُٹھا لیجاتا - ہائین بھیڑیا
کیسا - جی حضور ایک منہار کے گھر سے بھیڑیا تین بکریان دو مینڈھے
ایک خرگوش اور ایک خالی پنجرہ اُڑا لے گیا اُسکی عورت کو بھی پیٹھ پر
لاد چکا تھا کہ منہار جاگ اُٹھا - اب میان آزاد گھبرائے کہ بھئی یہ
عجب بات ہی جو ہی نئی سُناتا ہی انوکھی روایت بتاتا ہی قریب پہونچے
تو معلوم ہوا کہ پندرہ بیس آدمی ملکر چھپیر اُٹھاتے ہین اور غل مچا رہے
ہین لاحول ولاقوۃ - کوئی کہتا تھا کہ جھیجھڑون پر چھری چلی کوئی
پنساری اور جانگوٹے کی کہانی سُناتا تھا - ایک گرگ باران
دیدہ بھیڑیے کی روایت بٹ لائے بس دس ہی قدم مین
پچاسون باتین سننے مین آئین اور قریب آئے تو ٹائین ٹائین فش - معقول جتنے مُنھ اتنی باتین - جتنی زبان اُتنے ہی
بیان - الامان - الامان - اور داللہ ہنسی تو یہ آتی ہی کہ نواب صاحب
کیسے بدحواس ہو کر غڑاپ گھر کے اندر ہو رہے اور گھر مین کہرام
مچ گیا رفقا اور مصاحبین نے دروازے بند کر لیئے - آخر کار ہم
اس میدان مین چُن کر بھیجے گئے - اللہ ری دہشت واہ میان واہ
بانکپن ختم ہے -

ایک دن کوچہ گردون کے پیر پہلوان کشتی گیر منازل وحشت
کے ہفت خوان - لڑنتیے جوان میان آزاد ادھر اُدھر دولائی لٹکائے
بانکے بنے ہوے - اکڑے اور تنے ہوے اپنے آقا نواب صاحب
بہادر کے یہان پہونچے - مجرا عرض کرتا ہون حضرت - آئیے
آئیے - آج تو میان آزاد پورے آدمی بنے ہین - آپ ڈھال
نہین باندھتے؟ پیر و مرشد ڈھال تو زنانون کے لیے ہے -
ہم عمر بھر ایک انگ لڑا کیئے تلوار ہی سے چوٹ لگائی اور اسی
پر چوٹ روکی - یا خان دی یا کاٹ گئے یہ بنوٹ کے
ٹھاٹھ ہی نرالے ہین - کون ایسا فن ہی کہ جسمین ہم طاق نہین
شہرۂ آفاق نہین - واہ آقا کیون نہو دھوم ہے - یہ سب حضور ہی
کی جوتیون کا صدقہ ہی - ایکدن حضور کو تلوار کے کچھ ہنر دکھاؤنگا
اور حضور کی آنکھون مین آب شمشیر سے سرمہ لگاؤنگا نا صاحب
بندہ در گذرا - یہ کھیل اُجڈین کے ہین - میری روح کانپتی ہی
تلوار کی صورت دیکھے جو ڑی چڑھ آتی ہے - ہان میرزا
صاحب جیوٹ کے آدمی ہین - اُنکو جو رنگ کیجیے وہ اُف
کرنے والے نہین -

مرزا جی - خداوند - ؎

مرا بجنین چہرۂ گلفام بود ‖ بلور نیم از شوخی اندام بود

مگر قربان جاؤن حضور - ؎

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے ‖ یہ قصہ ہے جب کا کہ مرزا جوان تھا

چلتے پھرتے نظر آیئے۔ سرکار کا نادری حکم ہے۔ اور چھوٹی بیگم صاحب مہنا متھ مچا رہی ہین کہ اس بڈھے خبیث کو کھڑے کھڑے شہر بدر کردو۔ سو اب کھسکیے ورنہ بُری ہوگی۔

مسیتا بیگ۔ واجبی بات ہے۔ سرکار چلتے چلتے حکم دے گئے تھے ہم لوگ مجبور ہین۔ اب آپ اپنا سیدھا کیجیے۔ ابھی سویرا ہے نہین ہم پر پیٹس پڑے گی۔ اور بھئی جب فرشتون کے آنے کا ڈر ہے۔ تو کوئی تم کو کیونکر اپنے گھر مین رہنے دے۔ جو کم ہو نہ اور جو فرشتون نے ایک ننھی سی چنگاری رکھ دی تو کیسے مکان جل بھنکر خاک سیاہ ہو جائے گا یا نہین۔ پھر کیسی ہوگی۔

میرزا۔ ابے تو نا معقول فرشتے کہین گانون جلایا کرتے ہین وہی اوٹ پٹانگ باتین بکتا ہے جنکا سر نہ پیر۔ لو صاحب ہمارے رہنے مین جو کم ہے۔ جو آٹھون پہر ڈیوڑھی پر بنے رہتے ہین تمسے اُٹھائی گیرے اور ہمین نکلوائین۔ خدا کی شان۔ تم سب کی ملی بھگت ہے۔ ارے مین تو تمھاری قبر تک سے واقف ہون اچھا اڑنگا دیا۔

جھمن۔ اڑنگا وڑنگا مین نہین جانتا اب آپ کھسکنت کی ٹھہرائین قبلہ۔ بہت دن میٹھے ٹکڑے اُڑائے چغل خور رئیس کا مزاج بگاڑ دیا۔ ذرا سی خطا کسی سے سرزد ہوئی اور آپنے جڑ دی بھُس مین چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی۔ صدہا تو خدمتگار تونے موقوف کرائے۔ اور پچاسون بھلے مانسون کی روٹی لی۔ بندہ بشر ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ یہ چغلی کھانا کیا معنی۔ ع۔ اصل بد از خطا خطا نکند ✦ تو سہی جو جہنم مین نہ ملادون۔ ع۔ سڑی تو صاحبی اُسپر چبوترہ گنج کا ✦ ٹکے کا آدمی اور لگا فرعون سے ٹکر لڑنے پہلے اپنی ہستی کو دیکھ۔ غفور! میان غفور! میرزا تمھاری بھی تو بیخ کنی کی فکر کی تھی۔

غفور۔ (خدمتگار) کون۔ مرزا جی۔ یہ تو اپنے باپ کی جڑ کو کھودنے والے آدمی ہین۔ اندر سے باہر تک کوئی ماما کوئی اصیل کوئی آدمی انسے خوش نہین۔ ایسے چرچرے تو دیکھے نہ سُنے۔ آج ہی تو ہتھے چڑھے ہین انکے سر پر تڑ تڑ پڑین۔ پھر پیسر دیکھیے جیسے مینڈک کی کھوپڑی پر نمک چھڑک دیا۔

مسیتا بیگ۔ مرزا اگر غیرت ہے تو اس مصاحبت پر بامردی سے لات مار جس اللہ نے منھ چیرا ہے وہ رزق بھی پہونچاوے گا۔

مبارک قدم۔ (لونڈی) غفور۔ غفور۔ چھوٹی بیگم صاحبہ کا حکم ہے کہ اس موسے انیپچی کو شہر بدر کردو۔ فرماتی ہین کہ جبتک یہ دفان نہوگا دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے۔

میرزا۔ شہر بدر! کیا شہر شملہ ہے کچھ لوٹ پڑی ہے۔ تمام شہر پر بیگم صاحبہ کا کیا اجارہ ہے وہ بھی کل آئین یہان اس گھر مین عمر بتر ہو گئی۔ اب وہ ہمین گدھے پر سوار کرا کر شہر بدر کرواتی ہین جیسے نواب ویسے مصاحب ویسی ہی بیگم صاحبہ۔

اتنے مین یارون نے جو شہ پائی تو چوطرفہ سے للکار اُٹھے ابے او نمک حرام۔ چھوٹا منھ بڑی بات بیگم صاحب کے کہنے کو ڈُلکتا ہے اتنی پُر بنگی بے بھاؤ کی کر یاد کروگے بچہ بہت لن ترانیان اچھی نہین ہوتین کیسے بلون پر تھے۔ جب دیکھو تنتنے جھلائے بیٹھے ہین بات کی اور لپک کے جکت دی۔ آپ ایسے شیر ہو گئے کہ بیگم صاحبہ کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ چاند گنجی کر دیجائے گی۔ جو زیادہ ٹرائے۔

میرزا۔ اب جو یہان پانی پیے تو اُسکی ہفتاد پشت پر لعنت۔ چوطرفہ سے ہمین پر بوچھار ہونے لگی۔ اُٹھائی گیرون کا یہان طوطی بولتا ہے لو خدا حافظ۔ نظم

نواب کی چاہ دیکھیے گا	مرزا کا نباہ دیکھیے گا
پچون سے گھوڑے سمجھو نہ	انشاء اللہ دیکھیے گا

ہو گئے - دو تین مین خوب گدّے بازی ہوئی - دو نے تو ٹرو ڈھکنی لگائی - ایک نے مجھے اُٹھا کر خدا کے پاس پہونچایا خدا اُن بیٹھی پوری بیلت رہا ہین (نقل کفر کفر نباشد) ہم کا دیکھ کر خدا ڈپٹا کہ اسکو پیچاؤ - اتنے مین تم نے چپتا ہی پر رکھدیا - حضور مجھے اُسکی بولی تو یاد نہین مگر مطلب یہی تھا - پھر اُسنے کہا کہ پہلی کو بڑا اندھیرا گپ چھا جائیگا اور طوفان آئیگا - جتنے گنہگار بندے ہین سب سے اُسدن منکر نکیر سوال کرینگے اور افیمی جس گھر مین ہونگے اُسکو فرشتے جلا کر خاک سیاہ کر دینگے -

نواب - میرزا صاحب بے بوریا بدھنا اُٹھایئے - آپکا یہان ٹھکانا نہین - ناحق کہین فرشتے میری کوٹھی پھونکدین تو کہین شنوائی بھی نہ ہو سکے - قبلہ اب میرا پیچھا چھوڑیے بس لُچیہ سنبھالیے کہین اور رستہ جمایئے -

میرزا - پیر و مرشد یہ بڑا اڑی مار بے ایمان آدمی ہے حضور تو بھولے بھالے رئیس ہین جسنے جو کہا فوراً باور کر لیا - جو اسکی کچھ بھی اصلیت ہو - بھلا کہین فرشتے گھر پھونکا کرتے ہین - ذرا تو سوچیے اس فرور کے بھرتن مین آنکر مجھ بڈھے کو نہ نکالیے - غلام پشتہا پشت سے اسی دربار مین پرورش پایا گیا ہی - اب کس کا دامن پکڑون - حضور کا سایہ دامن کافی ہی - اس مردک کی افترا پردازی پر نہ جایئے - یہ تو میرا جانی دشمن ہی - بائے تو کچا ہی کھا جائے - ارے واہ رے فقرہ باز اچھی ہی - حلوائن کی چھوکری مری بھی اور جی بھی اُٹھی - جھوٹے کی ایسی تیسی بھلا کسی نے بھی یہ باتین سُنی تھین اور سُنیے کہنے لگے آنکھین جیسے بتاس پھینی واہ بھئی واہ کیا مثال دی ہی -

ظریف - حضرت یہ افیون کا تلازمہ تھا -

میرزا - جی بس آپ بیٹھے رہین کونے مین - یہ دل لگی کا موقع نہین ہی آپکو تو سوائے مسخرے پن کے دوسری بات ہی نہین آتی -

نواب - خیر صاحب یہ جھگڑا تو ہوا ہی کریگا آپ اپنا سمجھیتا کرین میرے باپ دادا کی ملکیت مفت مین فرشتے پھونکدین تو مین کہین کا بھی نہ رہون - آپ ہین کس مرض کی دوا - چارپائیان توڑا کرتے ہو -

میرزا - واہ ری قسمت - برسون ریاض کیا - جان لڑا دی بکری کی جان گئی کھانے والے کو مزہ نہ آیا - اس ملعون سے خدا سمجھے جسنے میرے حق مین یہ کانٹے بوئے - خدا کرے اسکا آج کے ساتوین ہی دن جنازہ نکلے - جیسے ہی یہ آکر بیٹھا اور میری بائین آنکھ پھڑکنے لگی - سمجھا کہ کچھ دال مین کالا کالا ہی سو یہ گل کھلا - اچھا بچہ چچا ہی بنا کر چھوڑون تو سہی -

نواب صاحب مصاحبون کو یہ نادری حکم دیکر زنانخانہ مین گھس گئے کہ میرزا صاحب کو نکالدو - وہ تو داخل دفتر ہوے یہان میرزا صاحب کی لے دے شروع ہو گئی -

ہمارے بھولے بھالے امان والے نوابصاحب کا زنانخانہ مین داخل ہونا تھا کہ مان نے جھٹ پٹ بلائین لین - ماما اصیلون نے دعائین دین - چھوٹی بیگم صاحبہ نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا سب نے منتین مانین - اب کی نوچندی خیر سے گذرے تو مسجد مین گھی کے چراغ جلائین - کمال شاہ کے مزار پر پھولون کی چادر چڑھائین ہی ہی پہلی تاریخ کیا آتی ہی جیسے کال آتا ہی - ای خدا کے لئے اُس نگوڑے افیمی کو نکالدو - موے نے افیم گھول گھول کر اتنے دن سیہ کاری کی جب دیکھو سوگ نشینون کی طرح ماتم مین رہتا ہی ادھر باہر رفقا اور مصاحبین نے میرزا بیچارے کا ٹیٹوا دبوچا اور رنگدم کر دیا -

سرگشت - میرزا جی افیون کا ڈبّا بغل مین دبایئے اُدھر

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے | چلو تم نہین منھ لگانے کے قابل
ہنسا مین تو ہنسکر کہا اسنے مجھ سے | ہوے آپ بھی مسکرانے کے قابل
کہا کچھ جو مین نے تو بولے وہ صفدر | ہوے تم بھی باتین بنانیکے قابل

بھئی واہ واللہ کیا دور کی سوجھی کہ محفل رقص و طرب آراستہ ہو
فرشتون کے بھسلانے کا نیا طریقہ ایجاد ہوا۔ ماشاء اللہ۔

میان آزاد کئی دن سے ساری کیفیت چپ چاپ بیٹھے دیکھ رہے تھے سوچے کہ ایسے رئیسون کی سرکار مین نوکری کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے چغلخوری کا بازار ہر دم گرم ایک کا ایک دشمن۔

ایک دن مرزاجی منڈی مین یونڈے چکا رہے تھے اور سامنے سے میان آزاد بانڈی ہاتھ مین لیے جھومتے جھامتے گھومتے گھامتے آ رہے تھے۔ جب دو چار ہوے تو باہم یون گرم گفتار ہوے

آزاد۔ تسلیم کا جھرا پھینکتا ہون۔ سن سے نیچیے۔

مرزا۔ ہان! تو مین بھی آداب داغتا ہون۔ دن سے سنبھلیے۔

آزاد۔ اللہ اللہ۔ ابھی تک چشمہ لفاظی جاری ہے۔

میرزا۔ مگر یارچغل خورون سے عقل عاری ہے۔

آزاد۔ کہیے اب کیا شغل کیا رنگ ڈھنگ ہین۔

میرزاجی۔ تیغے کل پہ چڑھے ہین آمادۂ جنگ ہین حضرت یون دھوپ مین تو بال سفید کیے نہین ہین ایک درندۂ شور در کھلے۔ مگر ع۔ بہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیداست + ایک اور رئیس کے یہان گیا اور جاتے ہی چینی کی رنگ برنگ پیاری پیاری پیالیون مین اس حکمت کے ساتھ افیم گھولی کہ رئیس پیتے ہی پینک مین آ گئے جسنے چسکی لگائی آنکھین بند ان ہاتھون کے قربان اجی مجھ مین تو وہ جوہر ہے کہ جہان جاؤن قدر ہو۔ افیم کا بول بالا اور پینک کا منھ کالا۔ جب رئیس اور انکے رفیقون کو ذرا ہوش آیا تو حقے کی پکار ہوئی۔ کوئی ہے۔ دس پانچ آدمی بول اٹھے حاضر حکم پیر و مرشد۔ ذرا پیچوان تازہ کیے بھر لانا۔ بھائی ہماری سٹک بھی لاؤ۔ میان ایک اچھی سی چلم پلاؤ۔ مین تڑسے حقہ بھر لایا اور مشکبو تمباکو دھوان دھار رئیس کو پلایا۔ پینا دینا بجز مینال منھ سے لگائے اونگھ رہے تھے جب پھر ہوش آیا تو دو چار کش پیے آنکھین کھل گئین۔ باچھین کھل گئین۔ یہ حقہ کس خدمتگار نے بھرا ہے؟ اسکو ہماری دولائی انعام دے دو تب تو بندۂ درگاہ ہاتھ جوڑ کر سامنے آن کھڑے ہوے۔ خداوند یہ غلام کی کارگذاری ہے خدمتگار کو اشارہ کیا تو دولائی اپنے جناب کے کاندھون پر جھک کر سات مرتبے فرشی سلام بجا لایا۔ حق تعالیٰ ایسے رئیسون کو سلامت رکھے۔ دم غنیمت ہے۔ اس وقت حضور کا بار احسان پر دوش ہے۔

رئیس۔ یہ افیم بھی تو آپ نے گھولی تھی واللہ مزہ آ گیا۔

بندہ۔ قربان جاؤں حضور ایسی افیون پلاؤن کہ قیامت تک پینک رہے دمل کیا [illegible] ہو جائیے۔ ہاتھ تلے ہوے ہین سانچے کے ڈھلے ہوے ہین پیر و مرشد کمال یہ ہے کہ دیکھتے دیکھتے آنکھین سرخا سرخ ہو جائین۔ لال لال ڈورے رنگ جمائین بلبل کے زیر بال کا لطف دکھا [illegible] ہو۔ کیا مجال کہ کسی [illegible] کے ہاتھ کی افیم جائے۔ اب [illegible] کو حکم ہو تو غلام بھی پلائے۔

رئیس۔ خدا [illegible] کیا معنی اب مین آپ کو جانے نہ دونگا۔ آپ تو واللہ ڈبیا ہی مین بند رکھنے کے قابل ہین۔ افیون تو کیا روپیہ کی پیالی ڈالی تو کبھی آج تک نصیب ہی نہ ہوئی واللہ کیا ہاتھ ہین۔ جی چاہتا ہے چوم لون۔ مین نے پھر جھک کر فرشی سلام کیا۔ حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے۔ مگر بھائی اسوقت جتنے خوشامد خورے بیٹھے تھے سب کا رنگ فق [illegible] کلیجہ شق ہو گیا پیشانی مین چوٹ سے جھوٹے کہ ایسے اچھے رنگ جمائے

جوتی خوسے ہمین بنائین	ما شاء اللہ دیکھیے گا
افیون کی لم مین یان سے نکلے	تقصیر و گناہ دیکھیے گا
مرزا کی اتیج افیم کا رنگ	سبحان اللہ دیکھیے گا

مصاحبین - واہ کیا زٹل قافیہ ہو - بڑے شاعر کی دم بنے ہین بات بیڑے کی چپیے ہنین گردن نابی جاویگی بے بڑہ ہنین دونگا دھکا بیٹل ٹھلکنیان کھاؤگے -

میرزا تھے تو پیر فرتوت مگر بکھے - جھٹ بھرا ہوا تیغہ لیکر کھڑے ہوگئے یا جیو یہ لام کاف چہ معنی دارد - مین بھی ہمایون کی نسل سے ہون کوئی ایسا ویسا نہین تم ٹکڑ گدون کی یہ مجال کہ ہلکو مارنے انکو اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ واہ رے بڈھے بڑا تیکھا ہے - رسی جلگئی - رسی کا بل نہ گیا - القصہ میرزا نے افیم کی ڈبیا اٹھائی اور چلے - رکھی - ص

رفتیم یاران تخفیف تصدیع	گر دردسر بود از ما شمارا

خدمتگارون نے انکے جلانے کے لیے فقرہ چست کیا کہ مرزا صاحب کبھی کبھی آجایا کیجیے - ایک بولا لایئے ڈبیا مین پہونچا دون - دوسرے نے کہا کہیے تو گھوڑا کسوادون -

میرزا ص	جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا تو سیلنے کا اور اُسکو کڑا لگا

میرزا تو چارنا چار بحسرت دارمان نکلے - ادھر پہلی تاریخ آئی تو سرگشت چکرائے کہ اب مین چھوٹا بنا اور رسا کھو گئی - لوگون نے نواب کو چنگ پر چڑھایا کہ حضور یہ ہم کہین وہ کیجیے تو آج کی بلا ٹل جائے نواب صاحب نے مصاحبون کو سیاہ سفید کا اختیار دے دیا - اب سرشام سے کیفیت قابل دید تھی - ایک طرف تو برہمن بیٹھے استت پڑھ رہے ہین - اور رکھشا کمکھت جاپ کر رہے ہین سواہا سواہا کی آواز آرہی ہی - دوسری طرف قرآن خوانی ہو رہی ہے اور علما قرأت کے ساتھ عمل پڑھ رہے ہین امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء - گھر بھر مین چراغان کی بہار - اور چراغون کی قطار - ہزارون لمپ جھاڑ کنول روشن ہین - اور محفل رقص و سرود آراستہ ہے - قدسی تماشا دیکھین تو لاہوت کو بھول جائین - ص

جبتک کہ نہ دل کی بیکلی جائے	
اودا اُرہ وا سے گت چلی جائے	

ہان اور چھڑے جائے یہی آہنگ - یہی رنگ - فرشتو کو پھانسا کچھ خالہ جی کا گھر تو ہی ہنین اسوقت تو حضرت جنون ہمارے مرشد کامل ہین سپر پھیر کر جھنجھولا کی دھن ہے - سنا ہو کہ سبحان ملا اعلی اسی راگ پر فریفتون ہین - اور اب اُنسے خوف ہی کیا ہو - وہ تو افیمچیون کی تلاش مین آتے ہین یہان کوسون افیم کا پتا نہین مرزا سدھارتے ہنین تو معاذ اللہ کا مقام ہوتا اسوقت خدا جانے کیا کچھ ہوگیا ہوتا -

نواب - ہوتا کیا کوٹھی کی کوٹھی بھک سے اُڑ جاتی - تو بہ کی کہ اب کسی افیونی کو آنے تک نہ دونگا - اس کالی بلا سے اللہ بچائے چانڈو تک خیریت ہی - افیم کا بندہ دشمن ہوگیا - خبردار آج سے افیونی دہلیز کے پار رکھنے پائے ہم یہ جو کہین مرزا ہوتے تو فرشتون نے وہ دند مچائی ہوتی کہ توبہ ہی بھلی دل مسوس کر رہ جاتا - پہلی تاریخ کے انتظار مین آنکھین پتھرا گئین - بارے صد شکر کہ بخیر گذشت -

مسیتا بیگ - حضور میان شوری کا ٹپا سنیے گا - یا کوئی غزل چھیڑ دی جائے اچھا غزل ہی سنیے - ذرا اشارے کی دیر تھی دو تین طوائفون نے ملکر یہ غزل گائی - ص

مرا گھر کہان اُنکے آنے کے قابل	بلاؤن اگر ہون بلانے کے قابل

ولائی کیا پائی کہ شامت ہی آئی۔ اب کرون تو کیا کرون۔ بھاگون
تو چور بنون بیٹھون تو پٹا جاؤن مگر اتنی تشفی بھی کہ کوتوالی کو لی
نہ دکھائے گا انہین اتنی جرأت کہان ایک دفعہ ہی مین
اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی غنیمت سمجھے کہ از ین چہ بہتر۔ ایک نے ولائی
پر ہاتھ مارا۔ دوسرے نے ہرنی چھین لی۔ تیسرے نے کہا
بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی۔ لیجیے کہان تو ولائی انعام
مین پائی تھی کہان شجاع الدولہ کے کوٹھون کی ہرنی بھی ہاتھ
سے دی قہر درویش برجان درویش۔ بھاگا تو یہان آکر دم لیا۔
رخصت فی امان اللہ۔

میان آزاد دل مین سوچے کہ بھئی رئیسون کے دربار مین
چغل خورون کی بڑی گرم بازاری ہے ان موذیون کی دم مین رسا نہ باندھا
تو آزاد نہین۔ اسوقت سے بیڑا اٹھایا کہ ٹھیک بناؤنگا۔ پھر
سوچے کہ کوشش ٹھکانے لگنا معلوم۔ یہان گھر پر تو ایک دفعہ
بودے بن چکے ہین اب کہین منہا۔ یہ ہمارے بنائے جائین کہ ساری
مشیخت نکل جائے بھئی کہا ئے غم نکھائے۔ اتنے مین میان
آزاد اپنے آقاے نامدار کی کوٹھی پر پہونچے۔ تھوڑی دیر بیٹھے
تھے کہ ایک شخص نے نواب صاحب کو ایک خط دیا اور کہا
حضور میرزا جی نے یہ خط بھیجا ہے ملاحظہ کرکے جواب
عنایت کیجیے۔ مصاحبین کا چہرہ زرد اور دل سرد ہو گیا کہ
اب اُسنے یہ تدبیر نکالی کہ چٹھیان بھیجنے لگا۔ اے حضور اس
ردی کو چاک کر ڈالیے۔ وہ اور خط بھیجے۔ اتنے ہوے
اے تیری قدرت یہان تک آئے نیا ہونے کی منھ دی کہتی
تھی ایسے بڑے شیخت پناہ ہو گئے۔ نواب صاحب نے کہا
اچھا پڑھو تو دیکھو کیا لکھا ہے۔

میرزا صاحب کا خط

حقوق خدمت صد سالہ لعب طفال ست
بکشوے کہ درد کو دکان خند اوند ند

افیمچیون کے پشت پناہ۔ مدکیون کے قبلہ گاہ دام نشئہ۔ اللہ کو سکھائے
پڑھایا اگر تم لونڈے ہی بنے رہے۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ روز کی
پیدائش اور یہ عتاب۔ تمہارے دادا جان تک کی تو مین نے
آنکھین دیکھی ہین اور تمہارے لکڑدادا کے دادا پیر تک کی بڑے
واقف ہون۔ اس بڑھوتی وقت تم نے مجکو نکالا ناچ نچا کرن تم
سہی۔ سنیے صاحب ایک بدمعاش نے آکر کہا تو آنیہ آیا اور
حضرت کو پلنگ پر چڑھا دیا کہ ہم کو فرشتہ کہہ دیجیے۔ بات ترکی
جھوٹے کی دم مین رسا۔ اور نواب کو تو دیکھا ہون وہ لوکپیا کے
تاؤ ہی نکلے جسکو اتنی عقل بھی نہین کہ فرشتے کہین جو پڑے جلایا
کرتے ہین واہ ری عقل قربان اس فہم و دانش کے۔ نوصاحب
اب فرشتے مجلس مین پیکاری کو آنے لگے۔ اتنے تو بہ۔ ایسے
تو بہ۔ ان بے ایمانون پر آسمان نہین پھٹ پڑتا۔ اور دل لگی
دیکھیے گا کہ حلوائن ہر کرتی ابھی ہی کہ سب یہ شیطان کی ٹھیکا ہے۔
نواب اب ذرا تو دل مین غور کرو کہ ساری خدائی بھر مین کہین
بھی اندھیر اگھپ چھایا۔ کوئی بھی فرشتہ آیا ایک بھی گھر جلایا۔ اسیطرح
یہان مفت خورون نے میری نیچی کی۔ سے سنیے کہ گو آپ تو
سادہ لوح ہین سنتے ہی نادری حکم دیا کہ نکال دو۔ افسوس
ہے۔ گو سالہ تا پیر شد گاو نشد + نام خدا سیانے ہوئے مگر جو
نہ دیا نے ہوے۔ ذرا تو عقل سے کام لو۔ ذرا تو اپنا خیال آسیطرح
منھ مین کالک ملو۔ کل کو کہین یہ کہا تھا کہ پیشتر آدمی آجانے
ایسا ہو کہ کسی لمحہ مین اسکو بھی شہر بدر کرا دین۔
واہ مچھی واہ۔ کیون ہو آئے نہ جھانسے مین کھا گئے نہ غوطا
چڑھ گئے نہ جنگ پر تبھی کیا ہے دیکھا جو کہین نو مہینے ہیں

ایسا نہو ہم نظرون سے گر جائین - کل کدھارے کو کہین دھتا بتلا دیا جائے تو آن قیامت ہی کا سامنا ہو - واللہ زیادہ تدبیر کی کہ ہمارا بنا بنایا رنگ پھیکا پڑ گیا - ایسے افترا پردازون نے کیا شیطانی حرکت کی - ایک شخص نے کہا - حضور کی آواز اسوقت کچھ بھاری ہے دوسرے نے فقرہ چست کیا کہ آواز سے کچھ ضعف بھی پایا جاتا ہے تیسرے صاحب بولے نصیب اعدا کیا طبیعت بے لطف ہو گئی - چوتھے نبض پر ہاتھ لے گئے - افاہ تپ چڑھی ہے - پانچوین نیم حکیم پیشانی پر ہاتھ رکھکر بولے - اُف فوہ ماتھا کیسا جلتا ہے چھٹے صاحب نے فرمایا کہ حضور کی آنکھون سے بھی نصیب دشمنان علالت پائی جاتی ہے - اب چوطرفہ سے یہی ہانک سُنائی دی کہ رئیس علیل ہین - جب سب نے ملکر کہنا شروع کیا تو وہ بھی گھبرائے فرماتے کیا ہین - ہان آج تو کچھ بدن بھی ٹوٹ رہا ہے آنکھین بھی جلتی ہین اور نبض مین بھی سرعت ہے اتنے مین ایک مصاحب نے کہا خداوند کیا عرض کرون کلیجہ بیٹھا جاتا ہے - خدا جانے کیا ہو گیا دوسرے نے سر پکڑ کے کہا اُف سر پھٹا جاتا ہے تیسرے نے آنکھین ملکر کہا بھئی آنکھین نکلی پڑتی ہین - الغرض سب نے ایک نئی بیماری بتائی - کسی کو بخار آیا - کسی کو جوڑی کسی کا بدن گنگنا ہو گیا - کسی کا جی متلایا - سب سیکمان بن بیٹھے - ایک کانکھنے لگا دوسرا ہائے ہائے کرنے لگا - ہم چکرائے کہ بار خدایا یہ کیا بات ہے یہ سب کے سب یکدم سے بیمار کیونکر پڑ گئے - اسے ابھی لو مین سمجھا کہ یہ ہمارا ان سرپل کی کارستانی ہے - اکھاڑا ملکر -

رئیس - آخر کچھ سوچیے تو کہ بیٹھے بٹھائے کیا گل کھلا - ابھی تو ہم سب بھلے چنگے بیٹھے تھے - آناً فاناً مین یہ کیسی ہوا چلی کہ درد سر درد کمر تپ لرزہ سب آ دبوچا - ہمین کچھ فیہ ضرور ہے -

مصاحب - حضور تو جہان کسی نے دو چار چکنی چپڑی باتین سُنا دین بس ہم مین آ گئے - خدا جانے ان ذات شریف نے افیم مین کیا کیا ملا یا تھا کہ سب کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے -

رفیق - کیا پتے کی بات کہی ہے - واللہ میری زبان سے لے گئے جیسے افیم پی جی متلانے لگا - اور ایک ہم پر کیا فرض ہے - سب کا یہی حال ہے -

لیمو نچوڑ - مین کہنے ہی کو تھا کہ یہ انھین تازہ وارد حضرت کے کانٹے بوئے ہوئے ہین اور خصوصًا کھون مجھے تو یہ کوئی اُٹھائی گیرے سے معلوم ہوتے ہین دیکھیے آنکھون ہی سے چوٹاپن برستا ہے اور خدا جھوٹ نہ بلائے - تو یہ ہم سب کی فکر مین آئے ہونگے ضرور افیم مین کچھ ملا دیا انکو تھانہ پر لے چلیے -

خدمتگار - میرے سامنے انھون نے کچھ جیب سے نکالا اور افیم کے ساتھ گھولا - پھر حقہ بھرا تو تمباکو مین بھی کچھ ملا دیا - اب مجھے انکی نیت کا حال کیا معلوم تھا بھلا شکل صورت سے تو بھلے آدمی معلوم ہوتے ہین کوئی کسی کے پیٹ مین تو بیٹھا ہی نہین ہے -

رئیس - واہ صاحب آپ کے جوہر تو اب کھُلے - بھلے کو جلد آپ کی ذات پہچان لی ورنہ آپ تو ایک آدھ کی جان لیتے اور سنکھیا دے دیتے اب خیر اسی مین ہے کہ آپ چپکے سے کھسک جائین ورنہ بُری ٹھہرے گی -

مصاحب - ہم تو انکو بغیر ٹھیک بنائے نجانے دینگے - وہ تو کہیے حضور کی نیک نیتی ہی گاڑھے وقت آڑے آئی - ورنہ اسنے تو تسمہ تک نہین باقی رکھا تھا - انکو کوٹھری مین بند کرکے خوب ٹھونکے اور پھر راہ خدا پر چھوڑ دے - مگر ذرا خیال رکھے کہ خون نہ نکلنے پائے -

حضرت تب تو میرے ہوش اُڑ گئے کہ خدا ہی خیر کرے سنتے پھنسے

آتے ہی پوچھا کہ کون بزرگوار بحث کرینگے -
میان آزاد بولے ہم - اب سب منتظر ہین کہ دیکھین کیا
سوال جواب ہوتے ہین جو طرفہ کھچڑی پک رہی ہو کہ یہ ملحد تو کسی سے
آجتک قائل ہی نہین ہوے انھین کوئی بند کیا کریگا -

میان آزاد	توحید مین مقام نہین قال وقیل کا ہی کس کو ناطقہ تسے ذکر جمیل کا

یا ایہا السامعین - اس دہریے کے دل گردے کو دیکھیے کہ اللہ
میان ہی کے قائل نہین - یہ شکل اور یہ صورت اور یہ خیال
اے لعنت -
ملحد - پانی پی پی کر کوسنا اور بات ہو اور بحث کرنا اور بات ہی
ہمین کوئی معقول کرے تو البتہ جانین - یہ کیا کہ لگے
گالیان دینے -
آزاد - نامعقول کو معقول کون کرے - کوئی سوال کیجیے
تو ہم جواب دین شک ہو رفع کر دین -
ملحد - اچھا پہلے تو ان تین سوالون کا جواب دیجیے پھر اور
بحث چھیڑینگے -
سوال اول - خدا ہو تو ہمین نظر کیون نہین آتا -
سوال دوم - شیطان ناری ہی اور وہ دوزخ مین جلایا
جائیگا - واہ واہ بھلا ناری کو آگ کا کیا ڈر ہو - اس سزا سے
وہ ضرور نڈر ہے -
سوال سوم - جو کرتا ہی خدا کرتا ہے - پھر انسان کا قصور کیا
جو طرفہ سناٹا پڑ گیا - کہ واللہ کیا عالم ہی - اہو ہو ہو - کیا کڑے
سوال کیے ہین سب کے اوسان خطا - ہوش اڑے ہوے -
بگڑے دل لوگ دانت پیس رہے ہین کہ باہر نکلے تو گردن ہی ناپین
کوئی دل ہی دل مین کوس رہا ہی کہ خدا کرے یہ مردک ابھی ابھی

مرجائے کوئی قہر کی نگاہ سے گھور رہا ہی کہ اتنے مین میان آزاد نے
کہا یار عزیز ایسی باتین نہ کرو جہنم مین جلائے جاؤگے جہنم مین
اُسنے مسکرا کر کہا کہ - ع

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی	

اسپر میان آزاد نے ایک ڈھیلا کھینچ مارا کھٹ سے اُس منکر کی
کھوپڑی پر پڑا - ہائے کرکے بیٹھ گیا - اُف لاحول ولاقوۃ اچھے وحشی
سے پالا پڑا مین بحث کرنے آیا یا پتاؤ گی - جب تقریر مین ہارے
تو کلوخ اندازی کرنے لگے اور جو مین بھی ایک پتھر کھینچ مارون تو پھر
کیسی ہو بچہ جی - جاہلون کا قاعدہ ہی کہ ہاتھا پائی پر آمادہ ہو جاتے
ہین دہائی ہے نواب صاحب کی بیوجہ بے سبب ہم پر ایک جھانکا
جھار کھینچ مارا - سر بھنّا گیا -
نواب - بھئی آزاد ہمین یہ تمھاری حرکت پسند نہین آئی - یہ
ڈھیلے بازی کے کیا معنی - مانا کہ یہ ذات شریف کشتنی سوختنی گردن
زدنی ہین مگر بحث کرکے معقول کیجیے - یہ نہین کہ جوتا کھینچ مارا
یا تان کے ایک ڈھیلا لگایا -
آزاد - پیرو مرشد مین نے تینون سوالون کا وہ جواب دیا کہ اگر
کوئی قدردان ہوتا تو اسوقت گلے سے لگا لیتا اور کرورون روپیہ
انعام کے دیتا - سنیئے -
پہلا سوال - خدا ہو تو ہمین کیون نظر نہین آتا -
جواب - اگر اس ڈھیلے سے انکو چوٹ لگی تو چوٹ نظر کیون
نہین آتی -
سبحان اللہ کا ڈونگرا برس گیا - واہ اُستاد - واللہ کیا
جواب ترکی بترکی دیا ہے -
دوسرا سوال - شیطان کو نار جہنم مین جلانا بیکار ہے وہ

لوگ جم گئے تو کوٹھے پر جھنڈی کا پھریرا اُڑ رہا ہوگا۔ دُگدُگی بجے تو سہی۔ کسی کا دل دکھانا اچھا نہین۔ اب تمھارے یہان تو بندہ آنے سے رہا۔ لاکھ روپیہ دو آنے والے کی دُم مین نمدا۔ ع

	گر صد ہزار لعل و گہر مے دہی چہ سود دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستہ	

اب دل لگی دیکھیے تمھاری قلعی نہ کھولون تو میرزا نہین مجھے تو اندر باہر سب کا حال معلوم ہے نہ۔ وہ پتے پتے کی سناؤن کہ یاد ہی تو کرو۔ دریا مین رہ کر مگر سے بیر۔ ارے نادان نواب بدنوابی کے ٹھاٹھ ہی اور رہوتے ہین ریاست کے تیور ہی اور ہین وہ خم ودم ہی اور ہین۔ تم تو دمڑی کے بوے ہی بنے رہے۔ نام کے نواب۔ میان نواب بننے کا شوق چرّایا تو ہم ایسون کو نوکر رکھو۔ داستان گوئی مین ہم بند نہین لفاظی مین ہم بند نہین۔ خوشامد مین ہم بند نہین خیر اب سمجھے کون۔ آدمی ہو تو سمجھ جاؤگے۔ ورنہ پچھتاؤگے۔

ہمارے گول مول نواب صاحب ایکدن دونون وقت ملتے اپنی خوش سواد کوٹھی کے ایک رنگین کمرے مین بیٹھے مصاحبون رفیقون سے چہ میگوئیان کر رہے تھے کہ اتنے مین میان آزاد نے دروازے مین سے گردن نکالی مجرا عرض کرتا ہون پیر و مرشد آیئے میان آزاد۔ کہیے کہان سے سواری آتی ہے۔ سوقت تو کچھ چہرہ تمتمایا ہوا ہے کیا کسی سے جھوڑ ہوئی ہے۔ اے حضور آپ کی جوتیون کے صدقے مین اس جوار مین تو کوئی آنکھ نہین ملا سکتا دھاک ہی محلہ محلہ ہوا بندھی ہے۔ اچھے اچھے پہلوانون نے پچھاڑین کھائین۔ ہم نے وہ وہ پٹخنیان بتائین کہ چھٹی کا دودھ یاد آیا ہوگا۔ سوقت بندہ ایک نانبائی کی دُکان پر کلکہ پکاؤ بنانا سیکھتا تھا۔ آنچ کے سامنے جو جم کے کچھ دیر بیٹھنا پڑا تو چہرہ لال انگارا ہو گیا۔ خاصے تو یہ کیسے نانبائی گری کا بھی شوق چرّایا۔ ع۔ دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست ۔ خیر صاحب ع۔ روٹی تو کما کھانے کسی طور مچھندر۔ کیون بھئی معقولات مین بھی کچھ دخل ہے یا لنگوٹا باندھکے کشتی اور دھینگا مشتی ہی جانتے ہو۔ کون! مین! معقولات! ۔ ہونہہ عمر بھر کیا کیا کیے۔ اس فن کی وہ کونسی کتاب ہے جسپر اپنجا نب نے نکتہ چینی نہین کی۔ فقہ امامیہ اور فقہ حنفیہ اور کتب تفسیر و تصوف جسمین چاہیے بحث کیجیے۔

مصاحب۔ حضور اس شہر مین ایک عالم آیا ہے کہتا ہے دنیا بھر کی کتابین چاٹ گیا ہون خصوصًا علم مناظرہ مین تو ید طولیٰ رکھتا ہے منطق کے زور سے جھوٹ کو سچ کر دکھائے مگر خدا کو نہین مانتا ہے۔ پکا ملحد اور منکر ہے۔

آزاد۔ واہ منطق کی اچھی قدر کی۔ حضرت اُنکے تو ہم بھی مشتاق ہین۔ واللہ خدا کا وہ کامل ثبوت دون کہ وہ خود پھڑک جائین ذری یہان تک لایے تو سہی۔ بھاگے راہ نہ ملے۔ جو پھر اس شہر مین منھ دکھائین تو آدمی نہ کہنا۔

نواب۔ ہان ہان میر صاحب ذری اُنکو پھانس پھونس کر لایئے تو میان آزاد کے جوہر تو کھلین۔ مگر میان ان منکرون سے بھڑنا دل لگی نہین کسی کے قائل ہی نہین۔ بس ایک مادے کے قائل ہین۔

اسپر میر صاحب نے زور سے دو چار دم لگائے اور لڑھکتے ہوے گئے اور جھپٹ اُس دہریے کو لائے یہان ہجوم عام تھا وہ اژدحام تھا کہ تھالی اُچھالیے تو سر ہی سر جائے ملحد نے

ملحد نے

کے دادا جان کے وقت کا ہی - ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین
دم کے دم مین لاکھون پھونک دیے - روپیہ تو ٹھیکریان سمجھا کیے
پتنگ بازی کا شوق ہوا تو شہر بھر کے پتنگ بازون کو نہال
کر دیا کنکوے والے بن گئے - اجی اور تو اور لونڈے جو گلی
کوچون مین لنگر اور رگلے کے گرد ڈور لوٹا کرتے ہین روز دو روپیہ بیکر
جیکھو تیان کرتے تھے - عیاشی مین بھی وہ نام روشن کیا کہ کوئی
ڈوم ڈھاری غریب نظر نہ آیا - چانڈو کا شوق ہوا تو دقیانوس
کے وقت کی نگالیان ہزارون روپیہ کو خریدین اور فی سبیل اللہ
دو دو ڈھائی ڈھائی سو آدمیون کو ایک ایک دن مین چانڈو
پلا دیا - افیم اتنی خریدی کہ ٹکے سیر سے سولہ روپیہ سیر بکنے لگی -
مالوا خالی جین ٹھکھل - دن رات قوام کے جوشے کا منھ کالا -
افیم کے ست کا بول بالا - جب دیکھو لمپ روشن جاگتی جوت
نکھیان تک فیض سے محروم نہین رہین بمبئی تک کے گنے آتے
تھے اور ہاتھی کے قد آدم چھلکون کا ڈھیر لگ جاتا تھا -

آزاد - ہاتھی کے قد آدم بھی کتنا خوب -

صاحب - اللہ کی عنایت سے جو شوق کیا ایسا ہی کیا پھر
بٹیر بازی مین انکے سامنے کون ٹھہرتا - لاکھون روپیہ صرف
کر ڈالا اب یہ ایک صف شکن انکے وقت کا باقی رہ گیا ہی - یہ بزرگون
کی نشانی ہی - بٹیر کیا ہفت خوان منازل پہلوانی ہی ہفت اقلیم مین
لاثانی ہی - انکی وفات کو کوئی بیس تیس برس کے ہوگئے بس یہ
سمجھیے کہ محمد علی شاہ کے وقت مین خریدا گیا تھا - اب کوئی سو برس
کا ہوگا دو کم یا دو اوپر مگر اس بڑھوتی وقت بھی وہ ہٹے ہو تھڑے
ہین کہ مرغ کو ٹیک کر لات دے تو وہ بھی چین بول جاوے جیسے
باز اور بدے کی لڑائی - اور کیون نہو نمک کس بشو کا کھاتا ہی
اور نوابصاحب کے جیوٹ پنے کو تو آپ جانتے ہی ہین شاہی
مین جب دو گلے والی پلٹن بگڑی تھی تو ہمارے حضور ہی بھیجے گئے تھے
پار سال کی دل لگی سنیے نواب صاحب کے مامون تشریف لائے
آمنین بھی ریاست کی بو ہی - کنکوا تو ایسا لڑاتے ہین کہ میان
ولایتی انکے آگے پانی بھرین دو دو تولے افیم پی جائین اور وہی
خم و دم - بٹیر بازی کا بھی پرلے سرے کا شوق ہی - آپکا ظفر پیکر
تو بلا کا بیٹر ہی - بٹیر کیا شیدی لندھور ہی - ڈھوہ کا ڈھوہ - جیسے
خاصہ چھوٹا تیتر - خیر آتے ہی نواب کو لیکر بٹیر دیکھنے گئے میرے
منھ سے بیساختہ نکل گیا کہ حضور کو تو بٹیرون کا مدت سے شوق ہی
کرورون ہی بٹیر دیکھ ڈالے ہونگے مگر صف شکن سا بٹیر تو حضور نے
بھی نہ دیکھا ہوگا -

مامون - ہونھ - اسکی اصل و حقیقت کیا ہی ظفر پیکر کو دیکھو تو
آنکھین کھل جائین عقل کے ناخن لیجیے بڑھ کر ایک لات دے
تو صف شکن کیا معنی آپ کو تو کدم پالی باہر کر دے - حوصلہ ہو
تو منگواؤن -

نواب - اچھا مامون جان پھر کل شد ہو جائے - دو دو
چونچین تو ہون -

مامون - کیا مضائقہ - مگر اپنا بٹیر آپ مفت مین کٹوائینگے
آپس کی لڑائی سے فائدہ یا اچھا کل ہو ہی جائے - ادھر یا ادھر -
الغرض دوسرے دن پالی ہوئی - ہزارون آدمی جوق جوق آن
موجود - شہر بھر مین دھوم تھی کہ آج بڑے معرکہ کی جنگ ہی - یعنی
قسم ہے رزق کی دو چیزین جسنے نہین دیکھین اُسنے دنیا مین کچھ
دیکھا ہی نہین ایک تو یہ پالی - دوسرے بیرو ہل کی سوگھی - اُدھر
ظفر پیکر اس ٹھاٹھ سے آیا کہ زمین ہلگئی اور میرا تو کلیجہ ہلنے لگا
مگر صف شکن نے اُسدن آبرو رکھ لی - جب ہی تو نوابصاحب
اسکو بچون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین پہلے اسکو دانہ کھلا لیتے ہین

تو خود نا رسی ہے۔

جواب۔ انسے پوچھیئے کہ یہ مٹی ہی کے پتلے ہین یا نہین انکی کھوپڑی مٹی ہی کی بنی ہے یا سو برس کی۔ پھر مٹی کا ڈھیلا لگا تو سر کیون بھنا گیا۔ بات ترے کی۔ واہ میان آزاد کیا جواب دندان شکن دیا کہ دانت کھٹے ہو گئے۔

تیسرا سوال۔ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

جواب۔ پھر ڈھیلے لگانے کا جرم ہم پر کیسا۔ ٹوپیان چوطرفہ اُچھلنے لگین۔ کہ واہ میرے شیر کیا کہنا ہی۔ اُہو ہو ہو کھوچیڈ اُگلیجو۔ اب خدا کے قائل ہوئے یا اب بھی کچھ مین میکھ ہے۔ کرو رون باتون کی ایک بات یہ ہی کہ جب آپ ہی خاکی ہین اور مٹی ہی کا ڈھیلا مارا تو آپ کی کھوپڑی کیون بھنائی۔

لیجیے صاحب ابتک تو میان آزاد پہلوان اور پھکیت ہی تھے اب صوفی صافی اور مولوی بھی مشہور ہو گئے۔ نواب نے میان آزاد کی پیٹھ ٹھونکی۔ واہ کیون نہو۔ پہلے تو مین جھلایا کہ یہ ڈھیلا بازی چہ معنی وارد۔ مگر پھر تو پھڑک گیا کہ واہ کیا نازک خیال آدمی ہی۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مصاحب بڑی سی رزائی جسمین کوئی دس سیر روئی پڑی تھی اوڑھ کر تشریف لائے اہن! یہ رزائی کیسی رزائی کیا لحاف کہیئے۔ کیون میان یہ بے فصل رزائی اوڑھا کیسا واہ قبلہ اس بھید کو آپ نہ سمجھے۔ اسے بھائی رزائی تو طالبعلم کی سنگی ہی اوڑھیئے تو گرم بچھایئے تو نرم۔ دبیجئے تو دھرم باندھیئے تو بھرم۔ واہ بھی قافیہ سنجی بھی ہو تو اتنی۔

ایک دن ہمارے باغ دبہار جوان بڑے تیسے پہلوان میان آزاد اپنے آقائے نامدار نواب گردون مدار کی کوٹھی مین دوزانو بیٹھے مصاحبین سے گپ اُڑا رہے تھے۔ کسی کو لکڑی کی چوٹین کسی کو کشتی کے داؤ بتا رہے تھے کہ اتنے مین نواب صاحب نے کہا کیون آزاد کبھی بٹیرون بھی لڑوائی ہین۔ بیت غضب بخیر۔ اب کی ربیع الاول مین وہ گھماسان کی لڑائیان دکھائین کہ واہ جی واہ۔

مصاحب۔ میان آزاد تم تو اپنے کو بڑا جہانیان جہان گشت سمجھتے ہو مگر واللہ یہ لڑائی نہ دیکھی ہوگی۔ اسطرح گتھ جاتے ہین کہ تو بہ ہی بھلی بٹیر کی لڑائی کے آگے تو توپ و تفنگ بھی گرد ہی اور پھر ہمارے نواب صاحب کے یہان کی یا بیان۔ اُف فوہ آج ہماری سرکار مین جتنے بٹیر ہین اُتنے تو ٹیا برج کے چڑیا خانہ مین بھی نہونگے ایک ایک بٹیر ہزار ہزار کی خرید کا۔ لوک دم کے بنانے مین توڑے کے توڑے صرف ہو گئے۔ سیرون موتی مروارید تو مین نے اپنے ہاتھون پیس کر کھلا دیے ہین۔ کچھ دنون روز کھرل چلتا تھا۔ مگر واللہ آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین اِس ڈیوڑھی پر اتنے دن سے ہوا ابتک بٹیر خانہ بھی نہ دکھایئے آؤ چلو تم کو سیر کرائین۔ یہ کہکو بٹیر خانے گئے۔ میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ چوطرفہ کابکین ہی کابکین نظر آتی ہین۔ اور کابکین بھی وہ بیش بہا کہ اُہو ہو ہو۔ ہاتھی دانت کی تیلیان۔ اُپر گنگا جمنی گڈیان اور کارچوبی چھتین اور مقیش کی جھالر اُسپر کامدار مخملی غلافین۔ رنگ برنگ سونے چاندی کی ننھی ننھی کٹوریان جسمین بٹیر اپنی پیاری پیاری نکیلی چونچون سے پانی پیتین۔ پانچ پانچ چھ چھ سو کی لاگت کی کابکین ہر سمت ٹنگی ہین۔ کھوٹیان بھی رنگ برنگی۔ مصاحب ایک ایک کابک اُتار کر بٹیر دکھا کر تعریف کرنے لگے تو ٹیل باندھ دیے ایک بٹیر کو دکھا کر کہا کہ اللہ رکھے کیا ممولا جنور ہے۔ صف شکن جو آپ نے سُنا ہو یہی حضرت ہین اللہ تک خبر کے کاغذ مین اسکا حال چھپ گیا میری جان کی قسم ذری اسکی آن بان کو تو دیکھیئے گا (بوسہ لیکر) ہائے کیا بانکا بٹیر ہی۔ یہ نواب صاحب

بھئی واللہ یہ نیا رشتہ ہی ابھی اُلٹ پھیر ہی - اور کیون میان تمھارے باپ تمھارے کون ہو ے - واہ واسمین کونسی مشکل بات ہی بھلا - ہوے کون! باپ ہوے اچھے رہے اب ہمین ایسا گھامڑ سمجھ لیا ہی مجھے بھی کوئی گنوار مقرر کیا ہی - نواب صاحب نے کہا خوجی اس حوض مین نہاؤ تو ایک اشرفی دیتا ہون پیرو مرشد اشرفیان تو حضور کی جوتیون کے صدقے مین بہت سی مل جائینگی مگر پھر جینا دوبھر ہو جائیگا - وہ نہ مرے سہی لیکن نکٹا جیا بُرے احوال - نا صاحب مجھے تو کوئی فی غوطہ ایک اشرفی دے تو بھی پانی مین نہ بیٹھون - پانی کی صورت دیکھے بدن کانپ اُٹھتا ہے اور روح لرزنے لگتی ہے بھئی واہ کیسے مردے ہو جی - میان نہاتے نہین - تو آپ کوئی قاضی ہین - ہم نہین نہاتے پھر آپ کو کیا - اجی سرکار کا حکم ہے - چلیے آپکی بلا سے کہنے لگے سرکار کا حکم ہے - پھر کوئی اپنی جان دیدے - حضور جو یہ اسوقت دھم سے حوض مین نہ کود پڑین تو افیم انھین نہ ملے - آپ بہت چل نکلے ہین - کھلائین حضور کھائین ہم - آپ کون بیچ مین بولنے والے اڑسٹھ برس سے تو مین افیم کھاتا آیا ہون اب آپ کے کہنے سے چھوڑ دون تو کیسے مرا یا جیا - نواب صاحب نے کہا اچھا بھئی جانے دو - دودھ کھاؤ گے - واہ خداوندنکی اور پوچھ پوچھ دودھ تو وہ شی ہے جسکو انسان مان کے پیٹ سے نکلتے ہی غٹ غٹ پیتا ہی - لیکن ذری مٹھاس خوب ہو - شاہجہان پور کی سفید شکر یا روسر کی کوٹھی کا قند یا کالپی کی مصری گھولیے گا اور تھوڑا سا کیوڑا بھی گبڑ دیجیے تو پیتے ہی آنکھین کھل جائین نواب صاحب نے حکم دیا کہ بھئی انکے واسطے دودھ لاؤ - کیون جی تم حلوائی کا دودھ پیتے ہو یا گھوسن کا - حضور جو ملجائے - آم کھانے سے کام ہو یا پیڑ گننے سے - غفور خدمتگار چاندی کے کٹورے مین دودھ لایا

خواجہ صاحب دودھ پیجیے - چُپ نامعقول اتنا بڑا لوفڑ ہوا ابے ابھی تک تمیز نہین آئی - یہ دودھ پینا کہان کا محاورہ ہے گنوار دودھ کھانا نہین کہتا - کٹوری یہان رکھدے مین ابھی آیا ذری کُتّے بلّی کو دیکھتے رہنا - کہان کہان - خوجی کہان - اجی دودھ تو کھائے جاؤ مرد آدمی - کہین نہین حضور ابھی آیا - خوجی جب نظر سے اوجھل ہوے تو میان آزاد چپکے سے آدھا دودھ کھا گئے اور کٹورا لبالب کرنے کے لیے حوض سے پانی لے کر بھر دیا - اتفاق سے ایک چھوٹی سی مچھلی بھی پانی کے ساتھ کٹورے مین آ رہی جب خواجہ صاحب تھوڑی دیر مین پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے ہوے برآمد ہوے اور کٹورے کو دودھ سے لبالب پایا تو باچھین کھل گئین جاتے ہی منھ ڈالدیا - اتنے مین مچھلی بھی منھ مین آئی تب تو چکرائے کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہی - غفور پر بہت ہی جھلائے - اور نوابصاحب سے بڑی شکایت کی - حضور اسکی کان گوشی واجب ہے - ایسا غافل ہو گیا کہ حوض سے مچھلی اُچک آئی اور انھین کانون کان خبر نہین - او گیدی اتنی قُرلیان بھونکی ہونگی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا حاضرین نے خوب قہقہہ لگایا جسے دیکھو لوٹ رہا ہی کہ واللہ اچھی دل لگی ہوئی - اسپر میان آزاد نے کہا ع - ارے کھا جا یہ شیر ماہی ہی تب تو میان افیمچی نہایت ہی افسوس کرنے لگے کہ ہاے ہاے سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلگئی - مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ شیر ماہی ہے ورنہ کچا ہی چبا جاتا - اس قسم کی مچھلی مین یہ خاصیت ہی کہ اسی برس کا بڈھا کھائے تو جوان ہو جائے نئے سرسے دانت نکل آئین اسپر گھنٹون دل لگی رہی اتنے مین ایک صاحب نے پوچھا کہ خواجہ صاحب لوگ آپ کے پدر بزرگوار کو باورچی بتاتے ہین واللہ ہم تو آپکو شریف زادہ سمجھتے تھے مگر آپ باجی ہی نکلے باجی آپ اور آپ کے باپ - کچھ بیدھے تو نہین ہو یہ باجی کی

پھر کہین آپ کھاتے ہین ایکدن خدا جانے بلّی دیکھی یا کیا ہوا کہ اپنے آپ پھڑکنے لگا - نواب سمجھے کہ بوندا ہو گیا پھر تو ایسے دھاڑون دھاڑ روئے کہ گھر بھر مین کہرام مچ گیا - مین نے نواب صاحب کو کبھی روتے دیکھا نہین - مجالس عزا مین ایک آنسو نہین نکلتا - جب بڑے نواب صاحب نے انتقال کیا تو اشک کا ایک قطرہ بھی نہ گرا - بھئی یہ بٹیر ہی ایسا انمول ہے - اور سچ تو یون ہے کہ اُسنے اُسدن نواب کی شان بٹیرون پر احسان کیا واللہ جو کہین گھٹ جاتا تو بندہ تو جنگل کی راہ لیتا - میان جنگ مین آبرو ہی آبرو تو ہے - اور ہے کیا - خیر صاحب جیسے ہی دونون چکھی کھا چکے ظفر پیکر بجلی کی طرح صف شکن کی طرف چلا - یہ توری وہ گھا گر - آتے ہی دبوچ بیٹھا اور چوٹی کو چونچ سے پکڑ کر ایسی ایسی مروڑیان دین کہ دوسرا ہوتا تو ایک گرفتے مین پھر سے بھاگ کھڑا ہوتا - نواب کا اُسدم چہرہ فق ہو گیا - اور کلیجہ شق منہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - نصیب اعدا زہر کھانے کا وقت پہونچا کہ اتنے مین صف شکن قلفی کرکے لوٹ ہی تو پڑا - واہ میرے شیر - خوب پھرا - پالی بھر مین آواز گونجنے لگی - کہ اہو ہو ہو وہ مارا ہے - ہان بیٹے دے بڑھ کر لات - ایک لات ایسی جمائی کہ ظفر پیکر نے منھ پھیر دیا - منھ کا پھیرنا تھا کہ صف شکن نے اُچک کر ایک جھنجھوٹ بتائی واہ واہ وا - اسی مقام پر ایک لات اور کس کر اہو ہو ہو شاباش - واہ پٹھے - اہو ہو ہو - اسی جگہ ایک اور - اہو ہو ہو لگا ایک اور مروڑ ہی - اہو ہو ہو اتنے مین میان ظفر پیکر پیچ کرکے نو کدم پالی باہر - پھر سے اُڑ گیا - پالی بھر نے کہا وہ بھگایا - وہ مارا - چوطرفہ ٹوپیان اُچھل گئین - اور زٹلین بجنے لگین واہ رے صف شکن - ظفر پیکر گھٹ گیا تو صف شکن کا دل اور بھی بڑھا - آج یہ بٹیر اپنا ثانی نہین رکھتا -

میان آزاد نے دیکھا کہ نواب کا ہزار ہا روپیہ بٹیرون کے پھیر مین ناحق گھوما جاتا ہے - ذہن کے پکے تو تھے ہی سوچے کہ آؤ آج ان سب کو اُڑا دین تو بھی دل لگی ہو یہ سوچتے ہی مصاحب سے کہا کہ یار آج ابھی سی افیون گھول کر پلاؤ تو ہم بھی بسم اللہ کر دین - مصاحب کی باچھین کھل گئین کہ اچھے کو پھیلا کیا - بڑے منھ کو مونڈا دوڑتے ہوئے گئے کہ افیون گھولکر لائین - ادھر میان آزاد نے میدان خالی پا کر کابکون کی کھڑکیان کھول دین - بٹیر سب پھر سے بھاگ گئے - صف شکن کو اُنھون نے چھپا لیا - باقی سب ہوا مین موجین لے رہے ہین - ہات ترے کی گھر بھر مین کتاب کا نام نہین کاغذ قلم دوات سے کام نہین کہین اور کابک اور بٹیر کے سوا کچھ نظر ہی نہین آتا - لو بچہ اور پالو بٹیر -

ہمارے رئیس نامدار یعنی نواب عرش وقار جھٹپٹے وقت اپنے باغیچہ پُر بہار مین فرش مکلف پر بیٹھے رنگ رلیان منا رہے تھے مصاحب اور رفقا خوشامد کی باتین بنا رہے تھے اور میان آزاد صحبت گرما رہے تھے اتنے مین دریائے اخضر فلک پر کشتی ہلال نظر آئی - یعنی مہ نو نے اپنی پیاری پیاری صورت دکھائی چاندنی کا چھٹکنا تھا - کہ مصاحب بلبل کی طرح چہکنے لگے - نوابون کے درباروں مین مسخرون کا کال نہین - ایک افیمی پلاؤ کی چاٹ پر مسخرے بن گئے - چوطرفہ اُن پر بوچھار ہونے لگی - ایک شخص نے پوچھا کیون یار - واحد علی تمھارے کون ہین بھائی ہین نہ تو فرماتے کیا ہین - جی واحد علی ! میری خالہ جان کی بہن کے میان کے لڑکے کے باپ کے بیٹے ہین اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ فلک ہفتم تک آواز پہونچی -

مستحق الدولہ - میان تھوڑے برس کے بعد گھوڑے کے بھی دن ہوتے ہین سو کبھی صدی بعد گھانس پھونس کی بھی رتی چمکی - لے دیکھ لینا جو دس برس مین ایک گوشت خور بھی نظر آئے سب گھانس خور ہو جائین تو سہی -

میان آزاد ایکدن سویرے منھ اندھیرے بازار مین گشت کر رہے تھے - بازار بھر مین سناٹا - حلوائی بھٹی مین سو رہا ہی - مگر نانبائی برتن دھو رہا ہی دروازہ بند - کنجڑون کی دکان پر اردی نہ شکر قند - جوہریون کی دکان مین قفل لگا ہوا ہی - مگر تمباکو والا جگا ہوا ہی - خاکروب سڑک پر جھاڑو دے رہا ہے میدے والا پسنہاریون سے جائزہ لے رہا ہے - ادھر صدائے مرغ سحر ادھر ندائے اللہ اکبر - شوالے کا گھنٹا ٹھن ٹھن بج رہا ہے کوئی اپنی دکان سج رہا ہی - میان بز قصاب دکان پر ڈٹے ہوے کھٹا کھٹ چھری چلا رہے ہین - کتے دم ہلا رہے ہین اور بوٹیون کی خیر منا رہے ہین - اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص لنگی باندھے افیم کی پینک مین جھوم رہا ہی - اور بوکھلایا ہوا چوطرفہ گھوم رہا ہے ہاتھ مین چلم - دکان کے صدقے ہو رہا ہی کہ کہین سے ایک چنگاری ملجائے تو دم لگے دھوان دھار حقہ اڑے - جہان جاتے ہین پھر مانگ کی آواز آتی ہی بہت ہی چکرائے لاحول ولاقوۃ - بھئی ایسا شہر نہین دیکھا منحوس جہان آگ مانگے نہ ملے - جانو ہمین بھی کوئی چھبن ٹکے صرف ہوتے ہین - یا گرہ سے کچھ جاتا ہی - الغرض محلے والونکو صلواتین سناتے اور دل ہی دل مین جھلاتے ہوے نانبائی کی دکان پر حضرت پہونچے -

حضرت - بڑے بھائی اک ذری آگ تو جھپ سے دیدینا میرا یار لا تو جھٹ پٹ -

نانبائی - اچھا اچھا تو دکان سے الگ رہو - چھاتی پر کیون چڑھے بیٹھتے ہو - یہان تنور دھندے کرتے ہین - آپکی طرح کوئی بیفکرا تو ہی نہین کہ ترکا ہوا اور چلم لی اور لگے کوڑی کوڑی دکان مانگنے - ملگئی تو خیر نہین تو گالیان دینی شروع کین - صبح صبح اسکا نام نہ رسول پیغمبر سے کام نہ رام رام - چلم لیے دکان پر ڈٹ گئے - واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے - ایسی ہی طلب ہے تو ایک کنڈی کیون نہین گاڑ رکھتے کہ رات بھر آگ ہی آگ رہے - اب ہم اپنا کام کرین گاہکون کو سودا دین یا آگ دیتے پھرین - اب کیا کوئی خوان لے بھاگیگا - یا کھڑا تاکا ہے یا سیخ پر دانت ہی - ایسے ہی اچکے توری کرتے ہین - آنکھ چوکی اور مال غائب - کیا بس چلتا ہی کہ چلم لیکر آگ مانگنے آئے ہین کسی دن مین چلم وِلم نہ توڑ تاڑ کے پھینکدون - تم ترکے ترکے دکان پر آیا کرو جی - نہین محنت مین کسی دن ٹھائین ٹھائین ہو جاوے گی -

حضرت کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا جی چاہا کہ بھٹی ہی مین سر گھونس دین مگر سوچے کہ ہم افیمی آدمی وہ نانبائی گوشت پر پلتے کھاکھا کر کپے کی طرح پھول گیا ہے ایسا نہو کہ ایک تھپی بتائے - خیر دانت پیس کر رہ گئے - وہان سے چلے تو حلوائی کی دکان پر پہونچے -

حضرت - میان ایک ذری سی آگ دینا بھائی ہوت -

اسوقت حلوائی کا دودھ بلی پی گئی تھی جھلّایا بیٹھا تھا گھبراہٹ مین سمجھا کہ کوئی فقیر بھیک مانگنے آیا ہی - کڑک کر اور جھڑک کر بولا کہ اور دکان دیکھو - سویرے سویرے کوڑی کی پڑگئی - جاتا ہی کہ دون دھکا - رہین کہین مرہین کہین - کوڑی مانگنے یہان موجود دنیا بھر کے مرتے ناناٹو گھاٹ - اب کھڑا گھور رہا ہے کیا - دوونو کہین پھوڑ نہ تالون مین -

کونسی بات چیت ہی ہمنے تو عمر بھر کبھی جو بلھا نہین ہو نکا - باپ
دادا کا حال نہین معلوم کون تھے - کون نہین تھے - واہ میان واہ
تو یہ کہئے آپکو اپنے باپ دادا کا حال ہی نہین معلوم - یاعلی
تو بندہ نواز آپ کی عالی خاندانی کی قلعی کھل گئی - بس بس
اب آپ اس دربار کے لائق نہین - نواب صاحب نے
مُسکراکر کہا - اسے میان خوجی تمکو اپنی زبان سے بھی کہنا نہین
یہ تم بک کیا گئے - کوئی اپنے باپ دادا کو بھی نہین جانتا واہ
پاگل ساٹھ برس کا ہوا آدمیت نہ آئی سٹھیا گیا ہی - میان آزاد
نے پوچھا کیون میان صاحب آپ پٹھان ہین یا شیخ - جی مین
تو ہندوستانی ہون - این! یہ بھی کیا خوب اسے بھئی مسلمان
ہو یا کافر صاحب پیدا کہان ہوے - ہندوستان کے بیچ مین پھر
اس سے کیا واسطہ - اگر اصطبل کے بیچ مین پیدا ہوتے تو کیا
لوگون کے بیچ مین گھوڑے کہلاتے - اس معاملہ کے بیچ مین انصاف تو
کیجیے - پھر ایک فرمایشی قہقہہ پڑا - اور حاضرین لوٹنے لگے -

اب سنیئے کہ ایک اور مسخر الدولہ آئے - حضور کو مجرا - اخاہ میر
مذاق ہین آئیے مشفق کہیے کوئی تازہ خبر - تازہ خبر یہ ہی کہ آج سے
اینجانب تارک اللحم ہو گئے - گوشت اب نہ چھوئین گے - نباتات ہی
پر دانت لگائین گے - کیون کیون خیر باشد - یہ کیا بد پرہیزیان
ہین - کیا باورچی نے گوشت نہین دیا - غفور - حضور - محمدو کو
بلاؤ - محمدو آیا - آداب بجالایا - کیون جی تم سے تو ہمنے کہ دیا ہے
کہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھا کرو (اتفاق سے میان محمدو
واحد العین تھے) حضور غلام سب کو اسی ایک آنکھ سے دیکھتا ہی جھوٹ
کہتا ہو تو یہ (کانی کو دکھا کر) آنکھ اپنے بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے
پھوڑ ڈالیئے (بائین ہاتھ کی چھنگلیا نواب صاحب کی ماری تھی)
اسپر نواب صاحب ہنس پڑے - انکا ہنسنا تھا کہ مصاحبون
نے بھی کھلکھلانا شروع کیا - مسخر الدولہ بولے کہ خداوند اسکا
قصور نہین - مین کچھ اور ہی عرض کرتا ہون - وہ فرمایئے -
حضور ایک بڑے عالم نے لکھا ہی کہ نباتات کھایا کرو گوشت
کھانا بُرا - سو حضور کچھ دن آپ بھی اسکا تجربہ کرین مصاحبون
نے جو یہ سُنا تو پیٹ مین چوہے چھوٹ گئے کہ کہین ایسا نہو کہ
نواب سیدھے سادھے تو ہین ہی گوشت ووشت کا کھانا
چھوڑ دین تو پھر ہم منھ ہی تاکا کرین یہ سیخ اور شامی کباب
اور قورما اور کوفتے اور دوپیازا اور کو پلاؤ کھانے ہی مین
نہ آئے - واہ بے بھاجی خور - اچھا آیا -

۱- حضور انکو تو سودا ہوگیا ہی - گرمی کے دن آئے اور ان کے
سر پر شیخ سدو سوار ہوے کہنے لگے گوشت نہ کھائیے پھر
کھائین کیا بُرے کا سر - آپ تو گھانس کھا گئے ہین -

۲- پیرو مرشد یہ ایسی ہی بے ٹھکانے بات بک دیا کرتے ہین
جسکا سر نہ پیر ایک عالم گوشت چکھتا ہی - انکے یہان ممانعت ہی
تو صاحب گوشت نہ کھائین تو پھر کیا بھوسا کھائین سانی کھائین
میلا کھائین چھپر کا پھوس کھائین -

۳- اجی انکی فصد کھلوائیے - قطرب کی علامت پائی جاتی ہے
حضور گوشت کبھی نہ چھوڑیے گا - یہ بڑی نعمت ہی -

۴- میان کیسی باتین کرتے ہو - حضور چھوڑین بھی تو کہین چھوٹ
سکتا ہے - رئیسون سے گوشت بغیر ایک لقمہ تو کھایا نجائے نہ کہ
ترک کرنا - اور انکی نہ کہیے - یہ تو دیوانے مشہور ہی ہین -
پائین تو بکرے کا بکرا چکھ جائین اور ڈکار تک نہ لین - مگر
نصیحت کرنے مین آندھی ہین - آپکو قسم ہے جو آج سے گوشت
کھائیے - گوشت کھاؤ تو مردار - حرام - سور - کہو بیش باد
بس رہ گئے -

بیٹے جاہلوں تھے سمجھے کہ جو ہے غنیمت ہی مگر یاران سرپل نے
اُنسے کل داستان نہین بیان کی۔ چوبدار مکان پر گیا اور کہا کہ
نوابصاحب نے آپکو یاد کیا ہی چلیے کسی بڑے عالم سے بحث ہو گی
مولانا ۔ السلام علیکم ۔ حضور نے آج یاد فرمایا ہی! زہے نصیب
نواب ۔ وعلیک السلام ۔ آپ کو اسوجہ سے تکلیف دی کہ
میرا قرۃ العین لخت جگر نور بصر ناراض ہو کر چلا گیا مگر منطقی آدمی ہی
اسرار خدائی سے واقف ۔ علم مناظرہ مین طاق ۔ پابند روزہ ونماز
آپ بحث کیجیے اور معقول کر کے لے آئیے۔
مولانا ۔ انشاء اللہ ۔ والدین کا بڑا حق ہوتا ہے وہ کیسے
نادان آدمی ہین کہ والد سے خفا ہو گئے مقام استعجاب ہی۔
خوجی ۔ مولانا صاحب ۔ وہ بیٹر ہے ۔ مگر خوش تمیز ۔ عارف زاہد
عفت کوش ۔ متقی ۔ متشرع ۔ منطقی ۔ فلسفی ۔ سیاست دان
عربی خوان۔
میر صاحب ۔ کیا صف شکن کا نام مولانا صاحب نے نہ سُنا ہوگا
وہ تو روم و شام تک مشہور تھے قبلہ حقیقت حال یون ہی کہ سرکار
کا بیٹر صف شکن کل کابک سے اُڑ گیا ۔ اب تجویز یہ ہوئی ہی کہ ایک
سانڈنی سوار جائے اور سمجھا بجھا کر لے آئے مگر شتربان پھر شتر ہی
ہی ۔ لاکھ صحبت یافتہ ہو تو کیا لہذا آپ بُلائے گئے کہ سانڈنی پر
سوار ہو جیے اور اُنکو بلطائف الحیل بُلا لائیے ۔
مولانا ۔ درست ۔ آپ سب کے سب نشے مین تو نہین ہین ۔
ہوش کی باتین کیجیے ۔ خود مسخرے بنتے ہو یا مجھے مسخرہ بناتے ہو
بیٹر منطقی کیسا لاحول ولاقوۃ ۔ آپ نے مجھے بھی کوئی نقل محفل بنایا
ہے اور سُنیے بٹیر اُڑ گیا اُسکو سمجھا بجھا کر لاؤ ۔ وہ بھی کوئی مولوی ہی
یا آدمی ہے صف شکن ؟ کون لڑائی سر کی تھی استغفر اللہ استغفر اللہ
اچھے گاؤدیون کا مجمع ہے بندہ رخصت ہوتا ہی۔

نواب ۔ یکس کوڑھ مغز کو لائے تھے ۔ خاصہ جانگلو ہی ۔
آزاد ۔ اچھا حضور بھی کیا یاد کرینگے کہ اس اتنے بڑے دربار مین
ایک بھی منطقی نہ نکلا سے اب غلام نے بیڑا اُٹھالیا کہ جاؤنگا اور
لاؤنگا ۔ ایک تو سانڈنی دیجیے باد رفتار اور دو دن کی خوراک دیجیے
اور ایک خط اپنے دستخط مبارک سے لکھ دیجیے ۔ تیسرے دن غلام
مع صف شکن خان بہادر کے دیوڑھی پر موجود نہو تو موچھین
منڈوا ڈالیئے ۔
نواب ۔ اچھا آپ جائیے اور لیس ہو کر آئیے مین یہان بندوبست
کیے دیتا ہون ۔ مگر ابھی آئیے ۔ دیر نہ ہونے پائے ۔ اتنا خیال رہے
میان آزاد گھر گئے تو اور مصاحبون مین کھچڑی پکنے لگی ۔ یارو یہ
تو بازی جیت لے گیا ۔ بالا اسی کے ہاتھ رہا ۔ اور جو کہین صف شکن
کو لے آیا تو پھر ہم سب پر شیر ہو جائے گا ۔ پھر آزاد ہی آزاد چو طرفہ
نظر آئین گے ہم کو آپ کو کوئی نہ پوچھے گا ۔ اسکی فکر ضرور کیجیے ۔
خوجی ۔ حضور جان بخشی ہو تو عرض کرون ۔
نواب ۔ کہیئے نہ یہ جان بخشی کا کون موقع ہے ۔ کوئی عمدہ صلاح
بتائیے ۔ کوئی معقول تدبیر نکالیئے ۔
خوجی ۔ حضور میان آزاد ابھی دو دن سے اس دربار مین آئے ہین
اُنکا اعتبار کیا ۔ خدا جانے اُچکے ہین ۔ اُٹھائی گیرے ہین ۔ چور ہین ۔
گرہ کٹ ہین ۔ کوئی کیا جانے ۔ اور جو سانڈنی ہی لے کر
رفو چکر ہون تو پھر کوئی کہان اُنکا پتہ لگاتا پھرے ۔ انصاف سے
کہیئے گا کہ ایک خانہ برباد خانہ بدوش آدمی کا ٹھکانا کیا ۔ اور وہ
کچھ بیدھا ہی کہ پھر واپس آئے گا ۔
مصاحب ۔ ہان خداوند کہتے تو سچ ہین ۔
رفیق ۔ پیر و مرشد سڑی ہی تو کیا ہوا مگر کہتا پتے کی ہی ۔
میر صاحب ۔ یہ خوجی صورت ہی سے ایسے معلوم ہوتے تھے مگر

اُسنے دن کے وقت دانہ تک نہ چکھا حضور سمجھے تھے بوند ہوگا
مگر مین تاڑ گیا کہ پابند صوم وصلوٰۃ ہی -

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - کیا شان کبریائی ہی - خداوندا ب
مین حضور سے کہتا ہون کہ دس پانچ دفعہ مین نے افیم بھی پلادی مگر
واللہ باللہ ثم باللہ جو ذرا بھی نشہ ہوا ہو - ہان انکھڑیون مین لال
لال ڈورے تو پڑ گئے تھے -

میر صاحب - پیرو مرشد یقین جانیے پچھلے پہر سے سحر کا دب تک
حق حق کی آواز کابک سے آیا کرتی تھی غفور رحم کو بھی تو ہم نے کئی بار
جگا کر سنایا تھا کہ صف شکن یاد خدا مین مصروف ہین -

غفور - ہان میان پچھلے سے حق حق کیا کرتے تھے اور اکثر
دیکھا تھا کہ سجدہ کر رہے ہین -

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - واہ میان صف شکن علی شاہ -

نواب - بھئی ہم نے اُسے پہچانا ہی نہین -

دردا کہ خیال خویشتن داری نیست	افسوس کہ عمر رفت وہشیار نیست

اُف اُف بھی کوئی پنکھا جھلنا -

مصاحبین - (غل مچا کر) پنکھا لاؤ - جلدی - سامنے کھڑے ہو کر جھلو

نواب ۵	پیتم جو مین جانتی کہ پیت کیے دُکھ ہوئے نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت کرے نا کوئے

خوجی - (پینک سے چونک کر) ہان ذری اونچے سرون مین - واہ
اُستاد چھیڑے جا - اسوقت تو میان شوری کی روح پھڑک گئی ہوگی -

نواب - چُپ نا معقول - کوئی ہی - انکو یہان سے ہٹاؤ - یہ رئیسونکی
صحبت کے قابل نہین - مجھکو بھی کوئی گویا مقرر کیا ہی - یہان تو جی
جلتا ہے اور اندر ہی اندر پھنک رہا ہون انکے نزدیک قوالی ہو رہی
ہو کہنے لگے اونچے سرون مین میان شوری یاد آتے ہین - تم ایسے
مفت خورون کو کسی کے درد دکھ سے کیا سروکار - تم کو تو چکھوتیون سے
مطلب ہو اور بس - فیرنی ہو کھیر پکے - مزعفر ہو ملائی پھیٹ کے
کھائے دل بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے -

خوجی - خداوند غلام تو اسدم اپنے آپے مین نہین - ہائے
صف شکن کی کابک خالی ہو اور مین اپنے ہوش وحواس سے
بیکس رہون - میرا معشوق نظر سے غائب ہو تو طبیعت کیونکر حاضر ہو
حضور نے اسوقت مجھپر جبر کیا - افسوس ہائے افسوس - ائے
یارو صف شکن کو کہین سے تو ڈھونڈھ لاؤ کوئی تو پتا لگاؤ چور
گیدی سے خدا سمجھے -

نواب - شاباش - خوجی شاباش - اسوقت طبیعت بہت ہی
خوش ہوگئی - بیشک تم نمک حلال تمہارے باپ دادا نمک حلال
ارے بھئی سانڈنی سوار دوڑائے گئے یا نہین -

مصاحب - شجاعت علی سے کہو ابھی سانڈنی تیار ہو - اور
نجکو سی چکر لگائے - جہان صف شکن ملین اُنکو سمجھا بجھا کر لے ہی آئے -

شجاعت - جاتا تو ہون مگر وہ تو منطق پڑھے ہین میری کیا سُنینگے
کوئی مولوی بھی تو ساتھ بھیجیے اُنسے بحثے گا کون - غلام تو کچھ اونٹ ہی
چلانا خوب جانتا ہی - اُنسے دلیل کون کرے بھلا -

خوجی - خداوند قربان جاؤن - افیم چانڈو مدک چرس کی بحث
ہو تو بندۂ درگاہ کو بھڑا دیجیے مگر وہان تو حقانی باتین ہونگی ہمین
اینجانب کو واجبی ہی واجبی دخل ہے پھر دخل در معقولات دیکر
اُلو بنون مفت مین -

میان آزاد - پیرو مرشد - بانک بنوٹ لکڑی پٹے کا چرچا ہوتا تو
بندہ بھی تلوار سوت کر عین موقع واردات پر جا ڈٹتا اور چرکے
پر چرکا نشتر پر نشتر لگاتا - مگر منطق کی بحث کچھ خالہ جی کا گھر تو نہین
کسی جغادری مولانا کو بُلوایے -

مصاحبون نے ایک مولانا صاحب کو تجویز ا مولانا بیچارے

کہ میری آنتی کی کچھ نہ پوچھو - یہ بے پرکی پریون کو مات کرتی ہو وہان سے ایک طرارہ بھرا تو جھٹ منزل مین کھٹ سے آن موجود - اُہو ہو ہو کیا مقام مینو سواد ہی - الٰہی یہ زمین ہی یا بہشت شدادہی - یہ رنگین دروازے ہین یا باب گلستان - یا ابواب الجنان - اہاہاہا آج معجزات ہی مشتری کی کرامات ہی - روز آدینہ پر اُسکو تقدم بالزمان ہی سعد اکبر مشہور جہان ہی - لیلائے شب کاکل پریشان - نوعروسان چمن مست وغزلخوان - اُدھر چشمہ سار کی روانی - ادھر بحر طرب کی طغیانی - تماشائی جوق جوق ڈٹ رہے تھے - ٹکٹ کھٹاکھٹ بٹ رہے تھے اتنے مین گھنٹی بجی - اور محفل دُلھن کی طرح سجی سامنے پردۂ زنگار اور شہر کہسار اور دامن کوہ مین سبزہ زار ادھر اُدھر اشجار پُربہار عقل دنگ ہی کہ الٰہی یہ پردہ ہی یا نگارخانۂ ارژنگ ہی - وہ گل بوٹے کہ واہ جی واہ وہ نقش ونگار کہ سبحان اللہ - تماشائی پرانے رسیا تاڑ گئے کہ ع کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین ۰ اتنے مین پردہ اُٹھا - تو آنکھ جھپک گئی - وہ چکاچوند کا عالم کہ نظر کا پاؤن پھسلا جاتا تھا - راجہ اندر تخت جواہر نگار پر بڑی شان اور بان سے متمکن ہین تخت فیروز بخت کو دیکھکر حیرت تھی کہ یا للعجب یہ جواہر ثمین کی دکان ہی - یا تخت روان ہی - تاج مکلل کے گوہر شاہوار افشان جبین خوبان یغمائی - اور عکس یواقیت آبدار - نور مہر دلربائی - برنائی اور خود نمائی چہرے سے عیان - شان کشورکشائی بشرے سے نمایان - ؎

بالائے سرش زہوشمندی — می تافت ستارۂ بلندی

پھر تو ہر در و دیوار سے چھن چھن چھم چھم کی آواز آنے لگی - اور محفل بھر کھلکھلانے لگی - ایک لولی غلمان نظر نے عجب ادا سے دلپذیر سے چمک چمک کر گانا شروع کیا اور دائرہ والے نے گت کا بجانا شروع کیا ؎

سبھا مین دوستو اندر کی آمد آمد ہی
پری جمالون کے افسر کی آمد آمد ہی

اون - اون - این! یہ کیا؟ جی کانے دیو کی آمد ہی - ماشاء اللہ - انکی قطع اور نرالی وضع کے علاوہ خوش گلو بھی کتنے بڑے ہین - اس گلے پر ٹڈیان اور چوہے نثار - یہ ٹڈیون اور چوہون کی خصوصیت کیا تھی - کتنے کیون نہ صدقے کر دیجے - واہ واہ ٹڈیان اور چوہے تو کھیت کے کھیت ستیاناس کر جاتے ہین اور کتنے رات بھر چوکی پہرہ دیا کرتے ہین - اُنھون نے آتے ہی وہ دانہ جگائی کہ ساری محفل لوٹ گئی - ماشاء اللہ خوش لقا ہی نہین خوش ادا بھی ہین اللہم زد فزد - راجہ اندر نے حکم دیا کہ میری پریون کو بلاؤ اور کہو اپنا اپنا جوبن دکھاؤ - پردہ پڑ گیا - اب تماشائی نرگس کی طرح دیدۂ حیران ہین کہ کہین پردہ اُٹھے - زبان حال سے پکار رہے ہین کہ - ؎

کیسا حجاب کسکی حیا اور کہان کی شرم
پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھایئے

اتنے مین ؎

پل مارنے کی ہوئی جو دیری
سبحان اللہ شان تیری

یہ پردہ ہلا - وہ اُٹھا - جل جلالہ - عم نوالہ - اُہو ہو ہو - کیا پیاری پیاری صورت نظر آئی ہی - کیا شان کبریائی ہی - جھم جھم جھم جھم - وہ برق دم وہ خم وچم کہ زہاد صد سالہ بھی آیۂ مبارکہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھین کیون نہین قدرت حق کا نمونہ ہی یا باتین سیتجاب تھا کہ یہ باد بہاری ہی - یا پکھراج پری کی سواری ہی - یہ انسان ہی یا سچ مچ کی پری آن فزا اور یہ شان دلبری - ؎

اس طراقے سے تھی وہ مہ پارہ — کہ پھسلتا تھا پائے نظارہ
رُوئے تابان چراغ گلشن نور — صبح رخسار روکش رُخ حور

محفل راجہ مین پکھراج پری آتی ہی
سامنے معشوقون کی سرتاج پری آتی ہی

بات کہی ٹھکانے کی - اے ہان ایسے آزاد کا ٹھکانا کیا - سانڈنی
کے کوڑے کرے اور اپنی راہ لے -
مسیتا بیگ - ہم تو حضور کو صلاح نہ دینگے کہ میان آزاد کو
سانڈنی دیجیے اور راہ خدا پر چھوڑیے جو کم سے خالی نہین -
نواب - چلو بس بہت نہ بکو - تم اُٹھائی گیرے مفت خورے ہو نہ
سب کو اپنا ہی سا سمجھتے ہو - آزاد کی چتون کہے دیتی ہے کہ وہ وزارت
کے قابل ہے - تم مین سے کوئی اُسکی جوتی کی ہیٹ چھٹ کو نہین پہونچتا
اور فرض کرو کہ سانڈنی جاتی ہی رہے تو کیا مین بھی کوئی لنگڑ گدا
ہون کہ سانڈنی کے کھونے سے مجھے بھیک مانگنے کی نوبت آئیگی
اور ہزار بات کی ایک بات تو یہ ہے کہ صف شکن پر سے لاکھون
صدقے ہین سانڈنی کس مین ہے -

پریون کا دنگل (ممبئی کے پارسیون کا تماشہ)

ہمارے سیلانی جوان - رنگیلے پہلوان - ظریفون کی جان
زندہ دلون کی روح روان میان آزاد نے سانڈنی پر کاٹھی کسی
اور بھولے بھالے دیوانے متوالے نواب سے رخصت ہوے
پیر و مرشد رخصت خدا حافظ و ناصر ہے میان آزاد - ع

بہ سفر رفتنت مبارکباد	بہ سلامت روی و باز آئی

خوجی - فی امان اللہ - میان آزاد جسطرح بیڑا اُٹھا کر جاتے ہین
خدا کرے اُسی طرح سرخرو آئین -
میر صاحب - ذری سانڈنی سے چوکس رہیے گا ہان ایسا نہو کہ
ع - چور جاتے رہے کہ اندھیاری + کا ایسا نقشہ ہو -
آزاد - خداوند رخصت - مجرا عرض ہے - غلام کے حق مین دعا
خیر دیجیے -
نواب - خدا حافظ و ناصر ہے اور میرا تو رونگٹا رونگٹا دعا
دے رہا ہے - لے بسم اللہ کیجیے -

میان آزاد نے پشت پھیری تھی کہ لفنے مین بہت سے چھینک
پڑی - ہات ترے کی ناک کاٹون ہتے پر ٹو کا کمبخت نے لو میان
ذری جوتا بدل ڈالو اور یہ گلوری کھالو - میان آزاد پھر سب سے
رخصت ہوئے - فی امان اللہ - خدا حافظ اللہ کو سونپا - مگر سانڈنی
کی خیر نہین نظر آتی - بی مبارک قدم لونڈی اور ماما اصیلون نے
بھٹا پٹ بلائین لین اور دعائین دین -
الغرض میان آزاد سانڈنی پر سوار ہو کر ہوا ہوے - یہ جا وہ جا
تھوڑی ہی دیر مین نظر سے اوجھل - بانکا صندلی عمامہ بر سر اور
جامۂ پہلوانی در بر - شتر بے مہار زیر ران - سر سر تک و سبک عنان
گھونگرو چھن چھن بولتے جاتے ہین - کاٹھی پر قرمزی زرین پوش
اور کار چوبی گوٹ سے اونٹنی کا جوبن دو بالا ہو گیا چلتے چلتے
ایک پھاٹک پر بڑا لمبا چوڑا اشتہار دیکھ کر ٹھٹک رہے پڑھا تو
باچھین کھل گئین -

بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے

(آؤ کھلاڑی آؤ) پریون کے پیون دیکھ جاؤ - بمبئی کے پارسی لکھنؤ
چھتر منزل مین اندر سبھا کا وہ تماشا دکھاتے ہین کہ اس فن کے
مبصر تک وجد مین آتے ہین - وہ پیاری پیاری صورتین مٹی کی
مورتین دکھائین کہ ناظرین دنگ ہو جائین - درجہ بندی تو ضرور
ہے - پھر جیسا گُڑ ڈالوگے ویسا مزہ پاؤگے - مگر دیکھین کے سب
برائے خدا آؤ آؤ اور ضرور آؤ ورنہ پچھتاؤگے -
آزاد تو سیر سپاٹے پر اُدھار کھائے ہی ہوے تھے جھٹ سانڈنی کو
لکھنؤ کے رخ سبک پو یہ کیا جہان تماشا ہونے کو تھا - سانڈنی بلاکی
بادرفتار آہو شکار دغا پسند و سربلند - گردن اُٹھائے دُم دبائے
بلبلاتی اور شتر غمزے دکھاتی شہ گام جانے لگی - اور دن کے
پچھلے پہر پل پر پکی دو گھڑی مین داخل - میان آزاد کا دماغ فلک الافلاک پر

الغرض سبز پری کا شہزادہ گلفام کو خواب نازمین دیکھنا اور شمع رخسار شہزادہ بخلد مسے آنکھین سیکنا۔ انگوٹھی کا بدلنا۔ اور فرط عشق سے مچلنا۔ کالے دیو کو اُسکی تلاش مین بھیجنا۔ اور شہزادے کا مع پلنگ آنا اور سبز پری کا شانہ پکڑکر ہلانا اور خواب سے جگانا اور شہزادے کا بیدار ہوکر نظر حیرت سے چوطرفہ دیکھنا۔ سبز پری کا اصرار شہزادے کا انکار۔ پھر سبز پری کے ساتھ اندر کے اکھاڑے مین جانا اور لطف اُڑانا اس خوبی وخوش سلوبی سے ادا کیا کہ ہر سمت شور تحسین بلند تھا۔ ہر تماشائی خرم وخرسند تھا۔ سبز پری نے راجہ اندر کی سبھا مین بیچ کی دھن مین (موری اکھیان بھرکن لاگین رے) اس ٹھمری کو گایا۔ اور راجہ کو لبھایا۔ اتنے مین لال دیو چغل خور نے چغلی کھائی۔ اور گلفام کی شامت آئی اور سزا پائی۔ سبز پری با دیدۂ مطروح وسینہ مجروح جوگن بن کے (شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان ہاتھ مین سمرن دبائے منھ پر بھبوت رمائے سر پر انڈوا جمائے گردن مین سیلیان پڑی ہوئی در ودیوار سے آنکھین لڑی ہوئین ہٹ چھٹکا کر بھیس بنا کر شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان) اُف ری لگاوٹ اور واہ ری بناوٹ نقل کو اصل کر دکھایا محفل بھر کو زار زار رُلایا۔ بس جوگن پن پر اور ہی عالم تھا شدہ شدہ راجہ اندر کو خبر ہوئی کہ ایک جوگن بن بن متوالے کی طرح گھوم رہی ہے اُنھون نے طلب کیا اور محظوظ ہوکر اِن دیا۔ گلفام اور سبز پری کا وصل ہونا یہ سما قابل دید بلکہ دید نہ شنید ہے اور جسوقت سب پریان ملکر مبارکباد گائین اُسوقت تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ راگ اور راگنی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے پریون کی چیک اور پاؤن کی تھپک اور پازیب کی چھمک اور نیلی ہری لال پوشاک کی جھلک اور جلسے کی چمک ستم ڈھاتی تھی۔ ہر سمت سے صدائے احسنت آتی تھی۔ الغرض چھیل بن ناچنے گانے تھرک کرتا نین سب پریان پرتا

جان تھین۔ مگر سبز پری سارے معشوقون کی سرتاج تھی۔

پارسیون کا عجیب وغریب تماشا

میان آزاد پھر آپ جانیے ترنگی آدمی۔ پرلے سرے کے سیلانی بلا کے رنگیلے غضب کے چھیل چھبیلے بمبئی کے پارسیون کا تماشا دیکھا تو لوٹ ہوگئے پیاری پیاری ادائین آنکھون مین کھپ گئین دوسرے دن سانڈنی کو املی کے پیڑ مین باندھ گھوڑی لُچھیا بھٹیارن کو سونپ بھاڑے کی بگھی پر سوار ہوکر تھیٹر منزل ہوپنچے ٹکٹ لے جھپ سے درجۂ اول مین داخل بیگمیان کھڑ کھڑاتی ہوئی چلی آتی ہین فٹن آئی اور شہزادے اُترے۔ نواب زادے آئے یوروپین جنٹلمین اور عماید رؤسا اور عوام جوق جوق اُمڈے چلے آتے ہین ادھر ٹھن سے نو بجے اُدھر دن سے تماشے شروع ہوے۔

پہلے چھیل بٹاوا اور موہنا رانی کا دلچسپ قصہ شروع ہوا۔ موہنا وہ پری چہم کامنی کہ شیخ وشاب تک کا بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہے۔ چاہ زنخدان وہ جو کنوین جھکائے وہ چلبلاہٹ وہ اچپلاہٹ۔ وہ سجاوٹ۔ وہ لگاوٹ۔ وہ بناوٹ کہ ایک ایک ادا پر انسان عش عش کرے۔ یوسف مصری بھی دیکھے تو غش کرے خماری انکھڑیان رسیلے نینان۔ نکیلی۔ گلعذار حاضر جواب طرار شوخ وشنگ گلرنگ۔ رشک پری رخان فرنگ۔ فرط مستی مین خیال ناموس نہ پاس ننگ۔ طاؤس رنگین خط وخال کی سی مستانہ چال۔ خرام ناز سے دل عشاق پامال۔ ؎

چہ گردن کشتۂ او شمع کافور ‌ ‌ بلورین دستۂ فوارۂ نور
نباید گردنش را داشتن دوست ‌ ‌ کہ خون عالمی برگردن اوست
صراحی تا نظر گردش بگردن ‌ ‌ سرش فرسود از بس سجدہ کردن
خود موج رنگ پان زسینہ ‌ ‌ برنگ موج مے در آبگینہ
خوشا آئینۂ بے رنگ زانو ‌ ‌ کزو شد طوطی طبعم سخن گو

چھم چھم چھم چھم - ہاں گت چلی جائے گت -

پھر پردہ پڑ گیا - دیکھیں اب کی کس کا جھمکڑا نظر آتا ہی کس برق وش شعلہ رُو کا حُسن گلو سوز خرمن دل کو جلاتا ہی - کھٹ سے حجاب مرتفع ہوا - چھما چھم کرتی ہوئی نیلم پری آئی - ہُن مصور کے صدقے جسنے یہ نورانی صورت بنائی - ع

سبھا مین آمد نیلم پری ہے
سراسر وہ نزاکت سے بھری ہے

نہ دیکھا ہوگا ناچ ایسا کسی نے بلا ہی سحر ہے جادوگری ہے

پھر پردہ پڑا اور دم میں غائب - یا مظہر العجائب - لال پری چمکتی ہے اور سر تا سُرخ پوشاک دمکتی ہے -

سبھا مین لال پری کی سواری آتی ہے
جمانے رنگ اب اندر کی پیاری آتی ہے

پھر وہ پردہ پڑ گیا - ابکی تو کچھ ٹھاٹھ ہی نرالے ہین - پردہ بھی فرط مستی سے جھوم رہا ہی - اور راندر کے اکھاڑے کو بار بار چوم رہا ہی الٓہی یہ کس مست صہبائے ناز بت طنّاز کی آمد آمد ہی - ع - کہ شاخین جھومتی ہین نام بلبل ہو مستانہ + خدا ہی خیر کرے - ابکی تو قہر کا سامنا ہی - ابھی سے دل دھکڑ دھکڑ کرنے لگا - ہن پردۂ زنگار مین کوئی ترک زرّین کمر ستمگر ضرور ہی ع

بعزم دل نوازیہا کہ می آید کہ در گوشم صدائے آمد آمد می بر آید دل طپیدنہا

وہ پردہ اُٹھا اور نور کا بکا نظر آیا جیسے دامنی دمکے یا بجلی چمکے - الٓہی یہ نور کی سواری ہی یا خاتون حُسن کا ہنڈولا ہی - نہین نہین میان یہ سبز پری کا اُڑن کھٹولا ہی - جل جلالہٗ جل جلالہٗ الٓہی یہ طوطی زمردین پر و بال ہی - یا طاؤس رنگین خط و خال ہی یا بت جادو جمال ہی قیامت کی چھب قہر کی چال ڈھال ہی - انکھڑیان لگاوٹ باز مست خوبی و محبوبی گورا گورا مکھڑا چاند کا ٹکڑا اغالیہ مو - قوس ابرو نازک خرام - گلفام وہ سبک روی رفتار کہ نسیم شرمندہ ہی پیچ شلوار نہ خرام ناز موج تسنیم بہائے

ابرو بسم اللہ سورۂ نور یا پیش طاق منظر سرور - زلف سیاہ کے قریب کانون مین دُرِ خوش آب - جیسے اندھیری رات مین کوکب شب تاب وہ جڑاؤ پازیب ملائک نظر فریب - ع

خشمگین برق خرمن دل و جان چتون رہزن متاع توان
غیرت چشمۂ حیات دہن روزن کوزۂ نبات دہن
سرو جس پر فدا وہ قامت ہی نازپروردۂ قیامت ہے
نشۂ بادۂ شباب مین چور چال مستانہ حُسن پر مغرور
شور خلخال برق خرمن ہوش عکس نور عذار جلوہ فروش

پھر وسمے پر جو نظر پڑی تو بے اختیار محفل کی محفل زبان حال سے کہنے لگی کہ - ع

خوش وسمہ کشیدی خم ابروئے دوتا را کردی چہ سیہ تاب دم تیغ قضا را

جب اس ٹھسّے سے سبز پری آئی اور سوہنی کی دُھن مین امانت کی غزل گائی تو در و دیوار نے یہ صدا سنائی - ع

اری بگو بدان کہ کس نگفت لن ترانی تو بدین جمال و خوبی سر طور گر خرامی

لب سُرخ پر سبز پوشاک ہری - بقول اُستاد - چہرے مین زمرد سے سوا جلوہ گری فیروزے سے خوش رنگ اور رکھری - آب گوہر سے منھ دھوئے ہوے بال بال موتی پروئے ہوے وہ چمک دمک کہ الامان - وہ شوخی کہ الحفیظ - وہ قہر آلود نظر غلط انداز کہ الحذر محفل کا رنگ ایسا جما اور وہ سمان بندھا کہ واہ جی واہ - وہ نازک آوازی وہ لحن داؤدی وہ صورت باربدی کہا وہو ہوہو - ذرا مسکرا دیا تو عجمی بول اُٹھے کہ بابا این تبسم نازست - نظامی گنجوی نے تربت سے آواز دی کہ - دکان شکر فروش بازست - ناچنا شروع کیا تو دل عشاق پامال ہو گیا - شجر عاشقی نہال ہو گیا - ع

ز رقص سبزہ پوشی مردہ زیر خاک می رقصند تو گوئی در لباس خضر پیدا شد مسیحائی

نغمہ جانفزا - نغمہ روح افزا -

یا علیؑ مدد دے مرتضیٰ علیؑ مدد دے - ایک دفعہ ہی تنکے چننے لگا اور گریبان کو چر سے چاک کر ڈالا -

ضعیفہ - لوگو دوڑو (سر پیٹ کر) ارے لوگو دوڑو اجھاتی تینگر ہی ہی میری ستر برس کی کمائی لٹی جاتی ہے - میرے لال مجھے چھوڑ کر کہاں جائیگا - ارے تو تو پوتڑ دن کا رئیس ہی - ہی ہی بن مین تجھے کون بھلائیگا یہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی کون پلائے گا - یہ جلتی بلتی فصل یہ گرما گرم لون - یہ چلچلاتی دھوپ کہ ہرن کالا ہو جائے - مجھ نصیبون جلی کو موت بھی بھول گئی ارے نادان وہ راجا تو پرجا - کجا راجہ بھوج کجا گنگا تیلی - آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر - وہ بت مہوش تو رند سبوکش - وہ شوخ عیار - تو ناکردہ کار - وہ بلائے جان تو نادان وہ اپنے حسن و جمال پر مغرور - تو شراب عاشقی کے نشے مین چور - وہ راجہ کی رانی مہارانی - تو زمین گیر کوے پریشانی وہ نازک اندام و گلفام - تو نامراد و ناکام - وہ گلعذار جانانہ تو نام پر دیوانہ - تیرا اسکا سامنا مٹھی مین ہوا کا تھامنا - اسکی چاہ نے اچھے اچھے شہزادون کو کنوین جھنکائے - تو اور اسکو پائے - نادان نہ بن اسکا نہ نام لے - بات مان عقل سے کام لے اسکا مکان پرستان - تیرا جھونپڑا کلبۂ احزان - تیرے سے سیکڑون سودائی اسکے در پر ٹھوکرین کھاتے ہین - مگر اس کی گلبدن سہیلیون کی چھانو نہین پاتے ہین - بیٹا اس خیال خام سے درگذرو اور میری ضعیفی پر نظر ڈالو ایسی سنائی پھر نہ سنانا تمھارے ابا کو خدا بخشے مرتے وقت مجھے تمھارے سپرد کر گئے - اب مجھے اس بڑھوتی وقت کہان چھوڑ جائے گا -

چھیل بٹاؤ - امان - انھین کی روح پاک کی قسم - اب بن جاکے زیست محال اور زندگی وبال ہی - اری موہنا پیاری مین صدقے ایک جھلک تو دکھا دے -

ضعیفہ جب سمجھاتے سمجھاتے ہار گئی تو تھک کر پڑوس کی ایک طرار جوان و حسین عورت کو لپک کر بلا لائی - وہ برق وش بجلی کی طرح چمکتی آئی اور بیڑا اٹھا لیا کہ مین سمجھا بجھا کر پٹی پڑھا کر نہ جانے دونگی نہ جانے دونگی -

حسین چھیل چھبیل - ہائین! ای واہ میان یہ آج آپکا حال کیا ہی وہ رنگ نہ وہ روغن - نہ وہ جوبن - وہ شباب نہ وہ آب و تاب چہرے پر ہوائیان اڑی ہوئین - بال بکھرے گریبان چاک دامن کا پتا ہی نہین انکھڑیان لال انگارا واہ اچھا سوانگ ہی - اب رنگ لائی گلہری - ہم نے سنا آپ موہنا رانی پر عاشق ہوے ہین سچ ہی جیسی روح ویسے فرشتے - جو عشق ہی چرایا ہے تو پیارے ہم کیا برے ہین -

چھیل بٹاؤ - پیارا تمھارا کوئی اور ہوگا مین تو پیاری موہنا کا پیارا ہون ہاے اسوقت پری خانہ مین سہیلیون کے ساتھ اٹھکیلیان کر رہی ہوگی -

حسین - (جھڑک کر) بس جائیے دیکھ لیا ہم پر رئیس زادون بادشاہ وزیرون کی نظرین پڑتی ہین - تم اپنی موہنا کے پھیر مین ہم کیا مین چنچل نار چھیل چھبیلی کامنی نہین ہون - موہنا کہان کی ایسی پدمنی ہی - جو بے جانے بے دیکھے بھالے اسپر ریجھ گئے - اتنی دور جانا کیا دل لگی ہی اس سے پڑوس ہی مین کوئی شعلہ رو عنبر مو ملے تو دور کیون جاؤ - کہا مانو - ہمارے ساتھ بیاہ کر لو موہنا کو اپنی ایڑی چوٹی پر سے قربان کر دون - میری رگ رگ مین شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہے -

چھیل نے قہر کی نگاہ سے اپنی زبان دراز اور بیباک ہمسائی کو دیکھا اور ایک نعرہ مار کر وہان سے چل کھڑا ہوا - بن بن جنگل جنگل کوہ و ہامون مین گھومتا ہوا موہنا رانی کے راج مین پہونچا - ایک گنوار

اب سُنیئے کہ یہ جادو جمال مشتری خصال رانی راجہ جو سنگھ راجپوت
کے ساتھ کہ جوان رعنا بلند بالا تھا منسوب ہوئی۔ مگر ایک عورت
دلالہ نے کچھ ایسا جھیلا وا کر دیا اور پڑھ کر وہ افسون پھونکا کہ جے سنگھ
سے اُس پری رو کا دل پھر گیا اور ایک جوان نوخیز و طناز۔ سرمست
صہبائے ناز پر جادو کے اثر سے ایسی مفتون ہوئی کہ یہ غزل گانے لگی ؎

ساقیا برخیز و در دہ جام را	خاک بر سر کن غم ایام را
ساغرمے برکفم نہ تا ز سر	برکشم این دلق ازرق فام را
گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان	مانمی خواہیم ننگ و نام را

اُدھر چھیل بٹاؤ کو سحر نے وہ پٹی پڑھائی کہ تیر عشق کلیجے کے پار
ہوا اور وہ زخم کاری لگا کہ بلبلا اُٹھا۔ ؎

کس سے کرون مین دعوے دل جاکے اے خدا	دلدادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون

یہ ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش	ز جان آرام برباید ز دل ہوش

ہائے اِس عشق کا بُرا ہو جسنے فرہاد کی جان شیرین لی جسنے مجنون کو بن بن
پھرایا جسنے وامق کو کنوین جھنکائے۔ جسنے خسرو پر آفت ڈھائی۔
چھیل بٹاؤ بھی جوان نازک بدن سیمتن غنچہ دہن تھا دلمین ٹھان لی
کہ پیاری موہنا رانی نہ ملی تو دم توڑونگا۔ زندگی سے منہ موڑونگا۔
شدہ شدہ چھیل بٹاؤ کی بوڑھی مان کو پاس پڑوس کی عورتون نے
خبر دی کہ تمھارا لڑکا چل نکلا کسی رانی کے عشق مین دیوانہ ہو رہا ہے
مان کی محبت اُنھون نے جوش کیا اور ڈھارین مار مار کر رونے لگی۔
ہیہو دنیا مین ایک لڑکا اور اُسکا یہ حال!! اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی
سر پہ خاک اُڑاتا۔ رسیان تڑاتا۔ اُفتان و خیزان زار و نالان۔
حیران و ششدر بیقرار و مضطر اپنی مان کے پاس گیا دونون کا ماجرا
سننے کے لائق ہے۔ مان بیٹے جو ملے تو رو رو کر یون کہنے لگے

چھیل بٹاؤ - میری پیاری پیاری امان دودھ ہمین بخش دو۔ مین
صدقے میری امان - دودھ بخش دو - قسم لو جو پھر کچھ مانگون -
ہی ہی اے مہربان سے مادر نامہربان نہ بن جاؤ - امان میری تو
جان پر بنی ہے - ہائے عشق کے خنجر نے مجھے گھائل کر دیا - میرا کہا
مانو دودھ بخش دو - اُف - اُف - ہائے کلیجہ بلیون اچھل رہا ہے
ضعیفہ - میری جان کوئی ایسا نادان ہوجاتا ہے - بہکی بہکی باتین
نہ کرو - یہ تو موے شہدے لگوڑون کی صحبت مین بیٹھ بیٹھ کر چل
نکلا ہے - باپ نہ مارے پیڈری بیٹا تیر انداز - اچھا نام جگاؤ گے
شاباش برخوردار - آخرش کچھ منہ سے بولو تو کس چڑھائی پر جاؤ گے
جو تیر کمان سے جوڑے کھڑے ہو - ارے لڑکے جمعہ جمعہ آٹھ دن کی
پیدائش - ذرا ہوش کی باتین کرو -
چھیل بٹاؤ - امان مین اپنا گلا آپ گھونٹ کر مر جاؤنگا - سنکھیا
کھاؤنگا - مگر دودھ بخشواؤنگا - ہائے میرا دل تو موہنا نے موہ لیا
بیمار عشق کا بس یہی علاج ہے کہ شربت دیدار نصیب ہو - امان خدارا
دودھ بخشو - تو مین اپنی موہنا پیاری موہنا کو ڈھونڈھ نکالون ہائے
وہ تو میری پتلیون کی تارہ ہے پری رخسار ہے مہ پارہ ہے - موہنا!
موہنا!! موہنا رانی!!! ہائے موہنا او اے موہنا! بار خدایا
کسی در و دیوار سے موہنا پیاری کی پیاری صورت دکھا دے
اے خضر پے خجستہ راہ ہی بتا دیجئے -
یہ کہکر چھیل بٹاؤ دیوانہ وار عشق کی ترنگ اور جنون کی
امنگ مین بصد حسرت مستون کی طرح جھومنے لگا - کبھی کنوان
جھانکا اور بکا او موہنا - کبھی اوپر نظر کی اور آواز دی موہنا
کبھی موہنا موہنا کرتا لوٹ گیا کبھی موہنا کی یاد مین سر دھننے لگا
ابھی رو دیا ابھی مُسکرانے لگا - کبھی خاک سر پر اُڑائی - کبھی کہتا
جنون کی دہائی ہے - یا مشکل کشا وقت مشکل کشائی ہے

چھیل بٹاؤ سے تو کہہ ہی دیا تھا کہ کل فلان تمام پر ملنا دونون کی
آنکھیں ہوئین چار تو دل مین آیا پیار- یہ تیر نگاہ غلط انداز کا
گھائل اُسکی طبیعت اسیر بائل- اتنے مین ایک سہیلی نے
چمک کر کہا اے یہ مردوا یہان کون ہی-
موہنا- (تنک کر) ہائین! ہائین! کوئی ہوگا- تم کو کیا
تم کوئی خدائی فوجدار ہو- وہ بیچارہ تو گردن جھکائے دیواستھان
مین بیٹھا ہے تم کیون گھبرائی جاتی ہو-
اس کے بعد موہنا رانی گردن نیوڑھائے بیٹھی بہا ساری
پھڑکائے ہاتھون مین مہندی لگائے- پٹیان جمائے گیسو کی لٹ لٹکائے
بوٹی بوٹی پھڑکاتی- اینڈتی- اٹھلاتی- کنوین کے اردگرد پھیرے
دینے لگی- سہیلیان پرستان کی پریان بنی ہوئین ساتھ ساتھ
گھومتی تھین کوئی نوعمر اچپلاہٹ کے سبب سے پیشقدمی
کرتی تھی- کوئی شوخ و شنگ فرط مستی سے جھوم رہی تھی اکوئی
چلبلے پن کے مارے ہمجولیون کو چوم رہی تھی- مگر پیاری موہنا
نظر غلط انداز سے اپنے معشوق طناز چھیل بٹاؤ کو دیکھتی تھی
اور اُسی کے رُخ آتشین سے آنکھین سینکتی تھی اُسکا انکھیون سے
دیکھنا قہر ڈھاتا تھا حشر توڑتا تھا- ادھر سہیلیون کی آنکھ بچی
اُدھر اُسنے چٹ چٹ بلائین لےلین جنھون نے سلسلہ جنبانی کی
اور اُسنے ہاتھ پھیر دیا-
محفل بھر کی اُسی سمان کی طرف نظر تھی- اور غلغلہ جزاک اللہ
ہر سمت سے بلند تھا کہ واہ رے پارسیو- وہ تماشا دکھلایا کہ
روح فرحناک ہوگئی- خصوصاً موہنا رانی کی پیاری پیاری صورت
خماری انکھڑیان بیساختہ پن- بلا کا بھبن جبین مبین کی افشان
اور بھی قیامت بپا کرتی تھی- چال تو ایسی مستانہ دیکھی نہ
سُنی- اس ناز و ادا سے قدم دھرتی تھی- کہ اہو ہو ہو اُسکی
صنعت بالغہ کے صدقے کہ ایسی ایسی رانیان بنائین اور پارسیون
کے ہاتھ چوم سے جنھون نے یہ نقلین دکھائین اور شعبدہ فسون پرداز
کو قتل عام کی گھاتین سکھائین- الغرض آخرکار جادو کا اثر جاتا
رہا اور طلسم ٹوٹا تو راجہ جے سنگھ او رموہنا رانی اور چھیل بٹاؤ اور
سب سہیلیان مل مل کر خوب گائین مگر واہ ری موہنا کہ الگ ادا مین
ہی رہی-

پارسیون کا نادر تماشا

میان آزاد کو پارسیون نے ایسا بھایا اور تماشا ایسا
بھایا کہ دوسرے دن ادھر گھڑیالی نے ٹھن ٹھن آٹھ کا گجر بجایا ادھر
میرا شیر تماشا دیکھنے آیا- پارسیون نے تماشے کے آخر مین ایک
نقل ایسی دکھائی کہ محفل بھر بے اختیار کھلکھلائی- پہلے ایک سیٹھ جی
دُھتیا لٹکائے گال پُھلائے- لال لال پگیا مستک گاہ پر جمائے
تشریف لائے ماشاء اللہ کیا قطع مبارک ہی- ترنج ترنج نور برس رہا
ہی آدمی ہی یا کشت زعفران جسنے دیکھا لوٹنے لگا- توند کوئی پچاس
ٹن کی کھوپڑی سَو من کی- بوکھلاہٹ بشرے سے نمایان- کائیان پن
چہرے سے عیان- صورت سے تو بچپا کے تاؤ ہی معلوم ہوتے تھے
لیکن بٹے ہی گھاگ ایک ہی نیا بیے- بڑے بڑے چالاک آدمیون
کو کھڑے کھڑے نخاس مین بیچ لین- اور اچھے اچھون کو چکمیون
مین غتیا دیدین- اس کے بعد اُنکی چاہتی بیوی عجب ناز و ادا
اور انداز معشوقانہ سے چھان چھان آئین- کمر پر رنگ گل کا
دھوکا ہوتا تھا- جو دیکھتا تھا عقل سے ہاتھ دھوتا تھا پیر بہوٹی
کی ایسی لال بھبھوکا ساری سرخ سرخ اور اُسکے نیچے سیتون دار
ہری ہری کُرتی آستینین پھنسی ہوئین سیٹھانی جی تنی ہوئین
شوخی رگ رگ مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے حیرت یہی کہ یہ

سے یارانہ پیدا کیا۔

چھیل۔ کاہے ہو بھیا بھلا موہنا رانی کبھین گھر کے باہر نکلت ہین یا گھر ہی مان رہت ہین۔ سنت ہین بھل سُندر ہین۔ مانو ہمین گنوار ہی کو۔ موہنا رانی۔ ارے۔ وہ آنکھن کا اس ٹکاوٹ ہین جس کنہیا کا کا کیا ربتوا۔ بھائی اس شکست ٹھکت ہو جیسے گوڑیا

اب سنیئے کہ وہی ساحرہ جس نے یہ کانٹے بوئے تھے آن موجود ہوئی اور جادو کے زور سے وہ کرتب کیا کہ اہو ہو ہو چھیل یکدن چھیلا بنے بجے جوش عشق اور خمار صہبائے جنون سے نگری بھر مین گھوم رہے تھے۔ گویا اپنے وقت کے میان آزاد ہو گئے اودھر موہنا رانی نے شب کو خواب مین چھیل بٹاؤ کی صورت دیکھی اور خواب ہی مین ہزار جان سے عاشق زار ہو گئین نیند اُچٹ گئی اُسی وقت سہیلیون کو جگایا ذری میرے کلیجے پر تو ہاتھ رکھنا۔ دھک دھک کر رہا ہے۔ آج سپنا دیکھا کہ ایک جوان رسیلا چھیل چھبیلا رنگیلا ایک کنوئین کی جگت پر کھڑا ہی جیسے ہی چار آنکھین ہوئین جی جاہا بلائین لون۔ ہائے دیکھتے ہی کنوئین مین دھم سے گر پڑا اور دھماکے کی ایسی آواز ہوئی کہ آنکھ کھل گئی۔ ہائے اب اُسے کہان سے لاؤن۔ کیونکر پاؤن مین تو جیتے جی مر مٹی۔ نوجوان سہیلیان تو باہم آنکھون سے اشارے کرنے لگین کہ رانی کا کسی کالیے آتش پر دل آ گیا۔ مگر ایک بڈھی سہیلی نے بڑھکر کہا کہ رانی مین بتاؤن۔ وہ کنوان نہ تھا وہ تمھارے پیار کی چاہ تھی دیکھ لینا صبح و شام ہی تمھارا دلدار تھین ملا چاہتا ہے۔

نور کے تڑکے موہنا رانی پیاری پیاری سہیلیون کے ساتھ چمن مین اٹکھیلیان کر رہی تھی کہ اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی سامنے سے آن موجود ہوا۔

موہنا۔ ارے! یہ تو وہی جوان سیم غبغب دلبر غنچہ لب ہے یہی پیارا پیارا مکھڑا تو مین نے خواب مین دیکھا تھا۔

چھیل۔ الٰہی یہ ابرو ہی یا خنجر بُران یہ بحر لطافت ہی یا چاہ زنخدان یہ گردن ہی یا فوارۂ نور۔ الٰہی یہ رانی ہے یا حور۔ چشم بد دور نور اعلیٰ نور ؎

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز
چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز

موہنا ؎

صد شکر کہ آفتاب مقصود
از برج اُمید جلوہ بنمود

الغرض عاشق و معشوق مین دو ہی دور سے میٹھی میٹھی باتین اور رمز و کنایہ کی گھاتین ہوتی تھین کہ موہنا کی ساس بر آمد ہوئی موہنا موہنا کچھ خیر ہی۔ ناحق بن ناحق کلنگ کا ٹیکا لگائے گی۔ سات پیڑھیون کا نام ڈبائے گی۔ یہ محل کے باہر بے حجاب اُفگندہ نقاب آنا اور اٹھلانا!

موہنا۔ ہمین ایک بات کی اجازت دیجیے کہ کل ہم دیوستھان جائین مگر سہیلیان سب ہمارے ساتھ ہون۔

ساس۔ اچھا آج منادی کرا دونگی کہ کوئی مرد کل گھر کے باہر نہ نکلے۔

موہنا۔ تو مین جا چکی کیا کچھ ڈر پڑا ہے۔ یا شہر شملہ ہے وہ جاگتی جوت ہے کہ کوئی نگاہ بد سے دیکھے تو آنکھین نکال لون ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہم جائین اور دن ہاڑے بیچ کھیت جائین۔

ساس۔ اچھا بہتر۔ تم خود مختار رہو جو چاہے سو کرو۔

دوسرے دن تڑکے پہر سے موہنا نے زرد قوق البھڑک ساری زیب تن کی اور سولہ سنگھار بارہ ابھرن کر کے چھم چھم کرتی دیبی کے مندر گئین۔ کم سن نو عمر نوخیز پری پیکر رشک قمر سہیلیان بھی بیان ارد گرد ہین۔ اور چہل کرتی چلی جاتی ہین۔

سیٹھ - بابو شاحب میری جورو کو ایک چھوکرا کی تلاش ہے کوئی
بارہ برس کا آدمی لادو گے مگر ایسا ہو کہ کام تو کرے کم او رکھائے
بہت - کھائے سیر دس بارہ - اور کام مین نتھا بچارہ - مگر
بارہ برس کا ہو جی -
بابو - (مسکرا کر) بھلا چھ چھ برس کے دو ہون -
سیٹھانی - (جھک کر) اجی بابو صاحب مین صدقے کوئی لادو -
سیٹھ - بس بس اب مت بولیو - یہ صدکے بدکے کیون بولی
پرائے مردسے بولنا کیا بات ہے -
سیٹھانی - اجی بھلے مانس آدمی ہین - دیکھو بچارہ نیچی نظر
کرکے دیکھتا ہے -
سیٹھ - تو بابو شاحب ایسا ہو جو سیٹھانی کی کھدمد (خدمت)
کرے اور رہے کم -
بابو - اچھا جبتک کوئی اور ملے - مین ہی نہ خدمت کیا کرون
اور دینے لینے کی کیا بات چیت ہے - تمھاری چیز ہماری -
ہماری چیز تمھاری -
سیٹھ - نہین نہین آپ جا وہی ہم کھد (خود) تلاش کرینگے جی -
سیٹھانی - اجی تکلیف تو ہوگی - رہا بابو جی تکلیف نہو تو
کبھی کبھی آدمی کو سکھا جایا کرو -
سیٹھ - (اگال بھلاکر) ہجار بار کہدیا کہ پرائے مردوے سے
نہ بول بکتی جاوتی ہی - بس اب نہ بات کرنا کہدیا ہو - یہ سکھائے گا
آدمی کو - کیا میرے کو سکھانا نہین آتا -
سیٹھانی - بابو جی کب تک آدمی لاؤ گے -
بابو - سیٹھ دکان پر جالین تو ابھی لادون -
سیٹھ - ہم آج دکان ہی نہ کھولونگا جی - تم پرائی استری سے
کیون باتین کرتے ہوگے جی -

بابو - اجی سیٹھ جی تمھاری جورو بڑی ہسیار (ہوشیار) ہین -
سیٹھ - (غصہ مین) ہان ہان سنو بابو شاحب مین بھی بڑا ہسیار
ہون ایسے آپ ادھر کھڑے ہو جیے -
سیٹھانی - بابو جی صاحب اسوقت کے نبجے ہونگے -
سیٹھ - (آنکھین نکالکر) ارے میرے پاس تو ایک چھوڑ
دو دو گھڑی رکھی ہے - تو بابو شاحب سے کیون پوچھتی ہے -
بابو - سیٹھ جی تمھاری عورت تم سے چالانک ہی -
سیٹھ - نسان کھاطر (خاطر) رہو ہم اُس سے بھی چالانک ہی -
سیٹھانی - اجی بابو جی تمھاری طرف کیا سب ایسے ہی گورے
ہوتے ہین -
سیٹھ - (بگڑ کر پھر بولی) - اری تو بولی - تیرے کو گورے کالے سے
کیا مطبل ہوری - بابو جی تم یہان نہ آیا کرو دکان پر آیا کرو
سیٹھانی - اے واہ اچھے آئے - کوئی بھلے مانس آئے تو
دتکار دین -
سیٹھ - ارے اُسنے ناک مین دم کردیو رے (اگر) الگا کہا
لے اور رے گی -

پھر بچاری سیٹھانی نے رونا شروع کردیا - ہائے یہ ہات ٹوٹ
جائین اور نگوڑے کی ٹانگ بھی ٹوٹے - جب دیکھو موا دانتا کلکل
کیا کرتا ہی کسی جنجال سے بالا پڑا ہوتا تو چاند گنجی کردیتی جب دونون
مین گتھم گتھا ہونے لگا تو بابو جی کی بن آئی بڑی ہمدردی سے
بیچ بچاؤ کرنے لگے اب سنیئے کہ سیٹھ کے تو ہاتھ پکڑ لیئے اور سیٹھانی
کو اشارہ کیا تو لگی دھمڑ دھمڑ کوٹنے اور جب سیٹھ کا وار ہوتا تھا
تو حضرت بڑے ہی ہمدردی سے بیر فصیل بنکر سیٹھانی کو چھپا لیتے
تھے - آخر کار بابو جی آدمی کی تلاش مین گئے اور میان بیوی
پھر ایک ہو گئے -

بدنی ہے یا کوہ قاف کی پری ہے۔ گل رخسار کی وہ رعنائی
نہ گلاب پانی پانی ہو جائے۔ دست سیمین وہ حنائی کہ
یاقوت احمر ہیرا کھائے۔ آنکھیں وہ شوخ کہ الامان یہ عورت
ہے یا برق دمان - یا بلائے بیدرمان - یہ ابرو ہے
یا فتنۂ دوران - بلا کی ادا ستم کا ناز۔ ایک ایک اشارہ سر وصفحہ
دیباچۂ انداز۔ زاہد صد سالہ کو مرید بنائے۔ سنگ جان مین نشتر
لگائے۔ میان بیوی مین خوب گھل گھلکر میٹھی میٹھی باتین
ہونے لگین۔

سیٹھ - پیاری آج تمھارا چہرہ اُداس کیون ہی مطبل (مطلب)
کی بات بولو تو تم کو کھوش (خوش) کر دون -

سیٹھانی - (تنک کر) اجی تم کو میری کیا پڑی ہی۔ مین تو
دل ہی دل مین کڑھا کرتی ہون - آج یہ کیا جاتی دنیا دیکھی کہ
اتنا پوچھا یہ کدھر سے چاند نکلا ہے -

راوی - اری واہ ری سیٹھانی - اللہ اللہ یہ خوش بیانی
بلا کی شوخ وچالاک - غضب کی بیباک شین وقاف سے
دُرست چالاک وچُست -

سیٹھ - اچھا تو کچھ کو ہو (کہو) تو میرے سے۔ میرے کو تھارا
بڑو پیار ہی -

سیٹھانی - اے آگ لگے تیرے ایسے پیار کو موئے لنگوٹی کندہ
والیان تک پہوا - ٹڑیان - ہنسلی - چوڑیان پہنے رہتی ہین گہنے
پاتے سے گوندنی کی طرح لدی رہتی ہین - یہان گوڑی کیل تک ناک
مین نہین - ناک چھوچھی یہ لاکھون کماتے ہو کس دن کے لیے
جب دیکھو گا ڑھے کی لنگوٹی باندھے ہین - یہ دھائی تلے کا جمع جتھا
جوتا کیا جانے انکے دادا کے وقت کا ہی یا لکڑ دادا نے مول لیا تھا
یہ گانٹھ گانٹھ کے تو نے کس دن کے لیے رکھے ہو میری یہ جوانی
ہی ہو اُٹھتی جوانی - پہننے اوڑھنے کے دن۔ کھانے پینے کے
دن تم ایسے قصائی کے پالے پڑی۔ سُکھ سپنے مین بھی نہین دیکھا
روٹی کا نہ کپڑے کا۔ سیت میت کا بھترا -

سیٹھ - ناک چھوچھی کا ہے کھاتر (خاطر) ہو لاکھ کی کالی کالی کیل
نہ بڑوا دونگا - ہس گورے گورے مکھڑے پر کالی کالی کیل کھوب
(خوب) جھلکے گی -

سیٹھانی - چمڑی جائے پر دمڑی نہ جائے۔ کیل بھی ہوا
لاکھ کی - اچھا تم اپنا گہنا رہنے دو - ہمین ایک آدمی نوکر
رکھ دو - یہ گورے گورے ہاتھ یہ پیاری پیاری ہتھیان روز
ٹہل کرنے مین کالی نہ ہو جائینگی - ہمین ایک آدمی رکھ دو
مین صدقے اجی ہمین تو کوئی چھپن ٹکے کا صرف نہین ہی۔ خاصی
رانی بنی بیٹھی رہونگی۔

سیٹھ - شاستر مین لکھو ہے کہ گرت (گرہست) کو کام کاج
کرنا اچھا ہی وہ بے کاج بیٹھے تو بُری باتان کا کھیال (خیال)
جاتا ہے -

سیٹھانی - اجی تمھین تو یہی سوجھتی ہے - نامحرم مردوے پر
کبھی نظر بھی کی ہو تو تمھاری ہی آنکھین پھوٹین -

راوی - دونون - دائین بائین دونون - واہ بی سیٹھانی کیا
قسم کھائی - سیٹھ بیچارے کی آنکھین کیا مفت کی پڑی
پائی ہین -

سیٹھ - اچھا آج ہی کوئی کھدمدار (خدمتگار) کی تلاش کرتا ہون
اتنے مین ایک بابو صاحب تشریف لائے یہ بڑے ہی
رسیا نکلے - آئے تو تھے سیٹھ سے حساب کرنے اُنکی پری جمال
بیوی کو جو دیکھا تو لوٹ ہو گئے - اب سیٹھ جی سے بات ہی نہین
کرتے سیٹھانی سے لسرکا لگایا -

فضیحت - اچھا مُردہ اُٹھ جائے تو دوگی۔ تو لاؤ اُدھر سے اس بڑھیا کو بھی گڈھیا مین پھینکتا ہی جاؤن اور اُنکو بھی سے آؤن جسمین کھانے مین دیر نہو۔ اچھا جاتا ہون۔ دکان پر پہونچکر اپنی بانسری بجائی اور چپکے سے اشارہ کیا کہ یہان آؤ سیٹھ جی قریب آئے تو کہا کان پاس لائیے اور کھسک آئیے آپ کی بڑھیا ڈھلک گئین۔ سیٹھ نے سر پیٹنا شروع کیا اور میان فضیحت پر ایک دوہتڑ ایسا لگایا کہ اُنکے تیور بگڑ گئے بابو بیچ بچاؤ کرنے آئے تو اُنپر بھی دو ایک پڑ گئین۔

بابو - ارے بیوکوف (بیوقوف) یہ کون چھپانے کی بات تھی کہ تونے کان مین چپکے سے کہا اُنکی مان مر گئین اور تو چپکے سے کہتا ہے جا گدھے روتے سر پیٹتے کیون نہ آیا۔

سیٹھانی - ارے فضیحت جا دوڑکر کہہ آ کہ تمھارے گھر مین لڑکا ہوا دوڑتا جا۔

فضیحت - اہو ہو ہو۔ اہا ہا ہا - اب تو دُنی کھلاؤ۔ اجی مجھے بڑی بھوک لگی ہی۔ پہلے تو جانول نہ تھے غرہ - پھر بڑھیا ڈھلک گئی فاقہ۔ اب لڑکا ہوا ہی۔ اسی بات پر کھانا کھلوا دو۔

سیٹھانی - ارے موے مین تو زچاخانہ مین ہون۔ اُنکو بلا لا تو آج وہی منہ پھونکین۔ لکڑیان لیتا آنا -

میان فضیحت روتے سر پیٹتے غل مچاتے آنسو بہاتے دُکان پر پہونچے - ہاے ہاے ارے یہ کیا ہوا - ارے دوڑو ہاے رے اُف اُف - ارے آسمان پھٹ پڑا ارے - اوہ اوہ سیٹھ جی بھی لگے سر پیٹنے کہ کیا جانے کیا واقعہ ہوا۔

بابو - ارے بتا تو ہوا کیا - آخر کوئی مر گیا ہے -

فضیحت - اجی بابو جی پہلے رو تو لو - خوب رو لو - ہاے ہاے ارے اُف یا خدا (اہل جلسہ کی طرف مخاطب ہوکر) تم بھی رو لو (سیٹھ کے کان مین) آپکے یہان لڑکا ہوا ہے جائیے منہ پھونکیے لکڑیان لیتے جائیے گا

سیٹھ نے فضیحت کو خوب ٹھونکا اُس شخص کے یہان تو لڑکا ہوا وہان سے روتا چلاتا چیختا غل مچاتا آیا اور کہتا ہی کہ منہ پھونکو چلکر اور لکڑی لیتے چلو۔

بابو - ابے تو بڑا گدھا ہے بے -

فضیحت - واہ بابو بڑے تو سیٹھ ہین اُلٹے اُتر کر آپ -

بابو - جا اب ایسی بات ہو تو شکر بانٹتا آنا اور خوب کھلکھلانا -

سیٹھانی - ارے غضب - لو آگ لگ گئی - ارے فضیحت جلدی دُکان پر جا - کہ گھر مین آگ لگ گئی -

فضیحت - اجی مجھے روٹی تو کھلا دو ہسے مین تو مرا جاتا ہون

میان فضیحت دُکان پر جاتے ہی خوب کھلکھلائے - اہو ہو ہو اہا ہا ہا - قہ قہ قہ لو شکر کھاؤ - محلہ بھر کو شکر بانٹیے اور دوکان کیطرف سے جو نکلے اُسے شکر کھلا دیے -

سیٹھ - کیا ہی؟ کیا کوئی اور لڑکا ہوا -

فضیحت - گھر مین آگ لگی ہی سیٹھانی گھر کے باہر منہ کھولے کھڑی سر پیٹ رہی ہی سیٹھ جی ایسے گھبرائے کہ ہی کود کان پر چھوڑ سیدھے گھر گئے اور بابو صاحب نے موقع غنیمت جان کر بہی بغل مین دبائی اور مع فضیحت کے چلے آگ بجھانے وہان پہونچے تو بہی کو بھی آگ مین "بھسم" کر دیا اور پانچ سو کے پانچ پیسے بھی نہ دیے -

پارسیون کا دربا تماشا

ادھر عروس عدن نے پرند مشکین سے رخ انور کی جھلک دکھائی اور لیلاے شب زلف عنبرین کھولے ہوے آئی اُدھر شاہنشہ تخت رہ نوردی خدیو مصر کوچہ گردی فلک سیر ملک نہاد میان آزاد کو تماشے کی دُھن سمائی پھر کیا تھا ڈنڈا سنبھالا اور ڈبل چال

بابوجی سیر سپاٹا کرتے چلے جاتے تھے کہ اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک آدمی بانسری بجاتا چلا آتا ہی - ابے تو کون ہی - ہم کون ہین ہم آدمی ہین

آدمی - ا - آدمی نہین تو کیا جانور ہو - جانور نہین تو کیا آدمی ہون - آپ اپنا مطلب کہین - ابے چل نوکری کر - ہان ہان اچھی کر (اہو ہو ہو کس کے یہان - ایک سیٹھ ہین - نا میان وہ مجھے ماریگا بھلا سیٹھانی بھی ہین - ہان ہین - اچھا چلو رہا صبح کو کھاؤنگا - نو بجے کھاؤنگا - دوپہر کو کھاؤنگا - تیسرے پہر کو کھاؤنگا - شام کو کھاؤن گا اور شام سے لمبی تانونگا تو صبح کی خبر لاؤنگا - اور جو آنکھ کھلی تو سیٹھ جی یا سیٹھانی کھانا دیجایئن - اچھا چلو تو وہان تک چلتا ہون مگر کھانا بہت سا کھاؤنگا - بہزار خرابی بابو صاحب اُسکو لے چلے - راہ مین کوئی اٹھارہ دفعہ ہی مچلا - بارے خدا خدا کر کے پہونچے -

بابو - لو سیٹھ جی آدمی لے آئے -

سیٹھ - کام اچھا کرے گا رے -

آدمی - ہان بہت کھاؤنگا دس دفعہ کھاؤنگا -

سیٹھانی - ارے کچھ کام کاج بھی کرے گا یا دن بھر منھ ہی چلاتا جائے گا موئے -

آدمی - دس دفعہ کھاؤنگا -

سیٹھانی - اب مین کہین جیت نہ جاؤن بڑھ کر -

سیٹھ - ابے تو بہرولی - عورت جات اور جیت کی بات جیت

سیٹھانی - اجی تو کیا یہ تمھارا کوئی قبلہ گاہ ہی -

العرض وہ جھٹ سے نوکر ہو گیا - مگر برابر یہی کہتا گیا کہ دن بھر مین اٹھارہ بار کھاؤنگا -

سیٹھ - ہم اپنی دکان پر جاتا ہون - سیٹھانی جو کہین وہ چپکے سے کان مین کہہ جانا -

یہ کہکر سیٹھ جی تو دکان پر گئے اور بابو صاحب سے حساب ہونے لگا

سیٹھ - (بہی کھول کر) آپ پر پانچ سو ہین جی -

بابوجی - ارے ! پانچ سو ! یہ ڈھائی سو کے پانچ سو ہو گئے -

سیٹھ - اور سود نہین چڑھا -

سیٹھانی - آدمی او آدمی - ارے تیرا نام کیا ہی -

آدمی - فضیحت - اجی مجکو روٹی دو - بھوک لگی ہے -

سیٹھانی - مرموئے آگ لگے تیرے پیٹ کو - جا سیٹھ جی سے دکان پر جاکر چپکے سے کہدے کہ گھر مین چاول نہین ہی رہا کان مین کہنا الگ بلا کر -

فضیحت - اجی روٹی تو دیدو - بڑی بھوک لگی ہی -

سیٹھانی - اوئی دودہ ہونگھٹے - چانول تو مین نہین کھائیگا کیا انگارے

فضیحت نے دکان پر جاکر ذرا شانے سے بتا کر سیٹھ کو علیحدہ بلایا اب سیٹھ جی جون جون آگے ہٹتے آتے ہین میان فضیحت پیچھے ہٹتے جاتے ہین آخر کار کان مین غل مچا کر کہا کہ چاول نہین ہین -

سیٹھ - دت گدھا - ابے گل (ل) کیون مچایا - ہا سے یہان چانول نہین اور تو سب کے سامنے چور (زور) سے کہتا ہے -

بابو - دیکھو فضیحت جو اب سیٹھانی جی بھیجین تو اُنکے کان مین یہ کہنا جسمین کوئی اور نہ سُنے - خبردار - کان مین کہیو - کان مین -

سیٹھانی - ارے فضیحت کہہ آیا - جا اب اُنسے کہدے کہ تمھاری مان ابھی ابھی مر گیئن - جلدی جا دوڑتا ہوا - ہائے میری ساس بیچاری اٹھ گئی - ارے جلدی جانا -

فضیحت - اجی مجھے کھانا تو دیدو - جلدی دو بڑی بھوک لگی ہی

سیٹھانی - بھاڑ مین جاے تیرا پیٹ موے - ارے مردہ گھر مین پڑا ہی اور تو کھانا مانگتا ہی - اُن کی تو مان مرگئی اور تجکو پیٹ کی پڑی ہے -

وہ سبزۂ باغ خواب آرام جاگی مرغ سحر کے غل سے ‖ یعنی وہ بکاؤلی گل اندام اُٹھی نکہت سی فرش گل سے

بکاؤلی کا خواب ناز سے بیدار ہونا اور حوض لطیف پر منھ دھونا پھول کا ہوا بتانا اور گلچین کا نیا گل کھلانا۔ بکاؤلی کا جھنجھلانا سنبل سے تازیانہ منگانا۔ شمشاد کو سولی پر چڑھانا۔ ان سب باتون کو اس خوش اسلوبی اور لطف سے ادا کیا کہ تماشائی عش عش کرنے لگے اور پارسیون ہی کا دم بھرنے لگے اب بکاؤلی بھیس بدلکر گلچین کی تلاش مین چلین اور حضرت کو ڈھونڈھ نکالا۔ جب دونون مین ملاقات ہوئی اُس وقت کا لطف قابل دید تھا پہلے وہ قہر کی نگاہ پھر پیار اور چاہ۔ پہلے وہ تیکھی چتون۔ پھر عشق گلچین گلبدن۔ سے

بولی وہ پری بعد تامل ‖ کیون جی تمھین نکلے تھے وہ گل

وہ شکر لب اس بیساختہ پن سے بول رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا لبون سے قند گھول رہی تھی۔

تاج الملوک بیچارہ سرگردان و آوارہ نے۔ سے

کی عرض رضا ہی جو خوشی ہو مشکین زلفون سے شکین سواد تلوار سے قتل ہو جو منظور ‖ عاشق کی سزا جو یہ جھتی ہو کالے ناگون سے نکو دسوا دُ ابرو کے اشارے سے کر دیجیے

القصہ ساری داستان کو اسطرح ختم کیا کہ حاضرین عش عش کر گئے اسکے بعد اندھیر نگری کی نقل چھیڑی۔ ایک رنگے سیار باباجی گیروے کپڑے پہنے ایک موٹے تازے چیلے کو ساتھ لیے بھجن گاتے کھنجڑی بجاتے ایک نئی بستی مین وارد ہوئے۔

باباجی۔ بچہ جاؤ کچھ نون تیل لکڑی لاؤ۔ روٹی پکاؤ۔ خود بھی کھاؤ ہمکو بھی کھلاؤ۔ اور دندناؤ۔

چیلا چلا بازار مین پہونچے تو دُکانین جمی ہوئین۔ کراہے تل کے لڈو گول گپے مصالحے کے مٹر دٹر۔ گنڈیریان پونڈے کی۔ گلابی ریوڑیان اب جس دُکان پر جاتے ہین اور جو سودا چکاتے ہین سب ٹکے سیر چکرائے کہ اپن یہ کیا اسرار ہے ٹکے ہی سیر مرباٹکے ہی سیر چار ہے۔ ایک خوانچے والے سے پوچھا یہ کیا ہے۔ باباجی یہ ریوڑیان ہین اور یہ؟ یہ بیسن کے لڈو ہین۔ اور یہ؟ یہ دال موٹ ہے اور یہ؟ کھاجا۔ ہو ہو ہو کھاجا تو کھاجا۔ ایک کھاجا چکھ گئے پھر دوسرا اُڑایا۔ اسیطرح خوب مٹھائی ٹونگی اور کچھ کھائی کچھ باندھی پوٹ وہان سے ماری نوٹ تو باباجی کے پاس۔

بابا۔ کیون بچہ کچھ گھی شکر آٹا لایا۔

چیلا۔ ہونھ۔ گھی کیا کروگے کھاجا کھاجا۔ پکھوتیا ان کرو مٹھائی چکھو۔

بابا۔ اس نگری کا کیا نام ہے۔

چیلا۔ باباجی ہمین تو مٹھائی کھانے سے کام ہے۔ اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔

بابا۔ ہان! بچہ یہ نگری رہنے کے لائق نہین۔ چلو بھاگ چلین۔

چیلا۔ واہ تم جاؤ مین تو مٹھائی چھوڑ کر نہ جاؤنگا۔

پردہ پھر گیا اٹھا تو اندھیر نگری کے چوپٹ راجا برآمد ہوئے۔ واہ بھئی واہ اچھے راجا ہین تو اندھیر نگری کیون نہو۔ راجہ صاحب شرابی ہد گیے۔ چرسیے گنجیریے۔ بھنگیریے۔ چانڈو باز افیمچی نشے مین چور۔ سیہ مست و مخمور کرسی پر بیٹھے ہین۔ گرگرے پڑتے ہین اتنے مین ایک فریادی آیا۔

وزیر۔ جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے۔

راجا۔ تمھارا دادی آیا ہے۔

وزیر۔ نہین جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے۔

راجا۔ اچھا۔ ہون۔ تو پانچ بلاؤ۔

کھٹ کھٹ کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ٹھنڈی ہوا کھاتے سیر دریا کے مزے اڑاتے تھے منزل مین دھم سے آن کودے۔ دریا کی روانی۔ بذلہ سنجون کی نکتہ رانی۔ بگھیون کی گھڑگھڑاہٹ معشوقون کی اچپلاہٹ۔ تماش بینون کے ڈٹاؤ اور رمفکرون کے جٹاؤ دیکھ کر میان آزاد ریشہ خطمی ہو گئے۔ ایک جگہ بیٹھنے کی تو انھون نے قسم کھائی تھی سوچے چلو اسوقت دریا مین ٹھکڑی لگائین یا ملاحی چپرین یا چڑھاؤ کاٹین۔ کپڑے ویڑے اتارنے ہی کو تھے کہ گھنٹی بجی ٹھن ٹھن ٹھن ٹھن ارے بھلے کو دریا مین کود نہین پڑا تھا۔ ورنہ غضب ہی ہوجاتا جھٹ تنگ توڑا چڑھا کر آپ بھی ایک کرسی پر جا ڈٹے۔ سامنے زرنگار اور پربہار پردہ پڑا ہے یہ ہلا۔ وہ اٹھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک تاجدار ثریا جاہ زین الملوک کج کلاہ تخت ہمایون بخت پر بیٹھا آنکھین مانگ رہا ہے اور پر چتر سعادت اثر اور تاج مکلل زیب سر اپنے نور بصر شہزادۂ عالی مقام تاج الملوک گلفام پر جو شاہ گیتی پناہ کی نظر پڑی تو چشم زدن مین آنکھ کی بینائی غائب۔ یا مظہر العجائب۔ ؎

مہر لب شہ ہوئی خموشی — کی نور بصر سے چشم پوشی
ری آنکھ جو شہ نے رونمائی — چشمک سے نہ بھائیون کو بھائی
گھر گھر یہی ذکر تھا یہی شور — خارج ہوا نور دیدۂ کور

کوئی نسخۂ نور لایا کوئی سرمۂ طور لایا۔ مگر آنکھون مین اجالا نہ آیا نہ آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سچ مچ کوئی اندھا ہی بیٹھا زبان حال سے پکار رہا ہے کہ آنکھون والے بابا انکھیان بڑی نعمت ہین اتنے مین ایک کحال فرید الدہر دقیانوس کے دادا کا ہمعصر آیا اور اسنے خوب سوچ ساچ کر بتایا کہ۔ ؎

ہے باغ بکاولی مین اک گل — پلکون سے اسی پہ مار چنگل

یہ سنتے ہی چار خوش پوش خوش رو خوش ادا شہزادے بادشاہ سے رخصت ہوے اور بوے گل کی طرح چمن وطن سے جنگل کیطرف چلے۔ چلتے چلتے راہ مین حسن اتفاق سے زین الملوک سے چار آنکھین ہوئین پوچھا کدھر کی سیر میان ہین کسی لشکری نے ساری داستان کہ سنائی اور تاج الملوک کو گل بکاولی کی دھن سمائی پردہ پڑا اور جب حجاب مرتفع ہوا۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ وہ چارون شہزادے بیٹھے شش و پنج کر رہے ہین اور دلبر بیسوا انکو داو پر چڑھا رہی ہے۔ کھیلتے کھیلتے ان تک کو بازی مین جیت لیا تاج الملوک بھی گرتے پڑتے کہین وہان پہونچے اور انھون نے دلبر کے چھکے چھڑا دیے تب تو وہ چکرائی کہ میان مین تو مرشد بھی تم ولی نکلے پھر پردہ پڑا اور اٹھا تو تاج الملوک کے سر پر قضا۔ ایک دیو سر بفلک کشیدہ کھڑا غرا رہا ہے دیو تو ایسا بنایا تھا کہ بارہ صدی کے بنگالی صورت دیکھتے ہی آنکھین بند کر لیتے۔ الغرض دیو کو انھون نے ایسا چیتے یار بنایا کہ وہ بھی انکا دم بھرنے لگا۔ پھر پردہ پڑا اب کی کچھ اور ہی ٹھاٹھ نظر آتے ہین وہ اٹھا جل جلالہ تیری بندہ نوازی کے صدقے۔ کیا گلزار پربہار دکھایا۔ یہ بکاولی کا چمنستان نظافت ہے باغ کیا ہے سچ مچ باغ و بہار ہے۔ الا اللہ کہکر انھون نے چپکے سے پھول توڑا اور ؎

گل لے کے چلا ایاغ بر کف — چوری سے چلا چراغ بر کف

ایک دفعہ ہی دیکھتے کیا ہین کہ ؎

بارہ دری ایک سونے کی ہے — وہ خواب گہ بکاولی ہے
گول اسکے ستون ساعد حور — چلمن مژگان چشم مخمور
پردہ جو حباب سا اٹھایا — آرام مین اس پری کو پایا

شوق چرایا کہ اس مست نشۂ خواب ناز کو جگائے مگر پھر ؎

سوچا کہ یہ زلف کف مین لینی — ہے سانپ کے منھ مین انگلی دینی

ادھر گلچین تو جیب و دامن کو گل مقصود سے بھر کر چمن سے بوے گل کی طرح چل کھڑا ہوا ادھر ؎

بیا ساقی بیا اے جان جمشید | بدہ جامی و آتش دہ بخورشید

کہ دارم از تمنائے دل ریش
خیال سیر مکتب خانہ درپیش

واہ کیا پری بزم مکتب خانہ ہی۔ مدرسہ کیا عیش و طرب کا کاشانہ ہے۔ ہر طفل پریزاد فن دلبری مین بے بدل اُستاد ستم ایجاد بلائے جان وامق و فرہاد۔ میان جی شمس بازغہ کے عوض بدر منیر کا سبق دیتے ہین اور مکھڑے بلائین لیتے ہین۔ کج ادائی مین شہرۂ آفاق دلربائی کے فن مین طاق۔ مولوی صاحب کی ریش مخضب تا بناف شریہ لڑکون پر شتر اب شتر اب قمچیان جماتے ہین اور وہ اخوان الشیاطین حضرت کو بناتے ہین۔ اتنے مین سامنے جو نظر پڑی تو ایک بت غنچہ دہن سیم غبغب سے آنکھ لڑی۔ گیسو لیلۃ القدر جبین مطلع الفجر نسیم گلشن دلربائی شمیم زلف آشنائی پرافشان جبین ناز سراپا انداز خوش وضع خوش قد۔ قامت دلجو۔ زلف عنبر بار جبین ابرو تیغ جوہردار۔ قیامت کبریٰ سے دوش بردوش۔ غارت گردین رہزن ہوش۔ مصحف رخ سجدہ گاہ آتش پرستان ابروے کج قبلہ کفر گزینان۔ رد کش خوبان فرنگ۔ نرگس مخمور صہبائے حسن سے گلرنگ۔ رنگین ادا۔ وہ بانکی ادا وہ تیکھی چتون وہ قہر بھری نگاہ وہ جوبن کہ محفل بھر پھڑک گئی۔ یہ پیاری صورت اور چنچل پدمنی گھورنے ہی کے لائق تھی۔ گورا گورا مکھڑا ایسا جیسے چاند۔ بلکہ چودھوین کا چاند بھی اُسکے مقابل مین ماند۔ بال بکھرے ہوے بانکی ٹوپی سر پر دھرے ہوے۔ عجب عجب و غرور حسن سے متمکن تھی اسکی کم سنی اُسکے اٹھنے کے دن۔ اُسکی نزاکت اور صباحت ستم ڈھاتی تھی۔ ؎

سر تا قدمش کرشمہ و ناز | ہم سرکش حسن و ہم سرانداز
افگندہ بدوش زلف چون شست | او بے خبر و نظارہ گر مست

معجون لبش بدر فشانی | پروردہ بہ آب زندگانی

میان آزاد آپ جانیے حسن پرست آدمی رند شاہد باز صورت دیکھتے ہی اُس گل چمن نزاکت پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے لوگون سے پوچھا کہ کیون حضرت یہ پری چہرہ خورشید لقا مہ جبین شیرین ادا۔ دختر گل رخسار۔ نازک اندام و طرار کون بت عیار ہے این! اجی واہ حضرت آپ کو یہی نہین معلوم یسنت کی خبر ہی نہین اے میان یہ لیلی مجنون کی نقل ہوتی ہے۔ محفل بھر عقل سے ہاتھ دھوتی ہے۔ اُہو ہو ہو اب سمجھا۔ اُس لیلی پر تو ایک مجنون کی طبیعت مائل تھی مگر اس پیاری لیلی کے تیر نگاہ سے ساری محفل گھائل ہے یہ میان جی لیلی کے پدر بزرگوار ہین اور مکتب مین لونڈے پڑھا رہے ہین۔ ؎

بہ مکتب میرود طفل پریزاد | مبارک باد مرگ نو باستاد
اگر باشد معلم خود فلاطون | باندک روز خواہد گشت مجنون

اُس مکتب خانہ عشق کا شانہ مین مجنون بھی درس لینے آیا اس طفل سیم بدن غنچہ دہان۔ سراپا بقدم آفت جان پر جو طلبہ کی نظر پڑی تو۔ ؎

ز طفلان ہر طرف برخاست فریاد | کہ یاران آتشی در مکتب افتاد
بگفت اُستادش اے مجموعۂ ناز | کہ بسم اللہ ز بسم اللہ کن آغاز
بہ بیش او الف چون دال خم شد | میان عشقبازانش علم شد

اب سُنیے کہ میان جی نے اور سب لڑکون کو تو چھٹی دیدی اور خود بھی سیر گشت کو چلدیے مگر لیلی مجنون دونون وہین رہے لیلی کی نظر جو اس سرو گلشن رعنائی پر پڑی اور مجنون کی آنکھ جو اس بحر لطافت و خودنمائی سے لڑی۔ جوان طناز نے بت سراپا ناز کو پایا اور صنم پری چہرہ کو امرد گلعذار نے والہ و شیدا بنایا۔ خلوت مین دونون نے لبون سے قند گھولے اور باہم یون ہنسے بولے۔

راوی - یہ بھی بھی باتین یہ بے تکا پن -

فریادی - حضور کل دیوار گر پڑی میرا لڑکا دب کر مر گیا -

راجا - ہان دیوار مر گیا - لڑکا دب گیا دیوار کو سولی دیدو -

وزیر - جہان پناہ - دیوار گر پڑی اور اسکا لڑکا مر گیا -

راجا - ہان ہان جہان پناہ گر پڑا اور دیوار پر لڑکا مر گیا اچھا لکڑے کو پھانسی دیدو -

وزیر - نہین خداوند لڑکا دب کر مر گیا -

راجا - معمار کو سولی دیدو -

معمار - پیر و مرشد مین بے قصور ہون - یہ مزدور کی شرارت ہی

راجا - مزدور کو سولی دیدو -

مزدور - مین نے کیا کیا سقے کا قصور تھا -

راجا - اچھا جاؤ سقے کو سولی دیدو -

سقہ - حضور میری کیا خطا - آپ کا کوتوال جو آیا تو مارے ڈر کے پانی زیادہ گر گیا -

راجا - کوتوال کو سولی دیدو -

راوی - واہ رے چوپٹ راجا - تحقیقات کسی کی نکو جو ہی اُسے پھانسی دیدو - پھانسی پر کوتوال صاحب چڑھائے گئے تو چوبدار نے عرض کیا کہ پیر و مرشد - پھانسی کا منھ بڑا ہی اور کوتوال دبلا پتلا

راجا - اچھا تو کسی موٹے آدمی کو پکڑ کر پھانسی دے دو -

موٹا اس اندھیر نگری بھر مین باباجی کا چیلا تھا دھرے گئے ہاے غضب بھئی ہم نے کیا کیا کہ پھانسی پر چڑھائے جائین گے واہ تم سب مین موٹے ہو چورنگ کیسے جاؤ گے - ارے تو یار و یہ بھی کوئی جرم ہے کہ موٹا تازہ ہون - اتنے مین باباجی بھی حسن اتفاق سے سامنے نکلے دیکھا کہ چیلا رو رہا ہے -

بابا - کیون بچہ کیا کہا تھا کہ یہ اندھیر نگری چھوڑ دو - نہ مانا آخر وہی آگے آیا نہ -

چیلا - باباجی بچاؤ - میری طرف سے پھانسی پر چڑھ جاؤ -

بابا - ارے آج اچھا دن ہے جو پھانسی پر چڑھے وہ سیدھا سُرگ لوک کو جائے مین پھانسی پر جاتا ہون -

چیلا - نہین مین جاتا ہون -

اتنے مین راجہ بھی گرتے پڑتے آ نکلے -

راجا - وزیر پھانسی نہین ہوئی -

وزیر - خداوند گرو اور چیلے لڑ رہے ہین کہ مین پھانسی چڑھون وہ کہتا ہے کہ مین پھانسی چڑھون - آج بڑا اسرتھ کا دن ہی جو پھانسی چڑھے وہ بیکنٹھ مین جائے -

راجا - ہان تو چل مین پھانسی پر خود چڑھ جاؤن -

پیچھے چوپٹ راجا کھٹ کھٹ کرتے پھانسی پر چڑھ گئے

لیلی مجنون

بیا ساقی بیا جان تماشا	نہان در پردہ تا کی میکشی ہا
بیا ساقی بیا ای من مریدت	بدہ جامی کہ خواہم شد شہیدت
بیا ساقی بیا ای عین جادو	بدستت ساغر مے چشم آہو
بیا ساقی بیا ای ابر احسان	بساغر کن می از خون رقیبان

سرت گردم بجامے ساز شادم
کہ رنگین قصہ آمد بیادم

ہمارے آوارہ و آزادہ - سر بصحرا دادہ - میان آزاد خانہ برباد شب کو نواب کی برق وش بادرفتار سانڈنی پر سوار ہو کر بگولے کی طرح اُڑے تو لب جوبار حیدر منزل کے ایوان جاہ نگار مین جھکین لینے لگے - دونون ہاتھون سے دعائین مانگ رہے ہین کہ الٰہی کہین جلد گھنٹی بجے اور نقل سجے - اتنے مین پردہ نیند کا ربندھا تو آنکھین کھل گئین - ۵

بھلا اب یہ مجنون کیونکر زندہ رہ سکتا ہے معاً دم توڑا اور دنیا و دین سے منھ موڑا۔ شہید خنجر ناز ایسے ہوتے ہین۔ ع

نیست پروائے عدم وانہ دہ ہستی را	از قفس مرغ بہر جا کہ رود بستان ست

چہ میگوئیان

آج میان آزاد سرا مین لمبی تانے پڑے خراٹے لے رہے ہین

بھٹیارن - (پانؤن ہلا کر) اُٹھیے اُٹھیے - ای اُٹھو بھی - آج تو جیسے گھوڑے بیچ کر سوئے ہوا ئی لو وہ آٹھ کا گجر بجا - ای واہ میان انگڑائیون پر انگڑائیان لے رہے ہین مگر اُٹھنے کا نام نہین لیتے اجی میان مسافر (شانہ ہلا کر) ای میان مسافر آپ تو کہتے تھے کہ ایک دن تماشا نہ دیکھین تو کھانا نہ ہضم ہو - یہ آج بد پرہیزیان کیسی لے اُٹھو بھی بہت نخرے نہ بگھارو - ای ہوش کی دوا کر مردوے - اوئی -

چانڈو باز - ای بی تو تم کو کیا پڑی ہی سونے نہین دیتین کیا جانے کس موج مین پڑے ہین - ترنگی آدمی تو ہئی ہین مگر سچ کہنا کیسا دھادت سیلانی ہی - اُف فوہ - کچھ ٹھکانا ہی - دوسرا اتنا گھومے تو ہلکان ہو جائے انکا تلوا تھکتا ہی نہین - کوئی خاکی ہوتا ہی کوئی ناری - یہ سیمابی ہے - اور جو جگانا ہی منظور ہی تو آفتابے کی ٹونٹی سے ذرا سا پانی کان مین چھوڑ دو دیکھو کیسے کلبلا کر اُٹھ بیٹھتے ہین -

بھٹیاری نے چلّو سے منھ پر قطرہ افشانی شروع کی - دس ہی پانچ بوندین ٹپ ٹپ گری تھین کہ میان آزاد ہائین! ہائین! ہائین! ہائین! کرتے ہوے اُٹھ کھڑے ہوے -

آزاد - واہ خوب اچھی دل لگی نکالی ہی کیسی میٹھی نیند سو رہا تھا کہ واہ تی واہ خواب مین وہ پری جمال صورتین نظر آتی تھین کہ بس کچھ پوچھو نہین -

بھٹیاری - واہ وا - تو نقد تیرہ اُدھار اب تو پری جمال آنکھون کے سامنے ہے -

آزاد - کون؟ آپ نہ!

بھٹیاری - اے آج حضور کی سواری جہتر منزل نہین گئی وہ دیکھو سانڈنی بلبلا رہی ہے -

آزاد - ارے آج تو اتوار ہے - بی بی - آج چھٹیان منائین کل سمجھا جائیگا -

چانڈو باز - کیون میان جٹاؤ تو خوب ہوتے ہونگے بھئی کل ہمین بھی سانڈنی پر بٹھا لینا -

بھٹیاری - مین واری میان مجھے ٹکٹ لے دینا -

آزاد - ارے یار بس یہی تو افسوس ہی کہ آدمی ٹھوٹے ہی آتے ہین جو سب کے سب ملکر چلین تو خوب ہی نقشے جمین اور وہ دل لگیان ہون کہ آدمی لوٹتے لوٹتے فرش ہو جائین -

چانڈو باز - سنیے بندہ نواز رات کا وقت - نو بجے شروع ہو بارہ بجے ختم ایک بجے گھر پہونچے - محلہ بھر مین آگ ڈھونڈھے سلگائے حقہ بھرے تو اجائے گھنٹا بھر گڑگڑائے - پلنگ پر جائے تو نیند اُچاٹ کروٹین پر کروٹین لے تب کہین چار بجتے بجتے آنکھ لگے پھر فرمائیے جو بھلے مانس چار بجے تڑکے سوئے وہ دوپہر تک اُٹھنے کا نام لے گا بھلا پیچھے دن یون گیا رات وون گئی - اب انسان چانڈو کب پیے - داستان کب سنے - قوام کب بنائے پینک کے مزے کب اُڑائے بھئی کون جائے - مفت مین مٹی پلید کرنا اس سے فائدہ کیا گلا بو شتابوئے تماشے سے اچھا ہوتا ہوگا - اجی بس بیٹھے بھی جسوقت وہ مٹک مٹک کہتی ہین (جنیا لال لمونگی) واللہ بے چانڈو پیے نشہ چڑھ جاتا ہی جو وہان جائے تو اس سے ریچھ والے ہی کا تماشا نہ دیکھے وہ چھنی دی

لیلیٰ ؎
سرمست ناز آن بت بدست میرود
خود میکند خرام و خود از دست میرود

مجنون ؎
دستے دہم بہ یار کہ بدست میرود
دستے بدل نہم کہ دل از دست میرود

لیلیٰ ؎
سبزۂ دامن نسرین ترا بندہ شوم
ابتداے خط مشکین ترا بندہ شوم
حرف ناگفتن و تمکین ترا بندہ شوم
طرز محبوبی و آئین ترا بندہ شوم
اللہ اللہ ز کہ این قاعدہ آموختۂ
کیست اُستاد تو تا پیش ازکہ آموختۂ

مجنون ؎
صد شعلہ جنون ریخت با شفتہ سر ما
زد بخیۂ مژگان کہ بخون جگر ما

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مالک دیرینہ روز نے لیلیٰ کے باپ سے کچا چٹھا کہہ سُنایا۔

ضعیفہ۔ لیلیٰ۔ پیاری لیلیٰ میری آنکھون کی تپلی اب اور ہی دھن مین ہین مجنون پر اٹکا۔ کہتے کلیجہ لرزتا ہے اور مارے شرم کے گڑی جاتی ہوں۔ لیلیٰ کیا اب رو کیۂ مجنون سے اُسکا دل منہ موڑ سکتا نہین سکتا۔

ہیا گئی۔ دت نابکار میری لیلیٰ اور ایسی خوابیدہ روپوش عصمت کوش ابھی نام خدا کمسن ہے۔ عاشقی معشوقی کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین کیا جانے۔ تو تہمت تراشتی ہے اور جھک مارتی ہے۔

الغرض وہ مالک دیرینہ ایک روز اُنکو ساتھ لیگئی تو دیکھتے کیا ہین کہ لیلیٰ اور مجنون گلے مل مل کر میٹھی میٹھی باتین کرتے ہین لیلیٰ کا سر مجنون کے کاندھے پر اور مجنون کا ہاتھ لیلیٰ کے دست حنائی مین اور مجنون کہہ رہا ہے کہ عمر بھر تیرے اس مکھڑے کی بلائین لیا کرون ؎

بر زمینے کہ نشان کف پاے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

وہ فرط محبت سے بولین ؎

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت
جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
من آدمی بچنین خد و قد و روے و جمال
ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت

لطف یہ کہ لیلیٰ کے والد بزرگوار در وہ زن عیار دونون کلے پر تکر ٹکرے چپکے چپکے سب سُن رہے تھے۔ ہی ہی یہ کیا آسمان پھٹ پڑا لیلیٰ اور مجنون عاشق و معشوق کو داغ ہجران نصیب ہوا۔ پھر پردہ پڑا ؎

صحرا و کوہ و درہ من خستہ و ضعیف
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

پردہ کھڑکھڑایا۔ تو سامنے ایک لق و دق جنگل نظر آیا سبحان اللہ چھتر منزل مین پیچ بیچ کا جنگل۔ وہی بیل وہی بوٹے۔ وہی پہاڑیان وہی دشت وہی ہامون۔ او رادھر مجنون ادھر مجنون۔ سر پر خاک اُڑاتے پھونک پھونک کر قدم جماتے جنگل جنگل بیچارہ گھوم رہا ہے زار و نحیف لاغر و ضعیف بدن کی ہڈیان ہڈیان گن لیجیے لب پر تبخالہ زبان پر آہ و نالہ چشم تر ابر گریان۔ آہ آتشین برق سوزان۔ شہید حسرت آغوش سیاہ پوش درد دل سے ایسا کراہتا تھا کہ سامعین کے کلیجے پر چوٹ لگتی تھی۔ وہ ڈاڑھین مار مار کر رونا۔ اشک گلگون چشم خونین سے بہانا غم و الم کی تصویر کھینچ دیتا تھا ؎

ناکوس بادشاہی دست جنون زدیم
تخت روان آبلہ در زیر پای ماست

ادھر لیلیٰ بیچاری سوز غم سے شمع کیطرح جلنے لگی گل رخسار کو نسیم ہجران نے مرجھا دیا غزلخوان موپریشان سینہ بریان دیدہ گریان بصد حسرت و ارمان لیلیٰ کی بیقراری و بیتابی دیکھ کر حاضرین جلسہ نے دل مسوس لیا کہ ہے ہے یہ مہ پارہ اور یہ حال زار ہے باغ حُسن بدست خزان گرفتار ؎

صد باغ و بزم چشم براہ نشست و من
دست جنون گرفتہ بویرانہ میروم

آخر کار دونون کا وصال ہوا مگر فرط مسرت سے لیلیٰ نے ملتے ہی ابدی جدائی کی اور ملک عدم کی راہ لی عشق صادق اسے کہتے ہین ؎

در ماتم تو دہر بسے شیون کرد
لالہ ہمہ خون دیدہ در دامن کرد
گل جیب قباے ارغوانی بدرید
قمری نمد سیاہ در گردن کرد

ہے تو کسی روز چانڈو پینے آوینگے ہی گی دیکھ لینگے۔
آزاد۔ جی منھ دھو رکھیے۔ یہ مداری لال کی اندر سبھا نہین ہے کہ
چانڈو نہو تو آواز ہی نہ نکلے ارے نادان یہ سب تربیت یافتہ لوگ
ہین نرے گاؤدی ہی رہے۔ اچھا بھئی اب انکو صلاح دینگے کہ
شہر مین بھی دو ایک دن کے لیے چلین۔ وہان تو آؤگے۔
چانڈو باز۔ موچھون پر تاؤ دیکر انشاء اللہ تعالی ضرور خیال
کیجئے کہ کجا چھتر منزل اور کجا نگریان۔ دنیا کے اس سرے چلتے چلتے
پانون سوج جاین تین دن تک کھٹیا سے اٹھنا مشکل ہو آئی تو یہ
کیون جی سنا اڑن کھٹولے آتے ہین اور سچ مچ کی پریان آن کر
گورا گورا مکھڑا دکھاتی ہین یہی جی چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے
اینجانب کل ضرور ڈٹین گے۔ اگر یہ قید تو نہین ہے کہ کوئی باہر جا
ایسا نہو چار گھنٹے تک قید مین پڑے رہین۔ بلا سے ہم باہر چنڈو
اڑائین گے ہمین کسی کا کیا اجارہ ہے اندر سبھا تو دیکھنے کو بے اختیار
جی چاہتا ہے کل سب کام چھوڑ کر جاؤنگا۔
بھٹیارن۔ واہ تو شہر مین ہم کیونکر جائین گے اتنی دور بھلا اچھا
آزاد کی سانڈنی پر انکے ساتھ ہی سوار ہو لینگے۔ مزے سے دل لگی
دیکھ کر دو بجے تک سرا مین آ جائین گے۔ پیدل جانا کٹھن ہے۔

بلبل بہار

بیا ساقی کہ خلوت خانۂ ما	سور گشت از جا نانۂ ما
بیا ساقی کہ شوق صحبت یار	دلم را ہمچو من بردشت از کار

بدہ جامے کہ چون چشم کشاید
نگاہم بر جمال دوست آید

ہمارے جوان مرد جہان نورد میان آزاد فرخ نہاد زرتمین
ٹکٹ بانٹ زرق برق کپڑے ڈانٹ۔ سانڈنی پر کاٹھی کس کر
عطر و عنبر مین بس کر بی بھٹیاری کو پیچھے بٹھائے اونٹنی کو چمکائے
یہ جا وہ جا۔ شہر بھر مین دھوم ہے ہر سمت ہجوم ہے۔ چپے چپے
کو معلوم ہے۔

بشہر امشب رسیدہ طرفہ جمعے	شرر پروانہا بر گرد شمعے
مقلد پیشۂ با طرز و انداز	مشعبد سیر تان با نغمہ و ساز
بعلم رقص و تقلید اوستادان	داد خاطر عشرت نژادان
بفن خویشتن استاد ہر یک	گہے مرد و گہے زن گاہ طفلک
گہے سناسیان مو پریشان	گہے اسلامیان اہل ایمان
گہے رنگ زن نوزادہ برد	بدست دایہ گریان زادہ او
ز ہر قومے کہ خواہی جلوہ سازند	بہر رنگے کہ گوئی جلوہ بازند

آہو ہو ہو۔ آج تو محفل جگمگاتی ہے۔ آنکھ جھپکی جاتی ہے۔ ہر پردہ اس
پرستان کا لطف دکھاتی ہے۔ باد عنبر بیز سے باغ نعیم کی لپٹ آتی ہے
سامنے پردۂ زردگون اور اسپر نقش و نگار بوقلمون۔ دامن کوہ مین
لالہ زار سراپا بہار قلہ کوہ پر سبزہ زرنگاری والا اعتبار ایک نغمہ ہی
پردہ مین سے زمزمہ سحر آمیز اور نغمۂ فسون انگیز سامعہ افروز ہوا
اور دل سامعین رنگین طبع مصروف آہ جگر سوز ہوا۔ ہر سمت شور
تحسین بلند تھا۔ ہر فرد بشر آرزو مند تھا کہ کہین گھونگھٹ کا طلسم ٹوٹے
چاند گہن چھوٹے نازک آوازی اور جادو طرازی کیسے دیتی ہے کہ یہ
پردے والی ابھی کمسن ہے۔ نام خدا اٹھتے ہنے کے دن ہین سہ

بیا جانان کہ من از خویش رفتم	ز خود چندین بیابان بیش رفتم
شنیدم لحن خوبت رفتم از کار	چہ خواہی کرد با من وقت دیدار

خدا خدا کرکے وہ کافر پردہ اٹھا۔ تو سہ

منظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

زہرہ کا کیا زہرہ کہ تاب جمال لائے مہ انور کو شوق دیدار چرائے
تو پہلے ستو بار آب کوثر سے منھ دھو آئے۔

اور وہ دے مارا رچاروں شانے چت - میاں انیٹھا سنگھ کے مزے نہ اڑائے - بکری پر تنے بیٹھے ہیں - چھینک پڑی اور کھٹ سے پھندنے دار ٹوپی الگ - آچھیں - وہ پہونچی ڈگڈگی بج رہی ہے بندر یا تھرک رہی ہے - ناچ کھلاڑی دھنک دھنا بھی کوئی بیدھا ہے ہو جو ہاں جائے ہم تو نچا ئینگے - اور میاں لوگ آئیں کہاں سے خلقت تباہ خستہ ہے کسی میں دم کہاں اور جب سے افیم سولہ روپے سیر ہوگئی تب سے تو اور بھی خلق خدا کا دوالہ نکلگیا اور رہا سہا یہ چانڈو کی ٹھیکیوں نے ستیا ناس کر دیا جائے تو دام کس کے گھر سے لائے سیلانی تو یہاں کا چرچا ہو ہو جیسے دیکھو سیر سپاٹے پر لٹو - گرگٹ کا نام نہو - اور بھئی صاف تو یوں ہے کہ ہم لوگ مفت کے تماشا دیکھنے والوں میں ہیں میلا ٹھیلا تو کوئی چھوٹنے ہی نہیں پاتا ایک بندہ درگاہی ہیں کہ سارا ن بھر عیش باغ کے میلے چھوٹے کبھی املیون میں جھول رہے ہیں کبھی بندروں کی سیر دیکھ رہے ہیں - بہت بڑھکر حاتم کی قبر پر لات ماری تو ایک گنڈے کے پونڈے لیے - ایک گنڈا اور بڑھایا اور بی ساتن کی دکان پر دم لگایا چلیے پانچ چھ پیسے میں میلا ہوگیا - بھلا یہ بات یہاں کہاں حقہ نوشی کی پہلے ہی سے قطعی ممانعت ہوگئی - نادری حکم ہے کہ دھواں کوئی نہ اڑائے نہیں تو ہم سوچے تھے کہ چانڈو کا سامان سب لیتے چلیں گے اور مزے سے کسی کونے میں لیٹے لیٹے اڑاتے جائیں گے ہمیں کسی کے باپ کا کیا اجارا - بندے کو خدا نے فعل کا مختار کر دیا پھر اپنی اپنی سب بھگت لیں گے ٹکٹ تو کرا دیجیے معاف اور جنیدو کی دکان دیکھے بھول اندر دس دن پہلے ڈھونڈھورا پٹوا دیجیے کہ فلاں تاریخ کو سر شام سے بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے ہونگے ٹکٹ ندارد - کرم دھم کرم دھم پھر دیکھیے جو لکھنؤ بھر نہ ٹوٹ پڑے تو اپنا نام بدل ڈالوں -

آزاد - جی بجا ہے - سوجھی تو خوب - چشم بد دور - دور کی کوڑی لاتے ہو -

بھٹیارن - ہاں ہاں - اچھے آزاد پھر تو ہم بھی روز چلا کریں

آزاد - کتنی سادی ہو - یہ تو جھنگیا گئے ہیں - رہا تمھاری عقل بھی دیمک چاٹ گئی انکو کیا پڑی ہے بھلا - کہ بمبئی سے انگرہ کھنگرہ لے کر کوسوں اتنی دور آئیں چلتے چلتے آندھی روگ آجائے اور یہاں آن کر آپ کو مفت تماشے دکھائیں چٹری اور دو دو دو وہی بے ٹھکانے بات کہتی ہو جسکا سر نہ پیر - ایسے آنکھوں کے اندھے گانٹھ کے پورے اللہ کے بندے کہیں اور رہتے ہونگے ایسی تو خوبصورت بھی نہیں ہو -

چانڈو باز - اچھا تو تمھاری خاطر ہی سہی تم بھی کیا یاد کرو گے بھلا - ایک دن ہم بھی چوٹی لگائیں گے چار آنے کا خون ہی سہی کہاں تماشا ہوتا کہاں ہے گول دروازے میں نہ -

آزاد - ہیں گول دروازہ نہ لمبا پھاٹک چھتر منزل میں یہاں سے دس قدم پر ہے -

چانڈو باز - ہونھ تو بندہ جا چکا دس قدم کی ایک ہی کہی - ہاں تم تو البتہ پاس ہی بنیدو خاں کی سرا سے نکلے اور کھٹ سے داخل یہاں سات بجے سے چلنا شروع کریں تو دس بجے پہونچیں آدھا تماشا ہو چکا ہو مفت میں الو بنیں اور جو کہیں پینک نے زور کیا تو خود تماشا بن گئے - کبھی کرایہ پر کریں تو آٹھ آنے آنے کے اور آٹھ ہی آنے جانے کے ایک روپیہ ہوا اور جو تین گھنٹے بگھی روک لی تو وہ روپیہ آسنے اور پھونک دیے مفلسی میں آٹا گیلا - تین بجے گھر پہونچیں تو جج چلے کہ ابتک میاں تھے کہاں نا صاحب ہم نجائیں گے اور میاں اتنی عمر تماشے ہی دیکھتے دیکھتے گذری ہے اب تین اوپر ساٹھ برس کے ہوئے مگر یار سنا ہے کہ سبز پری پر بلا کا نکھار ہے جو شوقین

بلبل بہار - کس برتے پر -
پیر نابالغ - بیاہ ہونگا - ضرور بیاہ ہونگا -
بلبل بہار - شرط جوانمردی یہی ہے -
پیر نابالغ - ہے -

کوچ کی اپنے اب تیاری ہے	تیرا حافظ جناب باری ہے

بلبل بہار - (انگلیاں مٹکاکر) اچھے دور -
اُس بت عنبرین مو - قوس ابرو کی اس حاضر جوابی اور بوڑھے میاں کی بیقراری و بیتابی پر محفل عشعش کرتی تھی -
بلبل بہار کی تیکھی چتون اور پیاری ادا پر دل لوٹ پوٹ تھا کلیجے پر چوٹ تھی - کس ناز و ادا سے تھرک تھرک اور چمک چمک کر پیر فرتوت کو دندان شکن جواب دیتی تھی کہ واہ جی واہ عنفوان شباب اور آب و تاب اٹھتی جوانی اور خوش الحانی نازک آوازی اور زبان درازی نے ستم ڈھایا حشر بپا کیا - ستم بپا کرنے اور آفت ڈھانے والی بھی ساری خدائی سے نرالی تھی - بوڑھے میاں نے بوڑھی خرانٹ ماما عصمت کو بلایا اور کہا کہ لو عصمت ہم تو کچھ دن کے لئے باہر جاتے ہین گھر بار اور پیاری بلبل بہار تم کو سونپ چلے پنبے غلام حبشی کو طلب کیا اور کہا خبردار ہوکس رہنا عصائے پیری تھام کر راہ لی -
اب سنیے کہ وہ گل سدا بہار یعنی بلبل بہار ایک جوان سادہ کار گل رخسار پر فریفتہ تھی اور وہ اُسیر ہزار جان سے عاشق - سمجھا کہ مالک دیرینہ روزگار گرگ باران دیدہ ہے - چلو مطرب پسر او مغنا گر کے بھیس مین چلین - بڑھیا رنگین مزاج چمن طبع ہے شاید ریجھ جائے سارنگی بجاتے اور خوش الحانی سے ٹھریان گاتے بلبل بہار کے ایوان جو اہر نگار کے پھاٹک پر پہونچے پنبے کو شراب کی بوتل بطریق رشوت دی اور منھ کرگانا شروع کیا (پیا کے آون کی بھی بریان و رو جو اُٹھیا لاگ رہی) بلبل بہار نے جو یہ آواز سنی تو بیقرار ہو کر دروازے کی سلاخون کے پاس سے تاک جھانک کرنے لگی - ادھر بڑی بی نے للکارا -

عصمت	پنبے پنبے اررر یہ کیا ہے یہ طوفان	
پنبے	عاشق اور معشوق ملے ہین چپ رہ او نادان	
عصمت	منھ کالا ہو تیرا پنبے کیا بکتا ہے بدنام	
	بڈھا ہمکو سونپ گیا ہے یہ دخت گلفام	

عاشق - کیا ٹرٹر کرتی ہے بڈھی تجکو اس سے کیا کام
پنبے - ارے یہان قلف لگا ہے - اور قلفا - قلف کا بھی باپ -
عصمت - ہی ہی اس بڈھے نے میرا بھی اعتبار نہ کیا - تو عصمت جو اس فیاض جوان طناز کو گھر مین داخل نہ کر دون قفل لگا کا لگا ہی رہے یہ کہکر عصمت نے دو سو کی تھیلی سیدھی کی اور کھوا ٹے کے دروازے سے عاشق زار کھٹ سے بلبل بہار سے ہمکنار رہا -
عصمت - ارے جوانی مین مین بھی آفت کی پرکالہ تھی مجھپر بھی عالم تھا - اتنے مین پیر نود سالہ سفر سے واپس آئے - دروازے کو دیکھا تو افیونیون کی آنکھ کی طرح بند - میان پنبے کہین اتفاق سے شراب لینے باہر گئے تھے انکی اُنکی چار آنکھین ہوئین -
پیر - پنبے پنبے ارے کمبخت گھر بار کس پر چھوڑ گیا تھا -
پنبے - بلبل بہار کے عاشق زار پر -
پیر - ہائین بلبل بہار کا عاشق زار تو مین ہون - کیا اور بھی پیدا ہوا -
پنبے - ہونھ - اب چار دن مین سن لینا کہ لڑکا پیدا ہوا -
پیر - (سر پیٹ کر) اُف - ہائے ستم - وائے ستم -
گھر مین گھسے تو بلبل بہار اور عاشق زار بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین

فروزان شمع با حسن گلو سوز	پر پروانہ نہایش صبح نوروز
بر دوش طرۂ پر پیچ و تاب ست	سیہ مستی زجام آفتاب ست

اُس بت شکر لب اور دلبر سیم غبغب کا بلبل بہار نام ہے۔ اور واقعی اُسکی رسیلی آنکھ نرگس بیمار ساقی رندان مے آشام ہی۔ اس محبوب چار دہ سالہ کو اُسکا دادا جھیا کا ماما ایک پیر فرتوت کے سپرد کر گیا جسنے دقیا نوس کے باپ کو گود یون کھلایا تھا اور بابا آدم کو یونا سکھایا تھا کہ بھئی ہم تو سفر کر چلے۔ ایک مہینے مین جیتے بھوے تو فہو المراد ورنہ تم جانو اور یہ پریزاد۔ فی امان اللہ یہ کہکر اُس پریزاد با ربد نژاد و پری چہرہ کے جد امجد تو سدھارے۔ اور ایک مہینا بات کرتے گذر گیا اُنھون نے آنے کا نام نہ لیا۔ اُدھر بڈھے میان کو یہ بڑھ بھس ہوا کہ اُس برق دم پری جسم تدرو کوہسارہ دلربائی جدت تیغ رعنائی کے ساتھ بیاہ رچے۔ ع

پیریکہ دم زعشق زند بس غنیمت ست	از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست

واہ بھئی بوڑھے میان۔ واہ میان لال خان۔ بڑھوتی وقت ان سفید بالون مین کالک لگاؤ گے۔ کمر بہتر جگہ سے خم۔ مگر یہ ہم ماشاء اللہ منھ پہ چق رنگ فق۔ خاصے ہونق۔ گالون پر کروڑون جھرّیان آنکھین اندھا کنوان کانکھ کو نکھ کے نٹیا ٹپکتے ہوی ذرا چلے تو بے بھسلان کے بھسل پڑے۔ دانت بتیسون ۳۲ چوہے کے بل مین اور خیال گدگدایا کہ اس پری پیکر کو عقد مین لائین اور بیوی بنائین عقدۂ دل کھلے۔ ایکدن کمر و مرکس کر سفر کی تیاریان کردین۔

پیرنا بالغ۔ او بت عیار۔ ترک ستمگار رنگیلی گلعذار۔ پیاری بلبل بہار مین اس چاند سے مکھڑے پرواری۔ میری جان میری پیاری۔ وہ تو آج تک آتے ہی رہے اور ہم مناتے ہی رہے۔ آج ہم سوچے کہ کہی خدا ترس کے پالے پڑو گی تو میری روح پر صدمہ ہوگا اس سے میری شبستان کو اپنے چاند سے چہرے سے منور کردو تو کیا۔ ہم اپنی پرانی کھوپڑی پر نئی پگیا جمائے نوشہ بنائے ٹٹو پر سوار ہوکر بیاہنے کرنے آئے ہین تم سولہ سنگار کئے گردن نیوڑھائے بیٹھی رہو۔

بلبل بہار (مسکرا کر) اوہ واہ میان (واہ میان کا ڈونگڑا برس گیا)

پیرنا بالغ۔ ادھر ساون بھادون کے جھالے ہون۔ ادھر ہم مین تم مین پینگ بڑھین۔ دونون جھولے پر چڑھین۔ بانس گڑے ہون اور یون مین جھولے پڑے ہون۔ بیوی ملار گائین میان تعلین بجائین

بلبل بہار۔ تعلین نہین میان تالیان بجائین۔ اور یون مین بور آجائین

پیرنا بالغ۔ اشرفی لقمہ کھلاؤن۔ پھولون کی سیج پر سلاؤن۔

بلبل بہار۔ اوہ واہ ری چاہ۔ بس اتنے ہی کے لئے بیاہ۔

پیرنا بالغ۔ تمھارے دم کے لئے گرمی کی فصل مین خسخانہ و برفخانہ ہو اور سردی کے دنون مین شراب ناب اور گرما گرم نرگسی کباب ہو

بلبل بہار۔ یہ ٹھنڈی گرمیان!۔

پیرنا بالغ۔ رات کو کہانیان سناؤن۔ فرمائشی قہقہے لگاؤن۔

بلبل بہار۔ یہ سوکھے ٹھٹے۔

پیرنا بالغ۔ رات کو ہم ال کی کوٹھری مین تم مہتابی پر سو رہو۔

بلبل بہار۔ (گردن نیوڑھا کر) پھر آگئے کیا۔

پیرنا بالغ۔ کہان میری جان۔

بلبل بہار۔ (قہقہہ لگا کر) اوہ واہ جی میان۔

پیرنا بالغ۔ مین نہال عاشقی ہون۔

بلبل بہار۔ مگر نخل بے ثمر۔

پیرنا بالغ۔ مین شمع محفل عشق ہون۔

بلبل بہار۔ مگر چراغ سحری۔

پیرنا بالغ۔ مین آفتاب سپہر سرور ہون۔

بلبل بہار۔ مگر آفتاب لب بام۔

پیرنا بالغ۔ ابتو عشق چرایا سو چرایا۔

شاعر غرا ہین اور املا تک درست نہین - بھلا صف شکن تو
اس کاغذ پر لکھ دیجئے -

خوجی - چلیے صاحب وہ ہم گو کھے گھامڑ گاؤدی سہی - آپ تو
اپنے وقت کے افلاطون ہین نہ بس چھٹی ہوئی -

نواب - چھٹی وُٹی کے بھروسے نہ رہیے گا چھٹی نہین ہوئی ایک
بھلے مانس کو آپ نے دس آدمیون کے سامنے ذلیل کیا آپ کو
ہم ذلیل کرینگے - غفور قلم دوات کاغذ خوجی کو دو - لکھیے قبلہ -
صف شکن کا لفظ لکھیئے -

مصاحب - نہین حضور یہ فقرہ لکھوائیے کہ اسوقت ہوش و
حواس درست نہین -

خوجی - نے یون لکھا (اسوقت حوش وحواس درست نہین)

مصاحب - (ہنس کر) واہ واہ - کیا لیاقت ہی حوش کو حاے
حطی اور حواس کو آپ ہاے ہوز سے لکھتے ہین - یہ دیکھ لیجیے نہ -

نواب - ای لعنت خدا - اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤگے پھر کسی کو
ٹوکوگے بھی - ای میان ہوش و حواس نہین لکھ سکتے - اے پھٹکار
شرمائے تو نہوگے ؟

میر صاحب - وہ شرما چکے - شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان بیاید
شرم تو اُنھون نے بھون کھائی ہے - تب تو شرمائے نہین جب
بڑی بڑی محفلون سے نکالے گئے -

خوجی - حضور کے مزاج مین انصاف تو ضرور ہی لیکن برب کعبہ
اسوقت حضور نے میری گردن کند چھری سے ریتی ہلے ہلے اتنا
تو سمجھیے کہ اگر ہوش و حواس ٹھکانے ہوتے تو بیش پا افتادہ الفاظ
کے املا مین بھلا کیون غلطی کرتا - شاعر ہین - نثار ہین - مولوی ہین -
منشی ہین - مگر جب ہوش بھی ہون ہاے صف شکن کا پتا نہ ملے
اور ہم ماما چھتیان اُڑائین -

نواب - واہ خوجی واہ - اسوقت طبیعت تمھاری نمک حلالی
دیکھ کر خوش ہوگئی - شاباش - کوئی ہی ؟ -

مصاحبین - کوئی ہو - حاضر ہو جلد - چلا -

پیرو - پیر و مرشد (دست بستہ) کیا حکم ہے -

نواب - داروغہ سے کہو کہ ہمارے رفیق خواجہ صاحب کو وہ عبائی
رومال اُٹھا دین جو پرسون خریدا تھا - تو خوجی یہ ہم نے انعام دیا -
واہ بھئی واہ - گاہے بہ سلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند
کہان تو خوجی پر وہ عتاب تھا کہان اب انعام پایا - داروغہ نے
طشت مین رومال لاکر خوجی کو اُڑھا دیا خوجی نے استادہ ہوکر سات
دفعہ سلام کیا اور کہا کہ واہ حضور کیا ریاست ہی - اب خدا گواہ ہو کہ
اسوقت تہ دل سے دعا نکلتی ہی کہ میان آزاد مع صف شکن علی شاہ
کے کھٹ سے آجائین اور حضور واللہ دل گواہی دیتا ہی کہ آیا ہی
چاہتے ہین بس صبح و شام آئے داخل -

نواب - تمھارے منھ مین گھی شکر -

مسیتا بیگ - حضور مٹھائی کا اقرار کرلین -

خوجی - اور سنیے یہ بندۂ شکم گرسنہ چشم خوب بولا - اے مٹھائی کیسی
وہ جلسے اُڑین وہ جشن ہون کہ واہ جی واہ - جھینون طبلے پر تھاپ
پڑے اور دور دور سے طائفے آئین - صف شکن کا آنا کوئی ایسی
ویسی بات ہی - گیدی کہین کا -

نواب - انشاء اللہ - پھر مین اپنے دل کا ارمان نکالون وہ
دھما چوکڑی مچے کہ واہ جی واہ -

مسیتا بیگ - (میر صاحب کے کان مین چپکے سے) نقل عیش بہ
از عیش - آنا جانا ملنا ملانا معلوم - مگر واللہ آزاد بھی بلا کا جوان ہی
وہ جھانسا دیا کہ نواب بھی ساری عمر نہ بھولین گے - سانڈنی تو بھی
اُسنے بیچ لی - اُدھر نے پونے دام سیدھے کیے صف شکن کی دُم مین نمدا

اُسوقت اُنھون نے توبہ کی کہ اب اس سن مین شادی کرے تو سَو لعنت

نوابصاحب اور رفقا کی چہ میگوئیان

اب اُدھر نواب کے یہان کا حال سنئیے کہ وہان کیا ہوتا تھا جب کئی دن گذر گئے تو خوشامد خورون نے جنگ پر چڑھایا کہ پیر و مرشد دیکھا ہم نہ کہتے تھے کہ میان آزاد خانہ برباد کا ٹھکانا کیا حضور نے نہ مانا آخرش سانڈنی کی سانڈنی گئی اور رنج کا رنج ہوا۔

خوجی- اور بیوقوف کے بیوقوف بنے۔

میر صاحب- اور انعام و زاد راہ جو دیا گھاتے مین اُسکی گنتی ہی نہین۔

غفور- ہجور اب وہ پھرتے بخیر نہین آتے۔ دو[2] تین[3] سو کی سانڈنی پر پانی پھر گیا۔

خوجی- ہونھہ یہ دو ہی تین سو لیے پھرتے ہین۔ ای میان وہ سانڈنی بلا کی دھاوا کرنیوالی ہی۔ ریل کی دُم مین باندھ دو دیکھو جندو بچا تک برابر چھم چھم کرتی چلی جاتی ہی یا نہین۔ ہندوستان سے ملک مین ویسی ایک تو نظر آتی نہین۔ کیا دم خم ہی بھئی مین دو ایک دفعہ سوار ہوا۔ واللہ ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہوا پر جا رہا ہون وہ ٹھمک ٹھمک چال کہ اہو ہو ہو۔ سواری اور اونٹ کبھی گھوڑا پالکی ہاتھی سب اُسکے مقابل مین گرد ہین۔ اور بھئی سچ پوچھو تو میان صف شکن سے اُسکے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

میر صاحب- واہ خواجہ صاحب آپ بھی واللہ کیا بے تکی باتین کرتے ہین۔ کجا بیزبان جانور۔ کجا ہمارے صف شکن سلمہ اللہ تعالےٰ باجی اور بھلے مانس کا مقابلہ کیا ارے وہ اشرف الحیوانات ہی ایسی ایسی ہزار ہا سانڈنیان اُسکی ایک لات پر نثار کینے لگے سانڈنی کے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

نواب- اتنے بڑے تو بڑھ ہوے مگر گو کھے ہی رہے جو بات کرینگے بے ٹھکانے سانڈنی ٹکے کا جانور۔ گئی گئی اب اُسکا رونا کیا۔ ہائے رنج تو یہ ہی کہ میان صف شکن اب ہاتھ نہ آنے کے میرا ہی دل جانتا ہی کہ کلیجے پر کیسی چوٹ لگی ہے بھئی اس سے تو مجھے ہی موت آجاتی تو سمجھتا بڑا خوش نصیب ہون۔ افسوس۔

مصاحب- حضور صبر کیجیے۔ ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد۔ آتش کہہ گئے ہین۔ بڑے نواب صاحب مر گئے تو حضور نے کیا کر لیا چچا حضور کو چھوڑ کر چل بسے تو حضور نے کیا کر لیا دادا جان ساری ثروت سے منھ موڑ کر داغ جدائی دے گئے حضور نے کیا کر لیا۔ اب صبر کیجیے۔ صبر کیجیے۔

نواب- میان بات یہ ہی کہ باپ دادا تو سب ہی کے مرا کرتے ہین مگر صف شکن سے وفادار جانور کا ایکدم بھی جُدا ہونا کھلتا ہی نہ کہ کابک سے اُڑ جانا۔ خیر خدا اُنکو بخشے سوقت دل ہی کہ بے اختیار اُمڈا چلا آتا ہے۔

خوجی- یہ کیا بک دیا کہ۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد۔ آتش کہہ گئے ہین۔ واہ ری معلومات۔ ای حضرت یہ سعدیؒ کا شعر شیخ جی کا کلام ہے۔

نواب- کیا خرافات بک رہا ہی۔ یہ شعر شاعری کی تحقیقات کا بھلا کون موقع ہی وہ سعدی نہین رودکی کہہ گئے سہی پھر اس سے واسطہ معلوم ہے کہ آپ بڑے شاعر کی دُم ہین۔ عجب نامعقول آدمی ہی بھئی۔

مصاحب- اور خدا وند یہ انمین سخت عیب ہی کہ کسی نے بات کی اور اُنھون نے جٹ کاٹ دی۔ یون نہین و ون ہی وون نہین یون ہی۔ آم نہین املی ہی۔ پوچھیے ہم تو اپنے آقا کی تسلّی کے لیے تشفی آمیز باتین کر رہے ہین کہ صبر کیجیے۔ یہ ٹٹوڑے پر چڑھے بیٹھے ہین کہ آتش نہین سعدیؒ کا کلام ہے جسمین لوگ سمجھین کہ آپ بھی بڑے

بھٹیاری ۔ چلیے آپ کی جوتی کی نوک سے ۔ ہم جیا ہی سہی۔ آپ اپنی حیا کو چھپر پر رکھیئے ۔ عورت کوئی اور ہی ہوگی۔ بندی سوا مرد ہی سوار کو کھڑے کھڑے گھوڑے پر سے اُتار لون۔ کیا جھانسے دینے آئے ہین جسمین مین اُتر پڑون اور آپ مزے سے جم جائین منھ دھو رکھیے ہم نے کچی گولیان نہین کھیلی ہین۔

چانڈو باز ۔ بیوی تو سہی جو آپ کے ہاتھ پاؤن نہ ٹوٹے۔ سر نہ پھوٹے

الغرض بعد خرابی بصرہ میان آزاد داخل منزل مقصود ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ محفل جمی جمائی مثل نوعروسی سجی سجائی اتنے مین ایک پلرسی نے آن کر کہا کہ (صاحبان مجلس) علاؤالدین اور اُسکے نادر چراغ کا ذکر آج ختم ہوا ۔ اب شکر بی کی کہانی باقی ہی جسطرح آپ لوگون نے آج آسرا دیا اُسی طرح ہمین اُمید ہے کہ کل بھی آیئے گا۔

میان آزاد ۔ ارے! ایک داستان کی داستان ختم ہوگئی اور ہم ندارد آج مزہ ہی کرکرا ہوگیا۔ کہین بی بھٹیاری سے نوک جھونک ہوئی کہین بالون مین خنا کا تیل ڈالا کیئے۔ کہین ڈاڑھی مین ڈھاٹا باندھا واللہ بڑا ہی افسوس ہوا۔

اتنے مین شکر بی کی کہانی شروع ہوئی ۔ پہلے ایک مخارام آئے ۔ واہ میان تندیل ۔ چشم بد دور کیا قطع مبارک ہی۔ لال لال پگیا پر لٹو صورت دیکھی اور ہنسی آئی اور حضرت کی بھونڈی ادا اور بھی ستم ڈھاتی تھی ۔ معلوم ہوتا تھا کہ سفر کی تیاریان ہین دساور مال لینے جاتے ہین۔ اس کے بعد ایک نگار شوخ و طرار چمکتی ہوئی آئی صورت سے چلبلاپن برستا ہے ۔ رگ رگ مین شوخی ۔ بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہی کبھی دھوتی کو سنوارنا کبھی بالون پر ہاتھ پھیرنا کبھی آنکھین لڑانا کبھی مٹکنا کبھی اٹھلانا ۔ ابھی یہ کھڑی تھین ۔ دم کے دم مین شرب کردہ ہو رہین۔ اُف ری شوخی جو طرفہ کٹاؤ تھا غضب کا بناؤ چناؤ تھا۔

میان ۔ ہم نے چھکڑا وکڑا ٹھیک کر رکھا ہی ۔ اسباب سباب لد گیا ہی سب سامان لیس ہی تم میری جدائی مین گھبرانا نہین ۔ جب جی گھبرائے تو گرو جی کو بلا لینا دو گھڑی دل بہلانا ۔ مین نے مال لیا اور لمبا ہوا اب کی پو بارہ ہین ۔

شکر بی ۔ سبھ گھڑی جاؤ اور توڑے سے کر آؤ ۔ ریا مجھے نہ بھولجانا نہین مین یہان کڑھ کڑھ کر مرجاؤنگی ۔ تمہان سر پر اُٹھاؤنگی ۔ ہی ہی تمہاری دو گھڑی کی جدائی بھی شاق ہے جلدی آنا ۔ مین واری جلدی سے آجانا کسی کے کلپانے سے کیا ملے گا بھلا اچھا اب ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھانھ مین جاؤ۔

میان مخارام تو چوبردے چھکڑے پر لد کر سدھارے ادھر انکے گرو جی نے میدان جو خالی پایا تو آن موجود ہوے اور لگے اختلاط کی باتین عشق کی گھاتین کرنے ۔ شکر بی ایک طرار عورت تاڑ گئی کہ گرو جی کی نیت ڈانوان ڈول ہی۔

گرو جی ۔ مخارام تو چلے گئے ۔ ہم روز آئین گے اور میٹھی میٹھی باتین اچھی اچھی کہانیان تمکو سنائین گے ۔ مگر شکر بی واہ وا تم نے کتنی پیاری صورت پائی ہے ۔ دیکھون ۔ مین صدقے ۔ ذری مکھڑا تو دیکھون (چٹکی بجاکر) ادھر ادھر ۔ پیاری ادھر دیکھو ۔ اس جوبن کے واری کیا کامنی ہے چھب ادا سب مین برق د ·

شکر بی ۔ ہم آپکا مطلب آپ کی چتونون ہی سے تاڑ گئے ۔ بہلا ایک بات مان لو تو ہم بھی تمہاری بات مان لین ۔ اسوقت تو ہوا کھاؤ کل آٹھ بجے آؤ تو خوش روزہ منائین خوب گائین بجائین اسوقت میدان خالی ہی۔

گرو جی جو پورے گرو تھے کھل گئے کہ کل آٹھ بجے اور زدم سے یہان آن کودے ۔ پیاری شکر بی او رہم ایجانب ۔ سیا دہ

میر صاحب - (آہستہ سے) کیون جی یہ ہمارے رئیس بھی کتنے بھولے ہین - بٹیر سے صف شکن ہوے اور صف شکن سے اب صف شکن علی شاہ بنے (ہاہاہا) لاحول ولاقوۃ واللہ رنگ لا دی ہی ہا ہا -

مسیتا بیگ - اجی خدا کرے ایسا ہی بنا رہے مگر یہ یار خوجی کا عباسی رومال آنکھون مین کھٹکتا ہی - یہ مردک بگڑی بات کو ایسا بنا لیتا ہے کہ کچھ پوچھیے نہین -

میر صاحب - ہان مگر آزاد انکے بھی چچا نکلے انکے کان انھون ہی نے کاٹے - اور بھئی آدمی بھی پرکالۂ آتش ہی - پڑھا لکھا عالم فاضل - شاعر نثار - پھر کشتی پٹے مین طاق -

نواب - اب زنان خانہ مین جاتے ہین ہم - رخصت -

شکرہ بی کی نقل

ہمارے رسیا یا رہے میان آزاد کے کان مین بھنک پڑی کہ پوئے نو کا عمل ہے - اے توبہ - آج ہم نرے اُلّو ہی بنے - بی بھٹیاری ایک سیلانی لگی للکارنے - اجی بس چلو میان جاؤ بھی - آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین - کنگھی چوٹی ہی سے مہلت نہین ملتی جب دیکھو ڈھاٹا بندھا ہی پٹیان جمائی جاتی ہین او ئی نگوڑی بیسوائین بھی اتنا سنگار نکرتی ہونگی - لے اب کمر کسو چلوگے یا ٹھلے بازی ہی کیا کروگے -

چانڈو باز - ای بی آخرش جوان جہان ہین - آرائش سرود ستار کے شوق پر لٹو ہین - تم بھی توبے بال سنوائے گھر سے قدم نہین نکالتین -

بھٹیاری - آپ بھی پینک سے چونکے - آج جسکی کم پی تھی کیا لو ایک چھینٹا اور نہ اڑاؤ - ہمارے تو سنگار نکھار کے دن ہی ہین میان - اُلٹا کیا دیتے ہو -

میان آزاد نے لپ جھپ فوق البھڑک کپڑے ڈانٹے اور بی بھٹیاری کو پیچھے بٹھا کر ساندنی کو کڑ کڑا دیا - راہ مین بی صاحب رنگ لائین ہی ہی اس موئی سواری پر خدا کی سنوار امد سُنارے ہچکولون کے ناک مین دم آگیا - میان آزاد ایک ٹھُول آدمی - ایک ایڑ کا اشارہ جو بتاتے ہین تو سانڈنی اور بھی تیز ہوئی تب تو آگ بھبھوکا ہو گئین - ای مرڈوے کچھ خیر ہے - واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے مجھے بھی کوئی اور سمجھے ہو - واہ مین لاکھون سناؤنگی بس سیدھی طرح چلنا ہو تو چلو نہین مین چیخی ہون - پیٹ کا پانی تک ہل گیا ایسی سواری کو آگ لگے - میان آزاد نے ذرا لگام کو کھینچا تو سانڈنی بلبلانے لگی - بی بھٹیاری تو سمجھین کہ اب جان گئی گذری - دیکھو یہ چھیڑ چھاڑ یہان کسی کو گوارا نہین ہمین اُتار ہی دو بس پیچ پی ہزار نعمت کھائی - لو اور سنو ذرا سے ہچکولے مین منھ کے بھل آرہون تو چکنا چور ہی ہو جاؤن - تم مشٹنڈون کو اسکا کیا ڈر ہی روکو - روکو - روکو ہاے میرے اللہ مین کس بلا مین پھنس گئی میان اپنے خدا سے خوف کرو - بس ہمین اُتار ہی دو - سانڈنی کیا نگوڑی جوڑی ہی - اتنے مین حُسن اتفاق سے سانڈنی ایک درخت کا سایہ دیکھ کر ایسی بھڑکی کہ جھک کر دس قدم پیچھے ہٹ آئی -

میان آزاد تو ران پڑی جمائے ہی تھے وہ تو بلو ہی بچ نکلے آئی گئی بی بی صاحب ماتھے گئی - سانڈنی کا بچکنا تھا کہ وہ بھی ساتھ ہی دھم سے زمین پر ارر دھون - خدا کی مار اس موے موذی پر - وہ تو کہو خیر سے پکی سڑک نہ تھی نہین تو مخنت مین ہڈی پسلی چور چور ہو جاتی -

چانڈو باز - شابش ہی تیری مان کو ٹھینی بھی کھائی مگر وہی تیور وہی خم و دم ہین - دوسری حیادار ہوتی تو لاکھ برس تک سوار ہونے کا نام نہ لیتی - سواری کیا جنازہ روان ہی - مگر جھاڑ پونچھ پھر موجود بیچا کی بلا دور -

شکر بی - مجھے شکر بی کہتے ہین -

بادشاہ - شکر بی! واہ کیا میٹھا نام ہے اور کیون نہو بات کرتے وقت لبون سے قند گھولتی ہو - اپنے وقت کی شیرین ہو - اچھا پری پیکر یہ تو بتاؤ کہ صبح صبح یہ بیقراری اور آہ و زاری کیون ہو کیا کسی اگلے پچھلے کو روتی ہو - میرے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگا -

شکر بی - اجی حضور کیا کہون آپکے وزیر کی مجھپر بے طور طبیعت آئی ہو - وہ وزیر مین فقیر - میری عزت اب آپ ہی کے ہاتھ ہو -

بادشاہ - اوہ تو یہ کتنی بڑی بات ہو وزیر کو ابھی بیدخل کیے دیتا ہون تو کہاںان میرے ساتھ بیاہ کرے - مزے سے راج کرنا مین اب والہ و شیدا ہو گیا -

شکر بی - اجی واہ تم بادشاہ مین دادخواہ - تم راجا مین پرجا کہین گزی مین زربفت کا پیوند لگا ہی - تمھارے یہان ایک ایک بیش خدمت مجھسے اچھی ہوگی - مین ہون کس مین -

بادشاہ - کوئی میرے دل سے پوچھے - یہ نرگس غمزہ زن - یہ زلف پر شکن - اہو ہو ہو - بلاے جان ہو - اب تنا مان لے کہ -

شکر بی - بس بس - اچھا - تو اتنا کہنا اس گھڑی آپ بھی مان لین آج تو مین سب سامان لیس کر رکھون - کل آپ گیارہ بجے آئین بس شکر بی اور بادشاہ سلامت گھل گھل کر باتین کرینگے -

بادشاہ اور وزیر اور کوتوال اور گروجی بشاش گئے کہ پالہ مار لیا کل ڈیٹن گے ادھر آٹھ بجے اُدھر گروجی برآمد ہوے مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہین سماتے - شکر بی کے سراپا کی جو تعریف کرنے پر آئے تو پُل باندھ دیے - شکر بی اپنے دلمین سوچتی تھی کہ یہ گھانس تو نہین کھا گیا ہے - موا یہ توند جیسے نقارہ یہ سن و سال - یہ صورت کالا کلوٹا اور میرا عاشق بنا ہے - ہم سمجھے کو تو ایسی حیلی پر سے بھی نہ قربان کردن واہ رے گرو - تیرا ستیاناس جائے یہ گرہستو نہین آنے کے لائق نہین رہا - رہ جا تیرا منھ نہ جھلسا ہو تو شکر بی نہین - کیا مزے مزے سے میٹھی باتین بنا رہے ہین اور خبر ہی نہین کہ انکے بھی باپ آیا ہی چاہتے ہین" - اب گروجی چشمک زنی کرنے لگے - شکر بی ٹال ٹال جاتی تھی کبھی شرماتی تھی کبھی مُسکراتی تھی کہ واہ رے گرو - کیا بڑھس ہی گروجی بڑے مزے سے پلتھا مارے اکڑے ہوے بیٹھے تھے کہ اتنے مین کسی نے دروازہ کھڑکھڑایا - این! یہ کون آیا - ارے باپ رے باپ یہ ہی کون - کوتوال - اُف رے غضب اب جان بچتی نظر نہین آتی شکر بی ذرا ہمکو کہین بچاؤ - یہ کیون! یہ کیون! - آپ عاشق جو ہوے ہین - ہات ترے گرو کی دُم مین نمدا - رہ تو دیکھ تیری بوٹی بوٹی نہ چیلون کو دون تو شکر بی نہین - ای ہے اب کیا کرون شکر بی - شکر بی کہان چلی کہان - کہین دروازہ نہ کھول دینا مین تو باتون ہی تک کا گاہک رہا تھا - شکر بی نے گروجی کی کھوپڑی پر جھلا کر دو تین ٹھینین زناٹے سے لگائین - اور ایک بورے کے نیچے چھپا کر دروازہ کھولدیا -

کوتوال - شکر بی آج شام کو اُس گرو کی خبر لونگا اور قید کر دونگا تم میری معشوق ہو اُس موذی کی ایسی تیسی قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہے اور یہ عشق چرایا - تمھارے لائق تو ہم ہین پیاری آؤ ادھر بیٹھو - واہ کیا جمال ہو - کیا مستانہ چال ہو -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ وزیر بھی آن موجود - دھم دھم - دھم دھم دروازہ کھولو اجی شکر بی دروازہ کھولدو - کوتوال کے اوسان خطا کہ غضب ہی ہوا لو وزیر اعظم آ گئے - اب میرا کہین ٹھکانا نہین ہین الٰہی خیر - خداوندا بچا لیو - ہاے کیا بُرے پھنسے - دیکھ پائیگا تو رقابت کا خیال گدگدائیگا اور بوٹی بوٹی نوچ کھائیگا - شکر بی قدبچاؤ - شکر بی بولی موے تیرا جنازہ نکلے یہ تو کوتوالی کرتا ہے مین تو گئی فریاد کرنے آپ مجھی پر ریجھ گئے اب خمیازہ اٹھاؤ گے بھلے مانسون کی بہو بیٹیون سے یہ بدنیتی

پری پیکر۔ خوب مزے سے کٹے گی۔ آج کسی اچھے کی صورت دیکھکر اُٹھے تھے گروجی مہاراج جو اس لائق تھے کہ دور ہی سے ڈنڈوت کرے خوش خوش گھر چلے گر مچل مچل کر پھر پھر کر دیکھتے جاتے تھے اور اشارون سے بتلاتے تھے کہ ہم اب مفتون ہوگئے۔ شکر بی لجا کر منھ پھیر لیتی تھین۔ مگر اس لجانے ہی مین وہ جوبن تھا کہ گروجی رلیشہ خطمی ہوے جاتے تھے جب خدا خدا کرکے گروجی سدھارے تو شکر بی ایک جگہ کھڑی ہوکر دھاڑین مار مار کر رونے لگین ادھر کہین کوتوال شہر برآمد ہوے۔ اس بت گلعذار کا رخسار تابان اور رخ چلی کر اور نرگس بیمار دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئے

کوتوال ۔ اے پری پیکر تو رشک قمر۔ جوان وطرحدار شوخ وعیار ہے مگر سر بازار رو رہی ہے۔ کیا کسی نے ستایا ہے۔ یا کسی پر دل آیا ہے تیرے رونے سے اسوقت میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔ از برائے خدا بتا تو یہ بات کیا ہے۔

شکر بی۔ میان مین کیا بتاؤن۔ اسوقت کلیجے پر چوٹ لگی ہے کہتے شرم آتی ہے۔ میرے گروجی مجکو چاہنے لگے آپ سے فریاد کرنے آئی ہون

کوتوال۔ گرو! اور تجھپر ریجھے۔ اُسکی ایسی تیسی ایسا ٹھیک بناؤن کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ ساری چوکڑیان بھول جائین میری عملداری مین اور یہ اندھیر تجھ سی پری کے لائق ہم ہین یا وہ شیطان واہ کیا رنگین طبع شوخ مزاج معشوق ہے اسوقت دیکھا تو جی خوش ہوگیا۔ ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد	رویت ہمہ سال لالہ گون باد

اس حسن کے قربان اس رخ کے صدقے چلو ہمارے مکان چلین۔

شکر بی ۔ اچھا کیا مضائقہ۔ آیئے مگر ایک بات مانو تو مین لونڈی ہوجاؤن آج تو رونے دیجئے ہوا ہوا کل نو بجے ملین گے اور گھل گھلکر باتین کرینگے۔ عورت مرد راضی تو کیا کریگا قاضی۔

کوتوال۔ مگر ادھر دیکھو۔ ڈرتے ڈرتے ایک عرض ہے۔

شکر بی ۔ اے ہے تو اسمین ڈر کا ہے کا۔ کہہ تو دیا کہ کل نو بجے آؤ بس سمجھ جاؤ۔

کوتوال صاحب خوش خوش چلے ادھر شکر بی نے پھر زار زار رونا شروع کیا حسن اتفاق سے کہین وزیر ریاست اُدھر سے آنکلے

این! یہ کون رو رہا ہے بھئی۔ مگر آواز ہے کسی چلبلی کی ۔ اہو ہو ہو کیا چاند سی صورت ہے چاند بھی دیکھے تو بلائین لے عورت کیا پرکالۂ آتش ہے کیون چنچل نارکس نے دُکھ دیا جو ڈاڑھین مار مار کر رو رہی ہو۔ مین اسی شہر کا وزیر ہون جس نابکار نے ستایا ہو اُس سے ٹکڑے ٹکڑے سمجھ لون اور مین تو تیری صورت پر دیوانہ ہوگیا جو حکم دے بجالاؤن

شکر بی ۔ ہاتھ جوڑ کر عرض ہے کہ اپنے کوتوال کو سمجھا دو وہ مجھپر بُری نگاہ ڈالتا ہے اب آپ کے سوا کس سے کہون ۔

وزیر۔ میرا کوتوال اور ایسا بداعمال! کیا مجال۔ ابھی اُس لعین کو قتل کا حکم دون تو وزیر۔ تیری اُٹھتی جوانی اور یہ جوبن تو اس لائق ہے کہ وزیرون کے محل مین رہے مین تو تیرا درم ناخریدہ غلام ہون جو حکم دیجیے بجالاؤن اشارے کی دیر ہے مگر۔

شکر بی۔ ہان ہان مین سمجھی۔ زہے نصیب۔ یہ اگر مگر کیا معنی۔ اس وقت تو اب آپ جائین۔ کل دس بجے میرے مکان پر آئین۔

وزیر۔ (دست بستہ) ذرا خوب بن ٹھن کر بیٹھنا۔ ہان خوب نکھر کر کے اب ہم جاتے ہین۔

یہ حضرت بھی دفان ہوے تو سُنیے کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے ہائین! تو کون ہے۔ عورت یا پری۔ آج تڑکے تڑکے خدا نے اچھی صورت دکھائی۔ یہ کوہ قاف سے آئی ہے یا پرستان سے حور ہے حور یہاں تنہا کیا ہے

مچایا کہ گھوڑے پچکارو۔ گھوڑوں کو للکارو۔ واہ اچھی کہی ہو ذرا چلے ڈھائی کوس۔ ای حضور اب چلتے چلتے چلیں یا کہیں اُڑنے لگیں کیا ریل گاڑی مقرر کی ہے۔ بھاڑے کی گاڑی تو یوں ہی جائیگی۔ چاہے اُتر پڑیے ابھی سویرا ہے۔ میاں اچھا اچھا باتیں پیچھے بنانا۔ چلو تیز ہائیت ہائیت بارے خدا خدا کر کے پہونچے اور ڈٹ گئے لیلیٰ مجنوں کی داستان شروع ہوئی۔ آج تو یارسیوں نے محفل کو رُلا چھوڑا مجنوں کا بن بن جنگل جنگل ٹھوکریں کھانا جوش جنوں میں ہر در و دیوار سے لیلیٰ کو بُلانا۔ دن کو گریہ و زاری۔ شب کو اختر شماری چلا چلا کر رونا اور اشک گلگوں سے ہر دم گل رخسار کو دھونا ایسا ثابت کیا کہ حاضرین جلسہ پھڑک گئے۔ کبھی کسی شجر ارفع سے چمٹ کر پکارا لیلیٰ لیلیٰ۔ کبھی لب جو بار اشجار و سبزہ زار کا عکس دیکھ کر غل مچایا لیلیٰ لیلیٰ۔ پانوں میں کانٹے چُبھے مگر اُف تک نہ کیا۔ بدن گھلا جاتا تھا لیکن زبان پر لفظ فریاد نہیں آتا تھا یوں نام کو مجنوں بن جانا تو سب ہی جانتے ہیں مگر یہی ادا وہی بیقراری وہی عشق صادق ظاہر کرنا کارے دارد۔ ادھر لیلیٰ بھی تڑپ رہی تھی آخر کار جذب دل نے رنگ اثر دکھایا اور عاشق و معشوق کو باہم ملایا۔ اُسوقت لیلیٰ نے وہ ستم ڈھایا کہ الامان۔ اتنے میں مجنوں نے آنکھ کھولی معشوق پری پیکر کو ہمکنار پایا دیکھتے ہی دم توڑا۔ اور لیلیٰ بھی ساتھ ہی چھری بھونک کر چل بسی۔

اس مقام پر حاضرین جلسہ کا دل بھر آیا اور بعض رقیق القلب آدمی ڈھاریں مار مار کر رونے لگے۔ محفل سکتے کی حالت میں تھی بس شہر خموشاں معلوم ہوتا تھا جسے دیکھو مارے رنج کے بات نہیں پھوٹتی۔ آنسو ڈبڈبا آئے۔ کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔ الغرض یارسیوں نے اسقدر رقت اور عبرت ظاہر کی کہ جلسے کو ایک قسم کی مجلس گرد دکھایا اور حاضرین کو زار زار رولایا۔ سب کی گردن ہل رہی تھی کہ اہو ہو ہو اور باہم ہی گفتگو چپکے چپکے ہوتی تھی کہ آج تو غضب ڈھایا اتنے دن سے تماشا دکھایا مگر یہ حسرت کبھی نہوئی تھی جو اسوقت ہوئی واہ وا واہ۔ خصوصًا لیلیٰ کا مجنوں کی لاش پر رونا اور بصد حرمان کہنا کہ ہائے دل کی دل ہی میں رہی مراد ایک نہ برآئی۔ داغ جُدائی نصیب ہوا۔ صدمۂ ہجر سہا۔ ای وائے بخت میاں آزاد کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے تھے اور اردگرد کے حضار جلسہ رومال سے اپنے اپنے اشک پونچھتے تھے اور بعض تو پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ اس درجہ محو ہوگئے کہ دو تین بدتمیز آدمیوں کے عین اسوقت جبکہ لیلیٰ نہایت حسرت میں ہجر کے صدموں کو رو رہی تھی ہنس دینے پر محفل بھر قہر کی نگاہ سے دیکھنے لگی۔ جب پہلا تماشا ختم ہوا تو چوطرفہ سے واہ واہ۔ سبحان اللہ۔ بارک اللہ۔ جل و جل! ہو ہو ہو کا غلغلہ بلند تھا۔

میاں آزاد سرگشتی کے عادی۔ ڈھائی گھنٹے جم کر بیٹھنا پڑا تو گھبرا اُٹھے سوچے کہ چلو محفل بھر میں گھوم آئیں دیکھیں تو لوگوں کی کیا رائے ہے اب سُنیے کہ بیس منٹ درجہ دوم میں ادھر بیٹھے ۱۵ منٹ اُدھر ڈٹے رہے پھر پھدک کر درجہ سوم میں ہو رہے۔ وہاں چہ میگوئیاں کیں اور جو تھے درجے میں ٹکٹ سے موجود کئی آدمیوں کا مکالمہ سُنا۔

ایک ۔ یار اُن کے پاس سامان تو خوب لیس ہے۔

دوسرا۔ واہ کیا کہنا زرق برق پوشاکیں اور لطف یہ کہ سب سچی جھک جھک کر رہی ہیں۔ اور پردے تو ایسے دیکھئے سُنئے بس یہی یقین ہوتا ہے کہ بارہ دری کا پھاٹک ہی یا پری خانہ ہے جنگل کا سامان دکھایا تو وہی بیل بوٹے۔ وہی درب۔ وہی پیڑ وہی جھاڑیاں۔ وہی باڑیاں۔ وہی کہسار۔ وہی لالہ زار بس بالکل سندر بن معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا ۔ اور سبز پری کی تعریف ہی نہ کی۔

کیا شہر شملہ ہے - چل اس صندوق مین بیٹھ اور چپ چاپ بیٹھ -
یہ کہکر شکر بی بی نے دروازہ کھولا تو وزیر برآمد ہوے -
وزیر - پیاری قسم لو جو کل رات کو آنکھ بھی جھپکی ہو - کوتوال مردک کو تو آج ہی موقوف کرتا ہون - مگر قسم دو کہ آج سے تم ہماری ہو
مین تو تیری ایک ایک ادا پر عاشق ہون - اب اِدھر اُدھر ناچتی کہان پھرتی ہو - آؤ ادھر آؤ -
اتنے مین کسی نے دروازہ کھڑکھڑایا کون! یہ کون نابکار آیا -
چپ جہان پناہ ہین - ارے! ستم ہی برپا ہو گیا - مین کہان جاؤن
شکر بی بچا لے واسطے خدا کے کہین چھپا لے - اُف - اُف مین اس صندوق مین گھس جاتا ہون تو بلا سے - دروازہ کھولا تو جہان پناہ برآمد ہوے شکر بی چاند مین داغ ہی تیرے مکھڑے مین داغ نہین آفتاب مین یہ چمک کہان - تو بادشاہون ہی کے لائق ہی - یہ ادا کوئی کہان سے لائے - یہ بوٹی بوٹی کوئی کیونکر پھڑکائے مجھے کیا دیکھا کہ خدا کی قدرت مجسم نظر آئی - جل جلالہٗ - اجی حضور مین آپ کے لائق کہان - آپ بادشاہ ہم غریب آدمی - این! کسی نے دھم دھمایا کون شخص ہی - اسوقت کہان سے یہ کمبخت آیا - ارے! ہٹو تو ہٹو تو جی - یہ تو میرا میان ہی خوب مال لائے ہون گے - او شکر بی او شکر بی - میری عزت اب تیرے ہاتھ ہی کرسی کی آڑ مین انکو بھی چھپایا - دروازہ کھولا تو مخا رام دن سے داخل -
شکر بی - آئے آئے میان آئے - سب خیر و عافیت -
مخا رام - کئی آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے ملگئے اونے پونے بیچا اور دام کھرے کیئے اور یہان تو سب خیریت ہی گرو جی تو اچھے ہین -
شکر بی - آگ لگے موے گرو کو - گاج پڑے اُسپر - وہ تو کسی وہی لگات مین تھے (بورا اُٹھا کر) تبھی درشن کیجئے -
مخا رام - لعنت ہی تجھپر - مردک - ڈوب مر چلو بھر پانی مین تھو تیری اوقات پر (چپت لگا کر) لے پھٹکار (ڈھول جا کر) اے پھٹکار -
شکر بی - موذی جھوتی خورے - شرم نہین آتی - دیکھو یا کدامن عورتین ایسی ہوتی ہین -
مخا رام - تم نے کوتوال سے کیون نہ فریاد کی -
شکر بی - لیس چپ بھی رہیئے وہ موا اسکا بھی چچا نکلا (صندوق کھولکر) یہ آپ کے کوتوال صاحب ہین - یہ اپنے ہی ڈوسرے ڈالتے تھے - یہ کیا حرکت تھی تھڑدلی ہی -
مخا رام - کیون بے نالائق - جاؤن وزیر سے کہدون -
شکر بی - واہ وزیر ان کے بھی گرو گھنٹال ہین (صندوق کی طرف اشارہ کرکے) یہ وزیر بیٹھے ہین - ای لعنت - دیکھ حیا پروری اسے کہتے ہین -
مخا رام - سلام صاحب سلام - چلو بھر پانی مین ڈوب مرجا کر تف ہی - تم نے جہان پناہ سے ان سب کی کیون نہ فریاد کی -
شکر بی - ہونھ وہ بھی اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہین (کرسی ہٹا کر) مجرا عرض کرو بادشاہ سلامت یہ چھپے ہوے ہین - واہ حضور -
مخا رام - ارے ستم! بادشاہ وقت اور یہ حال! -
شکر بی - کیون جہان پناہ مین نے انعام کا کام کیا یا نہین
داد ری شکر بی -

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

دوسرے روز میان آزاد نے سانڈنی کی دُم مین نمدا باندھا اور کرایہ کی گاڑی پر لد کے چلے تماشا دیکھنے - کوچبان کوچبان گھوڑیون کو کڑکڑاتا ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی غل غپاڑا

اچھا لیلی کی شکل بھی گوری ہے۔

اتنے مین بہادر شاہ ظفر کا حال شروع ہوا۔ واہ واواہ۔ یہ اُس سے بڑھکر ہے۔ یہین اور ہی لطف ہے بھئی۔ ہاے دہلی کی تباہی کو اسطرح بیان کیا کہ لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو دئے۔ جلسہ برخاست ہوا۔

تھانہ دار

ادھر دھوم دھڑکے سے خاتون شب کی سواری آئی۔ ادھر چراغون نے پروانہ تقرری کی خوشخبری پائی۔ اُدھر قبلہ کے رُخ سے جھومتی ہوئی گھنیری گھٹا چھائی۔ مورلیون کی سُریلی جھنکار اور پپیہون کی پکار نے گھٹا کی کیفیت بڑھائی۔ اتنے مین بجلی تڑپی اور بادل گرجنے لگے ارے اِداہ کیا بیوقت کی شہنائی ہو۔ غضب ہی ہوگیا۔ اب تماشا وماشا غیر صلاح ہے۔ یہ لیجیے وہ ٹپ ٹپ بوندین گرنے لگین میان آزاد جھنجھلا کر کہنے لگے ؎

کیا برستا ہی یون برس کمبخت | کوہ سے لیکے ڈوب جائین درخت

بارے ایک دفعہ ہی ہوا نے وہ زور باندھا کہ بادلون کو اوپری اوپر اُڑا لے گئی۔ مطلع صاف۔ اہوہوہو۔ اب تو لیلی شب پر بلا کا نکھار ہے۔ غضب کا سنگار ہے ؎

مہتاب شبے چو وصل معمور | بر رو زکشیدہ پردۂ نور
در راہبری چو دو ربنیان | در پردہ دری چو مہ جبینان
ابروے افق گرہ کشادہ | افلاک صلاے نور دادہ
ازخوش طرب زمانہ سیراب | بالغرنظر زمین ز مہتاب

اللہ اللہ رات کیا لیلۃ البرات ہے۔ بلکہ وہ بھی بات ہی چاندنی سینۂ عارفان حق پرست کی طرح صاف۔ پرتو ماہ از قاف تا قاف پردہ دار عاشقان ہی۔ مضمون اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَاءَ بِزِیْنَۃِ الْکَوَاکِبْ ہر در و دیوار سے عیان ہے۔ شب معشوق سیہ پردہ ہی۔ تو چاند

محبوب چاردہ سالہ۔ ہمارے صوفی صافی طینت۔ ریاض جنون کے زیب و زینت میان آزاد بی بھٹیاری کے ساتھ اکے پر سوار ہوکر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے خوش گپیان اڑاتے چلے۔ راہ مین ایک فقیر نے پیچھا کیا۔ جوڑی سلامت میان بیوی کی جوڑی سلامت ان گورے گورے ہاتھون سے ایک پیسہ دلوائیے سائین کو۔

چانڈو باز۔ ہائین میان بیوی نہین۔ بہن بھائی ہین۔

فقیر۔ بھائی بہن کی جوڑی برقرار۔ مان کا کلیجہ ٹھنڈا رہے۔

میان آزاد بہت ہی جھیپے۔ بی بھٹیاری خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین لو اب تو ہمارے میان ہوے اور میان سے بھائی جان۔ اب مُکرنے کی سند نہین۔ بولو دونون مین کون پسند ہے۔ میان آزاد اور بھی شرمائے۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھئی آج سے تمھارے ساتھ آئے تو تمھارا ہی بھائی۔ خیر قہقہے لگاتے اور راکا اُڑاتے دن سے داخل محفل پر آج ستم کا جوبن ہے کہین تولیان گلعذار۔ کہین پری رُخان شوخ و عیار۔ کھچا کھچ آدمی بھرے ہین۔ اور شہر بھر ٹوٹ پڑا ہے اتنے مین نقل شروع ہوئی۔

ایک سیٹھ جی دستار گلنار سر پر جمائے۔ دھوتی کی لانگ لٹکائے مچھندر کی صورت بنائے۔ دانتون مین مسی لگائے مٹکتے ہوے آئے اور ساتھ ساتھ اُنکی نکیلی رنگیلی البیلی چھیل چھبیلی بیوی عجب ناز و دلربائی سے آئین وہ جھبن وہ بانکپن۔ وہ نکھار وہ سنگار کہ زاہد صد سالہ بھی دیکھے تو کلیجے پر چوٹ کھائے۔ ہزار جان سے عاشق ہو جائے ؎

بھبھوکا روپ سج دھج قہر آفت چلبلاہٹ ہے
جھمکڑا نور کا مکھڑا غضب اُسکی سجاوٹ ہے
خبر لیجیو یہ کس کے پانوُن کی اٹھکھیل آہٹ ہے
کہ ہر ٹھوکر پہ جسکی دل مین اٹھتی گدگداہٹ ہے

چوتھا - کون! حضرت واللہ یہ جو وہ کہین لکھنؤ مین چھ مہینے بھی
تعلیم پائے تو پھر آفت ہی ڈھائے - یہ نورانی گلا - یہ ٹیپ ٹپ آواز
یہ سن وسال یہ حسن وجمال - واللہ لاکھون لوٹ پوٹ ہو جائے لاکھون
ہر رئیس کے یہان سے بلوا آئے اور جہان جائے لکھنا لکھن اشرفیان
پائے اور جو شاطہ سنوائے تو پھر دیکھیے جوبن دونا ہو جائے
تیسرا - (پھر) جی ہان کیا خوب بات کہی ہے - جو کہین دو مہینے بھی
یہان تک جائین تو پھر واللہ کلیون دار پائجامہ نہ پہنا دیا ہو تو
لکھنؤ نہین - اصیلین پائینچے اٹھائے جاتی ہون اور سبز پری
جھوم جھوم کر آتی ہون اور حاضرین جلسہ پکار رہے ہون کہ خدا کرکے
بچائے کہین کلائی مین موچ نہ آجائے - بھئی لکھنؤ پھر لکھنؤ ہے - ہاتھی
لٹے گا تو کہان تک -
دوسرا - (پھر) بھئی انکے ساتھ مین وہ سپنے بڑا جید مسخرہ ہے بس
پورا بھانڈ ہے میان -
ایک طرف تو یہ باتین ہوتی تھین - اب درجہ سوم مین جو گئے تو دو
تین چاند ہو باز شمسو اور میان چمرو اور قنبر بیٹھے یہ میگوئیان کر رہے تھے -
چمرو - اجی دھوپا ہی دھوپا ہے - کچھ ہین نہین -
شمسو - ہان ٹن ٹن کی آواز تو آتی ہے - باقی خیر صلاح -
قنبر - اجی تم دونون تو چانڈو کی پینک مین اونگ رہے تھے نہ
نقل دیکھی نہ کچھ اور رنگ گا پیان دیئے بھلا قسم تو کھاؤ کہ لیلی مجنون کا
سارا قصہ دیکھا آنکھین تو آپ کی بند تھین آپکو سوجھا کیا خاک
تم نے تو کچھ دیکھا ہی نہین مزے تو ہم لوٹتے تھے اسوقت اس سرے
سے اُس سرے تک کہرام مچا تھا سب کے سب ڈھارین مار مار کر رو
رہے تھے آپ نے گھنٹا بھر کے بعد آنکھ کھولی تو بس اٹھے کہ دھوپا ہی
دھوپا ہے ذرا آنکھین کھولکر دیکھو تو -
شمسو - کیا یار کی اندر سبھا سے بڑھ کر ہے -

چمرو - اجی واہ - اندر سبھا کی ایسی تیسی وہ لوگ کیا جانین یہ
چمکتی دمکتی پوشاکین - یہ روشنی یہ حسن وجوانی یہ سبز پری کی غزلخوانی
اُنکو نصیب کہان - آپ بھی گزری اور سڑی کو ملاتے ہین -
قنبر - ہان - اور نہین تو کیا - اجی یہ سیکڑون نقلین کرتے ہین
ایک اندر سبھا کیسی - لیلی مجنون کا قصہ - چھیل بٹاؤ اور موہنا رانی
کی داستان - سات پرین کا تماشا - گل بکاؤلی - شکر پی کی جنک مٹک
میان فضیحت کا مسخرہ پن - صدہا تماشے یاد ہین اور سب چوٹی کے
یہان سے پھدک کر میان آزاد درجۂ اول مین آئے -
رئیس - ان لوگون کو کمال حاصل ہے -
مصاحب - ہان پیر ومرشد یہ دیکھیے بڑے بلا کے نقال ہین -
رئیس - بلا کے - ! - اجی یون کہو کہ نور کی طبیعت پائی ہے -
مصاحب - بجا ہے خداوند - یہ دیکھیے گلے کتنے نورانی ہین اور
مانگ پر تو حضور یہ دیکھیے وہ جوبن ہے کہ واہ جی واہ حضور یہ
دیکھیے محفل بھر اُسی کو گھورا کرتی ہے -
خانصاحب - ہان واللہ سچ کیسے گا کتنی پیاری ادائین ہین -
رئیس - دو ایک کی آواز بھی بہت اچھی ہے -
مصاحب - ہان خداوند - یہ دیکھیے بہت اچھی ہے روشنی
بہت ہی اچھی -
رئیس - روشنی تو ہے ہی - مین آواز کو کہتا ہون -
مصاحب - بجا ہے حضور والا - آوازین بھی نورانی ہین - کوئی
کیا گائے گا - اور گائے گا بھی تو یہ گلا کہان سے لائیگا - یہ خداداد
بات ہے - حضور کی قدر دانی پر اُن لوگون کو بڑا بھروسہ ہے حضور نے
بڑی جوہر شناسی کی یہ دیکھیے سب مدلح ہین -
صاحب بہادر - ول لیلی اچھا نہی تھی - پسند کیا -
میم صاحب - اولیس بہت پسند - کھوب کپڑا اور بات کو سمجھا تا

جانے کیا چوڑیاں ٹوٹتی ہین یا پاؤن کی مہندی گھس جائے گی
مین تو مرد ہوتی تو اب تک سانڈنی کی کھوج لگائی ہوتی اسنے ذری
تھانہ تک نہین جایا جاتا علاوہ یہ دھاچوکڑی تو روز ہی مچی رہتی ہے
کل آکے دیکھ لینا کیا تاؤ مارا جاتا ہے -

آزاد - بھلا تماشا چھوڑ دون - یہ پری چہرہ نازنین یہ گلفام
مہ جبین پھر کہان سے نظر آے گی -

بھٹیاری - ای میان اذھی کے روغن مین تو وہ روپ نکل
آتا ہے کہ آدمی سجدہ کرنے لگے - اچھا ہم تم سرا ہی مین یہ
رنگ و روغن نہ دکھا دین تو آدمی نہین -

آزاد - اچھا چلو چلین مگر چلو تم بھی ساتھ چلو راستے مین دو گھڑی
دل لگی ہی ہوگی - ہان خوب یاد آیا تھانہ دار سے اور ہم سے تو
لاگ ڈانٹ ہے اُسدن چخ چل گئی تھی نہ کہین ایسا نہو کہ وہ
کوتوالی کے چبوترے پر بیٹھ کر فرعون بے سامان بن جائین اور
ایک آدھ اوکھی سُنائین تو پھر مین لے ہی پڑونگا اتنا سمجھ لینا
مین آدھی بات سُننے کا روادار نہین - سانڈنی ملے یا جہنم مین
جائے اُسکی پروا نہین مگر کوئی اینڈا بینڈا فقرہ سنایا اور مین نے
کرسی کے نیچے پٹخا - مین آدمی مراتی ہون اور پھر کیون سننے لگا
سبب کیا - چور نہین کہ کوتوال سے ڈرون جواری نہین کہ
پیادے کی صورت دیکھ کر جان نکلے - دوڑ کا خوف ہو بدمعاش
نہین کہ منھ چھپاؤن - مرزل نہین کہ دو باتین سہہ جاؤن کوئی
بولا اور ادھر بندے نے خنجر تولا - یا ہم نہین یا وہ نہین -

بھٹیاری - تم کو تو خفقان (خفقان) ہی مین دیوانی تو ہون
نہین وہ بیچارہ تو ایک ہنس مکھ آدمی ہے - رنگیلا جوان
لڑائی کیون ہونے لگی -

کانسٹبل - چلیے یا نہ چلیے مگر ہین تو دیر ہوتی ہے چلیے تو اچھا
نہ چلیے تو کہدون کہ وہ اسوقت نہ آوینگے - ہاہم تو جانتے ہین
چلیے ہی چلیے دو دو باتین کیجیے گا اور پھر یہین آجایئے گا -

آزاد - ارے ہان ہان تم تو تھانہ دار کے مزاج سے واقف
ہوگے بھلا گالی تو نہین دے بیٹھتے ہین -

کانسٹبل - (دانت کے تلے اُنگلی دباکر) ناہین گالی دینا کیا
کچھ ہنسی ٹھٹھا ہے آپ نشان کھاطر رہین (نشان خاطر)

العرض اس قیل وقال کے بعد میان آزاد اور بی بھٹیاری اور
کانسٹبل تھانہ پر چلے - راہ مین ایک آدمی اکڑتا ہوا جاتا تھا -
میان آزاد مست آدمی اُسکا اینڈنا دیکھ کر آگ ہوگئے قریب جاکر
ایک دھکا جو دیتے ہین تو کوئی پچاس لڑھکنیان کھائین اور بازار
بھر نے تالیان بجائین - بی بھٹیاری نے حضرت کے ڈنڈ ل دیے
اور تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک شخص چادر بچھائے جڑی بوٹی اُسپر
پھیلائے بیٹھا گپ اُڑا رہا تھا کہ اس بوٹی سے اسی برس کا بڈھا
جوان ہو جائے - اس جڑ کے استعمال سے بال سفید ہونے پائین یہ
چورن[۲۴] دن نہار منھ ایک ایک تولہ پیے تو بواسیر عمر بھر نہ ستائے میان آزاد
اُسکی طرف جھک پڑے کہو بھئی کھلاڑی یہ کیا کرگری خانہ پھیلا کر
بیٹھے ہو - آج صبح سے کتنے گوکھے پھلانسے کتنے عقل کے کوندے
گانٹھ کے پورھون کو غتیا دیا کس کس کو مونڈا والد سُوجھی خوب
بہت سے بیوقوف اُلو بنے ہونگے کھوسلا جیت بھی ہے - ہاہاہاہا -
وہ ایک کائیان تاڑ گیا کہ یہ بڑے حضرت ہین - کان مین
چُپکے سے کہا کہ اُستاد جانتے تو ہو پھر یہ سب کے سامنے ہماری
ہجو کرنا کیسا یہان -۶-

	روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر	

میان آزاد نے آہستہ سے اُنکی کھوپڑی سہلا دی اور چل کھڑے
ہوئے تو ایک تیلی جا رہا تھا - پوچھا کیون میان تیلی کتنا دن ہوگا

چکا چوندی نہ لگ جائے بھلا کس طرح آنکھوں کو
لبسان برق بیتابا نہ اُسکی اچپلاہٹ ہے

بہار باغ رعنائی۔ افشان جبین دلربائی۔ تیز و گرم خیز شکستہ دلون کے لیے مومیائی۔ پیاری مائی۔

میان۔ پیاری اسوقت تو رنگ فق اور کلیجہ شق ہوگیا۔ اب جان پر بن آئی ہے۔ ملک الموت کی دُہائی ہو۔ ہاے میرا یہ سن سال اور موت کا خیال۔ کیا بُرا دھڑکا ہی کس مزے سے کٹتی تھی۔

بیوی۔ (روتی ہوئی) اجی کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہی۔ خاصے جیتے جاگتے ہٹے کٹے بنے کھڑے ہو۔ مرنا کیسا۔ ہوا کیا۔ ہاے میرا تو کلیجہ پھٹ گیا۔

میان۔ جس سوداگر کا مین کمبخت نوکر ہون اُسکی بیگم نے بُلا کر کہا کہ وہ چل بسے اور کہہ گئے ہین کہ سیٹھو کو میرے پاس بھیجدینا سو اب مین جاتا ہون۔ رخصت۔ ہاے تیری محبت کا بانی بیٹھ مین چلبلا رہا ہے۔ آؤ پیار کرلین یہ آخری پیار رہے۔ اب وہان ملین گے۔

بیوی۔ ارے مین تو کہین کی نہ رہی۔ ہاے اسوقت آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ مجھے چھوڑ کر کہان جاؤگے۔ کس کو سونپے جاتے ہو (گلے چمٹ کر) اب گلے کس کو لگاؤنگی۔ ہاے میرا سوہاگ سوگ سے بدلگیا۔ رنڈاپا دیکھنا قسمت مین بدا تھا جتنی ہنسی نہ تھی اُتنی اب روؤنگی۔

میان۔ آؤ پھر گلے مل جائین ارے اب پیار کون کرے گا یہ آخری ملاقات پیاری آخری ملاقات ہے۔ تمھارا پیارا اب تم سے جُدا ہوتا ہے کہا سُنا معاف کرنا۔ یہ دم واپسین ہی خوب نظر بھر کر دیکھ لو۔ بس پھر وہان دیکھنا نصیب ہوگا۔

بیوی نے دھارون دھار رونا شروع کیا۔ ہچکیان آنے لگین سر پر خاک اُڑائی۔ چوڑیان چٹ چٹ توڑ ڈالین۔ لوگو دیکھو رانڈ بیوہ کی صورت دیکھو۔ ہاے جیتے جی مرمٹی۔ ہی ہی مجھی کو موت آئی ہوتی۔ ہاے مین بچیا نہ مری۔ دمری۔ اب ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرونگی۔

میان۔ واہ واواہ۔ تو جب مین مرونگا تب رولینا۔ ابھی تو سامنے کھڑا ہون اور تو کہتی ہے کہ مین رانڈ ہوگئی۔ مین سنڈا بنا ہوا ہون تو رانڈ کیونکر ہوگئی۔

یہ نقل اتنی ہوچکی تھی کہ میان آزاد کو ایک سپاہی نے بُلایا اور کہا چلیے تھانہ دار صاحب نے بُلایا ہے۔

میان آزاد مزے سے بیٹھے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے۔ سیٹھ جی کی دستار گلنار اور زوجہ شوخ و ستمگار سیٹھانی کی جوانی اور خوش بیانی چلبلاپن اور رسیلاپن دیکھ کر عش عش کرتے تھے کہ دفعۃً عین کریال مین غلہ لگا سارا مزہ کرکرا ہوگیا۔ برقنداز نے آن کر کہا کہ آپ کو تھانہ دار صاحب نے اسوقت بُلایا ہے چلیے ذرا جلدی اُٹھیے۔

آزاد۔ کون تھانہ دار؟ ہمسے تھانہ دار سے واسطہ۔ کوئی وجہ بھی ہی یا یون ہی بُلایا ہی۔ چلو چلو ایسے بہت بُلایا کرتے ہین ہمین بھی کوئی ایسا ویسا مقرر کیا ہے۔ کیا دل لگی ہے۔ جاؤ بُلا لاؤ اُنسے کہیے کہ آپ کو خود میان آزاد نے یاد کیا ہے ابھی حاضر ہو۔

بھٹیاری۔ ہون ہون لے بس بیٹھے رہو۔ بہت اُجڈپنا بھی نہین اچھا ہوتا۔ واہ کہنے لگے ہم نہ جائین گے دھنیہ (وجہ) مخت مین بیٹھے بٹھائے لڑنا جھگڑنا۔ بڑے وہ بنے ہین افسر نہین تو کیا۔ آخرش سانڈنی کی رپٹ لکھوائی ہے کہ نہین پھر اب دوڑو دھوپو گے نہین تو بنے گی کیونکر اور وہان تک

آزاد۔ بس الگ کسی کی بیوی سے ہاتھ ملانا کیا دل لگی ہی۔
ذرا سنبھل بیٹھیے گا ہٹ کر۔

تھانہ دار۔ حضرت آپکو بیوی مبارک ہون سے مجھے اُس
رشتے کا حال کیا معلوم تھا بھلا یہ عقدہ تو اب کھلا کہ عقد ہو گیا
ہی۔ مبارک مبارک۔ جیتے رہیے۔ آج ہماری بائین آنکھ
پھڑکتی تھی۔

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ بڑے ضعیف الاعتقاد ہین۔ بولے
حق۔ حق۔ حق۔ حق۔ اللہ باقی و الکل فانی۔

اسکو جو میان آزاد نے لہرا لہرا کر بآواز بلند پڑھا اور زور قرأت
کے ساتھ ادا کیا تو تھانہ دار کے ہوش اُڑ گئے پڑھے لکھے بھی
واجبی ہی واجبی تھے لگے تھرتھرانے۔

تھانہ دار۔ (ہاتھ جوڑ کر) یا شاہ اجنہ۔ اگر کوئی خطا سرزد ہوئی
ہو تو تو۔ وہ تو تو تو ہی کرتے رہے میان آزاد نے کڑک کر
کہا کہ السعید من وعظ بغیرہ۔

تھانہ دار صاحب نے کانپتے کانپتے کہا کہ جو حکم۔ بی بھٹیاری
بولین کہ سانڈنی کانجی ہوس سے منگوا دو تھانہ دار نے فوراً
حکم دیا کہ ابھی سانڈنی لاؤ۔

کھٹ سے سانڈنی آن موجود ہوئی۔ میان آزاد سوار ہوے
اور پیچھے بی بھٹیاری مزے سے بیٹھین۔

بھٹیاری۔ میان تمھارا بایان قدم ہے۔ اخوہ۔ تم تو آدمی
کیا بلا ہو۔ ہم تو مان گئے۔ ایمان کی قسم آج سے مان گئے۔
وہ ڈانٹ بتائی کہ تھانہ بھر تھرا اٹھا۔

آزاد۔ (کڑک کر) القبر صندوق العمل۔ الدال
علی الخیر کفاعلہ۔

بھٹیاری۔ ذرا سنبھلے ہوے کہین سانڈنی پر سے ڈھکیل

نہ دون مجھے بھی کوئی ڈرپوک سمجھے ہو مجھ سے ذری یشیخی کی نہ لیجئے گا
یہ نخرے کسی اور ہی سے بگھاریے۔

آزاد۔ ہائین تم ہم سے نہین ڈرتا۔

بھٹیاری۔ یا دھشت۔

آزاد۔ ہم شاہ اجنہ ہین۔

بھٹیاری۔ ہم تھا را بھی کان کاٹے گا۔

دونون نے ملکر خوب قہقہے لگائے۔

آزاد۔ لے آج تو تم دس آدمیون کے سامنے ہین اپنا
میان بنا چکی ہو۔ مکر نہ جانا۔

بھٹیاری۔ پھر تمھاری قسمت ایسی قبول صورت لسبی بھرین کوئی
دکھلا دو بھلا۔ مگر ہمین غرض کیا۔ ہمارے میان آپ موجود ہین جی
اتنے مین سرا ہو پہنچ گئے۔ روز تو میان آزاد سویرے منھ اندھیرے
نور کے تڑکے کجردم بلکہ پچھلے سے اُٹھتے تھے آج کچھ ایسے گھوڑے
بیچکر سوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہین۔ بی بھٹیاری جھٹ پٹ
صبح صبح اُٹھنے کی عادی مگر نو بج گئے دس کا عمل ہی ابھی خراٹے
ہی لے رہے ہین۔ دونون خواب خرگوش مین ہین۔ دونون کی
چارپائیون پر دھوپ پھیلی ہوئی ہی۔ خرخر خر۔ خرار۔ خٹ خٹ
اے واہ یہ وزن ہی نرالا ہی۔ اچھی خٹ خٹ اور خرخر نکالی ہے
کیون نہین۔ سانڈنی بائی ہے یا بائین۔

بی بھٹیاری کھلی جاتی ہین کہ میان آزاد ہم پر فریفتہ ہو گئے
اب نکاح ہوا ہی چاہتا ہی۔ جب سے یہ خبط ہوا تب سے وہ بھی
نخرے بگھارنے لگین۔ جاتی تو ہین مگر نکریے پڑی ہین بنکتی
تک نہین۔

اتنے مین میان چانڈو باز آئے۔ آتے ہی پکارا میان آزاد
میان آزاد۔ بی بھٹیاری بی بھٹیاری۔ صدائے برخاست

تیلی جو پیچھے پھر کے دیکھتا ہی تو اُسکے اوسان خطا ہوگئے چپکا چلا یا
یہ دس قدم آگے بڑھے تھے کہ غل غپاڑے کی آواز آئی ایک
حلوائی گاہک سے تکرار کر رہا تھا -

حلوائی - کھالی بھیجیا نا ہین بکت ہی ہمری دکان پر کس کس
وے دیئی بھلا -

گاہک - اے مین کہتا ہون کہین ایک گدّا نہ دون -

آزاد - گدّا تو پیچھے دیجیے گا مین ایک گدّا آپ کی گدّی پر
نہ جماؤن کہین -

گاہک - آپ کون ہین کہین بیدھا تو نہین ہوا ہی -

آزاد - ان ہاتھ پاؤن پہ یہ طیش - بھلا اس بیچارے کو جو تم
للکارتے ہو تو اسکی وجہ -

بھٹیاری - ای ہی تو مر دوئے تو کوئی خدائی فوجدار ہے - ادئی
کسی کے بیچ مین تم کون پاؤن ڈانے والے - میرا تو ناک مین
دم آگیا - اسکو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی مُل اُسنے نہ مانا نہ مانا -

آزاد - وہ تو کہو جلد یا نہین مین گھس پٹی بتاتا -

کانسٹبل - بھیا یو بڑے لوا کا بس کا وکھی - جہان دیکھو اڑے پرت ہین

یہان سے چلے تو بی بھٹیاری نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا
جو اب کسی سے تم بھڑے تو خون خچر کر ڈالونگی - تھوڑی دیر
مین تھانہ پر پہونچے -

کانسٹبل - یے آیلو کھڑے ہین -

تھانہ دار - اور یہ زنانہ ساتھ کیسا - اخاہ بی اللہ رکھی ہین -
مین تو اس چلبلی مست چال ہی سے سمجھ گیا تھا کہ بی چکو ہین - آؤ نہ
کوئی ہے - کچھ بیٹھنے کو دو انکھین - سچ کہنا تھاری چال سے
کیسا پہچان لیا -

آزاد - واہ بھئی واہ - واللہ دید کی کوڑی لائے اور اپنے
اپنون کو سب ہی پہچان لیتے ہین -

تھانہ دار - یہ کون بولا - ہادی حسن - کون ہی بھئی -

بی بھٹیاری نے دیکھا کہ اب بات بڑھے گی - اور مفت مین
ٹھائین ٹھائین ہوگی - آزاد مست آدمی - تھانہ دار کو حکومت کا
غرّہ - یہ ایک کہینگے تو میان آزاد دس سنائینگے عورت تھی چالاک
بگڑی ہوئی بات یون بنائی
جھک کر تھانہ دار کی طرف چلی -

بھٹیاری - ای بس چلو دیکھ لیا - منھ دیکھے کی محبت ہی یہ
گھر کی تھانہ داری اور تین دن سے موئی سانڈنی نہ ملی - تم سے
تو بڑی بڑی اُمیدین تھین (آزاد کی طرف مخاطب ہوکر) اؤ
مولانا صاحب آؤ ادھر آن کر بیٹھیے (تھانہ دار کی طرف مخاطب
ہوکر) ای ذری ہٹو جگہ دو - آخر بیٹھین کہان زمین پر -

میان آزاد نے مونڈھا اپنی طرف گھسیٹا اور ڈٹ گئے -

تھانہ دار - کھوجی وہ سانڈنی تھاری ہی نہ -

آزاد - تم کی تقریر کا اینچا نب جواب نہین دیا کرتے - آپ کیسے
مین کوئی جبر کتا نہین ہون -

تھانہ دار - کیا! -

بھٹیاری - (سر پیٹ کر) ہائے میرے اللہ مین کیا کرون یہ تو
جہان جاتے ہین دنگا مچاتے ہین - مجھ اُجڑی ہوئی کو ان کے
لچھن کیا معلوم تھے بھلا -

تھانہ دار - کیا کچھ انسے تعلق ہے - سچ کہنا تمھین قسم ہے اپنے
شیخ سدو کی -

بھٹیاری - تو تمھین معلوم ہی نہین - اے واہ اچھی تھانہ داری
کرتے ہو مین تو ان کے گھر پڑ گئی ہون نہ -

تھانہ دار - لانا ہاتھ -

ڈوب نہیں مرتے جاکر چلو بھر پانی مین - پھیری منھ پر لوئی تو
کیا کرے گا کوئی - دوسرا ہوتا تو مہنا متھ مچاتا -
چانڈو باز - کیون لڑواتی ہوے بھلا مفت مین - ہمین کیا
معلوم تھا کہ یہان نکاح کی تیاریان ہورہی ہین -
اتنے مین میان آزاد حمام گئے - تو چانڈو باز اور بی بھٹیاری
مین یون باتین ہونے لگین -
چانڈو باز - آخر کہو تو یہ بات کیا ہے - واللہ تمھارا بایان قلم
نے پھانسا تو بڑے مزہ کو - کیا سچ مچ نکاح پر راضی ہی ہوگئے
جانے نہ دینا - ایسا نہو نکل جائے - بھئی قسم خدا کی عورت کیا
بس کی گانٹھ ہے تو -
بھٹیاری - مگر تم بھی کتنے بے شہور (شعور) ہو اُسکے سامنے
آپ نے گڈگُدانا شروع کیا - اب وہ کھٹکے نہ کھٹکے تمھاری
بھی جو بات ہو دُنیا سے انوکھی بلینڈی ساتھ بڑھایا مگر تمیز
چھو نہین گئی -
چانڈو باز - اب تم سے جھگڑے کون - مین کیا کچھ علم غیب
تھوڑا ہی پڑھا ہون مگر پکّی کرلو -
بھٹیاری - ہان پکّی ہو بڑھی ہونی چاہیئے - کسی اچھے وکیل سے
صلاح لو - وہ کون وکیل ہین جو کمید گھوڑے کی جوڑی پر نکلتے
ہین اجی وہی گبھرو سے ہین ابھی -
چانڈو باز - اجی وکیلون کی نہ پوچھو - وکیل تو تین سو ساٹھ ہین
کسی کے پاس لے چلین گے -
بھٹیاری - نہین واہ - ہونھہ - کسی بوڑھے وکیل کے یہان تو
ہم نہ جائین گے - ایسی جگہ چلو جو جوان ہو اچھی صلاح دے -
یہ نہین کہ عورت کو دیکھا اور دو دو بک بتائی -
چانڈو باز - اچھا آج اتوار ہے شام کو میان آزاد سے کہنا کر

ہمین اپنی بہن کے یہان جانا ہے - بس ہم پھاٹک کے اُس طرف
دبکے کھڑے رہین گے - تم آنا ہم تم چلکر سب معاملہ بھگتا دینگے -
کیون ہے نہ عقل کی بات -
بھٹیاری - (قہقہہ لگاکر) اچھا - اچھا - اچھا - اہو ہو ہو کیا سوجھی ہے
ادھر عامل رو زنے بحر ظلمات کا راستہ لیا اور انھون نے جلباب
خفا سے رخ انور نکالا اُدھر بی بھٹیاری نے میان آزاد پر فقرہ
چست کیا -
بھٹیاری - ہمین تو آج بہن کے ہان نیوتا ہے - کوئی کبھی دو گھڑی
مین آجاؤنگی تو اب ہمین جانے دو - تمھاری سالی نے بڑے
پیار سے بُلایا ہے -
آزاد - ذرا سالی کی صورت ہمین بھی تو دکھادو - ایسا بھی کیا پردہ
ہے کہو تو ہم بھی ساتھ ساتھ نہ چلے چلین - تھک جاؤگی تو گود مین
اُٹھالونگا -
بھٹیاری - بس رہنے دیجئے - یہ دل لگی تہ کر رکھیے - گود کسی
اور کو بٹھائیے -
یہ کہکر بی بھٹیاری تنک کر کوٹھری مین گئین اور سولہ سنگار
کرکے نکلین تو میان آزاد پھڑک گئے اُسوقت اُنپر عالم تھا جوبن
پھٹا پڑتا تھا - پٹیان جمی ہوئین - گوری گوری ناک مین کالی کالی
لونگ پیارے پیارے کھڑے پر زلف عنبر بو - ہاتھون مین کڑے
پاؤن مین چھڑے - چھم چھم کرتی ہوئی چلین - میان چانڈو باز تو
مین منتظر کھڑے ہی تھے جھپ سے ہاتھ مین ہاتھ دے کر لے چلے -
چانڈو باز - ذرا اُنکے سامنے چمک چمک کر باتین کرنا - یہ نہین
جھینپ لگو -
بھٹیاری - مجھے اور آپ سکھائین - چکنا بھی کچھ سکھانے سے آتا ہے
میری تو بوٹی بوٹی یون ہی پھڑکا کرتی ہے - نہ کہ ایسی جگہ آپ چلین تو

یہ آج ہی کیا میان - خدا ہی خیر کرے - اُفوہ بھلا کچھ ٹھکانا ہے دس کا عمل اور ابھی تک کھٹیا ہی پر پڑے ہین کل شب کو تماشا بھی نہ تھا - پھر یہ کیا کیا ہے - درخت کی طرف نظر پڑی تو سانڈنی بندھی ہوئی - اہو ہو ہو - یہ بی سانڈنی آگئین شکر ہے جب ہی خوش خوش سو رہے ہین - ارے بھئی آزاد ہوت ارے میان آزاد - ارے میان کیا سانپ سونگھ گیا - یہ ماجرا کیا ہی دہاتھ ہلا کر اُٹھیے اُٹھیے - آخر کب تک خفتن کا صیغہ گرد اینے گا ہان اللہ کہکر اُٹھ تو بیٹھ شاباش ہی میرے شیر -

آزاد - (انگڑائی لے کر) اون - اوون - اووون - اُف کیا صبح ہوئی ہے -

چانڈو باز - صبح گئی کھیلنے - آنکھ تو کھولو تڑکے کا باپ ہی یا صبح ہی - اب کوئی دم کے دم مین بارہ کی توپ دغا چاہتی ہی دن سے - دیکھنا آج دن بھر سُستی نہ رہے تو کہنا - وہ تو جہان ذرا دیر کرکے انسان اُٹھا اور بس ہاتھ پاؤن ٹوٹنے لگے - اب ایک کام کرو سر سے نہا ڈالو -

آزاد - کیا بک بک لگائی ہے - سونے نہین دیتا -

چانڈو باز - اچھا - ابھی سونے سے پیٹ نہین بھرا آپکا - تو یہ کہیے کوئی برس دو برس سویے گا ایسی نیند بھی کیا نیند نہ ہوئی روگ ہوا بی بھٹیاری چپکے چپکے سب سُن رہی ہین - مگر اُٹھتی نہین اتنے مین میان چانڈو باز نے اُنکی طرف بھی نظر عنایت سے دیکھا - اور غڑاپ سے چارپائی کی پٹی پر جا بیٹھے اے اُٹھ اللہ کی بندی - ایسا سونا بھی کیا - بکھرے ہوے بال جو زمین پر لٹک رہے تھے اُنکو اٹھا کر حضرت نے چارپائی پر رکھا ہاتھ سونگھا تو وہ بوے خوش کہ دماغ معنبر ہو گیا ادھر میان آزاد کی آنکھ کھُل گئی - اور جاگے تو پہلے ہی سے تھے -

چانڈو باز - (گُدگُدا کر) اُٹھو میری جان کی قسم وہ ہنسی آئی وہ مُسکرائی -

آزاد - او گستاخ یہ کیا حرکت تھی - الگ ہٹ کر بیٹھ ہمارے سامنے اور یہ بے ادبی -

چانڈو باز - اوہو اوہو - بڑے وارث علی خان بن بیٹھے - بھائی آخر تم کو بھی تو جگایا تھا - اب اُنکو جگانا شروع کیا تو تنکتے کیون ہو بھلا - ہم تو سیدھے سادھے بھولے بھالے صاف طینت آدمی ہین -

آزاد - اس صفائی پر شیطان کی پھٹکار - ہمین تو شانہ پکڑ کر جگایا یہ معلوم ہوا کہ چارپائی کو جوڑی چڑھی یا بھونچال آگیا اور انھین گدگدا کر جگاتے ہین - کیون بچہ -

یہ سنکر بی بھٹیاری جاگی تو تھی ہین کھلکھلا کر ہنس پڑین اور ہٹ مردوے - یہ پلنگ پر آن کر بیٹھ جانا کیا معنی مجھے بھی کوئی وہ مقرر کیا ہے - چانڈو باز نے طیش کھا کر کہا - واہ وا - پلنگ اپلنگ کی اچھی کہی - رہین جھونپڑون مین اور خواب دیکھین محلون کا - کبھی باہار اج پلنگ دیکھا تھا کہنے لگین پلنگ ای تیری قدرت - میان مجھ سے یہ جلی کٹی باتین نہ کیجیے گا ذری وہ ہم جھونپڑون ہی مین رہتے سہی اور پھر اب تو ہم ایک بھلے مانس کے گھر پڑنے والے ہین - کیون میان آزاد - ہے نہ یہ بات دیکھو مکر نہ جانا -

آزاد - (مسکرا کر) واہ مکرنے کی ایک ہی کہی پنکی اور پوچھ پوچھ - پیچ کھیت - ایسی بات ہی بھلا - جو کہا وہ نہ کرین قول جان کے ساتھ ہی -

بھٹیاری - ہان اور کیا - قول مردان جان دارد - تمھین شرم نہین آتی کہ اس نامحرم نے ہاتھ لگایا اور تم ٹکر ٹکر دیکھا کیے

کم نمکین ہی۔
بھٹیاری۔ کیا خوب شیرین نمکین دونون۔ تو یہ کیسے کھٹ مٹھی
ہون۔ واہ اچھی کڑوی تعریف ہی۔
ٹھٹھول۔ اللہ ری شوخی۔ اُف ری بہن۔ بلا کا نکھار ہو اور
تقریر مین جادو ہی جادو ہے۔
اتنے مین میان چانڈو باز برآمد ہوے۔
وکیل۔ (گھبراکر) کون۔ باہر ٹھہرے سوقت۔ لاحول ولاقوۃ
بھٹیاری۔ میرے بھائی ہین ہنگے۔ آپ دُر دُرائے دیتے ہین۔
جوان۔ آیئے آیئے۔ آپ کی ہمشیرہ جان تو واللہ بلاے
بے درمان ہین۔
چانڈو باز۔ حضور عرض کرون یہ بی اللہ رکھی بھٹیاری ہین۔
آج دور دور تک اُنکا نام روشن ہی۔
جوان۔ اور آپکا اور آپ کے باپ کا نام بھی انھون نے
خوب روشن کیا۔
چانڈو باز۔ بندہ نواز سرامین ایک خوش رو جوان کرارے
پہلوان زندہ دل صبیح نفس روشن ضمیر بزرگوار ٹکے ہین۔ وہ
انکے اوپر جان دیتے ہین اور یہ اُنپر مرتی ہین۔ کئی آدمیون کے
سامنے وہ قبول چکے ہین کہ انکے ساتھ نکاح کرینگے مگر آدمی ہین
تلوّن مزاج ایسا نہو کہ انکار کر جائین۔
بھٹیاری۔ حضور مجھ غریبنی سے کوئی چھپن ٹکے تو آپکو ملنے
نہین ہین رہا آنا تو اب کیجیے کہ کوئی تدبیر بتا دیجیے جسمین وہ
شکنجے مین جکڑ جائین اور سرکار کے ذریعہ سے نکاح کرنا ہی پڑے
اب اکیلے رہتے رہتے جی گھبراتا ہے۔
ٹھٹھول۔ اگر نکاح ہی کرنے کا شوق چرایا ہو تو ہم کیا برے
ہین ہمین صدقے ہمین سے نہ نکاح پڑھالو۔

جوان۔ اچھا تم نہین ہم سہی۔
احباب۔ ایک تم پر کیا فرض ہی۔ جی یہان سب جھنڈی تلے
کے شہدے بیٹھے ہوے ہین مجمع مین تم جسکو پسند کرو اسی کے
ساتھ نکاح ہو جائے یون سہی۔ ہان جوانو۔ ذرا نکھر کر اور اکڑ کر
بیٹھنا تو ہان لے اب جیتیے۔ خدا کرے ہمین پر نظر پڑے۔
وکیل۔ اچھا کل آؤ تو ہم وہ ترکیب بتائین کہ تم بھی یاد کرو۔
یہ بتاؤ کہ بھائی میان کہان ہین۔
بھٹیاری۔ خداگنج ہو چکے۔
وکیل۔ اوہ تو پھر کیا مشکل ہی۔ کل تم اُنسے کہو کہ چڑیے چانڈو
بیاہ ہو جائے۔ جو نہ مانے تو نالش داغ دو۔
بھٹیاری۔ (جھک کر سلام کیا) اگر بندی نے کبھی سرکار دربار
کی شکل آنکھ تک تو دیکھی نہین۔ آپ وکالت کیجیے گا۔
جوان۔ ہان ہان جی۔ ہمین منت ہی کیا ہی۔ مگر جانتی ہو یہ
وکیل تو روپیہ کے آشنا ہین۔
بھٹیاری۔ واہ روپیہ یہان اللہ کا نام ہی۔ ہم مین چاہے بیچ لو۔
وکیل۔ اچھا تم کل آؤ پہلے دیکھو تو وہ کہتے کیا ہین۔
میان آزاد کی پیاری اللہ رکھی بھٹیاری بیٹھے بیٹھے اُکتا گئین نام خدا
خوش سلیقہ تھین۔ کچھ دیہاتن تو تھین نہین کہ دفعتہً فتنہ کی طرح اٹھ
کھڑی ہوتین طبیعت کو تو کلفت ہو گئی تھی لیکن مصرع ناموزون
کیطرح سکتے مین رہ گئین۔ جب بکلی تڑپی تو کنکھیون سے میان
چانڈو باز کیطرف دیکھا اور چشم فسون پرداز سے اشارہ کیا کہ اب
بوریا بدھنا اُٹھایئے اور سرامین بستر جمایئے وہ ایک خرانٹ
آٹھون گانٹھ کمیت چھوٹتے ہی تاڑ گئے کہ بی اللہ رکھی زلف مہوشان
فرخار کیطرح پریشان ہین تو یون ممنائے۔
چانڈو باز۔ ای حضور ذری گھڑی کو تکلیف دیجیے گا دیکھیے تو کیسے ہین

جو میری باتون اور میری آنکھون پر نہ عاشق ہو جائین تو اللہ رکھی نہین۔ بات تو یقین کرنے نہ دون کچھ ایسا کرو کہ وہ بھی نکاح پر رضا مند ہون تو اُنسے اور آزاد سے ذری جوتی چلے۔

اتنے مین وکیل کے مکان پر پہونچے - اہو ہو ہو۔ مکان کیا بہشت برین ہی - باغ نعیم ہی۔ وہ فرحبخش بنگلہ کہ روح خوش ہو جائے پاگل جائے تو آدمی بن جائے باغچۂ دلکشا مین تخت بچھے ہین اور اُنپر ٹاٹ اور اُسپر دری اور اُسپر سفید چاندنی جیسے بگلے کا پر اور اُسپر یاران بذلہ سنج بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین۔ اغل بغل کرسیان اُسپر بھی احباب چمن طبع رنگین مزاج -

خدمتگار - (وکیل سے) گریب (غریب) پرور ایک عورت آئی ہے کہتی ہی کچھ کہنا ہی۔

احباب - کون کون - کیا - کون آیا ہی بھئی - ارے میان عورت کیسی جوان ہے یا پیرزال -

خدمتگار - اب ہجور یہ تو دیکھنے سے معلوم ہو۔ ہل ابھی ہی جوان

وکیل - کہو صبح کو آئے - اسوقت نہین - آخر ہی کون -

احباب - واہ واہ واہ - صبح کی ایک ہی کہی - اجی بلاؤ بھی بھئی ہمارے سر کی قسم بلاؤ ذرا واسطے خدا کے - لو ٹوپی تمھارے قدمون پر رکھدین۔

بی بھٹیاری چھڑون کو چھم چھم کرتی ہوئی عجب مستانہ چال سے اٹھلاتی بوٹی بوٹی پھڑکاتی نازو انداز سے قدم دھرتی ہوئی چھان چھان آئین جسنے دیکھا پھڑک گیا کوئی چال پر عاشق ہوا کوئی ناز دربایانہ پر مرنے لگا - کسی کو پیاری پیاری صورت دیکھکر بلبل تصویر کی طرح سکتا ہو گیا - لطف یہ کہ تخلیے کی صحبت -

یاران سرپل جمع - سب رنگیلے - عاشق تن سودائی مزاج ٹھٹھول - بگڑے دل - مہذب شہدے ایسے ہی ہوا کرتے ہین

نواب - (وکیل سے) یا حضرت آداب عرض ہی - اجی قبلہ تسلیم باانیہمہ تہذیب یہ شاہد پرستی - مگر واللہ آپ کے مذاق پر صاد ہی خدا کی قسم حسینان روزگار ڈھونڈھ نکالی -

منشی - بھئی صورت سے تو بڑے مہذب معلوم ہوتے تھے لیکن ایک ہی مرشد نکلے -

شمیم - میان عالم جوانی ہاست لیکن چیز خوب ہی - خوش رو خوشخو خوش سلیقہ خوش تمیز -

وکیل - بھئی اب ہم کچھ نہ کہین گے اور کہین کیا چھاگئی قسم لو جو انکی صورت بھی دیکھی ہو - بی صاحب آپ کس کے پاس آئی ہین کہان سے آنا ہوا -

بھٹیاری - الٰہی خیر ایسی اجیرن ہو گئی -

جوان - ای ہین - ای لو واہ - تم اور اجیرن - ع

نازت بہ کشم کہ نازنینی	گر بر سر و چشم من نشینی

بیٹھئے ادھر تخت پر آئیے - مزاج شریف - مین اور میرا خدا رعب حسن سے بات کرنا دوبھر ہی -

بھٹیاری - ہان بنا لیے ہم تو سیدھے سادھے ہین صاحب -

جوان - ہائے تیرے اس بھولے پن کے صدقے - آپ بھولی ہین بجا ہے -

وکیل - واللہ بڑی معزز معلوم ہوتی ہین - عورت ہی یا پرستان کی پری ہے -

احباب (قہقہہ لگاکر) رتبجے - رتبجے - رتبجے - رتبجے - حضرت رتبجے - لو بی اب لو بارہ ہین -

بھٹیاری - حضور ہم یہ لو بارہ اور تین کانے تو جانتے نہین ہمارا مطلب نکل جائے تو آپ سب علیون کا منہ میٹھا کر دینگے -

احباب - آپکی باتین ہی کیا کم شیرین ہین اور حسن ہی کیا

جوان – دکھایا ضعف نے زور اپنا جب مکان سے چلے
مثال نبض وہین رہ گئے جہان سے چلے

ٹھٹھول – ہوائے عشق سے ہے شہر بھر مین اب شہرہ
قلم کیطرح جدھر ہم چلے زبان سے چلے

وکیل – انیس بار علائق یہ ادر بار گناہ
وہ بوجھ اُٹھا کہ جو اس مشت استخوان سے چلے

داروغہ – نہ تھا جو کوچے مین اپنا قیام مدنظر
تو میرے بعد وہی خاک بھی اُڑا کے چلے

احباب – قسم حسین رضی کی – اسوقت دل مسوس کر رہ گئے واللہ کیا پیاری صورت پائی ہی – شان کبریائی ہی – ہم تو سب کے سب شہید ناز مرغ بسمل ہو رہے ہین (ہاتھ جوڑکر) از برائے خدا اتنا تو اقرار کرتی جاؤ کہ کل ضرور ملونگی – ہاتھ پر ہاتھ مارو –

بھٹیاری – ہی ہی میرے دل کا تو عجب حال ہی – یہ کیا جادو کر دیا بھلے مانسو – بس رخصت –

احباب – یہ بھی کوئی ہنسی ہی کہ رخصت کا لیکے نام
سُنو یار بیٹھے بیٹھے ہمین تم رُلا چلین

وکیل – آنکھون آنکھون مین لے گئین وہ دل
کانون کانون ہمین خبر نہ ہوئی

اتنے مین بی بھٹیاری چمک کر اتا ابرق کہتی ہوئی چل کھڑی ہوئین – میان چانڈو باز سایہ کی طرح ساتھ ساتھ ہین – اُدھر وہ نظر سے اوجھل ہوئین اِدھر یاران بذلہ سنج ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے عورت ہی یا چھلاوا – جادو کر دیا – سحر کر دیا – ٹونا کر دیا – واللہ معشوق تو بہت دیکھے مگر یہ آنے وارد – ع

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

خیر بی اللہ رکھی میان چانڈو باز کو لے کر سرا مین پہونچین – راہ مین وہ تو اپنے حسن و جمال اور کبک دری سی چال اور رنگین خدو خال اور پیاری پیاری بول چال کی تعریف کرتی جاتی ہین کیون سب کے سب ہماری ادا پر لوٹ گئے نہ – میان یہ تو فقیر کی دعا ہے کہ جس محفل مین جاکر بیٹھ جاؤن وہین کٹا ؤ ہو نے لگے راہ مین سیکڑون شریف زادے آوازے کستے ہین – ہزار ہا زن عاشق مزاج ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین – کوئی کہتا ہے خدا نظر کو بچائے کوئی کہتا ہے الٰہی اس مکھڑے کے صدقے اس چھب کے واری اس سج کے قربان – ہر ناز کے نثار قسم لو جو آنکھ اٹھا کر کسی کو دیکھتی بھی ہون اور جو کہین کسی سے آنکھ لڑ گئی تو کلیجہ پکڑ کر رہ گیا بی اللہ رکھی تو اپنے حسن پر اتراتی تھین – اُدھر میان چانڈو باز اپنی ہی سُناتے تھے سچ کہنا کیسے وکیل کے پاس سے گیا صحبت کتنی اچھی ہے – میری جان کی قسم نہ کھوگی – ہم تو سو خواہ ہین – دونون مین خوب چخ چلی – ہوتے ہوتے میان آزاد سے سرا مین دوچار ہوے –

بھٹیاری – اللہ اللہ آپ جاگ رہے ہین – آج کیا ہی – پلک تک نہ جھپکی جی – کسکی یاد نے نیندا چاٹ کر دی – ع – دل مری طرف نظر کہین اور رنگ آثار تو کچھ برے ہین –

آزاد – ہان جلاؤ – جلاؤ – دلو دو بجے تک ہوا کھاؤ اور ہم سے مکر باتین بناؤ – اور غزاؤ چلئے بس دیکھ لیا – یہ چلتر باز یان رہنے دیجئے مین ایک گھاگ ہون مجھ سے اُڑکر کہان جاؤگی بھلا تم ڈال ڈال تو مین پات پات – بندہ پُرانا سیار ہی –

بھٹیاری – ای واہ – یہ بدگمانی – تو نیزان پٹ ٹکی – سنیئے اب انکے مارے کوئی بھائی بہن کو بھی نہ دے – آخر ہم نے کیا کیا وہان گئے تو شہر بھر کی بھٹیاریان جمع – خوب ڈھولکین بجین چہل پہل رہی دھما چوکڑی مچی ابکی تم کو بھی لے چلین گے –

بھٹیاری- مین تو جانون کوئی بارہ[12] بجے ہونگے اٹکل سے کہتی ہون -

چانڈو باز- مین بھی کہون یہ جمائیون پر جمائیان کیون آرہی ہین - انگڑائیان الگ بدن کا کچومر نکال رہی ہین - ہڈیان جدا چُور چُور ہو رہی ہین - ابتو مین ٹھُس ہو گیا - نشے کا وخت ٹل گیا کمبخت حلوائیون کی دُکانین بھی بڑھ گئی ہونگی - بالائی سے بھی گئے - آج بے موت مرے صبح صبح میان آزاد کی منحوس صورت دیکھی تھی جب ہی ان دہاڑون کو پہونچے - اے پیر و مرشد اگر پروانگی ہو تو رخصت ہون - ابتو چانڈو کی لو لگی ہے - مگر -

بھٹیاری- اگر مگر تو رکھو چھپر پر - یہ میان آزاد کا نام کیسا لیا - ہوش کی دوا کر مردوے - قدرت خدا کی - ابکی کہا تو کہا اب ایسی اینڈی بنیڈی سُنائی تو مجھ سے بُرا کوئی نہین - دست پناہ سے پکڑ کر زبان کھینچ لونگی - چلو ہٹو ایسی باتین ایک آنکھ یہان نہین بھاتین خدا جھوٹ نہ بلائے تو آئینے مین سویرے اپنا ہی منھ دیکھا ہوگا ناحق بن ناحق کسی پر چھدّا رکھنا اچھا نہین -

چانڈو باز- کیون مفت مین جھیتھڑون سے بیزار ہوئی جاتی ہو یہان خود ستر ہون کرم ہو گئے - ؎

بوی خطا معاف کرو مین نشے مین ہون ،
شیشے مین مے ہی مین نشہ مین نشے مین ہون

ے وکیل صاحب - اب ٹھیک ٹھیک وخت (وقت) بتا دیجئے یہ تو نہدی کی خیدی نکالا ہی کرینگی - یہان اپنا قُل ہوا جاتا ہی ایک آدھ چھینٹا اُڑائین تو جی مین جی آئے بے پیے نشہ چڑھ گیا -

یاران سرپل- قدرت - اسے میان قدرت - دیکھو دُکانین بڑھ نہ گئی ہون - تو انکو چانڈو ہمین پلوا دین - ذرا دو گھڑی بی اللہ رکھی سے صحبت گرمائین -

قدرت- جانے کو کیسے مین جاؤن ایک نہین بیس دفعہ مل دُکانین کب کی بڑھ گئی ہین ۸ بجے سے چانڈو خانے مین جانے کا حکم نہین - کوئی بیدھا ہی جو اسوقت چانڈو بیچے گا - کتے بھونک رہے ہین - سناٹا بڑا بازار بھر مین پڑا ہوا ہی - چڑیان جنگن تک سوتی پڑی ہین - چوکیدار خربوزون کے کھیت بچا رہے ہین باغبان گوندنی کے کھٹکھٹے کو کھٹکھٹا رہے ہین - اب کوئی دم مین چکیان چلین گی -

بھٹیاری- (تالیان بجا کر) اے ادی کیا آدھی رات ڈھلگئی باتون باتون مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ رات کدھر گئی - لے ابتو بندی رخصت ہوتی ہی -

یاران سرپل- ای واہ - یہ اندھیری رات - آدمی نہ آدم ذات (زاد) ٹھوکرین کھاتی اس اندھیاری مین کہان جاؤگی - ساتھ مین ایک مردوا سو بھی عورت سے بدتر - کیا بدی کیا بدی کا شوربا آج رات یہین نہ بسر کیجیے - فجر کو اپنے چل دینا - ہم تمھارے ہی بھلے کے لئے کہتے ہین - نہین تو ہم پہونچا دین -

چانڈو باز- جی ہان گود مین اُٹھا لیجیے نہ - ؎

جب حُسن ہی تو عشق کا ہونا ضرور ہے
آنکھون کی کچھ خطا ہی نہ دل کا قصور ہے

یہ چہرہ کیا پری کا ٹکڑا ہے - واللہ کیا گورا مکھڑا ہے -

بھٹیاری - اب خوش گپیان تو ہو چکین - آنکھین بند ہوئی جاتی ہین نیند نے بوکھلا دیا بس اب رخصت حضور بھولیے گا نہین - اتنی دیر مزے سے باتین کی ہین - یاد رکھیے گا لونڈی کو -

یاران سرپل- وہ ہنستے آئے یہان سے ہمین رُلا کے چلے
نہ بیٹھے آپ مگر درد دل اُٹھا کے چلے

وکیل- دکھا کے چاند سا مکھڑا چھپا یا زلفون مین
دو رنگی ہمکو زمانے کی وہ دکھا کے چلے

مارنے لگے - جانو - اسکی ہڈیان سخت کی ہین سے کے پیٹ ڈالا چانڈو باز کمر ز یار کھانے کی نشانی بوے تو کیا بوے (میرے بھی تو دو ایک پڑ گیئن جی) اُسوقت تو سب کے سب بڑ بڑ کر سو رہے تڑکے بی بھٹیاری اور چانڈو باز وکیل کے گھر پہونچے ساری داستان سنائی اور میان چانڈو باز نے اور بھی حاشیہ چڑھایا وکیل تو بی بھٹیاری پر ریجھ ہی گئے تھے فوراً مسودۂ عرضی تیار کیا -

اللہ رکھی - مدعیہ ساکن سرائے مینڈھو خان - بنام میان آزاد خانہ برباد ولد نامعلوم ساکن وحشت آباد - اللہ رکھی مدعیہ حسب ذیل عرض کرتی ہے -

۱ - یہ کہ مدعا علیہ جو شکل صورت سے بھلا مانس معلوم ہوتا ہے اُسنے اس مہینے مین کئی بار مدعیہ سے شادی کرنیکا اقرار کیا کبھی کہا تم پدمنی ہو کبھی کہا رشک نگار ارمنی ہو کبھی مستانہ چال پر ریجھا کبھی لال لال گورے گورے گالون کی تعریف کی کبھی پیاری بنایا

۲ - یہ کہ مدعا علیہ کے وعدے پر مدعیہ نے ایک رئیس سے جنکو اُسکے ساتھ بیاہ کرنے کا شوق چرّایا تھا صاف انکار کر دیا تو وجہ کیا اس خوش رو جوان کا حُسن گلو سوز دل مین کھپ گیا تھا -

۳ - یہ کہ رئیس سے انکار کرنے مین اُسکا دو ہزار سات سو کتیس روپیہ ۱۲ ر آنہ پانچ پائی کا نقصان ہوا -

لہذا دادخواہ ہے کہ مدعا علیہ قرق کر لیا جاوے اور مدعیہ کے ساتھ بیاہ دیا جاوے اور زر مذکور مع سود بحساب ۱۲ ر فی صدی مع ہرجہ مدعیہ کو دلایا جاوے -

مین کہ نام میرا عرضی دعویٰ مین درج ہے اقرار کرتی ہون کہ بیان دعویٰ میرے علم و یقین مین صحیح اور درست ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ شوہر مستقل دلایا جائے -

میان آزاد تو سرا مین موجین لے رہے ہین اور بی اللہ رکھی اس فکر مین ہین کہ اُنکے ساتھ بیاہ رچے - اب صبح شام نالش دغا ہی چاہتی ہے اور کچہری جگاہی چاہتی ہے میان چانڈو باز اور بھی ہشے دے رہے ہین - وکیل اور اُنکے احباب بذلہ سنج کو گویا شگوفہ ہاتھ آیا اُنھون نے بی اللہ رکھی کو وہ پٹی پڑھائی کہ کھل گیئن - اب یہ فکر ہے کہ میان آزاد قرق ہو جاین - ابھی قرقی ہے اُنکو یہ حال معلوم نہین کہ وہان کیا ہنڈیا پک رہی ہے - یہ تو یہان کا حال ہوا -

اب نواب نامدار کے دربار دُربار کا کچا چٹھا سُنیے - ایکدن نواب صاحب زنان خانے مین بیٹھے بیگم صاحب سے میٹھی میٹھی باتین کر رہے تھے -

بیگم - ای ہان - آزاد کس کھوہ مین دھنس گیا مین تو جانون کوئی دو مہینے سے کم نہ ہوے ہونگے جس دن سدا بہار کی لڑکی گل حسن کی ہنسلی بڑھائی گئی تھی اُسی دن لدبھند کر گیا تھا - مین کھڑکی سے جھانک رہی تھی -

سدا بہار - ای وہ جمپیت ہوا - موا چور -

بیگم - بس انھین باتون پر تو مین جھلّا اُٹھتی ہون پھر کہتی ہے چھوٹی بیگم مجھ سے تیکھی رہتی ہین - تیری باتون سے میرا جی جلتا ہے -

نواب - تو کٹی کیون مرتی ہے بھلا - چاہے اُدھر کی دُنیا ادھر ہو جائے میر آزاد میان صف شکن علی شاہ کو لا ہی چھوڑیگا - ہم جانتے ہین علمی بحث ہو رہی ہے - اور پھر تم جانو علم تو وہ سمندر ہے جسکا اور نہ چھور -

بیگم - (قہقہہ لگا کر) علمی بحث ہو رہی ہوگی - کیون صاحب میان صف شکن علی شاہ علم بھی جانتے ہین (پھر قہقہہ) مین کہتی ہون آخر اللہ نے تم کو کچھ رتی ماشہ تو لہ عقل بھی دی ہے - موا بٹیر - ذری سا جنور کا کن کے تین دانون مین پیٹ بھر جائے اُس کو آپ بوڑھے حافظ سے بھی زیادہ علم والا سمجھتے ہین (پھر قہقہہ) میر - میکے کے پڑوس ایک سڑی سودائی دن رات واہی تباہی بکا کرتا ہے اُسکی اور تمھاری

آزاد - ہان ضرور اور میان چانڈو باز کیا کیلئے -

بھٹیاری - کون یہ اونگھا کیے - آنکھین بند - گردن زمین دوز یہ گرے وہ گرے چل چل چل - دھم - وہ گر پڑے - اری لعنت خدا آفتابی بنن جاتے ہو جو پھر اپنے آپے مین نہین رہتے - خیر جی یہ ڈھرا تو ہوا ہی کرے گا - اب یہ بتاؤ کہ نکاح کا کون دن قرار پایا ہے ہم آج سب سے کہہ آئے کہ میان آزاد کے گھر پڑین گے - پھر جھٹ پٹ نکاح پڑھوا لو - بکھیڑا جائے یہ روز روز کی فکر کیسی (گردن مین ہاتھ ڈال کر) اچھے آزاد - ابکی چڑھتے چاند نکاح ہو جائے صبح شام کیون لگاتے ہو - خو جانے (خدا جانے) ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے -

آزاد - تم یہ کہتی کیا ہو - کیا سچ مچ تم سب سے کہہ ہی آئین غضب ہی کیا - واللہ کہین ایسا کرنا بھی نہین - مین دل لگی کرتا تھا خدا کی قسم فقط دل لگی تھی - مین پردیسی آدمی - شادی بیاہ کے کیا معنی - اور پھر بھٹیاری کے گھر پڑون - مانا کہ تم ہو پری جیم مگر پھر بھٹیارن ہی تو - اپنی وضع کے خلاف ہے - چار دن کے لیے سرا مین آن کر ٹکے یہان سے بلا ساتھ لے جائین -

بھٹیاری - (چمک کر) جو جو سنبھال مردوے - اور سنیئے گا ہم بلا ہین جس پر سارے شہر کی نگاہ پڑتی ہے - بے تکا پن بھی تو کتنا - دوسرا کہتا تو خون خرابا کر ڈالتی مگر کیا کرون قول ہار چکی ہون برادری بھر مین کلنگ کا ٹیکا لگے گا - انگلیان اٹھینگی - بلا کی اچھی کہی - تمھارے منھ سے میری ایڑی گوری ہے جا ہے ملا لو - آئے وہان سے بڑے منحا دین بنکے -

آزاد - تو بی صاحب سنیے - اس خیال خام سے درگذریے تم کو مین دیکھتا ہون گلے کا ہار ہوئی ہو کیسی شادی کس کا بیاہ کہان کا نکاح معقول -

بھٹیاری - معقول معقول کیا کہتا ہے نامعقول کل ہی تو مین نالش داغتی ہون - تو سہی جو ناچ نہ نچاؤن - کیا نکلے جاتے ہین اقرار کر کے مکر جانا خالہ جی کا گھر ہے - دیکھو یہ سٹی پٹی سب بھول جاؤ گے اری واہ (انگلیان مٹکا کر) ذری ٹھہرے ہوئے - میان مین جو اپنی والی پر آئی تو برا گھر ہی دکھاؤنگی کسی اور بھروسے پر نہ بھولنا مجھ سے برا کوئی نہین -

آزاد - توبہ - خدا کی پناہ - مین ابتک سمجھتا تھا کہ مین ہی بڑا مقرر ہوان مگر اس عورت نے میرے بھی کان کاٹے - بھلا دی ساری چوکڑی - ہاری مانتی ہی نہ جیتی - خداوندا کہین تڑکا جلدی سے ہو تو مین دوسری کوٹھری لون -

بھٹیاری - (ناک پر انگلی رکھ کر) روئے رودے - اس سے چھوکری ہی ہوئے ہوتے تو کسی بھلے مانس کا گھر بستا - واہ رے مردوے - بھلا مجال پڑی ہے - کہ کوئی بھٹیاری نکالے -

آزاد - تو سارے شہر بھر مین آپ کی حکومت ہی کچھ -

بھٹیاری - ہئی ہے - ہئی ہے - دیکھ لینا نہ - کیا ہنسی ٹھٹھا ہے - کل پرسون تلک آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا -

آزاد - چلیے آپ کی بلا سے -

چانڈو باز - بلا و لا کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - الٹی آنتین گلے پڑینگی - دو چار دن تا تھیا مچے گی -

آزاد - ذری آپ چپکے بیٹھے رہیے گا - تو کون بولنے والا ہے نگوڑے جوتی خورے - یہ تو نازنین کا منی ہے - تمھاری مفت مین شامت ہی آجائے گی -

چانڈو باز - میرے منھ نہ لگیے گا - ہان اتنا کہہ دیا ہے -

میان آزاد نے اٹھ کر دو چار چانٹے جڑ دیے - بی بھٹیاری نے بیچ بچاؤ کر دیا - ہاتھ ہی ٹوٹین موئے کے - کیا نرا پا کر جیٹ جیٹ

خوجی بیچارے کو حلال خور ہی بنا دیا -

خوجی - حضور اب مین یہان نہ رہونگا - کیا بیوقت کی شہنائی سب کے سب بجانے لگے کہ توبہ ہی بھلی - افسوس صف شکن علی کا کسی کو بھی خیال نہین -

اتنے مین نواب صاحب پلنگ پر دراز ہوے اور رفقا مین سے کوئی چانڈوخانہ پہونچا کوئی افیم گھولنے لگا -

رند ساغر نوش - فتنہ ہمدوش - ستم ایجاد - میان آزاد سرائین کھٹیا کی پائی پر مزے سے بیٹھے سرور کے ساتھ بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی جعل الجنۃ مثواہ کی یہ غزل بلحن داؤدی لہرا لہرا کر پڑھ رہے تھے اور اس سرمست صہباے عرفان کے کلام سحر نظام پر احسنت و مرحبا کہہ رہے تھے ؎

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیزست	ببانگ چنگ مخور مے کہ محتسب تیزست
در آستین مرقع پیالہ پنہان کن	کہ ہمچو چشم صراحی زمانہ خون ریزست
عراق و فارس گرفتی بشعر خوش حافظ	بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریزست

مقطع پر میان آزاد لوٹ گئے اور عین حالت وجدان مین غلغلہ بارک اللہ بلند کرنے لگے - اور چارپائی سے دس دس انگل اچھل اچھل پڑے بار بار یہی شعر شیرین اور کلام رنگین زبان پر لائے کہ ؎

عراق و فارس گرفتی بشعر خوش حافظ
بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریزست

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگ حلیہ پوشان بہشت کی طرح جامہ سبز در بر اور شملہ بمقدار علم بر سر سامنے آن کھڑے ہوے چہرے سے نور الٰہی برستا ہے - ریش مبارک یک مشت و دو انگشت میان آزاد اور اس بزرگ قدسی نہاد کی چار آنکھین جو ہوئین تو اس بزرگ موصوف نے یون فرمایا ؎

آن سیہ چردہ کہ شیرینی عالم با اوست	چشم میگون لب خندان دل خرم با اوست
گرچہ شیرین دہنان بادشہانند ولے	او سلیمان زمان ست کہ خاتم با اوست

میان آزاد نعرہ حق سرہ بلند کرنے ہی کو تھے کہ ایک سیمین اور غنچہ دہن طفلک دہ سالہ آفت کے پرکالہ نے ایرانیون کے لب و لہجہ مین ان اشعار سحر بار کو ادا کیا اور میان آزاد کو لٹا دیا ؎

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست	منزل آن مہ عاشق کش عیار کجاست

اسیر میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیارن بھی انا البرق کہتی ہوئی آئین اور یون گائین ؎

شب تاریک و رہ وادی ایمن در پیش	آتش طور کجا موعد دیدار کجاست

ہمارے عارف باللہ ولی حق آگاہ میان آزاد درویش شیوہ خیت پناہ تڑپ کے اُٹھے ؎

دل ما از صومعہ و صحبت رندان بگرفت	بار ترسا بچہ و خانہ خمار کجاست

سب کے آخر مین میان چانڈو باز بھی ٹمٹمائے - اُنھون نے دیکھا کہ سب بلبل ہزار داستان کی طرح اسوقت چہک رہے ہین ایک ہم ہی بھسنڈی رہے جاتے ہین کچھ بات نہین لہو لگا کے شہیدون مین داخل ہو گئے اور ہوے تو کیا ہوے ؎

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد	بے دو سہ چھینٹیہ کستی ندہم میدان ہم

اب میان آزاد چکرائے کہ خداوندا یہ اسرار کیا ہے - ان بزرگ نے آ کر حضرت خواجہ حافظ طاب ثراہ کا کلام معجز نظام پڑھا تو مقام استعجاب نہین - مگر بی اللہ رکھی اور حافظ شیراز کا شعر اس آب و تاب سے پڑھین اور شین قاف درست - فقرے اور بندش چست - حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہے اور طرہ یہ کہ ذری سا لونڈا اور وہ بھی جھوم جھوم کر - ع - ای نسیم سحر آرامگہ یار کجاست * پڑھ رہا ہے اور میان چانڈو باز جنکو تھک اور چانڈو اور لمبو اور گرٹ اور چھینٹے کے سوا دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہین وہ بھی مصروف

باتین ایک سی ہین -

سدا بہار - نابیوی (دانت کے تلے انگلی دبا کر) اوئی کوئی ایسا کہتا ہی اُس سودائی نگوڑے کو اپنے سے صدقے کر دون - واہ وا

نواب - ہم سمجھی ہنین سدا بہار - ابھی تو الھڑپنے ہی کے دن ہین

نزاکت - خدا کی قسم مجھے انکی یہی باتین تو بھاتی ہین - یہ کمسنی کا سہاؤ ہے اور دو تین برس - پھر یہ شوخی اور چلبلا پن کہان - یہ جب جھڑکتی یا گھڑکتی ہین تو جی خوش ہو جاتا ہے -

سدا بہار - ہان ہان پھر جوانی تو باؤلی ہوتی ہی ہے -

بیگم - اچھا سدا بہار سے کہو کہ اُسکو اپنے بڑھاپے کی قسم جو جھوٹ بولے - بھلا کیون سدا بہار - بیٹر پڑھے لکھے بھی ہوا کرتے ہین منھ دیکھی نہ کہنا اللہ لگتی کہنا -

سدا بہار - بڑھاپا! ہونھ - بڑھاپا کیسا - بیوی بس یہی باتین تو اچھی ہنین لگتی ہین - مین بوڑھی کاہے سے ہو گئی - برا مانا نا تو کہون آپسے ابھی ٹانٹھی ہون -

اتنے مین غفور خدمتگار نے پکارا - فرخندہ - فرخندہ - اری بوا فرخندہ سرکار سے کہدو کہ بیچوان بھرا رکھا ہی - یہان بھیجدون یا نیچے مین رکھون - حضور باہر نہ آئین گے کیا -

نواب - وہ چاندی والی چھوٹی گڑگڑی بیگم صاحب کے واسطے بھر لاؤ کل لکھنؤ سے تنباکو آیا ہی - وہی بھرنا اور بیچوان باہر لگا دو ہم ابھی آئے -

یہ کہکر نواب نامدار بیگم صاحب کے ہنسی ہنسی مین آہستہ سے ایک چٹکی لے کر مسکراتے ہوئے باہر تشریف لیگئے اور چالی موالی مصاحب رفقا انکے جاتے ہی سر و قد تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے - آداب بجا لاتا ہون حضور - کورنش ہی پیر و مرشد تسلیمات عرض کرتا ہون خداوند بجز اعرض ہی حضور والا - ہر طرف سے آداب و تسلیمات کے چھرّے چلنے لگے

خوجی - اُف اسوقت ملک الموت سے سامنا ہوا - ایسا دھکا لگا کہ کلیجہ بیٹھا جاتا ہی اور بے اختیار رونا آتا ہی - ہات تیرے گیدی چور کی

نواب - کیون خیر باشد -

خوجی - پیر و مرشد اُسوقت مہتر خانے کی طرف گیا تھا وہان -

نواب - اُف (دھم سے گر پڑے)

مصاحبین - یا علی -

نواب - بھئی دل بیقرار ہی طبیعت بے لطف ہو گئی - خوجی میان تم کو تو ہماری تشفی کرنا چاہیے تھی کہ اُلٹے خود ہی روتے ہو - تمہین ہمارے ہاتھ پانؤن اور بھی پھول جائین - اب شاہ جی سے ہاتھ دھونا چاہیے - ہم جانتے ہین کہ انکا وصال ہو گیا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

رفقا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

خوجی - (پینک سے چونک کر) اسی بات پر کچھ مٹھائی ہنین کھلواتے منگواؤ تو کوئی کی دکان کی مٹھائی -

نواب - کوئی ہی - اس مردک کی گردن توڑنا پنا - ہم تو اپنی قسمتوں کو رو رہے ہین یہ مٹھائی مانگتا ہی بے تکا نمک حرام -

خوجی - دیکھئے دیکھیے پھر میری گردن کُند چھری سے رپتی جاتی ہے مین مٹھائی کچھ کھانے کے واسطے تھوڑا ہی منگواتا ہون مین تو اس لیے منگواتا ہون کہ فاتحہ پڑھون -

نواب - شاباش جی خوش ہو گیا - خوجی مجھے معاف کرنا بے اختیار نمک حرام کا لفظ نکل گیا تم پر سے -

مصاحب - حلال خور - حلال خور ہو -

اسپر مرد فرمائشی قہقہہ پڑا کہ نواب صاحب لوٹنے لگے - اور بیگم صاحب نے گھر سے لونڈی کو بھیجا کہ دیکھنا تو یہ کیا ہنسی ہو رہی ہی -

نواب - بھئی کیا آدمی ہو واللہ روتے کو ہنسانا اسی کا نام ہے

بیگم

آزاد - ابھی نکاح کی اُمید آپ کو ہی - واللہ کتنی خوش عقیدہ ہو
سچ ہے دُنیا بہ امید قایم -

بھٹیاری - چہ خوش چرا نباشد معقول - کیا آپ نکل بھی جائینگے
ای مین تو جوڑ ھونگی عدالت واہ کہہ کہہ کر مُکر جانا کیا ہنسی ٹھٹھا ہے
مجھے بھی کوئی ایسی ویسی سمجھے ہو - مجھ سے بُری کوئی نہین -

آزاد - اخاہ - یہ خم و چم - یہ دعوی - واہ بی واہ - عدالت! اچھا
کیا نالش کیجیے گا -

بھٹیاری - کیون! کیا کچھ شک بھی ہی - کرینگے اور بیچ کھیت کرینگے
ہم کیا کسی کے دبیل ہین - یہ چکنی چپڑی باتین وہان ایک نہ چلینگی
دیکھیے گا مزے - وکیل ایسا ویسا نہین ہی معلوم ہوگی قدر آفیت
(عافیت)

چانڈو باز - (ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اور گواہ کو دیکھ رکھیے پیر و مرشد
ڈاڑھی کیا جھپ سے اُٹھادی - پرائی ڈاڑھی سے آپ کون نیچے والے
مجھے بھی ثبوت دینی ہی اور مین تو وہ تقریر کرون کہ آپ کے ہوش
اُڑ جائین ایسے گواہ بھی نہ دیکھے ہونگے -

آزاد - اچھا تو میان جھگڑا کاہے کا - یہ شوق سے نالش کرین
اور آپ گواہی دین تو چشم ما روشن -

چانڈو باز - کیا! چشم ما روشن - یا چشمان ما روشن کیا ایک ہی
آنکھ ہی -

آزاد - اب ایسا ہو کہ مین دونون چھوڑ دون -

چانڈو باز - ذری میرے منھ نہ لگیے گا - ہان مین نے عرض کر دیا
مین پھر گواہی دونگا -

بھٹیاری - (جھڑک کر) چل بہت بڑا آیا وہان سے گواہی دینے والا
ایسا ہی ہوتا تو نہ جانے کیا کرتا - گواہی دینگے - ابھی مین جھپٹ جاؤن
تو ٹینی کھا جائے گواہی دینگے - اور پٹ چکا ہی تیسرے بڑا جیا ہے

خیر میان چانڈو باز تو اپنے گھر سدھارے اور بی اللہ رکھی بچھیر کھٹ
پر سو رہین - میان آزاد کے پیٹ مین چوہے چھوٹے دل ہی دل مین
سوچنے لگے کہ کیون بی جو کہین سچ مچ اُسنے نالش داغ دی تو بڑی
ہنسی ہوگی وکیل کا نام لیا ہی - ایسا ہو کوئی وکیل چنگ پر چڑھ جائے
انکی دو گھڑی کی دل لگی ہو اپنا کام تمام ہو جائے - یہی سوچتے سوچتے
میان آزاد سو رہے -

شوخ مدہوش فتنہ ہمدوش ستم ایجاد - جان آزاد بی اللہ رکھی بھٹیاری

جاگی مرغِ سحر کے غل سے
اٹھی نکہت سی فرشِ گل سے

میدان نشہ بازی کے یکہ تاز بی بھٹیاری کے ہمراز میان چانڈو باز
گرمٹ لیے - ندے پھندے سامنے موجود -

چانڈو باز - لگی بھی کیا بُری ہوتی ہی - موئی کہان تو آٹھو آٹھ بیٹھے
تک پلنگڑی پر دراز رہتی تھین - راحت افزا پنکھیون کی پنکھیا
جھلا کرتی تھی - فجر کو چاندنی تان دیجاتی تھی - دھوپ سے گورا گورا
مکھڑا کمھلا نہ جائے - گر پھر بھی چھن چھن کے شعاع آتی ہی تھی گل تیبو
تیبی کرتی جاتی تھی - بی اللہ رکھی ہین کہ سہری ہی پر انگڑائیان لے رہی
ہین کبھی ادھر کروٹ بدلی کبھی ادھر پر ہلکے کے ہوئے مین میلا لباس
اور اُسپر عطر فتنہ کی بو باس کو جو خوشبو بھینی بھینی مہک سے دماغ معطر
ہوا جاتا ہی - زلف چلیپا کیا مشک اذفر تھی یا لخلخۂ عنبر تھی - یا آج
دیکھیے تو سویرے سویرے منھ اندھیرے آنکھین کچھ اسی کھلی
ہوئی ہین - بکھرے بال چہرے کی بلائین لے رہے ہین -

آزاد - (چادر کو منھ سے اُٹھا کر چھوٹتے ہی) خدا کی! شیطان کی پھپکا
پلنگڑی! یہ نہین کہتے ہو کہ ٹوٹی پھوٹی کھاٹ - اور وہ راحت افزا
اور گل شبو کہان ہین - اپنے ہاتھ سے تو بوی پنکھیا جھلتی ہین کہنے لگے
مشک اذفر ہے - اور لخلخۂ عنبر ہے - ہات تیرے خوشامد خورے کی

خوش الحان اور مشغول غزلخوانی ہوگئے - ایک نظر غلط انداز سے
اُنھون نے سب کو آنکھ بھر کر دیکھا مگر یہ حیرت مین غوطے کھا رہے
ہین کہ الٰہی مین یہ خواب تو نہین دیکھ رہا ہون - آخر یہ ماجرا کیا ہے
اس بھٹیاری کو دہقانی کلام سے کیا سروکار - اور یہ سبزپوش کون
بزرگوار ہین جنکے چہرے سے نور الٰہی اور صفات خدا کے نورانی آشکارا
ہین - واللہ قدسیون نے لاہوت پر بھی یہ تماشا نہ دیکھا ہوگا جو ہم
یہان مشاہدہ کر رہے ہین - خدا کرے کسی طرح یہ بھید ہم پر کھل جائے
واللہ اسوقت تو بیٹھے ہین جیسے چھوٹے مُوے ہین کہین یہ سب
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائین تو ہم بی اللہ رکھی کی خوشامد کرین کہ واسطے
خدا کے کچھ حال کہین بی تو بتاو - انھون نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا
کہ وہ بزرگوار رنگے سیار ہین اور بی اللہ رکھی کی طرف دیکھ دیکھ کر
مسکرا رہے ہین ایکدفعہ ہی اُسنے حق حق حق تین بار کہا اور دھپ سے
زمین پر گر پڑا تب تو یا علی کہکر میان آزاد جھپٹے اور انکو ہاتھون ہاتھ اُٹھایا -
حضرت یہ فرمانا تھا کہ وہ بزرگ آنکھین کھولکر مسکرائے اور
میان آزاد کو جھک کر سلام کیا - اور کہا حضور یہ انعام ہوا سچ کہیے گا
ایسے بہروپیے کہین دیکھے ہونگے کیون کیسا روپ بھرا - لونڈے نے کہا اور
سن کیسی بہروپی بولا بی اللہ رکھی بھی مسکرا کر بولین ہم نے بھی کیا جلد تک
آزاد ... میان چانڈو باز موچھون پر تاو دیکر فرمانے لگے کہ کیون بھئی
اس عمر مین بھی اپنے چانڈو کو نہ چھوڑا - میان آزاد اس درجہ خفیف
ہوے کہ گویا شرم خجالت کے سیکڑون گھڑے پانی پڑ گئے - اب یہ
جوش ہوے کہ دیکھا کر بی اللہ رکھی کی نوک ابھر کے لائی انکو انعام مین
بیت دیدی بی صاحب نے دیکھا تو دُلائی آگئی مگر ہشاش بشاش کر
آزاد نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی - بہروپیے نے دُلائی دے جھک کر سلام
کیا اور راہ ہوا لونڈے نے دیکھا کہ مین ہی رہا جاتا ہون بڑھ کر
میان آزاد کا دامن پکڑا ہمین کچھ بھی نہین - حضور ! میان آزاد نے
جیب سے ایک روپیہ نکال دیا کھون سے بی اللہ رکھی سمجھین کہ اسوقت
میان آزاد حاتم کی قبر پر لات مار رہے ہین فرط شوخی سے چمک کر
آگے بڑھین اور ہاتھ ایک عجیب ادا سے دلربا سے بڑھا کر کہا
اور ہمین ؟ -

آزاد - تمھارے لیے جان حاضر ہے -

چانڈو باز - سب زبانی داخلہ - خالی خولی باتین - اور بیوی کو
یہ خبر ہی نہین کہ دُلائی انعام مین دیدی گئی - میان ہی کی جوتی
میان ہی کا سر - ہو تو الٹی جلی مین مانگنے - لڑکی کی خبر ہی نہین
بہروپیے کو کیا جھٹ سے دُلائی اُٹھا دی یہ نہوا کہ بی بھٹیاری کو
بھی اودی اطلس کا پائجامہ بنوا دین - پڑاتے کی جوڑی گوٹ لگی ہو
یہ نہوا کہ چاندی کے چھڑے بنوا دیتے کہ سرا بھر مین چھما چھم کی آواز
گونجتی یہ نہوا کہ کسی دن ہمکو دو چار روپیے دے ڈالتے کہ بھئی
اتنے دن سانڈنی کی رکھوالی کی ہے - جاؤ میان بس تم کو بھی دیکھ لیا
گون کے یار ہو - چمڑی جائے دمڑی نہ جائے -

بھٹیاری - (ہنستی ہوئی) ای واہ ری تیری بات - کہین گرمی تو
نہین چڑھ گئی - ذرا چنڈیا کے بیچ کتروا ڈال - نرا گھوکھا ہی رہا
یہ چمڑی اور دمڑی کا کون موقع تھا -

آزاد - انکی نہ کہو یہ جوتی خورے ہین پٹنے کا انھین ڈر نہین جوتے
کھانے کا انھین خوف نہین - گالی کھانے کا انھین لحاظ نہین
خاصے پاک بیباک چھٹے ہوے گرگے ہین مردک کو کہتے ہوے
شرم نہین آئی کہ سانڈنی کی رکھوالی کی - اچھی رکھوالی کی - وہ تو کہیے
قسمتون سے مل گئی ورنہ ہم تو ہاتھ ہی دھو چکے تھے - اور اوپر سے
باتین بناتا ہے شرمائے نہ شرمانے دے -

بھٹیاری - چلو یہ باتین تو ساری عمر نہ ختم ہونگی اب کہو نکاح
کی کب تیاریان ہین -

پڑھ ڈالے - انسے کسی طرح پیچھا چھڑانا چاہیئے - اتنے مین عاشق تن نے کہا - ؎

چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد | گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی

چاندو باز بولے کہ حضرت آپ کون ہین اور یہ ساتھ ساتھ آوازے کستے ہوئے آپ کیون آتے ہین - یا آگے بڑھیے یا پیچھے چلیے کسی بھلے مانس کو ستانا کیا معنی - اسپر بی اللہ رکھی نے چانڈو باز کے کان مین چپکے سے یون کہنا شروع کیا - سنو تو بھلا - یہ بھی تو شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین - ہمین انسے کچھ کہنا ہی بس یا تو انھین اپنے یہان لے چلو - یا انکے یہان چلو - ہان اتو یہ کہیے اب آپ اپنر ریجھ گئین - اچھا ہمارا ہرج ہی کیا ہی - ہم تو حکم کے بندے ہین ہوی جو کہو منظور - مگر جلتی تو وکیل کے پاس بھتین - کہان عرضی دینے کی فکر مین بھتین کہان اس سٹری سودائی سے بال و پر ملانے کی فکر ہوئی سچ ہی معشوقون کے مزاج کا ٹھکانا ہی کیا تو آخر یہ تو بتا دو کہ اس سے کہون کیا "د کہنا اور سننا کیا معنی یہی کہو کہ انکو آپ سے کچھ کہنا ہی "

چاندو باز - یا حضرت ذری ادھر گلی مین آئیے گا - آپ سے کچھ کہنا ہے -

عاشق تن - واہ نیکی اور پوچھ پوچھ - چلیے اس گلی مین - مگر انکو یہان بیچ سڑک پر اکیلا کہان چھوڑ جائیے گا - انھین بھی ساتھ لیتے چلیے بی تم بھی چلی چلو نہ -

عاشق تن اور چانڈو باز اور وہ تینون گلی مین گئے تو دیکھا کہ اُس گلی کے اندر ایک اور گلی ہی ہمین دھنسے - اس کے اندر ایک اور گلی تھی اسمین گھسے "کہیے حضور کیا حکم ہی" اجی انکو آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے ہان - زہے نصیب زہے نصیب اسوقت تو ہمنے منھ مانگی مراد پائی دل کی آرزو بر آئی - یہ اور ہمین بلائین آج اپنی قسمت پر ناز ہی - کہیے بی صاحب جو حکم - ای تو اس گلیارے مین کیا کہون - کوئی آئے کوئی جائے - کھڑے کھڑے کہین باتین ہوا کرتی ہین ہمین اپنے گھر لے چلو تو خیر - کیا مضائقہ (مضائقہ) چلیے چلیے واہ نیکی اور پوچھ پوچھ - چانڈو باز سوچے کہ دوسرا گل کھلا چاہتا ہی پوچھا کہ میان تمھارا مکان یہان سے کتنی دور ہی جو کافے کو سون ہو تو مین ایک بگھی کرایہ کر لون - انسے اتنی دور چلا نہ جائے گا عورت ذات اور نازک اور دھوپ اب زیادہ ہوتی جاتی ہی - انکو تو مارے نزاکت کے چھتری ہی کا سنبھالنا دوبھر ہو گیا ہے - اتنی دور جائے گا کون - آندھی ورگ - نا صاحب دور نہین - بس کوئی دس قدم - آئیے ایک لمحہ مین ہو پہنچتے ہین - چلے تو عاشق تن نے چھتری لے لی اور خدمتگار کیطرح چھتری لگا کر ساتھ ساتھ چلنے لگے چانڈو باز نے دیکھا کہ اچھا گا دڑی ملا - اپنا بوجھ بھی اُن پر لادا اور خود بھی چھتری کے سایہ مین رئیس بنے ہوے چلنے لگے گلیون سے نکلے سڑک پر آئے - سڑک سے بائین کو مڑے نالے مین گئے چڑھائی اُترے پھر بازار ملا - چلیے کھٹ سے عاشق تن کے مکان پر تھے - صحن مین چوکیون پر صاف ستھرا فرش بچھا ہی بیٹھے - خدمتگار پنکھا جھلنے لگا -

عاشق تن -	وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین
چانڈو باز -	عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

عاشق تن - جب ہم چھٹے ہوے گرگے بدمعاش تھے تب تو ایک بھی معشوق پری پیکر نظر نہ آیا - اب جو توبہ کی تو یہ صورتین دیکھنے مین آتی ہین ؎

یون تو اے ابر کبھی ہمین ملتا تیرا | توبہ کرتے ہی چھلکتی ہی سیاہی تیری

دُم مین رستا باندھون ۔ دس بجے تک تو یوی دھوپ مین پڑی رہتی تھین مسہری اور پھولون کی پنکھیا کی ایک ہی کہی ۔

چانڈو باز ۔ جی ہان آپ جلے پھپھولے پھوڑیے ۔ فریاد کیجئے فریاد

آزاد ۔ کیسی شکایت ۔ کسکا شکوہ ۔ ؎ ۔ تقدیر سے گلہ ہی بتون سے گلہ نہین

مین نہ فریادی بتون کا ہون خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلہ نا آشنا کے سامنے

اللہ رکھی ۔ ای تو اس بحثا بحثی سے مطلب کیا جب سرکار کا پیادہ آئیگا ۔ تب میان کی آنکھین کھُل جائینگی یہ کہہ کر بگڑ جانا ۔ واہ کیا ہنسی ہی

چانڈو باز ۔ چلو پھر اب دن چڑھتا جاتا ہی ۔ وہان ہو آئین نہ ابھی کنگھی چوٹی مین بھتین گھنٹون لگین گے ۔ اور وہ سرکاری درباری آدمی ٹھہرے یک انار و صد بیمار ۔ ایک انگور و صد زنبور ۔ مقدمہ والے صبح شام ڈٹے رہتے ہین ۔ جب دیکھو کھمبیان ٹم ٹم فٹن جوڑی گاڑی گھوڑے ہاتھی پالکی ۔ اکے یا بوفنس میانے دروازے پر موجود ۔

آزاد ۔ بس چُپ نہ ہو رہیئے بکتے جاؤ نہ ۔ آج سرور خوب گٹھے ہین معلوم ہوتا ہے ۔

چانڈو باز ۔ اجی یہان بی اللہ رکھی کی بدولت روز ہی سرور گٹھے رہتے ہین میان آپ اپنی کہیے ۔ کہ ہر دم کچھے گھڑے ہی کی چڑھی رہتی ہے اب دیکھیے نشہ ہرن ہوا جاتا ہی ۔ انشا اللہ بی اللہ رکھی نے کوٹھری مین جاکر سنگار کیا اور نکھر کر چلین تو میان آزاد کی آنکھ پڑ ہی گئی ۔ ہائے حُسن بھی کیا بری چیز ہے ۔ چار آنکھین ہوئین تو دونون مُسکرا دیے ۔ میان چانڈو باز کن انکھیون سے دیکھ ہی رہے تھے بولے کہ ؎

انکو دیکھا تو یہ ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

ہنسے مجھی ہنسے ۔ ؎ ۔ وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مُسکراتے ہو

آزاد ۔ رعد کا شور ہو مورونکی صدا سے پیدا ۔ جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
قد کشی آج وہ سرو دن سے ہین کرتے جاتے ۔ کل کی ہو بات ہوئے تھے جو ذرا سے پیدا
ای شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے ۔ لڑکے ہوتے ہین فقیرونکی دعا سے پیدا

اتنے مین بی اللہ رکھی ایک ہری ہری نازک سی چھتری لگائے چانڈو باز کو ساتھ لیے ہوئے چھم چھم کرتی چلین ۔ بازار مین جدھر جاتی تھین یاران سر پل آوازے کستے تھے ۔ جسے دیکھو مصروف نظارہ بازی ہی مگر وہ غرور حسن سے کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتین ۔ چانڈو باز ہٹو بچو دوت دبک کرتے جاتے ہین ۔ ذری ہٹ جانا سامنے سے ۔ این ! واہ میان ۔ کیا چھکڑا آتا ہی ہٹ جاؤ بائین کو یا وحشت آخر کیا ہی کیا ۔ کچھ معلوم تو ہو ۔ اخاہ ۔ یہ کہئے یہ انکی آمد آمد تھی ۔ کیون نہین ۔ تو صاحب ہٹ گئے بس ۔ مگر واہ رے زمانے اب بھلے مانسون نے بس یہ شیوہ اختیار کیا ہی کہ ایک کو ساتھ لیا کبھی کے وارث بنے ۔ بازار بھر مین غل مچاتے چلے جاتے ہین ۔ ای لاحول ولاقوہ ۔

عاشق تن ۔ اسوقت تو بازار بھر مرغ بسمل کیطرح تڑپ رہا ہی بی اللہ رکھی اور میان چانڈو باز آگے آگے دو قدمے جا رہی ہین اور میان عاشق تن لڑھکتے پڑھکتے پیچھے آ رہی ہین طبع موزون کا دریا ہی کہ اُمڈا آتا ہی ۔ شعر پر شعر پڑھ رہی ہین تک سے مطلب نہین کبھی دیوان ناسخ کا مطلع پڑھ دیا ۔ کبھی عمر خیام کی رباعی بک دی کبھی ما مقیما یاد کرنے لگے ۔ کبھی خالق باری کے شعر ورد زبان ہین ؎ ۔ چیل ہی در گوش کن گفتار من ۔ اور سمجھاتے بھی جاتے ہین کہ اس ذرا سے مصرعے مین ۔ ہی در گوش کن گفتار من ۔ سقدر برائے بیت ہی ۔

چانڈو باز نے دیکھا کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے ۔ ساتھ جو ہوا تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے ۔ اور مُنھ جو کھولا تو دیوان کے دیوان

عاشق تن - ہم تا ئین - نالش تو داغ دو - ہرجہ ملا تو ہرج ہی کیا ہی باقی بیاہ کسی کے اختیار مین نہین ادھر تم مقدمہ جیتین ادھر ہم برات لیکر آئے اور تم کو سکھپال پر بٹھا کرے چلے -

اللہ رکھی - تو چلو تم بھی وکیل کے یہان تک چلے چلو نہ -

عاشق تن - ہان - ہان - چلو - چلو -

عاشق تن اور میان چانڈو باز اور بی اللہ رکھی چلین وکیل کے یہان -

میان آزاد ایک دن خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو سوچے کہ واللہ واہ رے ہم - بیفکری بھی تو کہان تک - آزادی تا کجا واللہ آئے تھے تماشہ دیکھنے لیکن خود ہی تماشہ بنگئے پہلے تو وہ فکر ہوئی تھی کہ سانڈنی شتر غمزے کرتی ہوئی سدھارین - واہ میری اُلٹی کے سننے والے - اور اُسکی کاٹھی اپنے ہی اوپر کسنی پڑتی پھر یگا جب پڑی نہ بیاہ کا تول ہاتے - مگر آنکھ کھلی تو نشانہ ہاتھ مین برات نکل گئی خود بدولت نئی سڑک پر تیا پوچھتے چلے جاتے ہین اور جو کہین نواب کے آدمی جھوٹین تو پھر خدائی بھر مین اپنا ٹھکانا نہ رہے چور کے چور بنین اور الّو کے الّو بنائے جائین اور طرہ یہ کہ کسی کے منھ دکھانے کے لائق نہ رہین - کوئی کہان تک بدنامیون کا ٹوکرا اُٹھائے - اس آزادی نے تو کلنگ کا ٹیکا لگایا - آبرو پر پانی پھر گیا - عزت خاک مین ملگئی - ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے - کس کس کی نازبرداریان کرنی پڑتی ہین کس کس کے آگے سر ٹیک کی نوبت آتی ہی - کہان کہان ٹھوکرین کھاتے ہین کیسی کیسی رنگین باتے ہین سلجھی ہوئی بات ہم نے الجھائی دل کا دل دکھایا اور داغ کا داغ پایا - جب دیکھو تلوے کھجلایا کرتے ہین - دنیا بھر کا راستہ ناپتے پھرتے ہین - اس جنون کے صدقے جس نے ہمین دشت دکھلایا فلک بے مہر نے کبھی نگہ رحم نہ فرمائی - کوئی دم چین لینے ہی نہ دیا گر پہلے کانٹا چُبھتا ہی پھر کہین پھول ہاتھ آتا ہی خدا کو اسی مین کچھ مجھ غریب کی بہتری منظور ہوگی - ؎

درد ہر کسے بہ گلعذاری نرسید	تا بر زدنش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شاخ نشد	دستش بسر زلف نگارے نرسید

دفعتًہ سرا مین غل مچا - لینا - لینا - لینا - یہ گھبرا کر کوٹھری کے باہر نکلتے ہین تو - ع - کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہی - سانڈنی نے رسی وسی توڑ تاڑ کر پھینکدی ہی اور سرا بھر مین اُچکتی پھرتی ہی مگر حقیقت حال حضرت نہ سمجھے کہ ایک ٹھٹھول نے دل لگی دل لگی مین رسی کو چاقو سے کاٹ ڈالا اور بھُس مین ہنگی ڈال جما لو بھاگ کھڑی ہیانڈنی پہلے تو ایک مسافر کے ٹٹو کی طرف جھپکی اور اُسکو اسے شکون سے بوکھلا دیا مسافر بیچارہ ایک لگا لئے ہوے کھٹا کھٹ ہاتھ صاف کر رہا ہی مگر کہین کھیا بخون سے اتنے بڑے جانور مانتے ہین پھر جو وہان سے طرارہ بھرا تو دو تین بلیون کا کچومر ہی نکال ڈالا گاڑیبان ہائین ہائین ہائین کر رہا ہے لیکن اس آئین بائین شائین سے بھلا اونٹ سمجھا کئے ہین - یہان سے بلا کی طرح جھپٹی تو ایک کمہار حبیبٹ مین آگیا - دھم سے منھ کے بھل زمین پر مٹی کے بھوے بھانے کھلونے سب چکنا چور پھر دُم دبائے ہوے ذقند بھری تو دو چار اکون کو گرا دیا کسی کی کمانی توڑی کسی کے انجر پنجر الگ - سرا مین عجب طرفہ غل مچا ہوا ہے - ٹٹو والا اپنا سر پیٹتا ہی - گاڑیبان کھڑا رو رہا ہے - کمہار ادھر مرا ہوگیا - چانڈو باز تو بڑا دکھاتے پھرتے ہین - منسوڑ آدمی فقرے پر فقرے چست کر رہے ہین - تھان ہی تھان واہ ری اونٹنی کیا کہنا ہے وہ بڑھ کر لات جما جا ایک آدھ کو چانڈو باز سانڈنی کو پکڑنے دوڑتے ہین تو یار لوگ دور ہی سے

مگر اپنا عشق بھی دُنیا سے نرالا ہی جسکو دل دیا اُسکو دیا ۔ پختہ مغز جنون ہیں ۔ جان جائے ۔ مال جائے ۔ عزت جائے ۔ بدنام ہون ۔ ستم سہون ۔ یہ سب گوارا ہے ہین تو ہزار جان سے عاشق زار ہون کیونکہ ہین کو ذرہ برابر کہو جلتا بلتا انگارا اٹھالون ہمارا عشق خام نہین جان کا دینا ہمارا بائین ہاتھ کا کرتب سمجھتے ہین ۔ ؎

تو عاشقان مسلم ندیدہ جائے	کہ تیغ بر سر خود بندہ دار در پیش آمد

چانڈو باز ۔ اب انکا مطلب سنیے ۔ یہ بچاری ابھی کوئی اٹھارہ اُنیس برس کی ہونگی ۔ نے ابھی کل تو پیدا ہوئی ہین مگر بلا کی شوخ طبیعت اور چُلبلی اور بات ایسی تاڑتی ہین کہ بسکا حق ہی حسن جمال پر تو آپ ہی دیکھیے ہین ۔ اب سنیے کہ انکے میان یہان سے اچھا بھلا گھر اور شاید کچھ بگڑا بھی کیا تھا غرض کہ بھاگ کے حیدر آباد دکن گئے وہان کسی کو گھر مین ڈال لیا ۔ اب یہ اکیلی ہین ۔ انکا جی گھبراتا ہی اور پھر آپ جلنے یہ شباب یہ حسن شوق ہوا کہ بیاہ کرین ۔ ادھر اُدھر ہین اور یہ دونون ملکر خوش رو گبھرو جوان ڈھونڈ رہتے تھے کہ حسن اتفاق سے سرا مین ایک وجیہ کرارا جوان آیا ابھی سین بھنگی ہین

بھٹیاری ۔ ہان کلّے ٹھلّے کے جوان ہین اور میان آنکھین تو ایسی رسیلی دیکھین نہ سُنین مین کیا کہون تم سے بس دیکھنے سے تعلق ہی

چانڈو باز ۔ ای تو مجھی کو اب کہنے دو ۔ تم تو بات کاٹے دیتی ہو ہان تو حضرت مین کیا کہتا تھا ۔ ہان اُنکی انکی چار آنکھین ہوئین تو اُدھر وہ ادھر یہ دونون گھائل ہو گئے ۔ پہلے تو آنکھون ہی آنکھون مین باتین ہوا کین پھر کھُل کے صاف کہدیا کہ ہم تم کو بیاہین گے مگر پھر مکر گئے ۔ رہا ایک بات یہ تو ہی کہ جب اُنکو دیکھ لیتے ہین تو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اور اُف اُف کرنے لگتے ہین ۔ اب انکا قصد ہے کہ آپ نالش جڑ دین ۔

عاشق تن ۔ اجی اُنکو بھاڑ مین جھونکو ۔ جو بیاہ ہی کرنا ہی تو ہم سے نکاح پڑھوا لو اُنکو دھتا بتاؤ ۔ واہ چاہیے تھا انھین عاشق ہونا اُلٹے تم ہی عاشق ہوئی جاتی ہو ۔ ہمارے ساتھ عقد کر لو دونون کے دونون مزے سے رہین ۔ پھر بولو بیوی کیا مرضی ہی ۔

اللہ رکھی ۔ سچ کہون ۔ تم مردون کا ہمین اعتبار ہی مرے بچہ نہین رہا اب جی نہین چاہتا کہ کسی سے دل ملائین اور محنت کا (مفت کا) دُکھ لین ۔

عاشق تن ۔ تم نے ابھی ہمین پہچانا ہی نہین ۔ پانچون اُنگلیان برابر نہین ہوتین ۔ بھلا ہمین بھی آزما دیکھیے ۔ ہم شریف زادے ہین بیوی ۔

اللہ رکھی ۔ سچ کہون ۔ لوگ اپنے غیر تو ہمین ساری خدائی یہی سمجھتی ہی کہ اللہ رکھی بڑی خوش نصیب ہین ۔ مگر میان مین کس سے کہون دل کا حال کوئی کیا جانے اُنھون نے چمک دمک دکھی اور مرنے لگے ۔ اب مجھ سے سنو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی بدقسمت ہی نہین اس سن مین میان ندارد ۔ اُٹھتی جوانی اور یہ حیرانی کہان ماری ماری پھرون ۔ دن رات اسی سوچ مین رہتی ہون کہ کوئی بھلے مانس ملین تو نکاح پڑھوا لون سو میان اپنے سوچ سمجھ لو اور مجھے قول دو

عاشق تن ۔ قول مردان جان دارد ۔

چانڈو باز ۔ یہ دیکھیے عرضی دعویٰ ہے ۔

عاشق تن ۔ ارے یہ کس پاگل نے لکھی ہی جی ۔ یہ کہین ایسا ہو سکتا ہے بھلا ۔ سرکار یہ نہین کر سکتی ہی کہ آزاد کو خواہ مخواہ تمھین دلوا ہی دے ۔ ہان اتنا ہو سکتا ہی کہ ہرجہ دلوا دے سو اسکا بھی ثبوت مشکل ہی ذرا ۔

بھٹیاری ۔ اجی ہوگا بھی مسود (مسودہ) پھاڑ ڈالو ۔ اب میان آزاد سے مطلب ہی کیا رہا ۔

ٹھہری تھی پہلے کوئی تجویز تو کر لیجیے ورنہ عدالت مین جانا کچھ خالہ جی کا گھر تو ہے نہین -

عاشق تن - اب بتاہی دون - بندہ سمجھے صاحب - بندہ درگاہ کہین گے کہ ہم سے مہینون سے بات چیت ہے بیچ مین میان آزاد کود پڑے ہم منھ تاک کر رہ گئے - واللہ وہ جواب دون کہ آپ بھی خوش ہو جائین

وکیل - واہ تو پھر کیا پوچھنا ہی - ہم آپکو دو ایک کنایہ بتا دینگے پھر آپ فراٹے بھرنے لگیے گا - گر دو ایک گواہ تو ٹھہرا لیجیے بس ایک روپیہ دینے گنیے - بس ہم انھین پڑھا دینگے -

چانڈو باز - ایک گواہ تو مین ہی بیٹھا ہوا ہون - فراٹے باز

خیر اب بات کو طول کون دے بی اللہ رکھی سیدھی کچہری پہونچین جس پیڑ کے نیچے جا کر بیٹھین وہان وہ جٹاو کہ الامان - جدھر گذر ہوا کٹاو کر دیا - کچہری بھر کے آدمی ٹوٹے پڑتے ہین - میان چانڈو باز عظیم اللہ خانی حقہ گڑگڑا رہے ہین - اور وارث علی خان بنے بیٹھے ہین جاو بھی اپنا کام کرو - آخر یہان کیا میلا ہی بھی واہ اچھی دل لگی نکالی - کیا بھیڑ یا دھسان خلقت ہی!!

ایک - جی بھیڑ یا دھسان خلقت ہی - آپ لائے ہی ایسی ہین -

دوسرا - اچھا ہم کھڑے ہین - آپکا کچھ اجارہ ہی - واہ اچھے آئے -

تیسرا - آپ کوئی خدائی فوجدار ہین -

چوتھا - بھائی ذری ہنس بول لین - آخر مرنا تو ہے ہی -

خیر جب ایک بجا تو بی اللہ رکھی ناز و ادا سے اٹھلاتی دوپٹا پھڑکاتی چھڑون کو چھم چھم کرتی ہوئی چلین عرضی دینے چانڈو باز ایک ہاتھ مین حقہ لئے ہین دوسرے مین چھتری خدمتگار بنے چلے جاتے ہین اب سنیے کہ کچہری کے دروازون پر یاران سر پل ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگائے کھڑے ہین چانڈو باز تو برآمدے مین ٹھٹھک رہے - اب بی اللہ رکھی کو کوئی بتاتا نہین کہ عرضی کہان لیجاتی ہی - ایک کہتا ہے دہنے ہاتھ جاو

دوسرا کہتا ہے نہین نہین بائین بائین - تیسرا بولا میان کیون بہکاتے ہو بیچاری کو دیکھو وہ سامنے کمرا ہے -

الغرض بی صاحب چمکتی ہوئی منصرمی مین پہونچین عرضی دعوے دیا منصرم صاحب پرانے رسیا - خوب گھورا کیے - خیر اُسنے پرچہ لیا اور یہ چل کھڑی ہوئی -

دوسرے دن نور کے تڑکے میان آزاد چھپر کھٹ پر لیٹے ہوے لہرا لہرا کر عین حالت وجد مین پڑھ رہے تھے کہ ؎

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست
صلاے سرخوشی ای عاشقان بادہ پرست
بیار بادہ کہ دربارگاہ استغنا
چہ پاسبان چہ سلطان چہ ہوشیار چہ مست

اتنے مین عدالت کے مذکوری نے سمن لا کر دیا اور بی اللہ رکھی مسکرانے لگین -

مذکوری - سمن آیا ہے -

آزاد ؎
شب صحبت غنیمت دان و داد خوش دلی بستان
کہ مہتاب دل افروز ست و طرف لالہ زارے خوش

مذکوری - حضور سمن آیا ہے گانے کو تو دن بھر پڑا ہے لیجیے دستخط تو کر دیجیے -

آزاد -
بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بہ میخانہ
کہ شنگولان سرمستت بیاموزند کارے خوش

مذکوری - اجی صاحب شعر ہی پڑھا کیجیے گا یا میری بھی سنیے گا -

آزاد - کیا ہمسے کہتے ہو -

مذکوری - جی اور نہین تو کس سے کہتے ہین - یہ لیجیے آپکے نام سمن آیا ہے -

آزاد - (سمن لے کر) یہ سمن کیسا بھئی - ذرا پڑھین تو -

ازانجا کہ بی اللہ رکھی نے تم پر نالش کی ہی لہذا حکم ہوتا ہی کہ حاضر عدالت ہو ارے واہ واواہ - یہ تو سچ مچ نالش ہی جڑ دی -

تالیان بجا دیتے ہین وہ اور بھی بوکھلا گئی لگی بلّیون اُچھلنے جب
جو طرف سے یاران سرپل نے خوب ہی دق کیا تو ٹیک کر اُس نے
ایک ذات شریف کو دانتون سے دبا کر اُٹھا لیا اور بھنبھیکا دم سے
ہائے کچھو فر نکل گیا - گرے تو بیدم زخمون سے خون کے سرّاٹے بہنے
لگے اور حوالی موالی سب نفر ہو گئے - ساری بھیڑ کائی کی طرح
پھٹ گئی تب تو چانڈو باز لپکے کہ نکیل لون - وہ نام پوچھتی ہی
بارے جب خوب ہی شل ہو گئی تو اُنکے ہاتھ آئی - اُنھون نے
چمکار کر باندھ دیا کھاری بھی جھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا - بیل بھی کمنا کر
بھوسے کی طرف جھکے گر ٹٹو کی بُری نوبت ہی -

ادھر کا تو یہ حال تھا اب اُدھر کا ذکر سنیئے کہ میان چانڈو باز اور
عاشق تن اور بی اللہ رکھی ملکو وکیل کے یہان گئین - لیکن
بڑی دیر تک تینون کے تینون باہر ہی ٹالا کیئے - یہ رئیس آئے
وہ امیر آئے - کبھی کوئی مہاجن آیا کبھی کسی بیوپاری نے اپنا مقدمہ
سُنایا خیر عرصے کے بعد اُنھون نے بار پایا - وکیل جو دیکھتے ہین تو
آج وہ رنگ و روغن ہی نہین - وہ جوبن ہی نہین - وہ مسکرانا
وہ لجانا سب بھولی ہوئی ہین - کیون خیر باشد - آخر ماجرا کیا ہی بی -
آج چہرہ اتنا اداس کیون ہی - خدا ہی خیر کرے - ہماری جان کی قسم
سچ سچ بتا دو مقدمہ تو گیا جہنم مین یہ دو ہی دن مین ہو کیا گیا کہان وہ
وہ چمک دمک تھی - کہان یہ حال - کہان وہ شگفتگی تھی کہان یہ
ملال - کہان وہ جوش جوانی - کہان یہ سراسیمگی و پریشانی - کہان
وہ رُخ انور غیرت ماہ - کہان لب پر فغان و آہ - کہان وہ چھب وہ پھبن
کہان یہ رنج و محن - زلف پُر شکن کا وہ پیچ و تاب نہین - چہرے پر وہ آب و
تاب نہین - آہی یہ کیسی ہوا بندھی کہ حُسن کا چراغ ہی گل ہو گیا شوخی و
مستی کا قلع ہو گیا - اتنے مین بی اللہ رکھی کا دل بھر آیا اور ٹپ ٹپ
آنسو گرنے لگے - خوب پھوٹ پھوٹ کر روئین آنسو کا تار بندھ گیا
روتے روتے ہچکیان بندھ گئین وکیل سناٹے مین کہ الٰہی یہ کیا
اسرار ہی اُس دن تو کھلکھلا کر ہنستی تھی آج آٹھ آٹھ آنسو روتی ہی
یا تو ادائے دلربا مین لاکھ انداز تھے - کبھی سیاہی زلف چلیپا کی
جھلک دکھائی - کبھی دُر دندان کی چمک دکھائی - مُسکرا مُسکرا کر باتین
کرنا نازو انداز سے قدم دھرنا - آج بیقراری اور اشکباری اور
گریہ و زاری ہی - انکی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے لاکھ ضبط
کیا مگر دامن تر ہی ہو گیا - ع

وان جھوٹ موٹ تم نے بنا دیے سے غش کیا
ہم سچ مچ ایسے روئے کہ یان جی سے غش کیا

میان چانڈو باز توکل کار روائی سے واقف تھے بی اللہ رکھی
کے درد دل کو وہی خوب سمجھے اور وکیل کی پریشانی دیکھ کر بولے کہ
حضرت یہ بڑی پاکباز عفت کوش حیا پرور عورت ہین -
بھٹیاری - جی وہ تو میری دزد (وضع) کیے دیتی ہے - اُف -
چانڈو باز - انکی ظاہری وضع پر نہ جایئے گا یہ واقعی بڑی وضعدار
ہین جیسی گلعذار باغ و بہار طرحدار ہین ویسی ہی خدا کی قسم وضعدار
ہین گو سر تا بقدم نور ہے - پرستان کی حور ہین خجل رنگین مزاج بہار
طبع رنگین ادا نازک آواز فصیح نکتہ پرداز جُست و طرار - عالم فریب
ستمگار گر سیر اعدا اور مین کہ بُری راہ چلتے آجتک نہین دیکھا - ان کی
پاکدامنی کی قسم کھائی چاہیئے - خیرات فرمایئے کہ مقدمہ کی کیا صورت کیجائے
عاشق تن - جی ہان پیرو مرشد - کوئی فکر معقول بتایئے گر بردستی
تو یہ شادی نہین کر سکتین - ہان - ہرج کا ثبوت ہو تو بیشک لکھائے
پھر ہرج ہی کیا ہی - بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی - کچھ تو بے مل گئی
چانڈو باز - مرین انکے دشمن آپ بھی کتنے بچے ہین - واہ -
وکیل - اچھا تو یہ بتایئے کہ وہ رئیس کہان سے آئین گے
جو عدالت مین بیدھڑک کہہ گذرین کہ ہم سے اور انسے بیاہ کی

اتنے مین چانڈوباز نے غل مچانا شروع کیا کہ دوڑو چور ہی لینا چور چور چور۔ میان آزاد نے ادھر چانڈو باز پر شڑاپ سے کوڑا اچھکارا اور اُدھر سانڈنی کو جو ایک ایڑ لگاتے ہین تو چھن چھن چھن چھن یہ پہونچ وہ پہونچ - شہر سے باہر ہوے تو میان آزاد کی روح فرحناک ہوگئی۔ صبح کا سہانا وقت۔ صبا نافہ نسیم عنبر بیز طرف چمن غالیہ بار ہر سمت باغ و بہار۔ سانڈنی اٹھکھیلیان کرتی جاتی ہین۔ سوچے کہ الحمد للہ آج بعد مدت روح نے غذا پائی اور میدان کی صورت نظر آئی چلو بڑے خلفشے سے جان بچی سستے چھوٹے میان آزاد سرا کی سرگذشت سوچتے چلے جاتے تھے کہ راہ مین دو مسافر باہم یون باتین کرنے لگے۔

ایک - ارے میان آجکل لکھنؤ مین ایک نیا گل کھلا ہے کسی ذات شریف نے کڑورون روپیہ کے جعلی اسٹامپ بنائے اور لندھن تک مین جاکر کوٹے لیے۔ سنا کابل مین دو جعلیے گرفتار ہوے مشکین کس لی گئین اور ریل پر بند کرکے یہان پہونچ گئے مگر میان اللہ جانتا ہے کیا جعل کیا۔ جو جوہر بھی فرق معلوم ہو تو مجھین منڈوا ڈالو۔ سنا کئی برس سے بیچا گئے۔ کوئی ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے تھے اور کچھ چوری چھپے نہین۔ کھلم کھلا۔ اور سنیے ایک میان حسین بخش ہین مصور اور فوٹو گراف کی تصویر کھینچتے ہین وہ بھی اس جھپیٹ مین آگئے۔ کنھیا لال نامے ایک جعلیا ہے وہ بھی دھر اگیا اور اُسکے چیلے چاپڑ بھی پھنسے ہین۔

دوسرا - واہ دنیا مین بھی کیسے کیسے کانئیے پڑے ہین ایسون کے تو ہاتھ کٹوا ڈالے۔

ایک - واہ وا۔ کیا قدردانی کی ہی کہنے لگے ہاتھ قلم کروا ڈالے یہ نہ کہا کہ پھانسی دیدے۔ واللہ ہے کہ اُنھون نے تو وہ کام کیا کہ ہاتھ چوم لے۔ جاگیرین دے۔ کارے کردہ است برادر کارے کردہ است واللہ کارے کردہ ست۔ اس سوجھ بوجھ کے صدقے۔

میان آزاد کو پہلے مسافر کے مبالغہ اور تعریف پر بے اختیار ہنسی آئی اور سوچے کہ ایسے ہی ذات شریف تو بات کا بتنگڑ بناتے ہین۔ کیا جھپ سے جعلیون کو کابل تک پہونچا دیا۔ اور ہندوستان کے اسٹامپ لندن مین بکوائے۔ واہ ری عقل اچھی جی۔ انھون نے اُنسے پوچھا کہ کیون جی کیا کرورون کے اسٹامپ بیچ ہیے بھئی کمال کیا ہے واللہ۔ وہ دونون سمجھے کہ یہ کوئی پولیس افسر ہین اور بھیس بدل کر سانڈنی پر سوار ہو چلے ہین ٹوہ لینے۔ ایسا نہو کہین ہمکو بھی گرفتار کرلین کوئی کہدے کہ (امینم بچہ اشتر ست) تو پھر بیڈھب ہی ٹھہرے اور صاف ٹکر جاؤ۔ انگریزی ہے دل لگی نہین ہے کہ بیچ میدان مین کھڑے ہوکر سرکار دربار کی باتین کرنے لگے۔ اس سے بالکل انکار ہی کرنا اچھا۔

آزاد - کیون صاحب کتنے کے جعلی اسٹامپ بیچے۔

مسافر - جی!۔

آزاد - آپ ابھی کہتے نہ تھے کہ جعلی اسٹامپ بیچنے والے دھرے گئے ہین۔

مسافر - کون ؟ ہم نہین تو۔

آزاد - اجی آپ باتین نہین کر رہے تھے کہ اسٹامپ کسنے بنائے اور ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے چلے آئے مگر اب پکڑے گئے کیری پتون کی آڑ مین کب تک چھپے گی۔

مسافر - (کانپتے ہوے) حضور ہم کو تو کچھ معلوم نہین۔

آزاد - (ڈانٹ کر) ابھی بتاؤ سور نہین ہم تم کو بڑا گھر دکھائے گا اور بیڑی پہنائے گا۔ تم بدمعاش۔ ابھی بتا۔

میان آزاد تو انکی چتونون سے تاڑ گئے کہ دونون کے دونون چونگا ہین۔ مارے ڈر کے اسٹامپ کا لفظ زبان پر نہین لاتے

چانڈو باز - کیون میان مذکوری اگر ہم نہ جائین تو کیا ہو -
مذکوری - جی کچھ بھی نہین وارنٹ آنے سے رہا یک طرفہ ڈگری ہوجائے گی -
آزاد - اور جو روپوش ہوجائین -
مذکوری - تو ہو کیا - وارنٹ جاری ہو - بس دیوانی کے مذکورون کی حراست مین آئین - مزے سے دوپہر اسی ساتھ مذکوری نے دستخط کرائے اور بی اللہ رکھی کو گھیرا - آج تو ہاتھ گرماؤ ایک چہرہ شاہی لاؤ " ای تو ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا جیتین تو نام مر نام دین محنت محنت مین کون دے بھلا "
اجی تم جیتی داخل ہو بی بی - ہمارا ہک (حق) نہ مارو " اچھا کل آؤ تو دے جاؤ " اچھا -
میان آزاد کے پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ بڑی بدڈھب ہوئی شوہر بنے تو مزے ہین جب چاہین گے بیوی کو ٹھکار کر چپت ہوجائین گے لیکن جو کہین جرمانہ ہوا تو کس کے گھر سے دینگے یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اہو ہو ہو - خوب یاد آیا - نواب کی سانڈنی کے کوڑے کرین گے پو بارہ ہین - ع - انیہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر ؛ لیکن بی اللہ رکھی ہشاش بشاش چو طرفہ چمکنے لگین اور آس پاس کی بھٹیاریون سے چلا چلا کر کہنے لگین - اپنو چاندی ہو جیتے تو گھی کے چراغ جلائین گے نہ کہا کہ منھ میٹھا کرینگے گلگلے کھلائین گے - دوسری نے کہا اللہ کرے جیتو تو نہ کھلاؤ گی تو نکاح والے دن ڈھولک کون بجائے گا -
میان آزاد و حشت اللہ نے جب سے سمن پایا تب سے اُن کے ہوش بگیرا ہوے - آزادی کا نشہ ہرن ہوگیا سوچے اب کرین کیا جائے ماندن نہ پائے رفتن - بھاگ کھڑے ہون تو مذکوریون کی حراست مین آئین نواب صاحب کے مصاحب حسد کے مارے خوب ہی تھا کا اُڑائین - ڈٹے رہین تو یہان والے قہقہے لگائین کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی - یار نہ مددگار - ع - زمانہ برسر جنگ ست یا علی مدد ے - ع - یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے ؛ ایک دفعہ انھین خیال آیا کہ لو سوچ کا ہے کا ہے - چپکے سے چلتا دھندا کرو - کوئی کہان ڈھونڈھتا پھریگا ٹھور نہ ٹھکانا - یہ سوچتے ہی انکا چہرہ بشاش ہوگیا - ادھر بھٹیاری کی آنکھ چوکی اُدھر چھپاک سے کاٹھی کس بقچہ سنبھال ڈنڈا اٹھا یہ جا وہ جا - نا کے تک تو انکو کسی نے نہ ٹوکا - مگر جب ناکے سے کوئی گولی بھر کے ٹپے پر باہر نکل گئے تو میان چانڈو باز سے چار آنکھین ہوئین -
ارے ! غضب ہی ہوگیا اب دھر لیے گئے -
چانڈو باز - ای بڑے بھائی کدھر کی تیاریان ہین - یہ بھاگ جانا ہنسی ٹھٹھا نہین ہے بندہ پرور - کیا کوئی کسی اوچل کھڑے تھے مگر تھین اُنھون نے بھاگنے کیا سمجھ کر دیا بھئی - یا آنکھون مین خاک جھونک کر چلے آئے بس اُتر پڑو - آؤ ذری حقہ تو پی لو دم تو لگاؤ -
آزاد - اس دم مین ہم نہ آئین گے - یہ فقرے کسی گنوار کو دیجیے آپ اپنا حقہ رہنے دین بس اب ہم خوب پی چکے ناکون دم کر دیا بدمعاشون نے - چلے تھے مقدمہ دائر کرانے - اب جو ہماری چھانو بھی پاؤ تو آزاد نہین - ہات تیرے کی کیس مزے سے کہتے ہین کہ حقہ پیے جاؤ - ایسے ہی تو بڑے ہمدرد ہین - آپ اپنی ہمدردی نہ کر رکھیے -
چانڈو باز - نیکی کا زمانہ ہی نہین - ہمنے تو کہا اتنے دن ملاقات رہی ہے - آؤ بھئی تو اضع تکریم خاطر مدارا کرین اب خدا جانے کب ملنا ہو -
آزاد - خدا نہ کرے کہ تم ایسے منحوس بے ایمانون کی صورت پھر کبھی خواب مین بھی نظر آئے -

آزاد پھر چلے مگر افسردہ اور پژمردہ چلتے چلتے خدا خدا کر کے
نواب کے شہر کے قریب پہونچے۔ جب کوئی دو ڈھائی کوس شہر رہ گیا
تو ایک کنوئین پر پانی پیا کہ اتنے مین ایک بھڈری آنکلا۔ ساعت
بچارین ساعت۔ سگن بچارین۔
بھڈری۔ (پوتھی سنبھال کر) تمھاری نواب صاحب کے یہان
بڑی تلاش ہتی جی۔ تم گائب کہان ہو گئے تھے اونٹ رے کے
اب مین جا کے کہونگا کہ مین نے پرشن دیکھا تو نکلا کہ آجاد (آزاد)
پانچ کوس کے اندر ہی اندر مین جب تم ٹپ دینی پہونچ جاؤ گے
تو پھر ہماری چڑھتی کلان ہوگی۔ تم کو بھی آدھون آدھ بتا دین گے
مگر بھانڈا نہ پھوڑنا چڑھ باجی ہے۔ جو تم راضی ہو جاؤ تو جاندی ہی
آزاد۔ واللہ کیا سوجھی ہی۔ منظور ہے بس اب تم جاؤ۔ ہم بھی تم
کے دم مین پہونچتے ہین۔
بھڈری نے پشتک بغل مین داب کر راہ لی اور نواب کے
یہان دھر دھمکے۔
خوجی۔ اجی جاؤ بھی تمھاری ایک بات بھی ٹھیک نہ نکلی اب
کہو کچھ حکم لگاتے ہو۔
نواب۔ برسون ہمارا نمک تم نے کھایا ہی برسون۔ ایک دو دن
نہین برسون برسون۔ اب اسوقت کچھ پرشن درشن بھی دیکھو گے
یا باتین ہی بناؤ گے چکنی چپڑی۔ ہم کو تو مسلمان بھائی تمھاری وجہ
سے کافر کہنے لگے اور تم ذرا محنت کر کے کوئی اچھا سا حکم
نہین لگاتے۔
بھڈری۔ وہ حکم لگاؤن کہ بٹ ہی نہ پڑے۔
خوجی۔ اجی جاؤ بھی دیکھ لیا۔ بس زبانی داخلہ۔ ڈینگین ہو خواہ
کہین کسی روز مین قرولی نہ بھونک دون۔ سوا اسے بے پر کی
اڑانے کے بات سیکھی ہی نہین۔ مرد آدمی سال بھر مین ایکدفعہ تو
سچ بولا کرو۔
مصاحب۔ واہ سچ بولتے تو قصائی کے کتے کی طرح پھول نہ جاتے۔
نواب۔ یہ کیا واہیات گفتگو ہے۔
بھڈری۔ ناہین ہم سے انسے ہنسی ہوتی ہے۔ یہ ہمین کہتے ہین
ہم انھین۔ اب آپ کوئی پھول من مین لین۔
نواب۔ یہ ڈھکوسلے ہمین اچھے نہین معلوم ہوتے۔ ہمین صاف
صاف بتا دو کہ میان آزاد کب تک آوین گے۔
بھڈری۔ (کچھ بڑبڑا کر) پانی کے پاس ہین۔
مصاحب۔ واہ آسون برکھا گھم گھم برسے۔ واہ استاد پانی کے
پاس ایک ہی کہی۔ لڑکی نہ لڑکا۔ دونون طرح اپنی ہی جیت۔
بھڈری۔ یہان سے کوئی تین کوس کے اندر ہی اندر ہین جو
نہون تو ناک کٹا ڈالون۔
خوجی۔ آؤ آؤ ناک بدتے ہین وہ منزلون کی راہ ہین سانڈنی
کے کوڑے پیے ہونگے۔ گلچھرے اڑا رہے ہونگے آپ تین کوس
لیے پھرتے ہین۔
رفقا۔ حضور یہ بھڈری بڑا فیلیا ہی۔ آپ تو پوچھتے ہین کہ میان آزاد
کب آئین گے وہ کہتا ہی کہ تین کوس کے اندر ہی اندر ہین۔ پرلے
جھپ جھاپے۔ سوا جھوٹ۔ سوائے جھوٹ۔
بھڈری۔ تو بتاتے بتاتے بتائین گے۔ یا ایکدم سے بتا دین سیتین
بچارین بھی تو۔ نے ناک ناک کون بدتا ہے۔ کاٹ ہی دونگا۔ نا کے
کے پاس گوندنی والی بغیہ مین میان آجاد بیٹھے ہونگے جاؤ دیکھ لو
پوتھی جلا دون ناک کٹا ڈالون جو جھوٹ نکلے۔
نواب۔ جا ایک سوار کو بلواؤ اور حکم دو کہ ابھی سرنگ گھوڑی پر
سرپٹ جائے اور دیکھے میان آزاد ہین یا نہین۔ ہون تو اس
بھڈری کا آج گھر بھر دون۔ بس آج سے اسکا معتقد ہی ہو جاؤن۔

آؤ انکو ذرا دق کرین - جیسے ہی انھون نے ایک ڈانٹ بتائی
اور انکے اوسان خطا ہوئے - ایک تو بگٹٹ جھیم کی طرف بھاگا
دوسرا اکھڑ بڑ کرتا ہوا پورب کے رخ - انھون نے سانڈنی کو ذرا تیز
کیا تو وہ بھی دوڑنے لگے - اس وحشت کے قربان -

میان آزاد چلے جاتے تھے تو راہ مین دو چار مسافر ایک پیڑ کے
سایہ مین بیٹھے حقہ پی رہے تھے یون گفتگو کرنے لگے -

جوان - کوئی تدبیر ایسی بتایئے کہ لو نہ لگے - آج کل کے دن
بڑے ہی برے ہین - اب دوپہر یا کسی باغ مین منایئے چلکر -

پیر مرد - لو نہ لگنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ پیاز کی گٹھی پاس رکھے
جتنی لو چلے گی وہ سب اس گٹھی مین جذب ہوتی چلی جائے گی -
یا دو چار کچے آم توڑ لو اور ایک ٹکری نمک کی یا ذرا سی شکر ڈالکر
اور ایک آبخورہ پانی ملا کر پی جاؤ - گر آمون کو پہلے بھون لینا
جب خوب پلپلے ہون تو گودا نکالکر چھلکا پھینکدو اس سے
سہل نسخا ہی نہین -

جوان - اور جو کہین اسوقت برف ملجائے تو پانی مین ڈالکر
غٹ غٹ پی جاؤن کلیجہ تک ٹھنڈا ہو جائے -

پیر مرد - کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا - نئے صاحبزادے ہی رہے
پانی مین تو برف ڈالنی ہی نہ چاہیئے - برف کے پانی مین آبخورہ
رکھدیا جب خوب ٹھنڈا ہو جائے تو آبخورے کا پانی پیے ورنہ مضر ہے

جوان - واہ لاکھون آدمی پیتے ہین -

پیر مرد - اجی لاکھون آدمی جھک مارتے ہین - لاکھون چوریان
بھی تو کرتے ہین بس دیکھ لیا کہ لاکھون آدمی ایسا کرتے ہین - پھر
اس سے مطلب - صدہا آدمیون کو ہم نے دیکھا ہے کہ گڑھیاؤن اور
تالابون کا پانی سفر مین پیتے ہین آپ پیجیے گا - ہزارون آدمی دھوپ
مین کوسون چلکر کھڑے کھڑے تین چار لوٹے پانی کے پی جاتے ہین گر یہ
کچھ اچھی بات تھوڑا ہی ہے -

میان آزاد کا ایک دلکش باغ کی روح افزا بہار دیکھ کر جی
للچایا کہ ذرا اٹک جائین - سانڈنی پر سے دھم سے کودے ایک درخت
کے قریب اسکو باندھا اور زین پوش اتار کر ایک صاف ستھرے
مقام پر پیڑ کے سایہ مین بچھاکر لیٹ رہے تو کیا سنتے ہین کہ ایک
گانون مین دو آدمی بیٹھے ہوے باہم مزے مزے سے یون
گفتگو کر رہے ہین -

ہندو - ارے میان کچھ اور بھی سنا -

مسلمان - اب سونے دو بھئی - آخر منزل طے کرنی کچھ دل لگی ہے -
بک بک بک لگائی ہے یہ سنو وہ سنو - یہان آج مارے گرمی کے
پتھر بگڑے ہوے ہین -

ہندو - اجی وہ بات سناؤن کہ نیند خواب مین بھی نظر نہ آئے
یاد ہوگا کہ اس بوڑھے کھوسٹ نے ایک جوان طناز شوخ سراپا
نازکو بیاہا تھا نہ اور خود جاکر دوسرے شہر مین بسے تھے وہ انتقال
ہوے اور انکی بیوی نے سرا مین کچھ دکانین سی بنوا کر رہنا اور
مسافرون کو بسانا شروع کیا - میان آزاد نامے ایک بھلے مانس
اسپر ایسے لٹو ہوے کہ روز اپنے ساتھ سانڈنی پر بٹھا کر تماشہ دکھانے
لے جاتے تھے - ایک دن ایسے ریجھے کہ اسکے ساتھ بیاہ کرنیکا
اقرار کر لیا - اور پھر بگڑ گئے اب اسنے نالش جڑ دی تو وہان سے
بھاگ کھڑے ہوے یہ دیکھیے یہ لیٹے ہوے ہین -

مسلمان - ہونھ کہنے لگے بھلے مانس بھلے مانس ہوتے تو چھوڑ
بھی دیتے - اجی مزے سے نکاح پڑھواتے - اور اسکی جمع جتھا لیکر
دھتا بتا دیتے -

میان آزاد کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ یہان بھی ہمارے
پہچاننے والے موجود ہین - جب ٹھنڈا وقت ہوا تو میان

میان آزاد نے ترّٰ سے خط کھینچ ڈالا۔

آج قلم کی باچھیں کھلی جاتی ہین۔ دماغ فلک الافلاک پر ہی سینہ تختۂ گل بن گیا۔ اور کیون نہو۔ میان صف شکن علی شاہ حق آگاہ قدس سرہ الشریف کی سواری آتی ہے۔

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان ۔ کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما
ای باد اگر بگلشن احباب بگذری ۔ زنہار عرضہ دہ بر جانان پیام ما

حضور کے نمک کی قسم ادھر تحت الثریٰ اُدھر عرش کرسی آسمان تک ہو آیا تب کہین جاکے کھوج پایا۔ شاہ جی صاحب ہر روز ڈاڑھین مار مار کر روتے ہین اور الحق ثم الحق ثم الحق کیا کرتے ہین۔ کل مین نے عند التذکرہ الآئی ذکر خیر حضور بہ سلک بیان پر دیے تو آہ سرد کھینچکر فرمایا کہ بخداوندے شخصے کہ رحیم ست و کریم ست و علیم ست و حلیم ست و حکیم ست و عظیم ست و سلیم ست و قدیم ست و شریف ست و لطیف ست و خبیر ست و بصیر ست و کبیر ست و رؤف ست و غفور ست و شکور ست و ودود ست و مراخلق نمود ست و بود خالق آفاق قسم مخوریم اکنون مرا ہیچ از ہجو تو سروکار نبود ست دلی از خرفت گشت شروع این ہمہ اقوال فرخرف شنو اے مردک نادان اندر دہنت آب زمزم دمبدم یاد اللہ کی دم بدم۔ خم اور جم۔ جم اور خم ابھو بھی امبو ؎

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور ۔ آرام محل رکھو اسم دل کا اور حور
وہ طور دکھا ہمکو کہ کل ہو معلوم ۔ موسیٰ کا عالم اور وہ لمعۂ طور

سنیے حضور پُر نور۔ بندۂ جان نثار نے وہ کام کیا ہے کہ خلعت دیجیے انعام و اکرام دیجیے۔ زر و جواہر دیجیے۔ یاقوت اور جواہرات میرے اوپر سے صدقے دیجیے۔ اللہ اللہ یہ کارنمایان کیا کہ صف شکن علی شاہ غازی کو سمجھا بجھا منا کر لے آیا۔ بڑی بڑی دلیلین چھانٹتے تھے پہلے فرمایا کہ ؏۔ درین بزم رہ نیست بیگانہ را ۔ مین نے چھوٹتے ہی جواب دیا کہ شاہ جی ؏۔ کہ پروانگی داد پروانہ را ۔ کھلکھلا کر ہنس پڑے اور اشارے سے بُلا لیا۔ رو برو گیا تو خدمتگار سے کہا ؏۔ رمضانی نگسان می آیند ۔ مین نے بڑھکر عرض کیا کہ پیر و مرشد ؏۔ ناکسان بیش کسان می آیند ۔ پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ شاباش برخوردار نواب صاحب کی صحبت مین آپ بہت برق ہوگئے ہین۔ الغرض کامل دو ہفتے تک مجھ سے روز بحث رہی۔ آخر کار فرمایا کہ تمھاری سر مغزن سے یاد الٰہی مین فتور پڑتا ہے۔ مین نے قدم لیے اور دست بستہ عرض کیا کہ آپ چلیے ورنہ مین زہر کھا کر مرجاؤنگا مجھے سمجھایا اور کہا دیکھو یہ زندگی بہین عطیہ یزدان ہی اسکو مفت مین رائیگان کرنا خلاف عقل و سعادت ہی۔ مگر خیر تمھاری خاطر سے چلتا ہون لیکن وہ خوجی جو نواب صاحب کے مزاج مین دخیل ہین اُنسے میری طبیعت نفور ہے مین ایک شرط سے چلتا ہون کہ جسوقت مین وہان ہونچون تو نواب صاحب کے سامنے خوجی پر پانسو مشکین پڑین ۔ عرض کیا بسن ہین بانسو فرمایا کہ قول دو عرض کیا کہ قول جان کے ساتھ ہی۔ تب کہین آئے۔ اب آپ لوگون کو ٹھاٹھ سے بھیجیے تو دھوم دھام سے میان آزاد کو ساتھ لائین اور اہل شہر اُنکی زیارت سے استفادہ اُٹھائین۔ مین بالکل حرم ہوگیا ہون لیکن حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے۔ سے اب جلوس جلد بھیجیے تو شاہ جی صاحب تشریف لائین۔

یہ خط لیکر چابک سوار روانہ ہوا۔

نواب کا کامل فن شہسوار شبدیز باد رفتار کو ران کے تلے دبائے باگ اُٹھائے آسن جمائے مہمیز کا اشارہ کرتا اکڑتا برتا کھٹ کھٹ جارہا تھا اور بیٹھا طبیعت کو ڑے جا رہا تھا سیل گھوڑا۔ اور سیرکوڑا تاب کہان بلا کی طرح جھپٹا بگولا بن گیا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ دریا لہرین مارتا ہے۔ ہوا بھی مقابلہ کو آئے تو پچھاڑین کھاکے اسکی گرد تک کو نہ پائے کیون نہین۔ نواب کے اصطبل کے گھوڑے خاصے کے گھوڑے سے پریزاد

چابک سوار نے بانکا منڈا سا باندھا اور سرنگ گھوڑے پر کاٹھی کس یہ جا وہ جا پچاس ہی قدم گئے ہونگے کہ گھوڑی بھڑکی اور عین تیزی مین دوسرے ناکے کی راہ لی - چابک سوار بہت اکڑے بیٹھے تھے مگر روک نہ سکے - دھم سے منھ کے بھل سڑک پر گھوڑی جمپیت -

خوجی - حضور گھوڑی نے نادر علی خان کو دے ٹپکا اور کیا جانے کس طرف نکل گئی -

نواب - چلو خیر سمجھا جائیگا - تم شرغہ ٹانگن کسواؤ اور دوڑ جاؤ -

خوجی - پیر و مرشد مین تو بوڑھا ہو گیا اور رہی سہی سکت افیم نے لے لی - ٹانگن ہی بلا کا شریر کہین پھینک پھانک دے ہاتھ پاؤن ٹوٹے تو دین و دنیا دونون سے جاؤن - آزاد خود بھی گئے اور ہم سب کو بھی بلا مین مبتلا کر گئے حضور مجھے معاف کیجیے شرغہ ترا ہوتا ہی اور یہ ٹانگن برسون سے بندھا ہی اور کاٹ کھاتا ہی کنیتک اچھالتا ہی دولتیان جھاڑتا ہی - خدائی بھر کے عیب تو اسمین کوٹ کوٹ کر بھرے ہین میرا تو بھرکس ہی نکل جائے گا -

میان آزاد ذرا ادھر ادھر ٹہلنے لگے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے تھوڑی دور پر ایک پختہ مکان بنا ہے مختصر و موزون - خوشنما اور دلکشا - اردگرد گلبن بھی ہین - دوب بھی چوطرفہ جمی ہوئی ہی - سڑک پر سرخی بھی کٹی ہی - شوق چرایا کہ دیکھین تو یہ کیا ہی جب ہم تھے تب تو یہان اسکا نام و نشان بھی نہ تھا حال ہین بنا ہی خراماں خراماں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے لکڑی ہلاتے پہونچے تو دیکھا کہ کسی کا مقبرہ سا ہے اخاہ یہ کسی بڑے شخص کا مقبرہ ہے کتبہ پڑھا تو یہ لکھا تھا ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم | دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

فرار پر انوار مقبول بارگاہ لم یزلی ولی حق آگاہ عارف باللہ حضرت صف شکن علی شاہ برد اللہ مضجعہ و انار اللہ برہانہ - ؎

پختہ مکان کیطرح سے ہو فکر گور بھی | انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے
رہتا ہی آدمی کا نشان اس جہان مین | بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے
ای خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار | کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میان آزاد نے جو یہ پڑھا کھلکھلا کر ہنس پڑے - یہ کیسے یار لوگون نے قبر بھی بنوا دی - واللہ کیا کیا فقرے باز ہین -

ادھر چابک سوار نے شبدیز آہو شکار سے پٹخنی کھائی ادھر ایک لونڈے نے تالی بجائی - مگر واہ رے شہسوار کچھ فرق نکل گیا لیکن وہی حم دم گرد جھاڑ کے جھاڑی پہلے نواب کے اصطبل مین گئے اور ایک خوش خرام و تیز گام کمیت پر کاٹھی کس سوار ہوتے ہی کڑکڑا دیا ہوا سے باتین کرتے جاتے ہین - چلتے چلتے گومتی والی نغیبہ مین دھم سے جا کودے دیکھا تو سانڈنی پر کانکرپزری جھول جھلک رہی ہے اور اونٹنی گردن جھکائے چو طرفہ تک رہی ہی پکارا میان آزاد - میان آزاد ہوت - اخاہ - آپ ہین - آئیے ذرا بغلگیر تو ہو جیے مصافحہ معانقہ دونون مین سے ایک تو ہو بسم اللہ کیسے مزاج معلیٰ اجی ہمارے مزاج کی پوچھو - گھڑی مین ماشہ گھڑی مین تولہ - ابھی شیطان انگلی دکھائے تو دلی ہو رہین وہان وحشت ٹٹو اسے تو دھاکے سے جبل پور پہونچین - آپ کہئے نواب کے یہان تو خیریت ہی جی ہان خیر صلاح کے ڈھیر ہین - مگر آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گیئن اسے میان کچھ اور بھی سنا اس ہٹر کی قبر بنائی گئی ہے - سمجھے صاحب یہ سامنے وہی تو ہی واللہ لانا تو ہاتھ - یار تمھاری ہی کسر تھی کہو ہمنے سنا خوب گلچھرے اڑائے چلو پھر اب نواب نے یاد کیا ہی - این انھین ہمارے آنے کی کہان سے خبر ہو گئی بھئی - اجی اب یہ ساری داستان راہ مین سنا دین گے - اچھا تو پہلے آپ ہمارا خط نواب کے پاس لیجائین - لائیے ایک نہین دس -

ہوتا ہی شق القمر تک تو جناب رسالتمآب نے کر دکھایا اور ستدراج پر اعتبار ہو تو سمندر پھاند پھاند گئے ہین لیکن یہ ہمارے فرشتون نے بھی نہین سنا کہ مردہ بٹیر از سر نو زندہ ہو جائے گیا لوٹ پوٹ گئے پر پیر زرے جھاڑ کر اُٹھ بیٹھے ہین تو بہ کیجیے جو سچ ہو تو ڈاڑھی منڈوا ڈالون -

اتنے مین اندر چھوٹی بیگم کو خبر ہوئی - مُبارک قدم نے کچا چٹھا کہہ سنایا -

بیگم - ہمارے میان کا ایسا سُست اعتقاد کوئی خدائی بھر مین تو ہووے گا نہین - لو بیٹے کے برابر تو موا بٹیر اور خوشامد خورون نے ابھار ابھار کر مقبرہ بنوا دیا - میری باتین تو انھین بُری لگتی ہین مین خواہی نخواہی روز روز کہا تنگ کیا کرون مجھے تو ڈر ہی کہ کوئی مجھ پر کچھ طوفان نہ باندھ دے - اسی سے مین چھیڑ خانی نہین کرتی انکے پاس جو آتا ہی جھوٹون کا سردار -

مُبارک قدم - بیوی بُرا مانو یا بھلا - بھئین وہ راہین ہی نہین معلوم کہ میان تابو مین آ جائین - ہم نے تو نک قدم کے ابا کو شیشے مین اُتار لیا تھا رہا بھئین تو بھولی مونگ سمجھتے ہین جھوٹے خوشامدیون کی دھاڑ کی دھاڑ جمع رہتی ہی - نوج ایسے کسی کے میان ہون آپ تو جان بوجھ کے انجان بنی جاتی ہین -

بیگم - تم نے تو مبارک قدم دھوپ مین یہ جونڈا اسفید کیا ہی - میری جوتی کی نوک کو کیا غرض پڑی ہوئی رہے - جب تو مین ان دہاڑ دن کو بیوی جو کلہ درازی کرتی تو جانے کیا ہوتا - ایکدن ذری منہ پھلا کر بیٹھی تھی تو چڑا و کیل اگلے نے نہ بنوا دی نہ بنوا دی - تم اچھی پٹی پڑھاتی ہو -

ادھر تو بیوی اور لونڈی مین یہ ہیچ چل رہی تھی ادھر سنیے کہ نواب قمر رکاب نے کل رفقا اور مصاحبین اور حوالی موالی کو بُلا کر حکم دیا کہ اصطبل کے سب ترکی عربی تازی گھوڑے اور فیل خانے کے دیوزاد مستیون کی دھت ہاتھی اور زمین اور گھیان اور خاص بردار اور جھنڈی بردار سپاہی جتنے ہماری سرکار مین ہین سب سے کہو لیس ہو رہین اور شہر کے امیرون اور رئیسون سے جلوس طلب کر لو اور سجا کر جاؤ نیمف شکن علی شاہ کو ساتھ ہی لے آؤ مگر انتظام ایسا ہو کہ لوگ دور دور تک تعریف کرین سب چیزین اپنے اپنے قرینے سے - انگریزی باجا ضرور ہو

خوجی - ای پیر و مرشد انگریزی باجا تو آجکل دھوم مین بھنگیون تک کی برات کے ساتھ ہوتا ہی اسمین کیا منت ہی - رہا جو دھوم دھام چاہتے ہون حضور تو غلام کو افسر مقرر کیجیے اور میر صاحب کو میری نیابت مین دیجئے پھر مزہ دیکھیے انتظام کا -

میر صاحب - جی بجا ہی - یہان بادشاہون کی مصاحبتین کیا کیے ہین اور آپ کے نائب ہون -

نواب - اچھا تم دونون مل جلکر انتظام کر لو -

پھر کیا تھا - اتنا اشارہ پانا تھا کہ لگے ہاتھون سب بندوبست ہو گیا کیل کانٹے سے دُرست - چھوٹی بیگم کوٹھے پر کھڑے کھڑے جلوس دیکھ رہی ہین اور دل ہی دل مین ہنس رہی ہین کہ نواب کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہی - اُس وقت کوئی خوجی کو دیکھتا - دماغ ہی نہین ملتے تھے اسکو ڈانٹ اُسکو ڈپٹ کسی پر دھول جمائی کسی کو چانٹا رسید کیا - اسکو پکڑ لاؤ - اُسکو گرفتار کر رو - کبھی مشعلچی کو گالیان دین کبھی پنشاخے والے کو بے نقط سنائین -

الغرض جد جہد اور اہتمام بلیغ کے بعد جلوس اس ترتیب سے چلا سب کے آگے نشان کا ہاتھی - ہری ہری جھول پڑی ہوئی مستک پر سیندور سے گل بوٹے بنے ہوئے ایک دنتا مکنا ہاتھی جھوم جھام کر جا رہا ہی - اسکے بعد ہندوستانی باجا - گلر جھنیڑ - تڑ تڑ تڑ تڑ دھم دھم دھم دھم - اسکے بعد آرائش - پھولون کے تخت جنبلی

گھوڑے دیوزاد گھوڑے ہین کہ باتین ۔

الغرض میان آزاد کا خط لے کر چابک سوار نواب کی خدمت مین حاضر ہوا ۔

چابک سوار ۔ مجرا عرض ہے ۔

نواب ۔ سلام ۔ کہو بیٹا کہ بیٹی ۔ جلدی سے بولو یہان پیٹ مین چوہے چھوٹے ہوے ہین ۔

چابک سوار ۔ حضور غلام نے راہ مین دم لیا ہو تو جرمانہ دون بس گھوڑے کی پیٹھ پر آیا اور گرہ کر لایا ۔

خوجی ۔ کتنے بے تکے ہو میان ۔ سوال دیگر جواب دیگر کہین کھیت کی سنین کھلیان کی ۔ بھلا اپنی کارگذاری جتانے کا یہ کون موقع ہو جی آزاد کا پتہ بتاؤ مارے تشنجت کے دبلے ہی ہوے جاتے ہین ۔

چابک سوار ۔ حضور گوندنی والی نبیا کے پاس زین پوش بچھائے بیٹھے ہین اور حضور کو یہ عرضی دی ہی ۔

نواب ۔ لاؤ لاؤ لاؤ لاؤ بھی لاؤ کہین لاؤ تو ۔ کوئی ہے ۔ منشی صاحب کو آواز دینا ۔

منشی ۔ تسلیمات عرض کرتا ہون پیرومرشد ۔

منشی صاحب نے خط پڑھنا شروع کیا تو حاضرین جلسکا رنگ فق ہوگیا ۔ ۶ ۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین ۔

خیز دلا صبح سعادت دمید
فصل گل و باد بہاری وزید

از مدد شیر خداے ودود	صورت عنقاے طرب برکشود
ذہن وذکا رقص چو طاؤس کرد	مست شدہ آہو صحرا نورد
طائر اقبال بہ نشو و نما	سایہ فگن گشت بسان ہما

بوقت صبح ہو یون نشۂ شراب طلوع
کہ جیسے شرق سے کرتا ہو آفتاب طلوع

یکایک ابر سے شیشے کے ہوگیا ثابت	وہ نور نور سے خورشید جام ناب طلوع

خوجی ۔ خداوند جان بخشی ہو تو غلام کچھ عرض کرے ۔

نواب ۔ جان بخشی کیسی ۔ آج تو وہ خوشی ہی کہ بادشاہ قیدیون کو چھوڑ دیتے ہین اور یہان تو اسوقت شادی مرگ کی نوبت ہوئی ہے قدسیون نے لاہوت پر وہ نہ دیکھا ہوگا جو ہمنے ان آنکھون سے اس دارالغرور مین دیکھ ڈالا ۔ ایسی خوشی کے وقت جان بخشی بھی کیسی بے تکی بات ہے ۔ کہونا ۔

خوجی ۔ پیرومرشد ۔ اور تو میان آزاد نے جو کچھ لکھا ہمین رتی بھر فرق نہین مگر غلام کا جو حال لکھا ہے وہ سب ڈھکوسلا ہی جو ذری بھی اصلیت ہو تو ہاتھ کٹا ڈالون ۔

بھڈری ۔ بس بیٹھے رہئیے ۔ تم پہلے بھی تو ناک کٹاتے تھے ۔ اب کاٹ لون جڑ سے ناک ۔ ہجو رغلام کا پرشن کیسا ٹھیک نکلا جو ہی سو مانو نشانے پر تیر ۔ کھٹ دینی بیٹھ گیا ۔

نواب ۔ ہاتھی گھوڑا جاگیر انعام اکرام خلعت جو کہو دینگے مگر ذرا میان آزاد کو آنے تو دو اور کیون بھئی رمال نے تو بیان کیا تھا کہ یوسف شکن علی شاہ کے دشمن خدانخواستہ خدانخواستہ داخل خلد ہوے یہ میان آزاد کو کہان سے مل گئے حیرت ہی ۔ کیون میر صاحب واللہ اعلم یہ کیا اسرار ہے ۔

میر صاحب ۔ خداوند نعمت اُسکی کنہ حقیقت تک پہونچنا امر محال ہی ۔ جناب باری کے قصر رموز کا کنگرہ رفیع اسدرجہ بلند ہی کہ اسکے لب بام تک کمند اوہام کا پہونچنا دشوار ہے ۔ ازبس دشوار ہی ماعرفناک حق معرفتک ۔ ماعبدناک حق عبادتک ۔

ہے تجھکو جنون کی قسم اسے جذب محبت
اُس نور تجلی کی جھلک مجھکو دکھاوے

رفیق ۔ قربان جاؤن حضور ہمین تو کچھ دال مین کالا کالا معلوم

اور کہنا ئے مگر آپ نہ آئے نہ آئے ۔ حاسدون نے تو جڑ دی تھی کہ حضور وہ سانڈنی دانٹنی لے کر لمبے ہوے کیسے آزاد اور کہان کے صف شکن وہ پہونچے یہان سے نلو منزل پر۔ مگر یار ہم تمھارا جنبہ کرتے تھے ۔

میر صاحب ۔ جی ہان اور ہم بھی آپ ہی کی طرف سے لڑتے تھے ۔ ہم اور خواجہ صاحب دونون ۔

آزاد ۔ بھائی کچھ پوچھو نہین ۔ واللہ آسمان مین تھگلی لگائی تب کہین انکی زیارت نصیب ہوئی خدا جانے کن کن جنگلون مین جانے کا اتفاق ہوا اور وہان کیا کیا افتادین پڑین ۔

خوجی ۔ جی اسمین کیا شک ہے حضرت ۔ یہان لوگون نے وہ گپین اڑائی تھین کہ توبہ ہی بھلی۔ کسی نے کہا بھانڈون کے یہان نوکری کرلی ۔ کوئی طوفان باندھتا تھا کہ کسی بھٹیاری کے گھر پڑ گئے ۔ مگر سب بہتان ۔ لوگ تہمتین تراشتے تھے ۔ لیکن اب سب نے منھ کی کھائی ہات تیرے گیدی کی ۔

خلاصہ یہ کہ خوجی اور میر صاحب اور رفقا و مصاحبین سب کے سب ملکر میان آزاد کو چیتے یار بناتے تھے مگر ہمارے آزاد ایک ہی استاد ۔ ان مردکون کی قبر تک سے واقف تھے خوب سمجھے کہ اب نواب کے یہان جو ہمارا طوطی بولے گا اس سے یہ سب ہمارے یار بن رہے ہین ۔ تھوڑی دیر تک خوب گھل گھل کر باتین ہوئین ۔ تو میان آزاد نے کہا حضرت اب رات جاتی ہے یا آتی ہے چلیے نہ بس اب انتظار کس کا ہے ۔ اچھا بسم اللہ کیجیے ۔ نشان چڑھاؤ لالٹینین جلاؤ گھوڑے چلاؤ ۔ ہاتھی کے پرے جماؤ ۔ باجا بجاؤ ۔ تامدان بڑھاؤ سب قرینے سے لگاؤ ۔ جب جلوس آراستہ ہوا تو میان آزاد ایک فیل فلک شکوہ پر جا ڈٹے ۔ اور صف شکن علی شاہ کی کابک کو آگے رکھ لیا خوجی اور میر صاحب کو حکم دیا کہ خواصی مین بیٹھین ۔ ہائین ! اور ہم بھی کوئی چوڑے چار چکے مین جو خواصی مین بیٹھین گے ۔ آپ بھی خوب کہتے ہین ۔ لوگون نے سمجھایا کہ اجی کچھ واہی سے معلوم ہوتے ہو بیٹھ نہین لیتے خواصی مین ۔ کیا مشیخت مین بٹا لگے گا ۔ یا شان کرکری ہوگی ۔ خیر قہر درویش برجان درویش دونون کے دونون پیچھے بیٹھ لیے اور جلوس چلا ۔ شہر مین تو پہلے ہی سے لہر تھا کہ نواب والا جاہ کے یہان بڑے ٹھسے سے آرہا ہے ۔ لاکھون آدمی چوک مین تماشا دیکھنے کو ڈٹے ہوے تھے چھتین پھٹی پڑتی تھین ۔ وہ بھیڑ بھڑکا کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا باجے کی آواز جو کانون مین پڑی تو تماشائی چشم براہ انتظار ہوے نشان کا ہاتھی جھنڈے کا پھریرا اڑاتا اٹکھیلیان کرتا سامنے آیا پھولون کے تخت آگے تھے ۔ انگریزی باجے نے کانون کو مسرور نازنینان پریوش کے رخ انور نے آنکھون کو نور بخشا ۔ جیسے ہی عین چوک مین میان آزاد کا ہاتھی پہونچا ویسے ہی دیوانی کے دو مذکورین نے ڈانٹ کر کہا کہ ہاتھی روک لے ۔ آزاد کے نام وارنٹ آیا ہے ارے ! ۔ اوسان خطا ہوگئے ۔ فیلبان نے جو دیکھا کہ سرکاری وردی لال لال پگیا باندھے کالی کالی وردی ڈانٹے ۔ خاکی پتلون پہنے چپراس لٹکائے وارنٹ لیے ہاتھی روکے کھڑے ہین تو اسکے ہوش پران ہوگئے اور ہاتھی کو جدھر انھون نے کہا ادھر ہی پھیر دیا ۔ میان آزاد مع خوجی اور مع میر صاحب و مع میان صف شکن علی شاہ اور مع فیلبان اور مع ہاتھی اور مع ہاتھی کی دم مذکورین کے ساتھ ساتھ چلے جلوس تتر بتر ۔ کوئی تخت لیے بھاگا جاتا ہے ۔ کوئی جھنڈے لیے دبکا پھرتا ہے گھوڑے تھان پر پہونچے ۔ تامدان اور پالکیون کو چھوڑ چھوڑ کر کہار اڈے پر ہو رہے ۔ جلوس کا پتا نہین ۔ برات ورات سب غائب غلہ اب نئی سڑک کا پتا پوچھتے جاتے ہین خوجی ابھی افیم کی پینک ہی مین ہین میر صاحب چانڈو کے نشے مین غین ۔ ابھی دل لگی ہوتی ہے الٰہی یہ کیسی ہوا بندھی کہ ایک ہی جھونکے مین برات کا چراغ گل جلوس

کھلا ہی چاہتی ہے۔ کلیان چٹکنے کو ہی ہین کیتکی اب مہکی اور اب
مہکی۔ جوہی پر نیا عالم ہے۔ موگرا کا تختہ جوبن پر ہے۔ گل لالہ کھلا ہوا ہی
رسبن منڈل وہ بنایا کہ جسنے دیکھا جی خوش ہو گیا۔ چانڈو بازون
کے تخت مین قلم توڑ دیے (ماشاء اللہ کیا تعریف کی ہی) دو چار بوڑ
پینک مین غوٹ ہین۔ دنیا کی خبر ہی نہین دس پانچ اوندھے
پڑے ہوے منھ سے دھوئین کے لچھے اڑا رہے ہین۔ کوئی بھی
کا پونڈا لیے ہوے چانڈو بازانہ ادا سے چھیل رہا ہے ایک گنڈیری
چوس رہا ہی۔ گرسٹ تھنک۔ افیم بنگالی۔ تیل کی کپی۔ سب ہی
کچھ ہے شکار کا وہ سان باندھا کہ واہ جی واہ۔ ایک شکاری بندوق
چھتیائے گھٹنا ٹیکے آنکھ دبائے نشانہ لگا رہا ہی۔ دامین کی آواز
بس آیا ہی چاہتی ہی۔ ہرن و دو چوکڑیان بھرتے جاتے ہین خرگوش
وہ کان دبائے لپکے آتے ہین۔ اس کے بعد انگریزی باجا
تان سم و سُر سے درست۔ اسکے بعد گھوڑے۔ کمیت کاٹھیاوار
کچھ سرنگ۔ کرنگ۔ نقرہ خنگ۔ کمیت سبزہ۔ دیلا۔ چھم چھم
کرتے ہوے جا رہے ہین۔ دو دو آدمی تعینات گھوڑے
دلھن بنے ہوے منھدی کا رنگ رچا سے بسے جائے۔ کمر نازک
ذرا سی تھوتھنی۔ چوڑی پیشانی۔ کنوتیان بدل رہی ہین۔ اسکے بعد پھر
ارگن باجا غول کے غول۔ اسکے بعد تامدان فنس۔ پالکی۔ نالکی۔
سکھپال اسکے بعد پھر باجا اسکے بعد پریون کے تخت۔ نازنینان مہر وجبین
اور پری پیکران عنبر مو تختون پر تھرک رہی ہین۔ صدہا تماشائی انکے
شمع رخسار کے پروانہ ہین۔ اسکے بعد روشن چوکی والے ستم ڈھا رہے ہین

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو
بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے
بوسہ ستان بکام او تازہ بتازہ نو بنو

اسکے بعد ہاتھیون کی قطار۔ جھومتے جھامتے سونڈ سے کھیلتے
جاتے ہین۔ روشنی کا انتظام بھی چوکس تھا۔ پیشاخے اور لالٹین
جھک جھک کر رہی تھین۔ سوئی گرے تو اٹھا لیجیے۔ رائی کا دانہ
صاف نظر آئے۔ اس ٹھسّے سے برات چلی۔ ارے توبہ۔ برات
کیسی جلوس چلا کہ میان صف شکن علی شاہ کو لائین جلوس کا جانا
جگر کھاتے شہر بھر کو دکھاتے ہے

آہستہ خرام بلکہ مخرام | زیر قدمت ہزار جان ست

شہنائی مین گانے بفیکرے بے تکی اڑا اتے۔ اڑھائی چانول
گلاتے چلے گوندنی والی بغیا۔ راہ مین جو دیکھتا ہی جگر مین اتا ہی کہ
واہ اچھی برات ہی۔ دولھا کا پتا ہی نہین۔ برات کیا گورکھ دھندا
ہی ٹیم ٹام دھوم دھام سب کچھ۔ مگر نوشہ ندارد۔ دولھا غائب
تمام شہر اور شہر کے گلی کوچون۔ اور گلی کوچون کے مکانون اور مکانون
کے در و دیوار کے صدقے ہوتے جلوس علین گوندنی والی بغیا پہونچا
اب سُنیے کہ میان آزاد اپنی سانڈنی پر سوار صف شکن علی شاہ کو
کابک مین بٹھائے سڑک پر ڈٹے ہوے تھے۔ این! صف شکن علی شاہ
کہان سے آ گئے۔ اجی کسی ایڑ بیڑ کو ادھر ادھر سے خرید لیا ہوگا۔
نا صاحب وہی صف شکن۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد نے اور سب
بٹیرون کو تو اڑا دیا تھا مگر صف شکن علی شاہ کو چھپا رکھا تھا اب
موقع پر انکو نکالا۔ خیر۔ خوجی آتے ہی انسے بغلگیر ہوے اور میر صاحب
گلے ملے اور غفور خدمتگار نے سلام کیا اور رفقا و مصاحبین سے مصافحہ ہوا
خوجی۔ مثل مشہور ہے کہ سو برس بعد گھورے کے بھی دن بھورتے ہین
سو ہمارے تو آج دن بھورے کہ آپ آئے اور شاہ جی کو لائے
نواب کے یہان سناٹا پڑا ہوا تھا۔ وہ چہل پہل ہی نہین وہ دل لگی ہی
نہین۔ صف شکن کے سوگ مین سب پر مردنی چھائی تھی۔ نواب
چونک چونک پڑتے تھے۔ کھٹ ہوا اور پوچھا آزاد آ گئے دھم ہوا

میر صاحب - کہتا کس سے ہو۔ ارے کس سے کہتا ہے کچھ بدھا تو
نہین ہو۔ اور سنیئے گا صاحب۔ ارے کی یہ کیا تقریر ہو بجہ۔ ارے تر ے
کیسا۔ اور آنے مین کیا ہم کچھو نا بر تھوڑا ہی ہین تو آئے (دھم)
دوسرا مذکوری۔ اٹھا یہ بوجھ اٹھا۔ لکڑی ہے۔ ایک تھرپا ایک
لوٹیا رکھ موڑے پر اور آگو آ۔

میر صاحب نے نیچے اتر کر دیکھا تو سرکاری پیادہ لال پگیا جما
وردی ڈوانٹے کھڑا ہے۔ اوسان خطا ہو گئے تھر تھر کانپنے
چپ چپاتے تھالی لوٹا اٹھایا اور مچل مچلکر چلنے لگے۔ مذکوری دونون
کے دونون خواصی مین جا بیٹھے۔ اب خوجی اور میر صاحب دونون
مزدور بنے ہوے لدے پھندے گرتے پڑتے جانے لگے۔

خوجی۔ واہ ری قسمت۔ کہان تو فیل نشین تھے کہان اب سر پر بوجھ
لیے چلتے ہین۔ واہ کیا زمانے کا نشیب و فراز ہے۔ کیون جی
میر صاحب ہم تو یا دانتی ہین تھے۔ یہ تم کو کیا ہوا تھا تم کہان تھے

میر صاحب۔ جہان حضور تھے وہین بندہ بھی تھا۔ آپ بھی بینک
مین تھے مین بھی بینک مین تھا۔ دونون عین واللہ باللہ ثم باللہ
یہ آزاد چکما دے گیا۔ یہ اوسی کی ساری کارستانی ہے۔

خوجی۔ خدا سمجھے ایسا شریر آدمی تو دیکھا ہی نہین واللہ ہے۔

آزاد۔ ذرا چونچ سنبھالے ہوے نہین اترتا ہون پھر آؤن
کردون مرمت۔

خوجی۔ بھائی فیلبان ہوت۔ تمکو خدا کا واسطہ اتنا بتا دو دری کہ
یہ ہوا کیا۔ یہ برات کدھر رفو چکر ہوئی انشا نہ بنشانہ سب غائب غلہ
باجا و اجا سب تین تیرہ۔ نہ وہ روشنی نہ وہ گھر۔ فقط ہم اور یار دو خر
واللہ طلسمات کا سامان نظر آتا ہے۔ یہ سب جادو کی کرامات ہے۔

چلتے چلتے تڑکا ہو گیا تو خوجی بولے لو بھئی ہمارا تو بھور ہی ہو گیا اب جو بوجھ
اٹھا کر لے چلے اسکی مقعد پیشت پر لعنت (بوجھ پھینک کر) لے
جسکا جی چاہے اٹھائے مذکوریون نے بوجھ تڑ سے اٹھا لیا۔
اور ان دونون کو بھی ہاتھی پر بٹھا لیا۔ جب ذرا دن چڑھا تو ایک
مذکوری نے کہا بھئی پھیلبان سامنے ہاتھی روک لینا ہم ایک دو گوتے
(غوطے) تو لگالین جھپاک سے بے نہائے چین نہین۔

فیلبان۔ یہ کیون۔ کیا کتیا گھسیٹی ہے۔

مذکوری۔ ہان تم کو کیا تم تو چاہے بیس بیس دن نہ نہاؤ۔ ہم تو
جات باہر کر دیے جائین۔

فیلبان۔ اجی تو ایسا نہانا بھی کیا۔ تالاب دیکھا اور کود پڑے
گڑھیا ملی اور دھیا ندپڑے۔ واہ نہانا بھی کچھ قضا ہے کہ ٹلے ہی نہین
اچھے رہے۔ تم گنوار دل ہی رہے۔

مذکوری۔ ہان تمھرے تردن (طرح) عید بکرید نہائین تو گنگہ بل
نہ رہین۔

آزاد۔ خوجی کہو یار جیسے نہاؤ گے بھئی ایک غوطہ لگاؤ ہماری
خاطر سے واسطے خدا کے۔

خوجی۔ یون ہی نہ زہر کی پڑیا دیدو۔ گلا گھونٹ ڈالو نہ۔ یہ دل لگی
ہمین پسند نہین۔

خیر صاحب خدا خدا کر کے کہین شہر مین داخل ہوے آزاد نے
متحیر ہو کر کہا کہ این اتنا دن چڑھ گیا۔

اب سنیئے کہ سب سے پہلے تو میان چانڈو باز کی منحوس صورت نظر پڑی

چانڈو باز۔ بڑے بھائی سلام۔ کہو خیر سلا جینگی ہوتے کہو بچ سب
اچھے یار کر ورون منتین مانین تب میرے اللہ نے تمھاری صورت دکھائی بھائی
آنکھین تم کو ڈھونڈھتی تھین۔ ترس گئے یار ترس گئے۔ اب کہو
بتاؤ کچھ بھی کوئی صورت ہے۔ ہا۔ اکہا مانو تو اس فضیحتی سے بچ جاؤ۔ بی
اللہ رکھی نے یہ خط دیا ہے چپکے سے پڑھ کر جواب لکھ دو۔ اب کہا مان لو
اپنا خاکا اڑانا مفت مین اپنے تئین ہنسوانا اس سے فائدہ۔

غائب۔ میاں آزاد لدے پھندے خوجی اور میر صاحب خواصی
میں بندھے میاں صف شکن علی شاہ جور و جفا سہتے ہوئے اور
فیلبان بری اور دہت کہتے ہوئے چلے نئی سڑک کا پتہ پوچھتے پنشاخہ
ہاتھ میں وہ مذکوری ساتھ میں۔ اب سُنیئے کہ ہاتھی اک نتاہ مست تھا

گویا خرطوم اژدہا تھی	صورت دیوار قہقہہ تھی

سنسان بیابان۔ ہُو کا عالم۔ پرندہ کہیں پر نہیں مارتا تھا اتنے میں
ہاتھی جو کرجا تو جنگل بھر میں ہوک پڑ گئی اور خوجی اور میر صاحب
ایک دفعہ ہی پینک سے چونک پڑے۔

خوجی۔ ایں پنشاخہ چڑھاؤ۔ پنشاخہ۔ ابے یہ کیا اندھیر مچایا ہی
(آنکھیں ابھی نیم باز ہیں) اور سُنیئے گا۔ ذری یوں ہی آنکھ جھپک
گئی تو کی کرائی محنت ساری خاک میں ملا دی۔ اب میں اتر کر کوٹے
ٹھیکا رونگا تب مانیں گے۔ تو حضہ کیا باتوں کے آدمی کہیں لاتوں سے
مانتے ہیں (کہتے کچھ ہیں منھ سے نکلتا کچھ ہی)۔

میر صاحب۔ ہائیں! ہائیں! او فیلبان۔ یہ کہاں
گلی میں آیا۔ یہ کیا آتشبازی سے بھڑکتا ہی ہاتھی۔ بڑھائے چلو۔
میل میل۔ دہت۔ دہت (آنکھیں کھولکر) ایں! ابے میاں خوجی
یہ کس چٹیل میدان میں آ نکلے۔ ذری خواب خرگوش سے جاگو۔ بھاگو
بھاگو۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی بھئی میاں ذری دیکھو تو آتی خیر
اللّٰھم احفظنا من کل البلیات۔ یا اللہ بچا یئو۔ ع

یا علی مشکلکشا مشکل کشائی کیجیے

خوجی۔ (چونک کر) پنشاخہ چڑھاؤ پنشاخہ۔ اور یہ باجے
والوں کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔ ذرا زور زور چھیڑے جاؤ۔
ابتو سہاگ کا وقت ہی سہاگ کا۔

میر صاحب۔ آنکھیں تو کھوئیے روشنی کا چراغ گل ہو گیا۔ آپ کا
اور میرا دونوں کا قتل ہو گیا۔ باجے والوں کی دُرگت ہو گئی۔ آپ
وہی بیوقت کی شہنائی بجا رہے ہیں۔ اس جنگلے میں آپکو سہاگ
کی دُھن سمائی ہے۔

خوجی۔ پنشاخہ چڑھاؤ۔ پنشاخہ نہیں میں کچا پیا تو دونگا نہیں
جھپ سے چڑھانا تو پنشاخہ۔ شاباش ہو بیٹا۔

میر صاحب تو جلے بھنے بیٹھے ہی تھے خوجی نے جب کئی بار یہ ہانک
لگائی کہ پنشاخہ چڑھاؤ تو وہ جھلا اُٹھے۔ ایکدفعہ ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ
خوجی بیچارے کو دھم سے ہاتھی پر سے نیچے ڈھکیل ہی تو دیا اور را
دھڑن کون گرا۔ کون گرا۔ ذری ٹوہ تو لینا کون گرا کون ای حضرت
ٹوہ کیا لیں آپ ہی تو لڑھکے۔ ارے! میں۔ ہائے ہائے وہ تو کہیے
ہڈی پسلی بچ گئی نہیں شیطان نے تو تسمہ تک باقی نہیں رکھا
تھا یار ذری دیکھنا تو ہمارا سر بچا یا نہیں۔ واہ رے میرے گرنے بس
یہی معلوم ہوا کہ کوئی ڈوہ کا ڈوہ ہاتھی گرا۔ اللّٰھم احفظنا من کل البلیات
مذکوری چلو بس کل بلیا رہنے دو۔ ہونھ کلبلایا۔ وہ تو کہو تیل
ہتا ناہیں کلبلیا نکل جات۔ پھر ہیں سنبھنا اور چلے کلبلیائے۔ ادھر
آؤ اٹھاؤ اُٹھاؤ۔ اپنا بوجھ ایک مذکوری نے خوجی پر لادا)۔

خوجی۔ ہائیں! کیا کوئی مزدور مقرر کیا ہی۔ یا سر بوجھیا بنایا ہے۔
شریف اور رپاجی کو نہیں پہچانتا ہے اب اُتارتا ہی بوجھ یا میں نالے میں
پھینکدوں۔ یا باپ کا سر سمجھ کر بوجھ لاد دیا جانو ہم گدھے ہیں
او گیدی لاناں قروں۔

میر صاحب۔ گدھے نہیں اور ہو کون۔ تم نے بوجھ اُٹھایا ہی کیوں
بڑا پاگل ہی۔ جب بوجھ سر پر رکھ لیا تب جھگڑتے ہیں ہزار ہزار سزا ایکی
اور سینے گا بوجھ سر پر رکھ لیا اور رلگے گالیاں دینے۔ مزدور کہیں کا۔

دوسرا مذکوری۔ تین کوس ہے۔ ارے تین کوس۔ اُترا تھی تب
اُترت ہی۔ کہ ہم پہونچے پھر۔ ہائیں منھ میں ناہیں بولت ہی یو تو اسے
ہم بکت ہیں اور دن بھر۔ تین اس نہ منھیے۔

کی سیج پر سوؤ گے یسونے کو خسخانہ۔ پینے کو برف آب صبح کو شراب شام کو کباب۔ چڑی اور دُو دُو۔ جیرُرت اب ہن خط کا جواب تو لکھدینا۔ نہین مین اپنی جان دونگی۔ اب جواب کے بدلے کہین ٹکا سا جواب نہ دے بیٹھنا۔

میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری۔

میان آزاد پھر آپ جلنیے عاشق تن آدمی۔ اور بی اللہ رکھی کی پیاری پیاری ادائین تو دل مین کھُب ہی گئی تھین۔ وہ چیلاہٹ وہ چلبلاہٹ آنکھون کے سامنے پھر گئی۔ خط کو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور جواب مین لکھا مگر دو چٹی باتین۔

سُنو بیوی ہم جنٹلمین ہین کوئی اُٹھائی گیرے نہین ہین تم سیدٹی ہوتین تو خیر مضائقہ نہین۔ مگر ٹھہرین بھٹیاری۔ بھلا پھر ہم سے کیونکر بنے۔ مانا کہ آشوب دوران بلاے جسم و جان ہو لیکن شریف زادی تو نہین۔ زربفت مین زربفت ہی کا پیوند لگتا ہے گاڑھے کا پیوند بے تکا پن ہے۔ اللہ اللہ آپ بھی اتنی ہوئین کہ ہماری چاہتی بیوی بنین۔ اے تیری قدرت شان خدا۔ مگر سچ کہون جسوقت وہ زُلف چلیپا یاد آتی ہے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے۔ وہ چال۔ وہ بال۔ اچھا پھر اب کیا کہتی ہو۔ بیاہ کروگی تو خیر ہم بھی موجود ہین۔ جب کہو سہرا باندھے۔ بس اب خوش ہوئین وہ ہنس دین۔ اس مسکراہٹ کے قربان۔ لو قول دیا اب بیاہ رچے جلوس مقدمے کی جھنجھٹ ہی سے بچے سہی۔ اب کوئی کہانتک بکے اسوقت تو نیند آرہی ہے۔ آنکھین جھُکی پڑتی ہین۔ والسلام

خانہ برباد میان آزاد

چانڈو باز نے جو یہ خط پایا تو۔ع۔ پتا ہوا ادرتے پہ آیا۔

چانڈو باز۔ بی اللہ رکھی۔ ای بی اللہ رکھی۔ ای لو سو رہین ای واہ دن دہاڑے خر خر خراٹے لینے لگین۔ دیکھو تو مین لایا کیا ہون۔

اللہ رکھی۔ دور کی کوڑی لائے کیا ہوا پنا سر میٹھی نیند مین جگادیا لے کے بڑے وہ بنے ہین۔

چانڈو باز۔ بڑے چھوٹے کے برتے پر نہ رہیے گا دیکھو تو مین کیا لکھوا لایا۔ آزاد نے تو اپنے ہاتھ ہی کاٹ دیے لو اب کیا پوچھنا ہے۔ اب تو چڑھ بنی۔ آج سے دسوین دن دولھن بنو میان پائے۔ بیاہ مبارک۔ ہمارا حق دلواؤ جس طرح وکیل صاحب نے پٹی پڑھائی تھی اُسی طرح کُل کارروائی بھگت گئی۔

اللہ رکھی۔ چین کرو۔ یہ لکھا ہے کہ نکاح کرونگا؟ جو یہ نہین لکھا تو پھر کچھ بھی نہین۔ جاؤ وکیل کو خط دکھا دو۔ اور جو کہین وہی کرو۔

قسمت کو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

نواب بھول کے کُپا ہو گئے تھے جیسے خاصہ ہاتھی کا پاٹھا مارے خوشی کے ایسے پھولے کہ سچ مچ جامے مین نہ سمائے۔ بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے۔ اور کیون نہو غنچہ دل کھل گیا تھا۔ بڑے ٹھسّے سے بغیچے مین جھوم جھوم کر ٹہل رہے تھے۔ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے جاتے ہین کہ جلوس اب آیا اور اب آیا۔ کڑک دھون کی آواز اب آئی اور اب آئی۔ نشان کے ہاتھی کا پھریرا اب سامنے اُڑا اور اب اُڑا اب اُڑا۔ صف شکن علی شاہ کی زیارت اب نصیب ہوئی اور اب نصیب ہوئی۔ ایک دفعہ ہی چوبدار بدحواس دوڑتا ہوا آیا۔

چوبدار۔ خداوند لُٹ گئے لُٹ گئے لٹ گئے۔ ہاے لُٹ گئے وہ دیکھو صاحب تمھارے لٹ گئے۔

نواب۔ ہائین! ہائین! یہ کوئی بہروپیا تو نہین ہے۔ میان لُٹ کیا گئے کچھ کھو گئے بھی۔ یا لُٹ گئے۔ لُٹ گئے ہی بکا کروگے کہین پاگل خانے سے تو نہین بھاگ آیا ہے۔

چوبدار۔ خداوند برات کو اُٹھائی گیرون نے لوٹ لیا۔ ع ہاتھی غائب

میان آزاد نے خط لیا کھولا پڑھا۔

بی اللہ رکھی کا خط

صدقے آنکھون کے تیرے ساقی
ہے مجھکو ہوس ابھی تو باقی

ایسی ہی شراب دے دھوان دھار
بڑھ جائے یہ جس سے سُکر کا تار

اطراف حبش مین جو بنی ہو
انگور سیاہ کی جنی ہو

تیزی مین سیاہ مرچ سی ہو
جھونک اُسکی نکیلی کرچ سی ہو

جس سے جھٹ چاندنی کر کھیت
چمکے تارون کی وضع سے ریت

بادل آئے ہین عیش کے جھوم
اسوقت نہ رکھو تو مجکو محروم

جس سے کہ سرور یاد آئے
اللہ رکھی مراد پائے

گہری دلدار سے چھنی ہے
آزاد سے نقد کی ٹھنی ہے

میان مجرا عرض ہے۔کیون جی اسی منھ سے کہتے تھے کہ میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری۔کیون حضور رنڈی کا قصور آپ تو مفت کے بھیا سے دیکر سدھائے مگر اپنا دل کڑا کرتا ہے ہی ہی اندر دانے کو کوئی کہان تک سمجھائے یہ کسی کے مان ہی کا نہین اٹھین کر تو تون تو اس درجہ کو پہونچا۔ہاے یہ کیسا ازغیب کا بکھیڑا خدا کے واسطے کا بکھیڑا ہے۔دیکھین ابھی کیا کیا جھک جھوڑے جھیلنے اور کیسے کیسے پاپڑ بیلنے ہین۔بن بیاہ کے تو میان یہ بیل منڈھے نہ چڑھے گی۔یہ عشق بھی حد بھر بُرا عارضہ ہے خدا جانے مجھے یہ ہوا کیا گھر گھاٹ نہ سوچا اور ساری آبرو کھاری کنوئین مین ڈبائی۔اور روز کی دانتا کلکل اور ان تمھارے چوچلون سے اور بھی میرا جی جلتا ہے جو ہمارے ساتھ بیاہ رچے تو تمھارا نصیبا جاگ اُٹھے میان۔مین شوخ محبوب۔تم مست و مجذوب۔مین چندے آفتاب چندے مہتاب۔تم خانہ بدوش خانمان خراب۔مین مہ پارہ۔تو ہیچ کارہ مین باغ و بہار تو دلفگار۔مین ستم ایجاد۔تو خانہ برباد۔مین فتنہ ہمدوش تو خود فراموش۔مین برق شرربار۔تو رند بادہ گسار۔ذری اپنا منھ تو دیکھو میان چہرہ زرد۔دل سرد۔کپڑون مین نو من گرد۔رہ نورد عورت سے بدتر نام کا مرد۔مین بُت طنّاز سراپا انداز۔سرمست خوبی محو ناز۔نازک آواز۔گلعذار۔گلبدن۔گلرخ گلرنگ۔رنگین ادا شوخ و شنگ چست و طرار۔مردم آزار۔آتشین رو۔یاسمین بو۔مین آشوب دوران تو سُست پیمان۔ ؎

می گویم کہ تو نامردی آزاد
ولیکن بوالعجب بیدردی آزاد

بجانِ من بلا آوردی آزاد
جہانم را تباہی کردی آزاد

ترا من ناخدا دانستہ بودم

زجورت جان من بر لب رسیدہ
جگر خون گشتہ از مژگان چکیدہ

بردن کارم از دستت رسیدہ
دلت دادم مسلمان زادہ دیدہ

نہ کافر ماجرا دانستہ بودم

پاک پروردگار کی قسم جو ہمارے میان ہنو تو وہ پیاری پیاری صورتین دیکھنے مین آئین کہ پرستان کو بھول جاؤ۔دھاڑے کا دھاڑا راجہ اندر کا اکھاڑا۔جو ہے وہ پری چہرہ۔جو ہے وہ جان عالم۔مگر تم تو وہی ہیر پھیر کے وحشت ہی کی لیتے ہو پہلے اتنے ہو تو لو کہ کوئی نازک بدن محبوب چار دہ سالہ تم پر مرے سچ ہے۔ ؎

غالب ان سیمین تنون کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

خاتون جنت کی قسم جو کہین ہم سے تم سے بیاہ رچے تو کیسی مزے سے کٹے۔

اور پھر لُطف یہ کہ جہان کہین ہمکو اپنے ساتھ لیجاؤ وہان خدائی بھر تمھاری ہی خوشامد کرے اور نہین تو کیا۔اور کیون صاحب یہ دھاندلی کیسی۔بھلا نہا دھو کر اور صاف پاک ہو کر قرآن شریف پر ہاتھ دھر و کہ بیاہ کا وعدہ نہین کیا تھا پھر فرمایئے ہین گنجائش شکوہ سنجی ہو یا نہو۔کیون ناحق انصاف کا گلا کُند چھری سے ریتتے ہو۔چلو اب ہنسی دل لگی تو ہو چکی کہیے اب وحشت دور ہوئی یا نہین۔تم بھولون

چھیل چھبیل کے کھایئے - ہم تو آج میان آزاد کے ساتھ کھانا کھائین گے - اُستاد دیکھو تکلیف نہ کرنا بس اپنے اور ہمارے برابر پکوانا - کوئی ۲ دو سیر کا قورمہ ہو - ایک تین ۳ پاؤ کی سیخ اور شامی کباب اور کوئی سیر بھر کا پلاؤ اور دھنیے کا دو پیازا اور کچھ پراٹھے اور نان پاؤ ہون - بس زیادہ بکھیڑے سے مطلب - سنا بھئی آزاد آج تمھارے ہی ساتھ کھائین گے - میان آزاد ایک کانیے بولے کہ ہم اسوقت کھانا ہی نہ کھائین گے سو ہضمی کی شکایت ہی شام کو مونگی اور ۲ دو پھلکے کھالین تو کھالین ورنہ غرہ -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان آزاد نے دیکھا کہ باغ کے ایک گوشہ محل مین ایک دختر دہ ۱۰ سالہ ململ کا دوپٹہ اوڑھے چھرے پہنے ہوے ایک پیر مرد سے پوچھ رہی ہی کہ کیون آبا صاحب لف و نشر کسے کہتے ہین - اُسکی کوئی مثال تو دیجیے -

پیر مرد - لف کے معنی لپیٹنا - اور نشر کے معنی پھیلانا یہ ایک صنعت کا نام ہے - مثال ؎

لپیٹ کر جو چلا کوئی چاندنی اپنی	کھلا یہ راز کہ اب راہ اسنے لی اپنی

آزاد - الغلط - الغلط - الغلط - لف و نشر کی یہ مثال ہی نہین اور واللہ شعر بھی کتنا برجستہ پڑھا ہی ؎ چہ خوش گفت ست تلسی داس در ضو ٭ کالا اُجلا سیہ سفید ٭ اس لپیٹنے اور کھلنے نے شعر مین جان ڈالدی - لف و نشر کی دو قسمین ہین - مرتب اور غیر مرتب - مرتب کی مثال سنیے - ؎

سرو و گل شوق مین تیرے قد و عارض کے سدا
نالہ کرتے ہین ہم قمری و بلبل کی طرح

سرو کے لیے قمری - اور گل کے لیے بلبل - یہ اسپر فدا وہ اسپر شیدا - اور مثال سنیے - ؎

بروز نبرد آن یل ارجمند	بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست	یلان را سر و سینہ و پا و دست

شمشیر کے لیے برید اور خنجر کے لیے درید اور سینہ گرز کے لیے شکست اور پا کمند کے لیے بہ بست اور دست بعض اسکو تفسیر جلی بھی کہتے ہین اور مثال دون ؟ لیجیے ؎

امین ہلاہل مدبھرے سویت شیام رتنار
جیت مرت جھک جھک پرت اجیہ جیوت اکبار

ہائے قربان اس کتابائی کے - واہ واہ - واہ واہ - واہ واہ امین کے معنی آب حیات کے اُسکے لیے سویت یعنی سفید اور جیت لائے ہلاہل یعنی زہر - اسکے لیے شیام - یعنی سیاہ اور مرت لائے رتنار یعنی بادۂ احمر - اُسکے واسطے جھک جھک پرت - اہو ہو ہو یہ معشوق کے آنکھ کی تعریف ہی - اب لف و نشر غیر مرتب کی مثال سنیے ؎

روئے پیٹے مرے ماتم مین وہ اتنا ای قدر
ہاتھ کی منھدی چھٹی آنکھ کا سرمہ چھوٹا

پہلے مصرعے مین روئے پہلے ہی پیٹے اسکے بعد رونے سے آنکھ کا سرمہ چھوٹتا ہی - وہ مصرعہ ثانی مین دوسرے نمبر پر ہے - اور پیٹنے مین ہاتھ کی منھدی چھٹتی ہے وہ مصرعہ ثانی مین اول نمبر پر ہے - یا ؎

یاد مین اُس طرہ و رخسار کے
ہاتھ سر پر مارتا ہون صبح و شام

سمجھے صاحب - طرہ کے لیے شام اور رخسار کے لیے صبح ہی لیکن پھیر پھار کے ساتھ -

پیر مرد - شاباش تم تو اپنے وقت کے عرفی ہو بھائی -

آزاد - آپ کی صاحبزادی نے جو میری پیاری بہن ہے عرفی کے بھی کان کاٹے - یہ سن و سال اور اسدرجہ بدیع الخیال

پیر مرد - جہان آرا ذرا یہان آؤ -

بڑے نواب صاحب کو خدا بخشے جب کہا مبارک قدم صاحب ہی کہا۔ آپ لونڈی بناتے ہین سنتی ہو ماماجی۔ ذری سنو تو ہم لونڈی ہین۔

ماماجی۔ بیٹا انھین آنکھون آصف دولہ (آصف الدولہ) کا زمانہ دیکھا۔ انھین آنکھون امجد علی شاہ کی عملداری دیکھی ان آنکھون جانے کیا کیا دیکھ ڈالا۔ بڑے بڑے شہزادون نے ہماری گود دھوبون سے بھری۔ ہمارا بھی کوئی زمانہ تھا جسوقت گلابی پشواز پہن کر نکلتی تھی اچھے اچھون کی آنکھین پڑتی تھین۔ جب ہماری یہ بیقدری ہے تو تم کس کھیت کی مولی ہو۔

مبارک قدم۔ جی ہان۔ درین چہ شک۔ ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی۔ ہم کوئی ایسے ویسے ہین۔ آپ بڑی وہ بنی ہین۔

بیگم۔ ای تو اس جھنجھٹ سے کیا مطلب (نواب کیطرف مخاطب ہوکر) چلو ہمین تخلیے مین کچھ مشورہ کرنا ہی۔

میان بیوی دونون کے دونون تخلیے مین گئے۔ کیا جانے چپکے چپکے کیا باتین ہو رہی تھین۔ اب کہین کل بات پھوٹے گی۔

میان آزاد جس دن شہر مین داخل ہوے اُسدن اتفاق سے تعطیل تھی۔ دوسرے دن پھر تعطیل۔ کچہریان بند لیکن جس گلی کوچے بازار کیطرف سے نکل جاتے ہین اُنگلیان اُٹھتی ہین لوگ آپس مین پوچھتے ہین کہ کیون بھئی یہ کہان کے رئیس ہین ایک بولا راجہ ہین کہین کے دوسرے نے کہا کہ کوئی ٹھاکر ہین اور جسوقت تو یہ رئیس ابن رئیس بنے ہی تھے فیل نشین خود صحن مین دو شریف بیٹھے ہوے اغل بغل چپراسی یہ کسی کو معلوم ہی نہین کہ میان کے نام وارنٹ جاری ہوا ہی مذکورین نے حضرت کو ایک باغ مین اُتارا آپ الا اللہ کہکر ہاتھی پر سے دھم سے کود ہی پڑے۔

خوجی۔ میان فیلبان۔ بھئی ذری زینہ لگا دینا۔

فیلبان۔ کیا! زینہ! اچھے آئے اب آپ کے لیے زینہ بنواؤن ایسے تو خوبصورت بھی نہین ہین آپ۔

میر صاحب۔ ہونھ۔ زینہ ڈھونڈھتے ہین۔ پاڑنہ بندھواؤ ہاتھی پر سے کودنا کتنی بڑی بات ہی۔

یہ کہکر میر صاحب بہت ہی برر کر دُم کی طرف سے کود ے۔ تو اس بوکھلاہٹ مین کہ سر نیچے اور پانون اوپر! روک۔ روک۔ ہات تیرے فیلبان کی سیج ہی گاڑیبان۔ شتربان۔ کوچبان۔ فیلبان یہ جتنے بان ہین سب شریر سب متفنی۔ لاکھ نیچے مگر اوندھے ہی ہو گئے واہ ہمارا ہی کلہ جانتا ہی۔ کھٹ سے بولا۔ وہ تو کہیے مین ہی ایسا بیحیا ہون کہ باتین کرتا ہون۔ ورنہ دوسرا تو پانی نہ مانگتا خوجی بہت کھلکھلا کر ہنس پڑے ہات تیرے کی۔ ہمنے جو زینہ مانگا تو ہمین بنانے لگے۔ مگر بیحیائی کی بلا دور۔ دوسرا ہوتا تو گھنٹون سینکا کرتا انکے بھاؤ مین کچھ بھی نہین۔ میان اُترتے ہو کہ مین دون دھکا خوجی بچارے جان پر کھیل کر جیسے ہی اُترنے کو تھے کہ اتفاق سے ہاتھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ یا علی۔ یا علی بچائیو۔ خداوندا خداوندا مین گنہگار بندہ ہون۔ گنہگار۔ گنہگار۔ تو رحیم و غفور ہی۔ قہار ہی جبار ہی سو

رحمت کا تری امیدوار آیا ہون	منھ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہون

چلنے نہ دیا بار گنہ نے۔

(نے) تک لکھ چکے تھے کہ فیلبان نے سیج مچ ڈھکیل ہی دیا۔ دھڑ ڑررر دھم ارے او ظالم۔ فیلبان کا ہی کو ستم ہی مردک اور جو میری ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی تو پھر کیسی ہوتی۔

ہونھ۔ ٹوٹ جاتی ٹوٹ جاتی۔ ہونھ و ونھ کے بھروسے نہ رہیگا ذری ہان مین نے جتا دیا ہی۔ اچھا تو ہڈی پسلی ٹوٹتی تو سمجھ لیتے۔ اب پیڑ کے تلے لوٹ ماریے۔ ہان بھئی پھر لوٹ نہ رہنگے تو کرینگے کیا بھلا یہان کچھ کھانے وانے کو بھی ملتا ہی۔ جی ہان گھاس

پیاری بیٹی کی بھولی بھالی باتین سُنکر جی خوش ہوگیا۔ ذرا دو گھڑی یہان ہی آ بیٹھیے۔ ھ

جوان	من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
	کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

میان یہ تو بھولی بھالی لڑکی ہے۔ اسکی بہن کو آپ نے نہین دیکھا انھین معشوق پن کی ساری باتین خدا نے کوٹ کوٹ کر بھری ھین اور ایسی خندہ پیشانی ہنس مکھ عورت تو دیکھی ہی نہین لیکن بوڑھے میان اُس سے ناراض ہین۔ وجہ سنیے۔ اجی یہ تو تیرہ صدی ہے اور وہ ٹھیرے حضرت نوح کے وقت کے۔ اُف ری جوانی کی اُمنگ اور ہائے رے شباب کی ترنگ اس زمانے کی نادان لڑکیان داند مچاتی ہین شادیان سر پر اُٹھاتی ہین سسرال جانے کی خوشیان مناتی ہین ان بڑے میان کو دیکھیے کیا بڑھ ٹھس لگا کہ اٹھارہ برس اپنی بڑی صاحبزادی کی شادی نہ کی۔ تب تو اُس شوخ فتنہ ہمدوش نے ایک دن اپنی مان سے کہا کہ امان جان ابتو تم صاف صاف کہلواتی ہو۔ آخر میرا کیا اجاڑ ڈالو گی جو ایک مہینے کے اندر شہنائی کی آواز دروازے پر نہ آئی تو ہم ہیرے کی کنی کھا کر مر جائینگے خاتون جنت کی قسم پھر آپ کو اپنی صورت نہ دکھائین گے پاس پڑوس کی عورتون نے سمجھایا کہ بوی اب یہ ماشاء اللہ سیانی ہوئین کھیلنے کھانے کے دن ہین۔ اب بیاہ نہوگا تو کیا جب سر ہلانے لگے گا تب ہوگا۔ اُسکی یہ کیفیت کہ چٹاخ پٹاخ ہمجولیون مین کسی کو منھ چڑھایا کسی کو بنایا۔ اُف رے تیری شرارت اللہ رے تیری شوخی۔ الغرض عمدہ جگہ ایک اونچے گھر مین نسبت ٹھہری تو مان نے کہا۔

مان۔ لے بیٹی مُبارک ہو۔ تیری شادی ٹھہر گئی۔

لڑکی۔ امان ہمین یقین نہین آتا۔

مان۔ اوئی بیٹیا تمھارے ابا نے خود ٹھہرائی ہے۔

جب منگنی ہو گئی تو پھر مان نے کہا کہ۔

مان۔ لے بیٹی مُبارک ہوا ابتو منگنی بھی ہو گئی۔

لڑکی۔ امان جان مجھے تو ابھی ہرگز ہرگز یقین نہین آتا۔

مان باپ نے جھٹ پٹ سامان درست کیا اور مانجھے بٹھایا

مان۔ لو بیٹیا ابتو لگن بھی بھیجین۔

لڑکی۔ نا امان مجھے یقین نہین آتا۔

آٹھ دس دن کے بعد ساچق آئی چڑھاوا چڑھا۔

مان۔ لو بیٹی مُبارک ابتو ساچق بھی ہو چکی۔

لڑکی۔ (شرما کر) اماجان مجھے تو اب بھی یقین نہین آتا۔

دوسرے دن مہندی کی رسم ہوئی۔ دلھن کے مہندی لگائی گئی اور وہی جھوٹی جھاٹی دولھا کو بھیجی گئی۔

مان۔ لے بیٹی۔ ابتو مہندی رچی۔ ابتو مُبارک ہو۔

لڑکی۔ (لجا کر) اماجان کو تمھاری خاطر سے کہدون ورنہ مجھے تو ابھی یقین نہین آتا۔

راوی۔ یقین کیونکر آوے۔ ھ

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

اے لو صاحب دوسرے دن بڑے دھوم دھام سے برات آئی دروازے پر دولھا چوکی پر بھی ہوئی۔ سمدھنین زرق برق پوشاک پہنے ہوئے چھما چھم کرتی اُترنے لگین۔ ادھر گالیون کی بوچھاڑ ہوئی۔ ڈومنیون نے تھرک تھرک کر گانا اور دست حنائی سے گھڑی گھڑی ندیا بتانا شروع کیا۔ ہر ناچ ہونے لگا مولوی صاحب آئے نکاح پڑھا گیا دولھا اندر آیا رسم ریت ہوئی وقت رخصت مان نے چپکے سے بیٹی کے کان مین کہا کہ۔

جہان آرا - حاضر ہوئی ابا جان - ابھی آئی -

جیسے ہی جہان آرا نے باہر قدم رکھا اور میان آزاد سے چار آنکھین ہوئین ویسے ہی نامحرم کو دیکھ کر دیوار سے ٹھٹھک رہی لیکن عجب الھڑ پن کی ادا سے -

پیر مرد - آؤ آؤ - شریف زادے ہین - آؤ بیٹا - اتنا نہین سمجھتی کہ بھلا مین نامحرم کے آگے تم کو خدا واسطے کیون بلاتا - کیا ستر برس بھاڑ جھونکا کیا ہون -

جہان آرا - حاضر ہوئی (میان آزاد کو) آداب بجالاتی ہون -

آزاد - زندہ باش - جان برادر زندہ باش -

کچھ دیر تک آزاد نے خوب گھل گھل کر باتین کین اور دل مین سوچے کہ واہ ری لڑکی حیا پرور - پاک نظر - اور بلا کی ذہین - نازنین حسین وجبین خدائی بھر کی صفتین ہمین کوٹ کوٹ کر بھری ہین بھئی ہم کو یہ ملجائے تو ہم اسکو خوب ہی پڑھائین اور جو کہین پڑھ جائے تو واہ واہ ہندوستان بھر کا نام روشن کرے -

جہان آرا - اچھا ابا کوئی اور صنعت بتاؤ -

آزاد - ہم سے پوچھو ہم بتائین - ہجو ملیح یعنی اسطرح ہجو کہ بادی النظر مین وہ تعریف معلوم ہو مگر سمجھنے والا سمجھ جائے کہ ہجو کر رہا ہے - مثلاً ؎

یک قطرہ بود پیش دہانت یم قلزم
وصف دہن تنگ ترا ہیچ نگفتم

ظاہر مین تو یون معلوم ہوتا ہی کہ گویا معشوق کے دہن تنگ کی بڑی ہی تعریف کی کہ اسکے منھ کے سامنے ایک قطرہ گویا یم قلزم ہی - اتنا سا منھ - مگر در پردہ مطلب یہ کہ تیرا منھ سمندر کا قبلہ گاہ ہے جس کے مقابل مین یم قلزم ایک قطرہ ہے -

پیر مرد - اگر آپ کو تکلیف نہو تو مشہور صنعتین مع مثالون کے جہان آرا کو لکھ دیجیے تو یہ یاد کر لے -

آزاد - بسر و چشم - ضرور بالضرور - چشم ما روشن دل ما شاد -

جہان آرا - خانۂ احسان آباد -

میان آزاد اس فکر مین تھے کہ اسی دم جیب سے ایک رسالہ کا رسالہ لکھ ڈالون - کیونکہ اس پیاری لڑکی کی بھولی بھالی ادا اُنکے دل مین کھپ گئی تھی بے اختیار جی چاہتا تھا کہ اپنی سگی بہن کیطرح اسکو پیار کرین پڑھائین لکھائین اور اچھے گھر بیاہین - اتنے مین لونڈی نے آنکر کہا کہ میان کھانا پکا ہے چلیے پیر مرد نے میان آزاد سے کہا کہ آپ کو تو سوء ہضمی کی شکایت ہے - آج کل کے دن ہین خراب بندہ اصرار نہ کرتے کا مگر شام کو کھچڑی یا مونگ کی دال اور پھلکا غریب خانہ ہی پر تناول فرمائیے گا -

یہ کہکر وہ تو گھر مین گھس گئے اور اُنکی دختر ۸ سالہ دوپٹہ سنبھالتی ہوئی پیچھے پیچھے اٹکھیلیان کرتی چلی میان آزاد نے اپنے دل مین سوچا کہ واہ اللہ اچھے پھنسے - زبان سے نہنا ہی ہنین - ہمنے تو دل لگی دل لگی مین کہا تھا کہ ہسوقت سوء ہضم کی شکایت ہی یہ اگلے وقتون کے لوگ سچ مچ ہی سمجھ بیٹھے - اور لطف یہ کہ شام کو مدعو بھی ہوئے تو کھچڑی اور دال مونگ واہ ری قسمت اب ہسوقت روزہ ہی شام کو بھی عزہ مرے بے موت -

میان آزاد اپنے دل مین یہ سوچ رہے تھے کہ سامنے سے ایک جوان طناز اکڑتے ہوئے آئے - علیک سلیک کے بعد وہ بھی کرسی پر جا ڈٹے این! یہ اجنبی کون ہے بھئی - ہی تو آدمی سرخ وسفید - اور سفید پوش - مگر یہ یہان کہان پہونچے -

جوان - آپ کا کہان سے آنا ہوا -

آزاد - بندہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر رہتا ہی ہسوقت ایک ضرورت سے یہان باغ مین فروکش ہوا تو پیر مرد کی

اتنا یاد رکھیے گا۔

دوسرا۔ ابے جا۔ لایا وہان سے جھوٹ پھر جھوٹ ہوا ئے نادان اس زمانے مین جھوٹ ہی سچ ہی۔ اک ذرا سے جھوٹ بولنے مین دو سو چہرے شاہی آئے گئے ہوتے ہین۔ ذرا زبان ہلادی اور دو سو ہضم۔ دو سو کا خیال کیجیے۔ کتنی رقم کثیر ہی دل لگی نہین ہی دو سو کیا کچھ تھوڑے ہوتے ہین ہمین کسی سے تم دو گند مے ہی لوا دو دیکھو حلف اُٹھا لیتے ہین یا نہین سو بھائی جو عقل سے کام لو تو ہمارا کہا مانو ورنہ تم جانو تمھارا کام جانے۔

آزاد۔ کیون بھئی جوانو ا۔ اور جو اقرار کرکے مکر جائے تو پھر یہ ہو عورت کی بات کا اعتبار کیا۔ اس سے بہتر ہی کہ اللہ رکھی سے اسٹامپ کے کاغذ پر لکھوالو۔

ایک۔ اچھا اچھا واللہ کیا سوجھی ہے۔

دوسرا۔ کیا میان۔ کیا کہتے ہو۔ اسٹامپ کیسا ہم کیا جانے کیا مشورہ کر رہے ہین۔ آپ آئے وہان سے۔ اسٹامپ پر لکھوالو۔ ہم کیا کوئی چور ہین۔

ایک۔ اجی وہ تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتے ہین۔ تم تو سمجھتے ہی نہین۔

دوسرا۔ (چپت لگاکر) چپ گو کھے نامعقول ایسی باتین کہین راہ چلتون سے کہدیا کرتے ہین۔ آخر وہ آپکے ہین کون پھر بھلا اُن سے راز دل بتانا حماقت ہی یا نہین۔ مجھکو بھی لیکر دھروا ؤگے معلوم ہوتا ہے۔ بس اب تم سے مشورہ کرے تو اُسپر لعنت۔

آزاد چپکے سے جاکر دونون مذکوریون اور خوجی اور میر صاحب اور فیلبان کو بلا لائے تھے اور کہا تھا کہ ساری داستان سُن رکھیے گواہی دینی ہوگی۔

خوجی۔ سننے کو تو سب سُنا لیکن میان گواہی دواہی ہم نہ دینگے اور جو زبردستی کروگے تو تم کو دھروا ہی دینگے۔

میر صاحب۔ اجی ہم گواہی دینگے اور ڈنکے کی چوٹ۔

فیلبان۔ جو سُنا وہ کہدینگے۔

میان آزاد مذکوریون کی آنکھ بچاکر چلدیے یہ جا وہ جا اسٹیشن پر داخل اور جھٹ سے ٹکٹ لیکر ریل کے ایک درجے مین بیٹھے جاتے تھے کہ اتنے مین ایک بڑے اسٹیشن پہ ریل ٹھہری اور آپ کھٹ سے اُتر پڑے رات کا سمان۔ چوطرفہ اندھیرا گھپ گھٹا ٹوپ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا۔ انھون نے ریل سے اُترتے ہی دانڈ مچائی کہ کوئی قلی ہی۔ کوئی مزدور ہی۔ خدا کے فضل سے زمانہ بھر کو ٹھگ کر آئے تھے کپڑے کی گٹھری۔ چینی کی پیالی دو ڈھائی سو روپیہ کی پوٹلی۔ میوہ کا ٹوکرا۔ پلنگ۔ بقچہ۔ بچھونا۔ الم غلم۔ کئی گدھون کا بوجھ ان کے پاس تھا قلیون کے سر پر لادکر باہر نکلے۔ آئیے حضور ہم گاڑی دین لیجیے یہ پالکی گاڑی آپ ہی امیرون کے لائق ہی۔ اجی یہ کمانی دار یکہ کر لیجیے۔ ہوا کے موافق مشکی یا بو جاتا ہی چھُن چھُن کرتا ہوا اجی ادھر آئیے میان ہم بگھی دین کہان چلیے گا کہان۔ کیا لوگے۔ کہان جائیے گا۔ سرا۔ سرا تو یہان ایک چھوڑ دس دس ہین۔ جو سب مین بڑی ہو مگر صاف ستھری۔ اچھا ایک روپیہ ہوا۔ واہ پہلے گھنٹے ۶ ر دوسرے گھنٹے کے ۳ ر اور پندرہ منٹ کی راہ جسکے سولہ گنڈے مانگتے ہو۔ ہم پانچ آنے دینگے ہزار دفعہ غرض ہو چلو نہین نہ سہی اچھا چلیے پہونچا دین۔

میان آزاد نے اسباب کو بگھی پر لادا۔ اور چل کھڑے ہوے کھٹ سے سرا مین داخل۔ سرا کے معلے اور بھٹیارون کے ہتھکنڈون سے تو یہ خوب ہی واقف ہو چکے تھے ایک کوٹھری مین جا ڈٹے اور بچھونا بچھا کے خوب لہرا لہرا کے بآواز بلند گانا شروع کیا۔ ع

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت	عبیر ملائک دران می سرشت

ماں۔ اے بیٹی مُبارک ہو ابتو دولھا کے گھر چلیں۔

لڑکی۔ (مسکرا کر) اماں جان۔ ابھی یقین نہین۔

الغرض برات چلی۔ یہ گئی وہ گئی۔ دوسری صبح کو دُلھن اپنے میکے آئی۔

ماں۔ اے بیٹی مُبارک ابتو شادی ہو گئی۔

لڑکی۔ (آنکھین نیچی کرکے) اماں جان بندگی۔ (بے دانتون) جی ہان بندگی سمجھیے قبلہ وہ ایسی تھین۔

آزاد۔ حضرت خدا را اُنکے مکان کا پتا تو ہمین بتائیے۔ واللہ کیا گرما گرم فقرے سنائے ہین۔ وہ تو خدا کی قسم زیارت ہی کے قابل ہین ہائے ہائے یار ایسی ہی بیوی تو ہم بھی چاہتے ہین تو پھر سچ سچ بتائیے کیا سچ سچ بیاہ پھر ہو ہی گیا۔

جوان۔ اللہ ری بدگمانی۔ حضرت اُسکو تو یقین ہو ہی گیا۔ لیکن آپ کو ابتک یقین نہ آیا اللہ ری بدگمانی۔ اللہ ری بدگمانی ابھی بیاہ ہو گیا یا اب۔ ع۔ پس ماندہ کا پیش خیمہ آیا + اور ع۔ اُمید کے نخل نے دیا بار۔

آزاد۔ سچ کہو واللہ وہ تو اس ہی لائق ہے کہ اُس کے قدم دھو دھو کر پییے۔ کیون نہ کہے صاحب جب ماں باپ پاگل بنائین تو کیونکر نہ کہے۔

وہ جوان تو یہ داستان دلچسپ سنا کر اور میان آزاد کو والہ و شیدا بنا کر لمبا ہوا یہان کیا سنتے ہین کہ دو آدمی باہم یہ باتین کر رہے ہین۔

ایک۔ بھئی آخر منھ پھلائے کیون بیٹھے ہو۔ یا کیا منھ ایسا ہی ہے ہان عشرے کے دن تو پیدا ہی ہوے تھے۔

دوسرا۔ ہان یار جسکو نوے بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی یہان جان پر بنی ہے۔ آپ عشرۂ محرم لیے پھرتے ہین ابھی ہمنے بی اللہ رکھی سے دو سو روپیہ مہینے بھر کے وعدے پر لیے تھے سو اُسکو آج کوئی دو برس ہونے آئے اب وہ کہتی ہین کہ یا تو ہمارا روپیہ دو یا ہمارے مقدمے کے گواہ ہو جاؤ نہین تو ہم داغ دینگے اور جیل خانہ دکھائین گے وہان چکی پیسنی ہوگی اور سڑک پر دررمٹ پھلانا ہوگا۔ رام بھج۔ رام بھج۔ سو اب ہم سوچتے ہین کہ کرین تو کیا کرین مصیبت مین پڑ گئے بھائی۔ گواہی دین تو کس برتے پر میان آزاد کی تو صورت ہی سے آشنا نہین اور نہ دین تو وہ نالش جڑے دیتی ہین اور یہان دو سو کیا معنی پچاس روپیہ کا دینے والا بھی کوئی نظر نہین آتا۔ بس سوچ لیے ہین کہ آج شام کو چھپ سے چل کھڑے ہون ریل کو خدا سلامت رکھے بھاگون تو پتا بھی نہ ملے۔

دوسرا۔ ارے میان وہ ترکیب بتاؤن جسمین سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے تم میان آزاد سے ملجاؤ۔ اور اُنھین کے مفید مطلب گواہی دو ادھر اللہ رکھی سے بھی ملے رہو اور میرے دونون میٹھے کہتے ہوے عدالت سے سرخرو آؤ تمھارا اُلّو کہین نہین گیا ہے اور بچہ تم ہو کس بھروسے پر چار چار گنڈے مین تو وہ گواہ ملتے ہین جو ترٹے سے جھوٹا قرآن یا گنگا اُٹھالین اور جھوٹ کے پُل باندھ دین آپ ہم کس مین ہمکو کوئی دو ہی روپئے سے قرآن اُٹھوا لے جو چاہے کہوا لے آخر ہماری طرف سے کوئی ڈبلیہ ہوگا یا نہوگا۔ پھر گواہی ہو خاصے میان دو سو ملتے ہین دو سو۔ اللہ رکھی کیطرف سے ضرور گواہی دو اور ریخ کھیت گواہی دو۔ جھوٹ سچ سے واسطہ سچ وہی جسمین دو سو ملین بھئی یہ تو ٹکھنگ ہی ہمین سچ بونا حرام ہے اور جو کتے نے کاٹا ہو تو سچ ہی بولیے۔

ایک۔ حضرت سُنیے سچ پھر سچ ہے اور جھوٹ پھر جھوٹ ہی

آزاد - بارک اللہ خوش گفتی بلکہ دُر سفتی

قدسی بہ فصاحت و بلاغت	گویا سلمان ساوجی ہے

قدسی شاہ سمجھے کہ اب میاں نیم راضی ہوگئے اشارہ سے اس جوان سراپا انداز سرمست صہبائے ناز کو بلایا اور وہ ایک ادائے دلربا سے قدم دھرتی چھما چھم کرتی میاں آزاد کے پیچھے کھٹ سے غڑاپ موجود ہو گئی - اتنے مین بھٹیاری نے جو یہ حال دیکھا تو بجلی کیطرح چمکتی ہوئی آئی اور اس درجہ چیخی چلائی کہ الامان "ای واہ میاں اٹھارہ اٹھارہ سنڈون کو لیکر کھٹیا پر بیٹھتے ہین - اور جو پائی ٹوٹ جائے تو کس کے ماتھے - ایسے بھی مسافر نہین دیکھے ایک تو ماشاء اللہ سے خود نٹھے سے آدمی ہین دوسرے دس دس کو لے کر بیٹھے ہین - لے چارپائی خالی کیجیے ہم ایسے کرایہ سے درگذرے چارپائی نگوڑی کی بساط ہی کیا ہے" میاں آزاد کی تو بھٹیاری کے نام سے روح تھراتی تھی چپکے سے چارپائی خالی کردی اور پائی چھوڑ کو ادری بچھوا کر مزے سے شاہ جی اور اس نو عروس سراپا ناز کو لے کر بیٹھے اور دور چلنے لگا -

وہ گلبدن اپنے پیارے ہاتھون سے بھر بھر کے جام شراب ناب پلاتی جاتی تھی اور میاں آزاد کے جسم مین گویا جان تازہ آتی جاتی تھی شاہ جی نے ایک جرعہ لیا - اس غنچہ دہن نے ایک گھونٹ پیا میاں آزاد نے مزہ چکھا اسیطرح جام پر جام لنڈھایا جاتا تھا - اور دونون کو شیر مادر کا مزہ آتا تھا - ف

دور چلے دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا

اور سہی - پھر دور چلا - اب کی کورے سکورے مین انگور کی شراب ہو یہ بھی سہی - پہلے اس سمتن نے چسکی لگائی پھر جھوٹی چھالی میاں آزاد نے اڑائی نیچی بچائی میاں قدسی شاہ کے حصے مین آئی - ابھی دور کا قل نہین ہوا ہوش باقی ہے -

دور چلے دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین میاں آزاد تو غین ہوگئے - مدہوش و سیہ مست تن بدن کی خبر نہین - ایکدفعہ ہی اٹھ کھڑے ہوے - اٹھتے ہی دھڑ سے گرے گرے تو یا بدست دگرے دست بدست دگرے -

ادھر شاہ جی تو اسی گھات مین آئے ہی تھے جھپاک سے کپڑے و پڑے باندھے مع چھالی اور چلتا دھندا کیا - سمتن بھی ان کے ساتھ ساتھ لی ہوئین - میاں آزاد رات بھر بیہوش پڑے تھے سحر کاذب کے وقت انکی آنکھ کھلی تو حال پتلا - یکہ و تنہا - نہ قدسی شاہ نہ وہ گوہر درج دلربائی فقط میاں آزاد اور انکی چارپائی - ف

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

پیاس کے مارے گلے مین کانٹے پڑے جاتے ہین - ہاتھ پاؤن ٹوٹ رہے ہین - جی مالش کرتا ہے طبیعت گھبراتی ہے - ف

دوشینہ بکوے میفروشان	پیمانہ مے بزر خریدم
اکنون ز خمار سرگرانم	زر دادم و درد سر خریدم

اٹھے تو لڑکھڑاہٹ نے پاؤن لیے - رہ ھک گئے - پھر اٹھے پھر منھ کے بھل گرے - بارے خدا خدا کرکے ہزار خرابی آفتابہ سے پانی لیا - آب سرد خوشگوار نے کسی قدر تقویت بخشی - بیٹھے تو آنکھ لگ گئی - پھر اٹھے پھر پانی پیا - پھر پیا - پھر پیا - بیٹھے تڑکا ہوگیا تو دیکھتے کیا ہین کہ سرہانے پر ایک خط رکھا ہے کھولا تو

خط

ساقی بہوش باش کہ غم در کمین تست
مطرب نگاہدار ہمین رہ کہ میزنی

کیون بچہ اور پیوگے اب پیوگے تو پھر جیوگے بھی نہین - ہان اسکے

میان آزاد بڑے ذوق اور جوش شوق سے گاتے تھے کہ ایک آواز آئی - بس زبانی داخلہ ہی یا اور کچھ بھی - اسکے بندۂ درگاہ قائل نہین ایسا کر دکھائیے تو جانین - اگر شوق چرّایا ہو تو دو دن ایک ساغر آب اندیشہ و بادۂ جان پرور - گلگون احمر قدح ارغوانی - لطف زندگانی کیمیاے فتوح - جوہر روح - صبح کا سہانا سمان ہی)

میان آزاد نے جو یہ آواز سنی تو چونکتا ہو کر لگے ادھر اُدھر دیکھنے کوئی بھی نہین یکس گوشے سے آواز آئی - ہی کوئی طرار آدمی الفاظ چیست - لب و لہجہ درست - معجز بیان طلیق اللسان بلبل ہزار داستان ہی اتنے مین ایک صاحب برآمد ہوے - فاسقی تہ بند شربتی کا زعفرانی پیرہن زیب تن کیے - مانگ نکالے پٹون مین حنا کا تیل ڈالے آنکھون مین سرمہ لگائے - ہاتھون مین مہندی رچائے ایک زن ملیح و سبزہ رنگ جوان شوخ و شنگ کی طرف مخاطب ہو کر حضرت نے یون فرمایا - ؎

ای بیک پی خجستہ چہ نامے فدیت لک
ہرگز سیاہ چردہ ندیدم باین نمک

علیک سلیک کے بعد آزاد کے چھپرکھٹ پر ڈٹ گئے - بابا ہم شاہ جی ہین قدسی شاہ ہمارا نام ہی عشق بتان ہمارا خاص کام ہی اسوقت جو آپ نے ہمارے مرشد کامل حضرت حافظ شیرازؒ رند شاہباز کا شعر ملحن داؤدی پڑھا تو طبیعت مسرور ہوگئی اور دنیا و مافیہا کی فکر دور ہو گئی لیکن بابا کبھی بادۂ آتش فشان کا جام نوشین روان بھی دیکھا تھا سچ کہنا معلوم ہوتا ہے چوری چھپے پیا کیے ہو - مگر نعل نیک مین محتسب کا ڈر نہ قاضی کا خوف - ؎

زیادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
بہانگ بربط و نی رازش آشکارا کنم

آزاد - شراب تو بندۂ درگاہ نے ترک کر دی - کب کی توبہ کر چکا - ابتو اس مُردار کو چھوڑا سو چھوڑا آپ پیتے ہون تو پیجیے ؎

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

شاہ جی - نا چہ - توبہ کیسی - یاد رکھو توبہ توڑنے کے لیے اور قسم کھانے کے لیے ہی بہار توبہ شکن ہی ساقی گلعذار توبہ شکن ہے یہ عمر غزار توبہ شکن ہی - یہ ردو بار توبہ شکن ہی - وہ جھومتی ہوئی گھٹا آئی - وہ ننگھور گھٹا چھائی - ؎

تو بہ زمے کردم و آمد بہار
ساقی توبہ شکنم آرزوست

یہ کہکر شاہ جی نے جھولی مین سے سونف کی ولائتی میٹھی شراب نکالی - دھانی بوتل اور کہا کہ - ؎

سبز بوتل مین لال لال شراب — خیر ایمان کا خدا حافظ
شاہ جی میکدے مین بیٹھے ہین — اس مسلمان کا خدا حافظ

آزاد - یا حضرت اینجانب نے تو قسم کھائی ہی کہ جبتک کوئی زن جوان و زہرہ جبین - گلعذار نازنین اپنے دست حنائی سے شراب آتش خواص نہ پلائے گی اور سیکڑون قسمین نہ کھلائیگی کہ اگر یہ پیالہ غٹ غٹ کرکے نہ پی جائے تو ہمارا ہی لہو پیئے تب تک ایک قطرہ نہ پیونگا - ؎

کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر مے نہ خورم بے رخ بزم آرائے

شاہ جی - اسپر ہمنے جھٹ پٹ مین مصرعے لگائے تھے سنیے گا ذری - ؎

واعظا چون بطامی جنید و رائی بخروش — کہ ببادِ چمن خلد و می کوثر نوش
گیرم آن خود ہمہ نوش ست و لیکن من دوش — کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر می نخورم بے رخ بزم آرائے

ناواقف - ایک چور دن کے قبلہ گاہ ڈاکوؤن کے پشت پناہ
ذات شریف کے چنگ پر چڑھ گیا تو اُسکو ڈھائی سو روپیہ نقد
کھنا کھن گن دیے اب سُنیے کہ تمسک تو ہمارے پاس ہے مگر اُس کا
ستیاناس ہوگیا جانے کہان چل دیا میان آزاد کے ساتھ آیا تھا
جو کوئی اُسکو پکڑ لائے اُسکو ہم دو روپیہ انعام دینگے - لالہ گوبرجن مہاجن
اسکے بعد ایک تیسرا اشتہار پڑھا -

موس لیا ! موس لیا !! موس لیا !!!

ہات ترے چور کی دُم مین موٹا سا رسا باندھون - نابکار چور سا
روپیہ کا میوہ لے کر جھانسا دیکر چلدیا آزاد نام ایک صاحب اُنکے
ساتھ تھے صبح کو کافور ہوگیا - یہان سے منزلون دور ہوگیا اگر
کوئی صاحب اُنکا پتا لگائین تو بے فصل کے آم کھلاؤن -

جمالی مالی

یہ تینون اشتہار پڑھ چکے تو ایک چوتھا اور نظر آیا

لینا ! لینا !! لینا !!!

جانے نہ پائے - چور - چور - چور - بلکہ سینہ زور
واضح ہو کہ میان آزاد کے ایک دوست نے ہماری کوٹھی سے کئی
روپیہ کا مال جا کر خریدا اور وعدہ کیا کہ تڑکے دام بھیجدینگے -

ہم تو سادے غریب کیا جانین
اُس فرور کو کیونکہ پہچانین

سمجھے کہ شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین جھوٹ
کیا بولین گے وہ تڑکے لے دے کے چلدیے تو آجتک آتے ہی
ہین اسی سے تو کسی کی ساکھ نہین رہی - اگر کوئی بزرگوار اُس
بے ایمان کو گرفتار کرا دین تو ہم دس گز ریشمی کپڑے سے گیتین
کلاتھ اینڈ کمپنی سوداگر

پانچوان اشتہار بھی موجود -

ٹھہر تو جا ! ٹھہر تو جا !! ٹھہر تو جا !!!

آزاد نام ایک عروض دان اور سخندان ہمارے باغ مین
ٹکے تھے دو چار دن ہمارے ساتھ خوب میٹھے ٹکڑے اُڑائے
آخر کار اُنکے دوست جو اُنکے ساتھ تھے کوئی پانچ چھ روپیہ کے چینی
کے پیالے بھی لے بھاگے سو بھئی آزاد جو یہ اشتہار پڑھو تو واسطے
خدا کے وہ پیالے اپنے دوست سے دلوادو -

پیر مرد

ابھی ایک اور باقی ہے -

پھنسا دیا ! پھنسا دیا !! پھنسا دیا !!!

ہم ایک برات مین ہاتھی لے کر گئے تھے - شامت اعمال سے
ایک اشتہاری مجرم اُسی ہاتھی پر سوار رہا - سرکاری مذکوریون نے
اُنکو گرفتار کر لیا اور یہان لے آئے اب وہ تو خود چلدیے اور ہم کو
مع ہاتھی اور ہاتھی کی دُم کے قُرق کرا گئے - یارو جو اُنکو پاؤ تو لاؤ

فیلبان

ادھر میان آزاد تو اس جھنجھٹ مین پڑے تھے اُدھر نواب کے
یہان کا حال سُنیے کہ وہ کس مصیبت مین مبتلا تھے جب برات
لُٹ گئی تو لوگ رو رو کر یون کہنے لگے - ؎

ہوا آزاد پہ وارنٹ سرکار
کچہری مین گئے ہو کر گرفتار

غضب ہشیار تھے بیباک تھے وہ	ہوے مفرور کیا چالاک تھے وہ
ازل سے نام جب اُنکا ہو آزاد	وہ سہتے کس طرح محبس کی بیداد

دوسرا ؎ گئے تھے ہوکے جس ہاتھی پہ سوار
ضمانت مین اُسے لکھوایا اکبار

امانت مین نہین کے قرق ہو وہ	ضمانت مین نہین کے قرق ہو وہ
تیسرا ؎ گئے خالی وہان سے بھی نہ حضرت	ہر اک کو موس کے بھاگے بدولت

ساتھ یہ بھی ہے۔ ہو کا ہی تو کتنا - بوتل کی بوتل منھ سے لگالی اب
خمیازہ کھینچا - بات تیرے کی - کیا مزے سے معشوق پری پیکر
رشک قمر کے پاس بیٹھے ہوئے غٹ غٹ اڑا رہے تھے گھڑی
دھڑی گھوم گئی نہ بات تیرے کی اب کہو اُستاد صبوحی نہ اُڑیگی
بھئی ہماری خاطر سے ایک جام تو لو - کہو تو تمھی کے ہاتھ بھیجوں
بات تیرے کی مثل مشہور ہے کہ انسان کچھ کھو کے سیکھتا ہے مگر تم
کھو کے بھی نہ سیکھے یاد ہے ریل پہ ہمنے تمھارا بقچہ اُڑا دیا تھا اب بیتے
مجھئی - رہی شاہ جی ہم ہین - مگر ہان تب اور روپ مین تھے
اب اور بھیس ہے - تب بھی جکما دیا تھا - ابکی بھی غچا دیا جو تم انسان ہو
تو ہمارے بھرے دن مین نہ آتے تے اب ہم جتائے دیتے ہین خبردار
مسافر کا اعتبار نہ کرنا اور سفر مین تو کسی پہ بھروسا رکھنا ہی نہین
دیکھو آخر ہم ہے تے کے چلدیئے تمنے عمر بھر سفر کیا مگر آدمی نہ بنے
"درویش مشیخت پناہ قدسی شاہ"
یہ خط پڑھکر میان آزاد پر گویا عرق خجالت کے سیکڑون گھڑے
پڑ گئے اور اتفاق وقت ہی ہنسیا کلوارن بھی اُدھر سے چمکتی ہوئی
گذرین -

لیجیے چور کے گھر چور بیٹھے ڈاکو کے یہان ڈاکہ پڑا - گٹھ کٹے کی
جیب کتری گئی - بڑے نیاریے نے غچا کھایا - میان آزاد سب کو
موس لائے تھے مگر یہان بقچہ و تھیہ گٹھری دٹھری - روپیہ پیسا جمع
جتھا سب غائب غلہ ہو گیا دکھن کی کمائی کاندو کے نالے مین
گنوائی ساری چوری سرا مین لٹائی اب انکا کفن کو پاس نہین
کوڑی کوڑی کو محتاج -

بہت کچھ غل غپاڑا مچایا - سرا بھر کو سر پر اُٹھایا - بھٹیارے کو
دو چار چپتین لگائین - بھٹیاری کو بے نقط سنائین - مگر مال نہ ملا
نہ ملا شاہ جی رفو چکر ہوے مگر نام کیا متبرک کھا تھا قدسی شاہ -

شاہ یا چورون کے پشت و پناہ اور ڈاکوون کے قبلہ گاہ - لوگون نے
صلاح دی کہ جاؤ تھانہ پر رپٹ لکھاؤ گرتے پڑتے چلے تھانہ پر -
اثنا راہ مین پنساری کی دُکان پر ایک شخص اخبار پڑھ رہا تھا -
میان آزاد اپنا نام اُسکی زبان سے سنکر چوکنا ہوے - ہین! ہمارا
ذکر خیر اخبار مین کیسا - سنتے ہی ٹھٹک رہے کیون قبلہ ذرا یہ اخبار
ہم بھی پڑھ سکتے ہین - جی ہان جو پڑھے لکھے ہین آپ تو پڑھ سکیے گا
ورنہ خیر صلاح کے ڈھیر لیجیے ملاحظہ فرمایئے - وہ تو گلقند آفتابی
لے کر رفو چکر ہوے - یہ اخبار پڑھنے لگے -

میان آزاد! میان آزاد!! میان آزاد!!!

نگوڑی چاہت کو کیون سمیٹا عبث کے جھک جھورے جھیلنے کو
دوگانہ پڑ جائے ٹِکی ایسی تمھارے اٹھکھیل کھیلنے کو
نصیب جاگین گے میرے سبدم تو مین بھی اک رت جگا کرونگی
ابھی تو آزاد سے ہمین ہان پڑے ہین پاپڑ سے بیلنے کو

پر بپتی کون کہے - ہماری بپتی سنو - سرا مین ایک گورا گورا لانبا
لانبا جوان خوبرو آکر ٹکا ٹکایا بلکہ جم گیا - اور رجھتے ہی ہمسے نکاح کا
وعدہ کیا - ہم تو سیدھے سادھے ہین - ہمین اُسکے ہتکھنڈے کیا
معلوم ہم بھی نکاح پر جھپ سے راضی ہو گئے - ای جب نکاح کے دن
قریب آئے تو موا اکڑ گیا ہمنے نالش داغدی تو بھاگ گیا سرکار نے
اُسکو پکڑوا بلایا - پھر حمیت ہو گیا - تو جو کوئی ڈھونڈھ لائے ہم اُسکے
ساتھ نکاح کر لین گے - اللہ رکھی بھٹیاری

یہ اشتہار میان آزاد پڑھ ہی چکے تھے کہ دوسرا نظر سے گذرا

لوٹ لیا! لوٹ لیا!! لوٹ لیا!!!

چل دیا دے کے جُل ہمین مکار | ایسے شیطان پر خدا کی مار

دہائی ہے - دہائی ہے - وقت مشکل کشائی ہے بس اب جان پر بن آئی ہے
مین بوڑھا مہاجن اگلے وقتون کا ریزہ کچہری دربار عدالت سرکار سے